

جلد حقوق محفوظ

سلسلہ اتر المصنفین

نمبر (۸۸)

ہندوستان کے وسطی



کا فوجی نظام

ہندوستان کے وسطی خصوصاً مسلمان بادشاہوں کے دور کے فوجی و حربی نظام
کی تفصیل تحریر کی گئی ہے،
مترجم

سید صباح الدین عبد الرحمن ایم، اے

PEOPLE'S PUBLISHING HOUSE
ALMINAR MARKET CHOWK ANARKALI
LAHORE.

باہتمام

مولانا مسعود علی صاحب ندوی

معارف پبلشرز عظیم گڑھ میں چھپی

کتبہ اقبال

قیمت آٹھ روپے

۱۹۶۰ء

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

133531

فہرست مضامین

ہندوستان کے وسطی کا فوجی نظام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱	خیل تاش	۱	پیش لفظ: جناب ڈاکٹر سید محمود صاحب
۱۲	سرخیل		تمہید: جناب شاہ معین الدین احمد
۱۳	امیر		صاحب ندوی
۱۴	ملک		عہدے
۱۵	خان	۲	اٹلی کماندار بادشاہ یا شہزادے
۱۶	سر لشکر	۳	انتظامی اور فوجی عہدوں کا ملا جلا
۱۷	مقدم یا سر لشکر مقدمہ		نظام
۱۸	سرفوج میمنہ	۴	عارض یا صاحب دیوان یا عرض مالک
۱۹	سرفوج میسرہ		دیوان عارض، سر لشکر ملک
۲۰	سرخاندار میمنہ		راوت عارض
۲۱	سرخاندار میسرہ	۵	میر بخشی یا بخشی المالک
۲۲	فرمنگ	۱۰	بخشی دوم و بخشی سوم
۲۳	سہم بخش	۱۰	بخشی حضور
۲۴	شہید بخش	۱۰	سپہ سالار
۲۵	قاضی	۱۱	سرخنگ
۲۶	انیر داد یا داد بک	۱۱	قائد

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸	راؤ	۱۲	کیفیت نویس
۱۹	مناصب	"	صاحب برید
۲۰	منصب ذات	"	امیر اخور یا اخربک
۲۰	منصب سوار	"	شحنہ پیل
۲۰	دواسپہ و سہ اسپہ	"	شحنہ نفر
۲۱	امیر	"	سر سدا عدار
"	امراے کبار	"	قور بگ
"	نوکٹان والا مکان	"	آختہ جنگی
"	امراے عالی شان	"	دار و نہ فیل خانہ
"	تعیناتیان	"	دار و نہ شتر خانہ
"	حاضر رکاب	"	میر آتش
۲۳	تامینان		القاب و امتیازات
۲۴	انعامات	۱۳	امیر
۲۵	منصب داری کا سیکور نظام	۱۳	مک
	اسلحہ	۱۴	خان
۳۶	تیغ اور اس کی قسمیں	"	خانخانان
۳۹	کمان اور اس کی قسمیں	"	خان عظم
۴۲	نیزہ یا تان کی قسمیں	"	خان منظم و غیرہ
۴۳	گرز	۱۵	راے رایان
۴۳	نہج	۱۵	خانچاں
۴۴	تیر	۱۶	خانخانان
۴۴	پیازی	۱۶	راے رایان
۴۵	فلاخن یا فلاسنگ	"	راہ
"	کنہ	"	راے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۱	بہنی تو ہیں	۴۵	کٹارہ
۵۲	کشمیری تو ہیں	"	دشنہ
"	گجراتی تو ہیں	۴۶	چکر
۵۳	بابری تو ہیں	"	چمدھر
۵۴	دکنی تو ہیں	"	خنجر
۵۵	قلندہ گلبرگہ کی تو ہیں	"	کارو
"	قلندہ بیچ پور کی تو ہیں	"	گپتی کارو
۵۶	قلندہ ادسا کی تو ہیں	"	نچی کارو
"	برید شاہی تو ہیں	"	چاقو
"	پرندہ کی تو ہیں	"	تفنگ دہاں
"	راچور کی تو ہیں	"	پشت خار
۵۸	قلندہ پراونٹور کی تو ہیں	"	خارماہی
"	قلندہ دولت آباد کی تو ہیں	۴۷	گرہ کشا
"	اکبری تو ہیں	"	شصت آویز
۵۹	مشین گن	"	منجیق
۶۰	شاہجہانی تو ہیں	۴۸	عراوہ
"	مالگیری تو ہیں	۴۹	خرک بادبایہ
"	محمد شاہی تو ہیں	"	چرخ
۶۱	گجنال	"	کمان رعد
"	شتر مال	"	نقط
"	زنبورک	۵۰	بان
"	شاہین	"	حقہ آتش
"	دھماکہ	"	سنگ مغربی
"	رہسگدہ	۵۱	توپیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۸	سلاطین دہلی کے سوار	۶۱	بادیچ
۷۰	گھوڑوں کی فراہمی	۶۲	ہوائی توپ، دیگ، بندوق
۷۱	سواروں کی ہر روز آزمائی	۶۳	بندوق کی چرخ
۷۲	بھٹ بھادر سوار		لباس
۷۶	سواروں کے خورد و نوش	۶۴	زرہ، خود، جوشن، دستوانہ
	کے سامان	"	غطاق، خفان، برگستان، دہنڈہ
"	تاتاری سواروں کی بے بسی	۶۵	کو گھٹی، زرہ کلاہ
۷۸	میدان جنگ میں ہاتھی اور	"	کبترا یا کبترا
	گھوڑوں کی پوش	"	چار آئینہ
۷۹	غلام الدین خلجی کے گھوڑے اور سوار	"	زرہ، جیب یا جکیبہ
۸۰	سواروں کی بزدلی پر تنبیہ	"	جوشن، کوٹھی
"	تیموری دور کے سوار	"	صادقی،
۸۱	منصب دارمی نظام	"	انگرکھ
۸۱	منصب ذات	۶۵	بھنبو
"	منصب سوار	"	چہرہ زرد آہنی
"	احدی	"	سلاح قباہی
۸۵	بارگیر	"	گھو گھوہ
"	منصب دار واخلی	۶۶	چیل قد یا حلقہ
"	کشک	"	دستوانہ
۸۶	تیمور کے سوار	"	یاگ
۸۸	بار کے سوار	"	کنٹھ سو بھا
۹۱	اکبر کے سوار	"	موزو آہنی
۹۲	خان عالم کی بہادری	"	سوار
۹۵	منہم خاں کی سپہگرمی	۶۷	سواروں کی اہمیت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۶	اوزنگ زیب اور راجہ جے سنگھ	۹۵	خانخاناں عبدالرحیم خاں کی پامردی
۱۲۸	عالمگیر کے راجپوت منصبہ روں کی فہرست	۹۶	بہادر خاں کی شمشیر زنی
۱۲۹	درگاداس راٹھور	"	سادات بارہ
"	راؤ دپت رائے ہندیلہ	۹۷	ابراہیم خان کی جان نشاری
"	عالمگیر اور مرہٹے	۹۸	شاہجہاں کی عہد کے سوار
۱۳۰	اوزنگ زیب اور اصولی ملازمت	۱۰۴	تذکار کی ہم میں سواروں کے کارنامے
۱۳۱	اوزنگ زیب کی تنگ نظری؟	۱۰۶	راجپوت سواروں کے کارنامے
۱۳۳	گھوڑوں کی قسمیں	۱۰۷	بہار اہل کچھواہہ
"	گھوڑوں کے ساز و سامان	"	راجہ بھگوان داس
"	ہاتھی	۱۰۹	اکبر اور راجہ روپ سی کی خاطر داری
۱۳۶	ہاتھی کی اہمیت	"	راجہ بان سنگھ
۱۳۷	ہاتھی کی قسمیں	۱۱۰	راجہ اودے سنگھ راٹھور
۱۳۸	ہاتھیوں کے خدمت گزار	"	رائے سنگھ کانیری
"	ہاتھی کے لئے سامان آرائش	۱۱۰	راجہ ٹوڈر مل
۱۳۹	ہاتھی کی غذا	۱۱۱	اکبر اور رانا پرتاب سنگھ
"	ہاتھی پر فوجی سردار	۱۱۱	جہانگیر اور راجپوتوں کی دلداری
۱۴۲	ہاتھی پر سے تیر اندازی	۱۱۷	جہانگیر اور رانا امر سنگھ
۱۴۳	ہاتھی پر سے گولہ اندازی	۱۱۸	شاہجہاں اور راجپوت منصبہ
۱۴۴	ہاتھی اور صف بندی	۱۳۰	اوزنگ زیب اور راجپوت سوار
"	ہاتھی اور صف شکنی	"	وہراموت کی جنگ
"	صف شکن ہاتھی کے اوصاف	۱۳۲	سموگہ و کی لڑائی
"	ہاتھی اور عبور دریا	۱۳۳	کھجورہ کی جنگ
۱۴۷	ہاتھی اور حصار شکنی	۱۳۴	اوزنگ زیب اور حبونت سنگھ
۱۴۸	ہاتھی اور نقل و حمل	۱۳۵	اوزنگ زیب اور راٹھور راجپوت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۲	بابری بیڑے		توپچی
۱۶۳	اکبری بیڑے	۱۵۰	عمید دار
۱۶۵	بحری بیڑے کے ملازمین	۱۵۱	گولہ انداز
۱۶۶	نواڑہ	۱۵۱	ارام
۱۶۷	ادراکان کی بحری مہم	۱۵۲	بابری کے توپچی
۱۸۱	بحری قلعے	۱۵۳	بہادر شاہ گجراتی کے توپچی
۱۸۳	میر جملہ اور آسام کی بحری مہم	۱۵۳	توپوں سے لڑنا بہادر کی دلیں تھیں
۱۸۹	سبواجی کے بحری بیڑے	۱۵۴	ہندوستانی اور برونی توپوں کا مقابلہ
	تختہ ۱۵		پیدل
۱۹۱	غزنوی نظام	۱۶۱	پاک
۱۹۲	شمسی دہلوی نظام	۱۶۲	اکبری بیڑے
۱۹۳	علائقہ نظام	۱۶۳	پاکوں کی جان نزاری
۱۹۴	تغلقوں کا نظام	۱۶۴	بیادوں کی جان نزاری
۱۹۵	فیروز شاہی نظام	۱۶۵	بیادوں کی صفت آرائی
۱۹۶	لودیوں کا نظام	۱۶۶	پیشکش مردانہ
۱۹۷	شیر شاہی نظام	۱۶۷	زم
۱۹۸	انعام و اکرام	۱۶۸	جال
۱۹۹	اکبری نظام	۱۶۹	کنڈ آرائی
۲۰۰	مختلف لشکریوں کی تختہ	۱۷۰	قلعہ کے اندر بہادرانہ یورش
۲۰۱	تختہ دہنے کے طریقے	۱۷۱	یورش میں ہلاکت خیز بیابانی
۲۰۲	جاگیر یا تختہ حاصل کرنے کے طریقے	۱۷۲	بحری بیڑے
۲۰۳	جہ مانے	۱۷۳	غزنوی بیڑہ
۲۰۴	توقف تصحیح	۱۷۴	سلاطین دہلی کے بیڑے
۲۰۵	گھوڑوں کی بہترین اور ساقی	۱۷۵	گجراتی بیڑے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۱	داغ و حلیہ	۲۰۷	غیر حاضری
۲۲۲	عہد تعلق میں معائنہ	"	بیماری
۲۲۳	عہد لودھی میں معائنہ	۲۰۸	فرائی
۲۲۵	شیر شاہی عہد	"	فوتی
"	معائنہ کا طریقہ	۲۰۹	شاہجہانی عہد کی تختہ اموں کامیاب
۲۲۶	بابری عہد کا معائنہ	۲۱۲	عالمگیری عہد کی تختہ اموں کا معیار
"	ہمایونی عہد میں معائنہ	"	مال غنیمت میں فوج کا حصہ
۲۲۷	اکبری عہد میں معائنہ	"	بھرتی
۲۳۰	عالمگیری عہد میں معائنہ	۲۱۳	سپہگرمی طرہ افتخار
"	چہرہ نویسی	"	ذریعہ معاش
۲۳۱	تصحیحہ	"	جدبہ جہاد
"	کوچ	"	فوجی امراء کا تعاون
۲۳۲	محمود غزنوی کی پتیر گامی	۲۱۴	حلیہ و داغ
۲۳۳	غوری کی رہنمائی	"	منصب داروں کے ذریعہ بھرتی
۲۳۴	ایک کی قطع مسافت	۲۱۵	صوبیداروں اور زمینداروں سے مدد
"	بختیار خلجی کی برتن رہنمائی	"	سلجہ واردہ بارگیر
"	علاء الدین خلجی کا کارنامہ	"	آب بنیان
۲۳۵	کوچ میں ہولناکی	"	منصب دار کا تقرر
۲۳۶	لکڑہاروں وغیرہ کی کارگزاری	"	قابل قدر لشکری
۲۳۷	ساعت مبارک اور زیارت مرزا	۲۱۷	سرسبندی
"	بابری کوچ	"	معائنہ
۲۳۸	اوزنگ زینب کی کارکردگی	۲۱۸	غزنوی عہد کا معائنہ
۲۳۹	کوچ میں صفت آرائی	۲۱۹	عہد مملوک میں معائنہ
"	قائد کی پرشکوہ روانگی	۲۲۱	عہد علانی میں معائنہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۶۸	رسد کی فراہمی	۲۴۶	مبارک ساعت
	انتخاب میدان	۲۴۷	مزار پر حاضری
۲۶۳	انتخاب میدان کے شرائط	"	جاسوس
۲۶۴	میدان جنگ کے لئے خندق	"	بیلہ اوروں وغیرہ کی کارگزاری
۲۶۵	انتخاب میدان میں تیمور کی ہدایت	۲۴۸	بار برداری کے جانور
۲۶۶	خراب میدان کی وجہ سے دقتیں	"	اشکر کی غارتگری سے تحفہ
۲۶۸	میدان جنگ کی حفاظت	"	خاصی لشکر
۲۸۱	پانی کی کمی سے نقصانات		چھنڈے
"	گرد و غبار سے نقصانات	۲۵۱	سلاطین و بی کے چھنڈے
	مجلس مشاورت	۲۵۲	عہد مفایہ کے نشانات
۲۸۳	مجلس ملکی	۲۵۳	علم کی اہمیت
۲۸۴	تیمور اور خلی مشورے	"	علم کی حفاظت
۲۸۵	مجلس کنکاش		باب
۲۸۶	مجلس مشورت میں پرچش تقریر	۲۵۵	سلاطین و بی کے باب
"	نفر نجان کی تقریر	"	دل رن کی بامردی
۲۸۸	غازی ملک کی تقریر	۲۵۶	عہد مفایہ کے باب
۲۹۰	بابر کی تقریر		مجلس
۲۹۲	شیر شاہ کی تقریر	۲۵۹	تاریخ و احکام
۲۹۳	اکبر کی تقریر	۲۶۰	نہج
۲۹۴	نور جہان کی تقریر	"	خوبی کی ترتیب
"	وزیر کی تقریر	"	اکبر کا کیس
	صف آرا	۲۶۳	وزیر کی تقریر
۲۹۷	غواٹیوں کی فوج کی صف آرائی	۲۶۷	کیس کا بیان
۲۹۸	غواٹیوں کے لشکر کی صف آرائی	۲۶۸	مجلس بار

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۳۵	تیر اندازی	۲۹۸	سلاطینِ دہلی کی فوجوں کی صف بندی
"	تیر اندازوں کی چابک دستی	۳۰۳	تیمور کی فوج کی صف آرائی
۳۳۶	ظفر خان کی تیر اندازی	۳۰۶ و ۳۰۵	نقشہ جنگ
۳۳۷	پانی پت کی پہلی لڑائی میں	۳۱۷	بابر کی فوجوں کی ترتیب
"	تیر اندازی	"	بابر کے جانشینوں کی صف آرائی
۳۳۸	تیر اندازوں کی ہونہار	"	جنگ
۳۳۹	فدائی خان کی چابک دستی	۳۱۵	آغاز جنگ
۳۴۰	مراد کی تیر اندازی	"	سورن
۳۴۵	شمشیر زنی	۳۱۶	انتیازی علامت
۳۴۸	نیزہ بازی	۳۱۷	بورش
۳۵۰	جنگی جیلے	۳۱۸	بورش کے مختلف طریقے
"	محاصرہ	۳۱۹	تیموری طریقے
۳۵۷	منجنیق	۳۲۵	گولہ باری
۳۵۹	پاشیب	۳۲۶	رومی طریقے
"	گر گج	۳۲۷	گولہ باری سے ہاتھیوں میں سرنگی
۳۶۰	ساباط	۳۲۸	توپ اور تلوار کا مقابلہ
"	ہاتھی سے قلعہ شکنی	"	بان اندازوں کی ہونہار
"	سرنگ	۳۲۹	دھرمات میں گولہ باری
"	کند اور زردبان	"	سموگڑہ میں گولہ باری
"	عمور خندق	۳۳۱	جنگ لاہور میں آتش باری
۳۶۲	نما کہ بندی	۳۳۲	حسن پور کی لڑائی میں ہونہار
"	فریب دی	"	گولہ باری
۳۶۳	محبورین کے لباس	۳۳۵	نادر شاہ کی توپیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۱۴	عجیب و غریب نقار خانے	۴۹۶	قانون کی خدقیں
۴۱۵	بابر ہی نظم	۴۹۷	مٹی کے قلعے
۴۱۶	دہلی اور کابل کے درمیان	۴۹۸	لکڑی کے قلعے
۴۱۷	کا انتظام	۴۹۹	گرگڑ اور گرگڑا
۴۱۸	عالمگیری انتظام	۵۰۰	قند کے پھانک کا پڑیچ پڑا
۴۱۹	خفیہ خبر رسانی	۵۰۱	فیصل
۴۲۰	تعداد	۵۰۲	بُرج
۴۲۱	محمود غزنوی کی فوجوں کی تعداد	۵۰۳	کنگورہ
۴۲۲	پرتھوی راج کی فوج کی	۵۰۴	جھاؤنیاں
۴۲۳	تعداد	۵۰۵	محمد بن قاسم کے اڈے
۴۲۴	غلاموں اور خلیجیوں کے لشکر	۵۰۶	غوری کے اڈے
۴۲۵	کی تعداد	۵۰۷	بہار اور بنگال کی جھاؤنیاں
۴۲۶	تغلقوں کے لشکر کی تعداد	۵۰۸	شمالی مغربی سرحد کی جھاؤنیاں
۴۲۷	ابراہیم لودی کی فوج کی تعداد	۵۰۹	عہد تغلق کی جھاؤنیاں
۴۲۸	راجا سائیکا کی فوج	۵۱۰	بعض اصطلاحات
۴۲۹	ہمایونی فوج	۵۱۱	شیر شاہ کی جھاؤنیاں
۴۳۰	شیر شاہی فوج	۵۱۲	عہد مغلیہ کی جھاؤنیوں کا نظام
۴۳۱	اکبری فوج	۵۱۳	خبر رسانی
۴۳۲	شاہجہانی لشکر	۵۱۴	محمد بن قاسم کی ڈاک
۴۳۳	عالمگیری فوج	۵۱۵	محمود غزنوی کی ڈاک کا انتظام
۴۳۴	وزیر زبیب کے شہزادوں کی	۵۱۶	وصاوہ، الاغ اور قاصد
۴۳۵	فوج	۵۱۷	عہد غلجی کا نظام
۴۳۶		۵۱۸	عہد تغلق کا نظام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۵۰	فوجی سرداروں کی خصوصیات	۴۲۷	محمد شاہ اور نادر شاہ کے لشکر
۴۵۱	عارض کے اوصاف	۴۲۸	بھٹو صاحب کی فوج
۴۵۲	فوجی سرداروں کی خوبیاں	۴۲۹	شش
۴۵۳	شہزادوں کی نصیحتیں	۴۳۰	صید اگنی
۴۵۴	فوجی عہدیداروں کو ہدایتیں	۴۳۱	شہسوار
۴۵۵	چٹائی اور تمبور کے اصول	۴۳۲	چوگان بازی
۴۵۶	اچھے فوجی سردار ہونے کے شرائط	۴۳۳	شیش رانی
۴۵۷	عام سپاہیوں کی تعلیم	۴۳۴	تیر اندازی
۴۵۸	باضابطہ تعلیم کی کمی	۴۳۵	نیزہ بازی
۴۵۹	بے ضابطہ تعلیم کے نقصانات	۴۳۶	نفاخ اندازی
۴۶۰	اتحاد مقصد پیدا کرنے کی تدبیریں	۴۳۷	ہکر اندازی
۴۶۱	جوش جہاد	۴۳۸	کشتی
۴۶۲	نسلی اور قبائلی جوش	۴۳۹	پھینکتی
۴۶۳	تحت و تاج کی حمایت کا جوش	۴۴۰	ٹپ بازی
۴۶۴	جوش شجاعت و پامردی	۴۴۱	ایک
۴۶۵	انقرضی جان بازی	۴۴۲	بوت
۴۶۶	مسمانوں اور راجہوں کے دنوں جنگ کا نمونہ	۴۴۳	بانا
۴۶۷	مریٹوں نے راجپوتوں کی ناکامی سہی	۴۴۴	تعلیم و تربیت
۴۶۸	زوال اور اس کے اسباب	۴۴۵	شہزادوں کی تربیت
۴۶۹	فوجی کمانوں پر ایک نظر	۴۴۶	نظری تعلیم
۴۷۰	زوال کے اسباب	۴۴۷	بادشاہ وقت کے اوصاف

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۸۳	عدل و انصاف	۴۶۱	داخلی اسباب
۴۸۴	ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں	"	حضرت خالد کی مثال
	کے لشکر کی بے عنوانیاں	۴۶۲	حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح
۴۸۵	اتحاد و اتفاق کی کمی	۴۶۳	حضرت سعید بن عامر کی سادگی
۴۸۶	خارجی اسباب	۴۶۵	ہندوستان کے فوجی امرا کا عیش و تنعم
"	وراثت کے جھگڑے		اسلامی لشکر کی سادگی
۴۸۸	نفاق پروری	۴۶۶	ہندوستانی لشکر کا تزک و اقامت
"	باہمی کشمکش	۴۶۸	اسلامی لشکریوں کے اوصاف
۴۸۹	امارت کے بڑے نتائج	۴۶۹	ہندوستان کے لشکریوں میں
۴۹۰	بیرونی ممالک سے اہل دماغ	۴۸۰	دینداری اور طہارت کی کمی
	کے نہ آنے کے نتائج	"	اسلامی تعلیمات
۴۹۱	فوجی کیمپ میں راحت پسندی	"	لوٹ مار کی ممانعت
"	غیر ترقی یافتہ اسلحہ جنگ	۴۸۱	حضرت ابو بکرؓ کی ہدایتیں
۴۹۲	طریقہ جنگ میں ترقی نہیں ہوئی	"	عبادت گاہوں کا احترام
"	تاریخ کی نیرنگیان	"	جذیرہ کی داپھی
		"	

پیش لفظ

ڈاکٹر سید محمد سعید ذریعہ تعلیم و بہار و امور خارجہ حکومت ہند

دعوتِ اسلامی

دانشمندی کو علامہ شمس علی حسینی نے دلائلِ علمی و تاریخی پر مبنی و سائنس کا کام بھی دلائلِ شریعی کی صفات پر مبنی
نے عالمگیر بات تحقیق کرنے والوں کو ایک نیا حق لکھ لکھ دیا، گو وہ مرحوم نے اپنے اس خاص نقطہ نظر
کو ثابت کرنے میں، اکبر جہاںگیر و مرثا جیسے پر اعتراضات کے برکھنات کا بہ خاص نقطہ نظر سلان
میں بہت مقبول قرار دیا، پھر ان کے مکتوبات، ہذا انگیزہ، بیباک لکھنا، عبد الرحیم خان خاں اور ہندوستان
پر اسلامی تمدن کے اثرات بہت اچھے، بخیر اور بہت بے مثال ہوئے۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے
بھی اس سلسلہ کو جاری رکھا، اور ان کی شہرہ آفاق کتاب "سیرتِ محمدیہ" کے تصنیفات اردو زبان میں
ہمیشہ زندہ رہے گی، وہی کتاب علامہ عبد الوہاب کے لئے ایک بڑی بات تھی، ان کی موت نہ سہانوں کے غم
میں ہندوؤں کی کوئی ٹھٹھکی نہ تھی، ابھی ہندوؤں کی ہر طرف سے ہندو پھر ان کی تحقیقات سے ہم کو
باقی دفعہ یہ معلوم ہو کر کہ ان کی ہر بات میں ہندوؤں کی سائنس کا نام لیا اور ان کے آثار و آثار
معمار لاہوری تھا، ہندوؤں کی کتاب "ہندو سائنس" کے بارے میں اس کی اسدنی درمکے ہیں اور رقصاتِ مائیں
اور رقصاتِ عالمگیر کی ہر بات میں ان کی ہر بات میں ہندوؤں کی ہر بات میں

علامہ سید سلیمان ندوی نے سلسلہ میں تاریخ ہند کی تدوین اور ترتیب کے سلسلہ میں ایک ہی سکیم پیش کی تھی اور انکا ارادہ تھا کہ مصنفین کی طرف سے ہندوستان کی تاریخ کے مختلف پہلوؤں پر ۱۹ جلدیں شائع کی جائیں لیکن ادارہ کی مالی دشواریوں کی وجہ سے یہ کام خاطر خواہ انجام نہ پاسکا، پھر بھی یہاں کے رفقاء نے حسب ذیل کتابیں لکھیں:

(۱) تاریخ سندھ (۲) نجوم تمویذ (۳) نجوم مہوکیہ (۴) نجوم صوفیہ (۵) ہندوستان کے عہد وسطیٰ کی ایک ایک جھلک۔

مجھ کو بھی ہندوستان کی تاریخ سے تھوڑی بہت دھڑپ رہی ہے، اس لئے میری بھی خواہش ہوئی کہ مصنفین اپنے اس اہم علمی کام کو جلد از جلد پورا کر سکیں اور سیر سے مشورہ سے اس کا ایک پنج سالہ پیمانہ بنایا گیا جس میں حسب ذیل دس جلدیں رکھی گئیں:

(۱) ہندوستان کے عہد وسطیٰ کا فوجی نظام، ہندوستان عربوں کی نظر میں (۲) و (۳) ہندوستان کے عہد وسطیٰ کی تمدنی اور تاریخی تاریخ، و (۴) و (۵) ہندوستان کے عہد وسطیٰ کے مشاہیر (۶) ہندوستان کے عہد وسطیٰ کے نظام میں رہنے والے مختلف قبائل، و (۷) و (۸) ہندوستان کے عہد وسطیٰ کی تاریخ، ہندوستان موخین کی نظر میں (۹) و (۱۰) گجرات کی تمدنی تاریخ۔

یہ فہرست مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کو بھی دکھائی گئی تھی، انھوں نے اس کو پسند فرمایا اور اس کی ترتیب کے سلسلہ میں اپنی وزارت تعلیم سے ماہ مارچ ۱۹۵۷ء کو درخواست فرمائی کہ اس کے لئے درخواست بھی دی گئی جس میں مذکور کتابوں کی پوری تفصیل تھا کہ ان کی کتابیں اس درخواست پر دفتری کارروائی ہو رہی تھی کہ ان کو ایام کے آغاز میں ہی شائع ہو سکے اور پھر اس کے لئے یہ درخواست پھر وزارت ثقافت اور سائنس کے زیرِ ملاحظہ رہی۔

اس وزارت کی طرف سے امداد کی جتنی توقع تھی، وہ نہ ملی، پھر بھی یہ کام شروع کر دیا گیا، اور اس سلسلہ کی پہلی کتاب ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کا فوجی نظام اس وقت ناظرین کے ہاتھ میں ہے یہ کتاب کسی لمبی تہیہ کے بغیر شروع کی گئی ہے، اور شروع ہی میں یہ کہا گیا ہے کہ موجودہ دور میں جب کہ برسی، بحری اور ہوائی لڑائیوں کا فن انتہاء کو پہنچ گیا ہے، ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کے فوجی نظام کا مطالعہ محض ایک دفتر پارہ کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہئے کہ انسان کی کی وہ فطرت اور وہ قواعد جن پر جنگ مبنی ہوتی ہے، بدلتے نہیں، اسی لئے نہایت قدیم زمانہ کی معرکہ آرائیوں سے بھی قیمتی سبق سیکھے جاسکتے ہیں، اس کتاب میں ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کی جو فوجی اور حربی تفصیلات پیش کی گئی ہیں، ان سے بھی بہت کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

گو یہ کتاب خالص فوجی اور جنگی نقطہ نظر سے نہیں لکھی گئی ہے، کیونکہ مصنف کوئی ماہر جنگ نہیں، بلکہ مورخ ہیں، اسی لئے اس کے مباحث بھی مورخانہ ہیں،

اس کتاب کی سب سے قابلِ قدر چیز اس کا خوشگوار ہتھین اور سنجیدہ لب و لہجہ ہندوستان کی بڑی پرستی ہے کہ اُس کے عہدِ وسطیٰ کی جب کبھی تاریخ لکھی گئی تو اس میں جنگ آمیزی ہوئی، مسلمان میرخوں نے مسلمانوں کے دورِ حکومت میں جوتا رکھیں لکھیں، ان میں ان کی فتح و کامرانی کا غور و غلبہ کا نشہ چھایا ہوا نظر آتا ہے، اور انھوں نے واقعات قلبہ کرنے میں مبالغہ آمیزی سے کام لیا، اور ہر طرح ایرانی اہل قلم کے شعروادب میں غیر معمولی مبالغہ آرائی نظر آتی ہے، اسی طرح جوتا رکھیں ایرانی طرز پر لکھی گئیں، ان میں بھی مبالغہ نظر آتا ہے، مثلاً کہیں دو چار ہندو مشرف باسلام ہوئے تو یہ یوں لکھتے ہیں کہ تمام علاقے غلہ بوش اسلام ہو گئے، اسی طرح مندروں کے انہدام کے اکاؤنٹ کا واقعہ کو اس طرح پیش کرتے ہیں جس کو پڑھنے کے بعد یہ منہ نہیں ہوتی ہے کہ ہندوستان کے تمام مندروں بالکل منہدم کر دیئے گئے تھے، اگر یزید بن مسلمان مورخوں کی اس مبالغہ آرائی سے پورا غامدہ اٹھا کر اس دور کی

حکومت کی جوتاہنچن قلمبند کیں، ان میں ہندوؤں کے اشتعال کو بڑھانے کے لئے پورا مواد فراہم کر دیا، اور اسی کا اثر ہے کہ موجودہ دور میں ہندوؤں کے قلم سے جوتاہنچن نکل رہی ہیں، ان میں ایسی باتیں ہوتی ہیں جن کو پڑھ کر مسلمانوں کو تکلیف ہوتی ہے، اور ہندوستان کے عہدِ سطلی کی تاریخ نویسی ایک ایسے جگہ میں پڑ گئی ہے جس کے بڑے نتائج پر بحث کرنے کا یہ موقع نہیں، لیکن اگر ہماری تاریخ نویسی میں صحت مندانہ پہلو کا زیادہ بجا طرہ کھاجائے تو ہماری بہت سی ذمہ داریاں اور سیاسی بیماریوں کا علاج ہو جائے، مجھ کو خوشی ہے کہ سید صباح الدین عبدالرحمن کی زیر نظر کتاب میں وہ تمام صحت مندانہ پہلو موجود ہیں، جو اس عہد کی تاریخ نویسی کے لئے ضروری ہیں،

ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے ناقدین ان پر یہ الزام رکھتے ہیں کہ انھوں نے یہاں آکر خون ریز جنگ کی، غارتگری کی، یہاں کے امن پسند باشندوں کو ترسیع کیا، مندروں کو منہدم کیا، جزیہ لگایا، ان حکمرانوں کے حامی ان الزامات کی تردید کرتے ہیں، اور اب تک مؤرخوں کی ساری سرگرمیاں ان ہی سطلی باتوں میں ضائع ہوتی رہی ہیں، لیکن ان حکمرانوں نے کیا کیا کیا کیا نہیں کیا یا کیا کرنا چاہئے تھا، اُس کو سیکڑوں برس کے بعد موجودہ معیار کے مطابق بحث کا موضوع بنا کر اپنے خاص خاص جذبات کا اظہار کرنا کوئی علمی یا تاریخی خدمت نہیں، جو ہو چکا ہو، ہم حوادثِ زمانہ سمجھ کر نظر انداز کریں، دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس کے کارنامے تنقیدوں اور تنقیصوں سے بالاتر کہے جاسکتے ہیں، لیکن اچھا مورخ وہی ہے جو تاریخ لکھتے وقت یہ سوچے کہ اس کے قلم کی لغزش اور اُس کے اپنے جذبات کے اظہار سے کیا نقصان پہونچنے کا امکان ہے،

ہندوستان کی تاریخ نویسی کے وقت اور اہم ہو جاتا ہے، خصوصاً جب اس کا لکھنے والا ہندو ہو یا مسلمان، اگر ہندو مورخ اس عہد کے صرف ہندوؤں ہی کے سیاسی، مذہبی، معاشرتی، عمرانی اور اقتصادی کارنامے لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں، تو وہ حق بجانب ہیں، بشرطیکہ اس دور کے مسلمان

حکمرانوں پر تنقید کرتے وقت ایسی باتیں نہ لکھیں جن سے اُن کے ہم مذہبوں کے مذہبی جذبات اور خود اِرا احساسات کو ٹھیس لگے، اسی طرح مسلمان مورخین اس عہد کی تاریخ قلبند کرتے وقت صرف مسلمانوں کے روشن کارناموں کو اچھالیں تو یہ بھی قابلِ اعتراض نہیں، بشرطیکہ وہ اپنے ہم وطنوں کے متعلق ایسی رائے کا اظہار نہ کریں جس سے ان کو تکلیف پہنچے، اس طرح تاریخ نویسی کا دائرہ تنگ تو ضرور ہو جاتا ہے لیکن اس سے بہتر ہے کہ ایک دوسرے کی تاریخ لکھی جائے لیکن تحقیقات کے پردے میں باہمی نفرت پیدا کر کے یہاں کے سیاسی اور فنی زندگی کو نقصان پہنچایا جائے، اگر مہندوستان مورخوں کے قلم سے اُن کے صرف ہم مذہبوں ہی کے روشن پہلو سامنے آتے رہے، تو کچھ دنوں کے بعد ہندوستان کی تاریخ نویسی میں خود اعتدال، توازن اور صحت مندانہ پہلو پیدا ہو جائے گا،

جناب سید صباح الدین عبد الرحمن دہلوی جن میں گذشتہ پچیس سال سے ہندوستان کی تاریخ کا مطالعہ کر رہے ہیں، اور وہ اب تک بہت سی کتابوں کے مصنف ہو چکے ہیں، بزمِ تمویذ، بزمِ ملوک، بزمِ صفویہ اور ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کی ایک ایک جھلک، ان ہی کی تصانیف ہیں، ان تمام کتابوں میں ان کا لب و لہجہ بہت ہی پسندیدہ رہا ہے، اور مجھ کو خوشی ہے کہ یوپی کی حکومت نے اُن کی کتاب "ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کی ایک ایک جھلک" پر ایک ہزار روپے انعام دیا ہے، یہ کتاب واقعی انعام کی مستحق تھی کیونکہ اس میں ہندوستان کی تاریخ کے مطالعہ کا ایک خاص نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے جس کے پڑھنے کے بعد ہندو مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار ہو سکتے ہیں،

یہی اسپرٹ زیرِ نظر کتاب "ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کا فوجی نظام" میں کارفرما ہے یہ موضوع بڑا مشکل، صبرِ آزما، اور پیچیدہ تھا، لیکن کتاب کے پڑھنے سے اندازہ ہو گا کہ بڑی محنت و مشقت بدوئیہ اور تحقیق کے ساتھ لکھی گئی ہے جس کے لئے سید صباح الدین عبد الرحمن ضرور داد کے مستحق ہیں، ناظرین خود بھی اس کا اندازہ کریں گے، تفصیلات بیان کرتے وقت وہ پُر خارا اور دشوار گزار وادی سے اس

طرح گزرے ہیں کہ ہندوستان کے عہد وسطیٰ کی تاریخ نویسی کا ایک نیا موقف سامنے آجاتا ہے، اور جس
اسپرٹ سے یہ کتاب لکھی گئی ہے، اس طرح اور مورخین بھی اس عہد کی تاریخ لکھتے رہیں، تو ہماری سیا
اور قومی بیماریاں دور ہو جائیں،

اس کتاب کا مواد اکٹھا کرنے میں جناب سید صباح الدین عبدالرحمن صاحب نے تقریباً بیس
تیس برس صرف کئے ہیں، اور گویہ ایک سال میں لکھی گئی لیکن اس پر سیرچ تقریباً ۲۲-۲۳ برس سے
کرتے رہے، اس لئے آخر میں ہم مصنف کو پھر داد دیتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب محققانہ اور پراثر معلوما
ہونے کے علاوہ اپنی اسپرٹ کے لحاظ سے اردو زبان کی اہم کتابوں میں شمار کئے جانے کے لائق ہے اس
کتاب کی اشاعت پر ہم دارالمصنفین کو بھی مبارکباد پیش کرتے ہیں،

سید محمود

۲۔ تعلق کر سینٹ، نئی دہلی،

۲۲ فروری ۱۹۶۰ء



تہذیب

ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کی تمدنی تاریخ کی تالیف عرصہ سے مصنفین کے پیشِ نظر تھی۔ اس سلسلہ میں اُس نے بعض کتابیں بھی شائع کیں، مگر اس کام کی تکمیل میں مالی دشواریاں تھیں۔ حکومت نے اراہِ قدروانی ایک سال کے لئے کچھ امداد منظور کی جس سے تھوڑی سی سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے لئے مصنفین حکومتِ ہند اور اس کے وزیرِ موثقافت و سائنسزک ریسرچ پوزٹ ماب عالیجناب ہمایوں کبیر کی غمِ نوازی کا شکر گزار ہے،

ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کی ہزم آرمیوں پر تو بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن ہزم آرائی کے نظام کا صفحہ بالکل خالی تھا، چنانچہ اس موضوع پر اردو کیا فارسی میں بھی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اس لئے اس کی تاریخ ابتدا ہی سے مصنفین کے پیشِ نظر تھی، اور ہمارے رفیق کا رسید صباح الدین عبد الرحمن صاحبِ خدمت سے اس کی تیاری میں مصروف تھے جس کو انھوں نے اب مرتب کر کے پیش کیا ہے، انھوں نے اس کی تالیف میں جو غیر معمولی محنت کی ہے، اور جن جن گوشوں سے مواد فراہم کر کے یہ ہزم نامہ مرتب کیا ہے اس کا اندازہ کتاب کے مطالعہ سے ہو گا،

یہ کتاب فوجی نظام پر ہے، اس لئے قدرۃً اس میں اس دور کے بہت سے اہم تاریخی واقعات اور وچپ تمدنی حالات بھی آگئے ہیں، اور ہزم میں ہزم کی جھلک نظر آ جاتی ہے، اردو میں اس موضوع پر یہ سب سے پہلی کتاب ہے، اس نے یقین ہے کہ اہلِ ہند یہ گئی کی نگاہ سے دیکھی جائے گی، کتاب

کی غنماست کو کم کرنے کے لئے کچھ تفصیلات اور بعض اصطلاحات خدمت کر دی گئی ہیں، اس سے اگر ناظرین کو کہیں کوئی کمی محسوس ہو، تو اس میں وہ مصنف کو معذور سمجھیں گے، انشاء اللہ آئندہ تاریخ ہند کا سلسلہ جاری رہے گا، اور امید ہو کہ حکومت ہند بھی اس کی تکمیل تک اپنی امداد جاری رکھے گی،

اس کتاب کی ترتیب میں مؤلف کو مختلف کتب خانوں کی چھان بین بھی کرنا پڑی ہے، ان کتب خانوں کے منتظمین نے ان کی جو امداد کی ہم اس کے شکر گزار ہیں، مسلم یونیورسٹی کے عکسی نسخہ آدابِ محراب الشجاء سے جو استفادہ کیا گیا ہے، اس کے لئے ہم لوگ جناب خلیق احمد نظامی ریڈر شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی کے ممنون ہیں،

کتابت و طباعت کی جو غلطیاں رہ گئی ہیں، ان کا اعلاطہ مارہ لگا دیا ہے، پھر بھی جن غلطیوں پر نظر نہیں پڑ سکی ہے، امید ہے کہ ناظرین اپنے ذوق سے ان کی تصحیح کر لیں گے،

شاہ معین الدین احمد ندوی

ناظم شعبہ علمی دارالکتاب شعبہ تحقیق و تالیف تاریخ ہند

۵ مارچ ۱۹۶۰ء

دیباچہ

یہ کتاب حضرت الاستاذ مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت اور رہنمائی میں شروع کی گئی تھی، مگر افسوس کہ یہ اس وقت تکمیل کو پہنچی جب کہ اس عالم میں موجود نہیں ہیں، اس لئے رسمی طریقہ پر نہیں بلکہ ذاتی طور پر یہ کتاب ان ہی کے نام سے معنون کی جاتی ہے، اس میں جو خامیاں ہو وہ میری خانی کا نتیجہ ہیں، اور جو خوبی نظر آئے وہ حضرت الاستاذ کا فیض ہے،

مؤلف

۵ مارچ ۱۹۶۰ء



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عہدے

عام روایت کے برخلاف یہ کتاب کسی بسی تمہید کے بغیر شروع کی جا رہی ہے۔ تمہید میں عموماً موضوع کی اہمیت ظاہر کی جاتی ہے لیکن زیر نظر کتاب کے موضوع کی اہمیت کسی طویل تمہید کی محتاج نہیں ممکن ہے خیال ہو کہ موجودہ دور میں جب کہ برہی، بحری اور ہوائی لڑائیوں کا فن انتہائے کمال کو پہنچ گیا ہو ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کے فوجی نظام کا مطالعہ محض ایک دفتر پارینہ کی حیثیت رکھتا ہے لیکن کچھ دفتر پارینہ ایسے بھی ہیں جن سے داغماے سینہ تازہ ہوتے ہیں پیش نظر کتاب میں جو کچھ قلمبند کیا گیا ہے اُس کو بھی ایسے ہی دفتر پارینہ سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ جن حکومتوں کے فوجی نظام کا ذکر کیا جائے گا اُن کی داستانِ رزم کے ساتھ ہندوستان کی تہذیبی بزم کی تاریخ بھی وابستہ ہی ہے۔ اگر ایک طرف ان فوجوں نے بڑی بڑی لڑائیاں لڑیں تو دوسری طرف اُن کے فوجی سرداروں کے ذریعہ ہندوستان کی تہذیبی تہذیبی، تمدنی، تعلیمی اور معاشرتی زندگی بھی جگمگا اٹھی، اس لئے ان فوجوں کی نوعیت، اُن کی ترتیب و تنظیم، اُن کے طریقہ جنگ اور دوسری تفصیلات کا مطالعہ نہایت ضروری و اہم ہے، بلکہ یقین ہے کہ دلچسپی سے بھی خالی نہ ہوگا۔

کسی فوج کے نظام میں فوجی عہدے بہت اہم ہوتے ہیں، کیونکہ اُن ہی کے ذریعہ سے فوج کی پوری تنظیم و ترتیب ہوتی ہے، اس لئے کتاب کا آغاز اُن ہی کے ذکر سے کیا جاتا ہے،

یا شہزادہ ہے | اگر بادشاہ کسی بہتے میدان جنگ میں شریک نہ ہو سکتا تھا تو شہزادہ سے اس کی تمام مقاضی کرتے سلطان غیاث الدین بہمن کا محبوب فرزند شہزادہ محمد سلطان مغلوں سے لڑتا ہوا مارا گیا سلطان جلال الدین خلجی کے لڑکے ارغلی خاں نے ایک لشکر جرار کے ساتھ اودھ کے حاکم ملک چھجور کی بغاوت پر فرزند کی سلطان علاؤ الدین خلجی کے لڑکے خضر خاں نے راجپوتانہ کی دہلی کی رہنمائی کی سلطان غیاث الدین تغلق کے زمانہ میں شہزادہ جوہان خان نے لنگاہ اور ارنگل کے حکم سلطان محمد تغلق نے اپنے بھائی خسرو ملک کی تختی میں ایک بڑی فوج تمام معزز افراد کے ساتھ قزلباش کی فوج پر روانہ کی تھی

[illegible]

کی ہم پرہ، انتہب داروں کے ساتھ گیا، کن کی تسخیر کے لئے شہزادہ شجاع بھی بھیجا گیا، اسی عہد میں بجا پور،
گوکندہ، پنج اور قندھار کی مہموں میں شاہی فوج کی کمان شہزادہ اورنگ زیب کے ہاتھ میں تھی شہزادہ
مراد جب پنج و بدخشاں کے لئے روانہ کیا گیا، تو سلطنت کے ۲۲۰۰ فوجی سردار اس کے ساتھ تھے اورنگ زیب
کے عہد میں شہزادہ منظم نے ۱۶۶۷ء میں مرہٹوں اور بجا پور کے خلاف فوج کشی کی، ۱۶۷۷ء میں شہزادہ اعظم پرانیو
کے خلاف جنگ کرنے کے لئے گودا بھیجا گیا، ۱۶۷۷ء میں شہزادہ کام بخش وکن کی ہم پرہ روانہ کیا گیا،

جانشینی کی جنگ میں شہزادے اپنی ہی کمان میں فوج کو سہ کر میدان میں اترتے تھے، ان بہت
سے لڑتے ہوئے مارے بھی گئے، شہزادہ ہندال ہمایوں کی حمایت میں قندھار کے محاصرہ میں جنگ کرتا ہوا
مارا گیا، دارا میدان جنگ میں تو نہیں لیکن جنگ کے بعد گرفتار ہو کر قتل ہوا، اورنگ زیب کے لڑاکوں
میں اعظم شاہ اور کام بخش کی جانیں لڑائی ہی میں لگی ہوئیں، بہادر شاہ اول کے بعد شہزادہ اعظم الشاہ
رفیع الشاہ اجمان شاہ اور فرخندہ اختر جنگ ہی میں مارے گئے،

معزز عہد پدار | اس زمانہ میں سلطنت کا انتظام فی اور فوجی نظام کچھ ایسا ملا جلا تھا کہ بعض اوقات
فوجوں کی کمان ان معزز عہدیداروں کے بھی سپرد کر دی جاتی تھی، جو سول یعنی انتظامی فرائض انجام
دیتے تھے مثلاً سلطان ناصر الدین محمود کے عہد میں رفیع خاں جب امیر راجپ تھا، تو وہ ۱۶۷۷ء
میں کوہ جو داوند نہ کی نعم میں شاہی لشکر کی باگداری میں لیا گیا، روانہ ہوا، اور جب ناصر الدین محمود
کا نائب مملکت ہو گیا، تو بھی اہم معاملات میں فوجی اس کی نگرانی میں بھیجی جاتی تھیں، علاء الدین محمد
میں نصرت خاں وزیر تھا لیکن گجرات اور شہزادہ کی تسخیر اسی نے کی تھی

انتظامی معاملات میں علاء الدین محمد کا نائب ملک کا فوج تھا لیکن جب دیو گریہ اور دیو گری گئی

لے عمل صالح از محمد صالح کنبہ ہنگال، ایشیاٹک سوسائٹی حیدرآباد دوم ص ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸

ملک کا فوری اس کا سر لشکر تھا، قطب الدین مبارک شاہ فوجی کے عہد میں ملک دینار ظفر خان گجرات کا والی مقرر ہوا تو اسی کی فوجی رہنمائی میں گجرات کے سارے علاقے فتح کئے گئے، اسی کے عہد میں خسرو خاں وزیر بھی تھا اور سر لشکر بھی، تمام ملکی معاملات اسی کے مشورے سے طے پاتے تھے اور فوجیں بھی اسی کے ماتحت تھیں اور بڑی بڑی مہموں پر اسی کی نگرانی میں لشکر روانہ کیا جاتا تھا، فیروز شاہ کے عہد میں خانبخاں تارا خاں ملک نائب بارک ابراہیم خاں، عہد الملک شبیر سبطانی رزم و بزم دونوں میں اپنے سپاہیانہ کمال اور دانشمندانہ تربت کا جوہر دکھلاتے تھے، فیروز شاہ نے کھنوتی میں جنگ کی تو لڑائی کے میدان میں فیروز شاہ کا شیر کا ملک دیلان تیس ہزار سواروں کے ساتھ مہمند کا سردار مقرر کیا گیا تھا۔

غرض انتظامی اور فوجی عہدیداروں کی خدمات ضرورت کے وقت بزم و رزم دونوں میں حاصل کی جاتی تھیں، ہر صوبہ کا گورنر جو قطعاً دارالمنقطع یا والی یا نائب وزیر کہلاتا تھا، اپنے علاقہ کا فوجی کمانڈر بھی ہوتا تھا،

تیموری دور میں بھی انتظامی عہدیدار فوجی خدمات انجام دیتے رہے، بہاؤلوں اور اکبر کے عہد میں بیرم خاں کویل السلطنت یعنی وزیر اعظم کے عہدہ پر مامور تھا، لیکن میدان جنگ میں اسی کی نبرد آزمائی کی وجہ سے تیموری سلطنت کی بنیاد مستحکم ہوئی، بیرم خاں کے بعد خانبخاں منعم خاں کویل السلطنت ہوا، تو انتظامی امور کے ساتھ فوجی مہم میں بھی شریک ہوتا تھا، چنانچہ اکبر نے اپنے چھٹے سال جلوس میں جب مشرقی اضلاع پر لشکر کشی کی تو اس کے ساتھ منعم خاں بھی تھا، شمس الدین محمد خاں آئندہ کویل السلطنت کے عہدہ پر فائز ہوا تو ابوالفضل کا بیان ہے،

سلہ برنی ص ۲۶۶ ایضاً ص ۲۸۰ ایضاً ص ۲۹۹۔ تارا خاں کھنوتی کی جنگ میں تیس ہزار بہادر سواروں کے ساتھ قطب لشکر میں متعین تھا، اور وہی سر لشکر تھا، تاریخ فیروز شاہی از شمس سراج حقیقت بنگالیشا سوسائٹی پبلسر انڈیا، لاہور، بنگال، ایشیا ملک سوسائٹی پبلشرز، کولکٹا، اکبر نامہ بنگالیشا ملک سوسائٹی

”تنظیم معاقد مالی دہلی و انصرام تمام سپاہی و رعیت برائے ازیں خود گرفتہ محفل آرا“

عتبہ اقبال شد (اکبر نامہ جلد دوم ص ۱۴۹)

جہانگیر کے زمانہ میں شریف خاں وکیل ہوا، تو اس کو امیر الامراء کا بھی خطاب ملا، اور وہ دربار کا سب سے زیادہ صلیل القدر امیر سمجھا جاتا تھا، جہانگیر کے چوتھے سال ہلوس میں شہزادہ پر دیندکن کی ہم پر ملک عنبر کے خلاف بھیجا گیا تو اس کے ساتھ امیر الامراء وکیل السلطنت شریف خان بھی تھا، شاہجہانی عہد کے وکیل السلطنت آصف خاں نے بیجا پور میں عادل شاہیوں کے خلاف شاہی فوج کی رہنمائی کی،

صوبہ کا حاکم اعلیٰ جو سپہ سالار، یا صوبہ دار یا ناظم کہلاتا تھا، اپنے صوبہ کا اعلیٰ فوجی کمانڈر بھی ہوتا تھا، سپہ سالار کے بہت سے فرائض کی تفصیل آئین اکبری میں ہے، ان فرائض میں سے ایک فرض یہ بھی تھا کہ وہ فوجوں کا نگہبان ہوتا تھا،

”جانشین خدیو عالم است، سپاہ صوبہ و رعیت فرمان پذیر او“ (آئین اکبری ص ۱۹۵)

جب کبھی آس پاس کے علاقہ میں بغاوت ہو جاتی تو اس کو وہی اپنی نگرانی میں فرو کرتا، یا قرب و جوار میں کوئی فوجی ہم بھیجی جاتی تو اسی کی رہنمائی میں بھیجی جاتی، ضرورت کے وقت ہر تہا اور آرمی وہ کا ناظم دار السلطنت میں طلب کر لئے جاتے، اور دور دراز علاقوں کی اہم فوجی ہم بھیجی جاتے،

عارض | بادشاہ اور شاہزادوں کے بعد غزنوی دور میں اعلیٰ فوجی ہم دار صاحب دیوان یا عارض کہلاتا تھا، وہ جنگی اور حربی امور میں بادشاہ کا خاص مشیر ہوتا تھا، اس کی حیثیت وزیر جنگ کی ہوتی تھی، رتبہ وزیر اعظم سے کچھ ہی کم تھا، لشکر کی دیکھ بھال کی ذمہ داری اسی پر ہوتی تھی، وہ ہر سال فوجی و عارض

۱۵ اقبال نامہ جہانگیری، بنگال ایشیاٹک سوسائٹی ص ۳-۳۶، بادشاہ نامہ بنگال ایشیاٹک سوسائٹی

از علیہ بحید لاہوری ص ۱۱۲، ۱۱۱۔

عارض کے پاس ایک رجسٹر ہوتا تھا جس میں فوج کی حاضری، بیماری اور موت کی تفصیل درج رہتی تھی۔ اس کی ایک نقل دیوان رسالت میں بھی حوالہ کے لئے رکھی جاتی تھی، سلطان جب کسی مهم پر جاتا تھا، تو عارض فوجی کیمپ میں لشکریوں اور ان کے جانوروں کے خورد و نوش کا سامان اور دوسری ضروریات بھی پورا کرتا تھا، نقل و حمل میں سہولتیں بہم پہنچاتا بھی اس کے ذمہ ہوتا، جنگ کے بعد مال غنیمت کا بھی وہ محافظ ہوتا تھا، جو سلطان کے سامنے حسب مراتب تمام لشکریوں پر تقسیم کر دیا جاتا تھا،

عارض کا یہ دگرا نائب عرض ہوتا جو تنخواہیں تقسیم کرتا تھا، ہر صوبہ کی راج کے لئے ایک عارض، اور ایک نائب عارض ہوتا، دونوں مرکزی حکومت کے ماتحت ہوتے، اور عارض کا نائب کے عارض کا ایک دارالسلطنت میں ضمانت کے طور پر روک لیا جاتا تھا۔

علاموں، علما و ائمہ کے زمانہ میں عارض کا عہدہ تو فخر و شرف کی چیز تھی۔ اس کی حیثیت کچھ بدل گئی۔
عارض جو کبھی عارض محاکمہ یا وکیل عارض یا سر لشکر ملک کہلاتا تھا، تریب تریب درجہ فرائض انجام دیتا
تھا جو غزنیوں کے عہد میں اس کے ذمے تھے، مگر وہ تریب تریب درجہ فرائض کے سلسلہ میں برابر
مشاورت میں نہ رہتا تھا، وہ خود کافی کمزور رہتا تھا، اور اس کے اہل علم کو اس میں لانا تھا، وہ
جب خود کسی کو مقرر یا مقرر کرنا چاہتا تھا تو بادشاہ کے دربار میں اس کے بغیر نہ جاتا تھا کہ وہ ختم کے لئے لشکر تو دیتا
کرتا تھا، مگر سر لشکر بادشاہ مقرر کرتا تھا، یہ عہدہ ہر زمانہ میں یہی رہا تھا جتنا تھا اور اس پر ہمیشہ
بڑے معزز امراء اور حکماء رہتے تھے، سلطان خورشید شاہ نے اس عہدہ پر امیر خسرو

۱۔ بہیقی جلد اول جزاء و مخروعات، طبع دار الفکر، لاہور، ۱۹۷۰ء، صفحہ ۱۴۳

که تا روز غیره شایسته شش روز شصت و سه روز در آن عمر

کے ناما عداد الملک فائز تھے، اُن کا لقب عرض مالک کے بجائے راوت عرض تھا، لیکن کو اُن پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ فوج کے سلسلہ میں جو چاہتے تھے کرتے تھے، لیکن مداخلت نہ کرتا تھا، لیکن خود عداد الملک کو اپنے عہد کی ذمہ داری کا غیر معمولی احساس تھا، چنانچہ ایک موقع پر اپنے لشکریوں اور ماتحتوں کو مخاطب کر کے کہا :

”میں بادشاہوں کی ملک داری کا نگہبان، معاون اور مددگار ہوں کیونکہ انھوں نے اپنی ساری فوج میرے ہاتھ میں دیدی ہے، اور فوج کے تمام معاملات (حل و عقد قبض و بسط) میرے سپرد ہیں، اگر میں لشکر کے کام میں غفلت کروں، اور لشکریوں کی فراہمی کی شب و روز فکر میں نہ رہوں، اور اُن کو اپنے بھائیوں اور لڑکوں سے بہتر نہ سمجھوں تو دنیا میں حرام خور کھلاؤں کا اور قیامت کے روز خداوند تعالیٰ کے سامنے شرمندہ ہوں گا“

(برقی - ص ۱۱۶)

سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں عارضی لقب عداد الملک ہی ہو گیا تھا اس عہدہ پر سلطان کا ایک غلام شبیر مامور تھا جس نے اپنے اٹنی کردار اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے سلطان کے مزاج میں بڑا اور خور حاصل کر لیا تھا، اسی لئے اس عہدہ کا چڑھا اور دیکھا، عداد الملک نکل میں جہاں اور سب چاہتا آجا سکتا، اور سلطان سے ہر قسم کی گفتگو کر سکتا تھا جس کو چاہتا جائز و ناجائز کو چاہتا منقول کر دیتا، اس کے ساتھ پانچ ہوا لے ڈاکٹر وحید مرزا نے اپنی انگریزی کتاب لائٹ اینڈ ڈارکس آف ایسٹرن سوسائٹس ص ۲۹ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ عربی اور گجراتی زبان میں راوت کے معنی سوار گھوڑا رکھنے والا ہیں، راوت عرض غالباً اضافہ منقولی کے ساتھ عرض راوت ہو، رسالہ اسلامک کچر جیوگرافیکل (اکٹوبر ۱۹۷۷ء) کے نمبر ۱۱۱ کا خیال ہے کہ راوت چند لوگوں کی ایک قوم ہے، عداد الملک کسی حیثیت سے راوت تھے، اس لئے راوت عرض کہاتے ہیں عداد الملک بارے میں کہا کرتا تھا کہ در دیوان عرضی ارغانی العنان بادشاہ

(برقی ص ۱۱۵)

اور پلیدان برابر رہتے تھے، اور وہ خود بھی شاہی لشکر کی فلاح و بہبود میں برابر کوشاں رہتا، شمس
سراج عقیق کی تاریخ فیروز شاہی میں ہے، (ص ۴۳۰)

”سر لشکر جویش حضرت فیروز شاہ بود، برائے غم خوارگی زمرہ چشم و ذوق خدمت کوشش بسیار
می نمود، در مدت چهل سال بروج یاری ذرہ ظلم نہ کرد“

عارض کا مددگار نائب عارض کہلاتا ہے

میرنجی یا نجشی الممالک | تیموری دور میں عارض کا عہدہ میرنجشی یا نجشی الممالک کہلاتا تھا، اس کے فرائض
کی نوعیت عارض ہی جیسی تھی، لیکن یہ عہدہ عزت و وقار کے لحاظ سے بہت اہم ہوتا گیا، اس لئے فرائض
میں بھی کچھ اضافہ ہوتا رہا۔

عارض کی طرح وہ لشکریوں کی بھرتی کر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتا، سپاہیوں کی حاضری
غیر حاضری، رخصت، تنخواہوں کی حقیقت، یادداشت، تعلیقہ، لشکریوں کی برطرفی، علالت، اور موت
اصولیوں کی تصحیح، سواروں کی چہرہ نویسی وغیرہ کی ساری تفصیلات اسی کے دفتر میں جو توجیہ کہلاتا
موجود رہتی تھیں، ان کی شکایات یا شاہی محل کے محاطیوں کا بھی سبکراں میرنجشی ہی ہوتا تھا،

جب منصب دار سی نظام قائم ہوا تو تمام منصب داروں کی فہرست میرنجشی ہی کے پاس ہوتی
اسی کی وساطت سے ہر منصب دار بادشاہ کے حضور میں پیش کیا جاتا، اسی لئے وہ شاہی دربار میں بادشاہ
کے تخت کے دائیں جانب کھڑا رہتا، کبھی کبھی وہ شاہی محل کے اندر بھی گنت و شنید کے لئے طلب
کیا جاتا، فوجی خدمات کے سلسلہ میں جو جاگیریں دی جاتی تھیں، ان میں شاہی فرمان پر دیوان کے
ساتھ نجشی کی مہر بھی ثبت کی جاتی، اسی طرح پراونچے اور برات پر بھی اُس کی مہر ہوتی تھیں

۱۵۰۰ء برقی ص ۲۰۰ آئین اکبری جلد اول و نذر دوم آئین ۴ و ۵، نو کشور پرپس ۱۵۰ اکبر نامہ جلد سوم ص ۴۱

۱۵۰۰ء دستبرال انشاء نو لکھنؤ یا محمد، مطبوعہ مکتبہ ص ۱۰۳ آئین اکبری جلد اول و نذر دوم آئین ۱۱، ۱۲

ہر منصب اور کے لشکری اور گھوڑے، تھیچہ، چہرہ نویسی اور داغ کے معاونہ کے لئے میرنجشی کی خدمت میں پیش کئے جاتے، ان کاموں کو انجام دینے کے لئے میرنجشی کے ماتحت نجشی، داروغہ، امین اور مشرین معاون ہوتے تھے۔

جب کوئی لشکر میدان جنگ کو جاتا تو میرنجشی میدان جنگ کا نقشہ تیار کر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتا، اور لشکر کے ہر بازو پر منصبداروں کو وہیں متعین کر دیتا، فوجی کیمپ کے ساتھ بھی نجشی ہوتا، اراکین و دربار اور منصب دار اسی کی اجازت سے بادشاہ کی خدمت میں باریاب ہوتے تھے۔

کوچ کرتے وقت راستہ کی ساری وقتیں میرنجشی ہی کے ذریعہ سے دور کی جاتیں، جہانگیر جب احمد آباد سے آگرا رہا تھا، تو دریا سے نہریں کشتیاں دستیاب نہ ہو سکیں، چنانچہ میرنجشی خواجہ ابوالحسن نے تین دن میں ایک پل بنوایا، جس کے ذریعہ لشکریوں نے دریا کو عبور کیا،

کبھی میرنجشی فوجی مہم کی بھی رہنمائی کرتا، مثلاً اکبر کے میرنجشی شہباز خاں نے قلعہ سوانہ (جو دھپوا) کی تخریب کی، پھر صوبہ بہار میں راجہ گچ پتی کے خلاف لشکر کشی کی تو جلدیش پورا اور شیر گڑھ کے قلعہ کو فتح کیا، اسی مہم میں قلعہ رہتاس کو بھی زیر کیا اور اپنا پرانا بکسے خلاف بھی وہ جا کر لڑا، اکبر کے میرنجشی شیخ فرید نے تو اپنے ایک ولیرائہ کا زمانہ سے تہموری سلطنت کے دارثوں کی قسمت ہی بدل دی، اکبر بستر مرگ پر تھا کہ میر عزیز کو کراہ اور ماہ مان سنگھ نے شہزادہ خسرو کی بادشاہت کا اعلان کرنا چاہا، لیکن شیخ فرید شہزادہ سلیم کی تیگا پر پہنچا، اور اس کو بادشاہ تسلیم کر کے مبارکباد پیش کی، تمام امراء نے شیخ فریدی کا اتباع کیا، شہزادہ سلیم

۱۱۸ آئین اکبری جلد اول، دفتر دوم آئین، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴

سریر آراءے سلطنت ہوا تو شیخ فرید کو صاحب السیف و تقلم کا خطاب دے کر اس کو اپنی حکومت کا بھی
میر بخشی بنایا، اور اسی کی نگرانی میں شہزادہ خسرو کے تعاقب کے لئے شاہی فوج بھیجی،

شاہجہاں نے دُش کی تسخیر کے لئے شہزادہ مراد کو روانہ کیا، تو اس مہم میں میر بخشی اصالت خاں شاہی
فوج کے دست راست کی طرح کانگراں تھا، میدان جنگ میں لشکر کے ہر بازو میں ایک ایک بخشی بھی
ہوتا تھا،

میر بخشی کے مددگار و معاون مختلف بخشی ہوتے تھے، جو بخشی دوم بخشی سوم کہلاتے تھے جن کے
فرائض میر بخشی ہی کے حکم سے متعین ہوتے تھے، اہدیوں کا ایک علیحدہ بخشی ہوتا تھا، جہانگیر کے زمانہ میں ایک
عہد بخشی حضور کا بھی تھا، جو غالباً ہمیشہ بادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا، شاہی شاگرد و پیشہ کے لئے بھی ایک
بخشی ہوا کرتا تھا، جس کے لئے کوئی معزز و باری منتخب کیا جاتا تھا،

میر بخشی کا عہدہ وکیل السلطنت کے بعد سب سے زیادہ معزز سمجھا جاتا تھا، اُس کی حیثیت دیوان
سے کم نہ ہوتی تھی، عام طور سے کسی بڑے معزز منصب دار کو اس عہدہ پر مامور کیا جاتا تھا جس کے بعد
وہ کسی صوبہ کا ناظم یا سپہ سالار بنادیا جاتا، یا دیوان بی مقرر ہو جاتا، وہ صاحب سیف اور صاحب قلم
دونوں ہوتا، فوج سیر کے زمانہ میں حسین علی خاں میر بخشی کے عہدہ پر مامور ہوا تو اس کے فوجی زمانوں
کے صلہ میں اس کو امیر الامرا بہادر فیروز جنگ کا خطاب اور ہفت ہزار سوار کا منصب عطا
کیا گیا، اور وہ سلطنت کے انتظامی اور فوجی معاملات کے تمام جزو کل پر حاوی رہا،

سپہ سالار غزنویوں کے دور میں ماریض کے بعد دوسرا اعلیٰ فوجی عہدہ یا سپہ سالار ہوتا تھا جو ہر
صوبہ میں علیحدہ مقرر کئے جاتے تھے، محمد غزنوی کے زمانہ میں خراسان کی سپہ سالاری اس کے بھائی

۱۵ آثار الامراء جلد دوم ص ۳۶، ۳۷، ۱۵ ایضاً جلد اول ص ۱۱، ۱۲ آئین اکبری جلد اول و تردیم

آئین ۱۵۵ مثال کے لئے دیکھو آثار الامراء جلد اول ص ۵۰، ۵۱، ۱۵۵ آثار الامراء جلد اول ص ۲۳، ۲۴

اور پھر یوسف کے سپرد تھی، بقیہ ہر صوبہ میں ایک ترکمانی سپہ سالار مقرر ہوتا تھا،

پہ سالار کے ماتحت عہدے | غزنیوں کے عہد میں سپہ سالار سے نیچے حاجب ہوتا تھا، اس کے ماتحت سرہنگ ہوتا تھا جس کی نگرانی میں پانچ سو سوار ہوتے، اس کے بعد قائد کا عہدہ تھا جو ایک سو سوار کا سردار ہوتا تھا، اس کے نیچے پیلٹاش ہوتے جن کے ماتحت دس دس سوار رہتے تھے،

عہدِ سلاطینِ دہلی | سلاطینِ دہلی کے زمانہ میں سپہ سالار کا عہدہ اعلیٰ نہیں سمجھا جاتا تھا، دس سواروں کا سردار **مہرل** کہلاتا تھا، دس مہرل ایک سپہ سالار کی نگرانی میں رہتے تھے، دس سپہ

سالہ ایک امیر کے ماتحت ہوتے تھے، دس امیر ایک ملک، اور دس ملک ایک خان کی سرداری قبول کرتے تھے، ایک خان لاکھ سوار، ایک ملک دس ہزار سوار، ایک امیر ایک ہزار سوار، ایک سپہ سالار ایک سو سوار، اور ایک نخل دس سوار رکھتا تھا، بادشاہ کی عدم موجودگی میں جو خان کسی مہم میں لشکر کی رہنمائی کرتا وہ بہر لشکر کہلاتا، لڑائی کے موقع پر ہر صف کے لئے ایک علیحدہ خان رہتا تھا، اگلی صف کا نگہبان مقدم یا بہر لشکر مقدم، مہینہ اور میسرہ کے نگہبان علی الترتیب سرفوج، مہینہ اور سرفوج میسرہ

کہلاتے تھے، قلب میں خاصہ خیل یعنی بادشاہ کے خاص محافطوں کی نگرانی سرِ جاہدار کرتے تھے، جو قلب کے
 دونوں بازوؤں پر ہوتے تھے، اس لئے سرِ جاہدار زمینہ اور سرِ جاہدار میسرہ کہلاتے تھے، لشکر کے
 شاہی غلمان کے سردار امیر غلمان کے ماتحت ہوتے تھے، قمر سبک یعنی شاہی علم بردار بھی ایک ممتاز و جی
 عہدیدار تھا، جو زمینہ اور میسرہ میں متعین کیا جاتا تھا، سہم کھٹم اور شملہ کھٹم غالباً پیادوں کے نگران ہوتے، ہر
 کے ساتھ ایک قاضی اور امیر داو یا داو بک بھی ہوتا تھا قاضی نماز کی امامت کرتا، اور امیر داو یا داو بک

الباقی ص، ۳۹، ۳۲، ۱۴۹، ۳۶، ۲۴، ۲۳، و غیره بحوالہ نمود آف نغز از داکٹر محمد ناظم ص ۱۴۹

فیروز شاہی از فیاض الدین بر فیض ایضا ص ۱۴۳ و ۱۴۲ ایضا ص ۱۴۱ و ۱۴۰ آریخ مبارک شاہی

ص ۲۲ + ۲۵ برنی ص ۳۰ ع ۱۰۰ یخ مبارکشاهی ص ۳۲ ع ۱۰۱ اینا ع ۲۲ + ۲۵ برنی ص ۳۳ ،

شکریوں کے باہمی جھگڑے چکنا، ہر شکر کے ساتھ ایک کیفیت نویس بھی ہوتا، جو فوج کی تمام کیفیات باغی کو کھبھیجتا تھا، غزنویوں کے زمانہ میں اس کام کا انجام دینے والا صاحب برید کہلاتا تھا، میدان جنگ میں شاہی ظم کے محافظ کو ظم دار بھی کہتے تھے۔

شاہی اصل کا داروغہ امیر اخور یا آخر پاک کے لقب سے ملقب ہوتا، وہ فوج کے گھوڑوں کا افسر اعلیٰ بھی سمجھا جاتا، اس عہدہ پر بہت ہی معزز ملک یا خان مقرر ہوتا تھا، ہاتھیوں کے نگران کا خطاب شحمہ پیل تھا، اور اونٹوں کے نگبان کو شحمہ نفر کہتے تھے، آلات حرب کے محافظ کا لقب سرسلار تھا، شاہی جھنڈوں کا نگران قور بیگ کہلاتا تھا،

تیموریوں کی فوج کا نظم و نسق منصب داری نظام پر قائم تھا لیکن عہدے تقریباً وہی رہے، جو سلاطین دہلی کے عہد میں تھے، البتہ نام اور کام کی نوعیت میں کچھ تھوڑا سا فرق پیدا ہوتا گیا، مثلاً اس دور میں شاہی اصل کے نگران کو آختہ بیگی اور ہاتھیوں کے افسر اعلیٰ کو داروغہ پیل خانہ اور اونٹوں کے انچارج کو داروغہ شتر خانہ کہتے تھے، البتہ اس عہد میں توپ اور آتشیں اسلحہ کی کثرت ہوئی تو فوج میں اس کا علحدہ شعبہ قائم کیا گیا، جس کا افسر اعلیٰ میر آتش مقرر ہوا جو داروغہ توپ خانہ بھی کہلاتا تھا،

۱۵ برنی ص ۳۶۱، ۳۵۸، ۳۵۷ برنی ص ۳۳۱، ۳۳۰ تغلق نامہ ص ۱۱۲۹، ۱۱۲۸ جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا تو اس نے

اپنے بھتیجے اور دادا داغ خان کو آخر تک بنایا (برنی ص ۱۱۲۹) محمود غزنوی کے زمانہ میں ہاتھیوں کے نگران کو مقدم

پیلیاں کہتے تھے ۱۵ تاریخ فیروز شاہی از شمس سراج عیض ص ۳۳۴، ۳۳۵،

القبا و امتیازات

غزنیوں کے ابتدائی دور میں سب سے زیادہ معزز لقب میر کا تھا، غزنیوں کے فرمانروا امیر ہی کہلاتے تھے، مثلاً امیر بکتگیں، امیر سحتی، امیر بکتگیں وغیرہ، محمود نے تخت پر بیٹھنے کے بعد جب سلطان کا لقب اختیار کیا تو امیر کا خطاب اس کے لڑکوں کے لئے مخصوص ہو گیا، لیکن مسعود کے زمانہ میں امیر ارکان سلطنت اور فوجی سرداروں کا لقب ہو گیا، چنانچہ مسعود کا وزیر حسنک جس نے بہت سے معرکے سر کئے، امیر کے لقب سے ملقب تھا،

غوریوں نے شروع میں اپنے نام کے ساتھ امیر ہی استعمال کیا، مثلاً امیر ذوالغوری شنہسی، امیر بنی، ابن بہار ان شنہسی، امیر سوری، بن محمد وغیرہ لیکن بعد میں ملک کا لقب اختیار کیا مثلاً ملک قطب الدین، الحسن بن محمد بن عباس، ملک عزالدین یحییٰ بن الحسن ابوالسلاطین، ملک ناصر الدین یحییٰ بن محمد المادینی الخ معزالدین سام المعروف بہ شہاب الدین غوری کے نام کے ساتھ ملک کا لقب استعمال نہیں ہوا اس کے زمانہ میں ملک اور امیر عام طور سے اراکین سلطنت اور فوجی سرداروں کا لقب تھا، اور ملک سب سے زیادہ معزز فوجی خطاب تھا، اور امیر اس سے کچھ کم درجہ کا تھا،

اتیمش کے بعد سے خان کا لقب سب سے زیادہ معزز سمجھا جانے لگا، بلبن سے لیکر شیر شاہ تک فرمانروا کے لڑکوں کے نام کے ساتھ خان کا لقب استعمال ہوا، بڑے بڑے انتظامی اور فوجی عہداروں کو بھی اسی لقب سے ملقب کیا جاتا، فوجی سرداروں کے لئے خان سے پہلے کچھ ایسے اسمائے صفت استعمال کئے

جاتے تھے جن سے اُن کی جنگی شوکت و عظمت اور فوجی دبدبہ کا اظہار ہوتا تھا، مثلاً قلعہ خاں، انج خاں، کزل خاں، بغرا خاں، طغرل خاں، الپ خاں، اکت خاں، مظفر خاں، شیر خاں، نصرت خاں وغیرہ کبھی خان زیادہ معزز بنا کر خانچا مان کر دیا جاتا، مثلاً خانچا مان اختیار الدین (جلال الدین خلجی کے لڑکے کا لقب تھا) خانچا مان حسام الدین (خسرو خاں) ناصر الدین کے بھائی کا خطاب تھا، خانچا مان بہلول لودی (سلطان بہلول لودی کا تخت نشین ہونے سے پہلے کا خطاب تھا، جو خاندان سادات کے بادشاہ محمد شاہ نے ڈالا تھا) خان خاں لوحانی اور خانچا مان بیہیت خاں (یہ دونوں سلطان سکندر لودی کے فوجی سردار تھے) کبھی خان کو خان اعظم یا خان منظم یا خان جہاں بنا کر بھی مقرر کیا جاتا تھا، مثلاً خان اعظم انج خاں (سلطان بہمن کا بادشاہ ہونے سے پہلے کا لقب تھا) خان منظم تارخان اور خان جہاں دونوں فیروز شاہ تغلق کے معزز ارکان سلطنت اور فوجی سردار تھے،

ملک خان سے اور امیر ملک سے نسبت کم تر درجہ کا لقب تھا، صبحِ الٰہی کا مصنف محمد تغلق کی فوج کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ لشکر کا اعلیٰ عہدیدار خان ہوتا ہے، اس کے بعد ملک، پھر امیر، پھر سپہ سالار، پھر عام لشکر، مگر کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ فوج کا اعلیٰ عہدیدار خان کا لقب رکھتا تھا، مثلاً معز الدین بہرام شاہ کے زمانہ میں نظام الملک منلوں کے خلافت فوج لے کر گیا، لیکن وہ خان کے لقب سے لقب نہیں تھا، علاء الدین خلجی کے زمانہ میں ملک کا فور بہت بڑا فوجی سردار تھا، لیکن اُس کے نام کے ساتھ خان کا لقب بھی استعمال نہیں ہوا، محمد تغلق کے دور میں فیروز کی سرداری میں بہت سے خطے تسخیر ہوئے لیکن اس کا خطاب ملک بارک ہی رہا، مگر ایسی مثالیں کم ہیں، عام طور سے اعلیٰ فوجی عہدیدار خان کے لقب سے ضرور سرفراز کئے جاتے تھے،

سادات، لودیوں، اور سردیوں کے زمانہ میں ملک اور امیر نظر نہیں آتے ہیں، اُن کے دور میں القاب ختم کر دیے گئے تھے، اور ہر فوجی عہدہ دار خان ہی کے لقب سے لقب ہوتا تھا،

ہندو بھی خطابات سے سرفراز کئے جاتے تھے، اُن کو راسے یاراؤ کا خطاب ملتا تھا، لیکن کبھی
کے ذکر میں مولانا ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں کہ

”درایان و راولگان و مقدمان آمدہ در گاہ را خاکبوس کنانیدند سی“

(تاریخ فیروز شاہی ص ۳۱)

غلام الدین خلجی نے دیوگیر کے راجہ رام دیو کو راسے راپاں کا خطاب دیا، (تاریخ فیروز شاہی ص ۳۱)
بابر کے ساتھ جو فوجی سردار ہندوستان آئے، اُن کے نام کے ساتھ کوئی خاص لقب نہ تھا، اُس نے
پانی پت اور کنواہہ کی لڑائیوں میں فتح پانے کے بعد بھی اپنے سرداروں کو کسی خطاب اور لقب سے سرفراز
نہیں کیا لیکن ہندوستان کے بعض امرا کو خطابات دیئے، مثلاً جب ۱۵۵۶ء میں ہندوستان پر تیسری
بار حملہ آور ہوا، اور دہلی فتح کئے بغیر کابل واپس چلا گیا تو دولت خاں کے لڑکے دلاور خان کو اس کی فوجی خدمت
کے صلہ میں خانخاناں کا خطاب دیا، اسی طرح فتح خان شردانی، مخاطب بہ اعظم ہمایونی کو خاننجان کا
کا لقب دیا، اُس کو یہ پسند نہ تھا کہ ہمایوں کا نام اس کے لڑکے کے سوا کسی اور کا ہو، مگر بابر کے لئے
خطابات کا عطا کرنا ایک عجیب بات تھی، وہ خود ہی لکھتا ہے،

”ہندوستان میں دستور ہے کہ جن امرا کا مرتبہ دربار شاہی میں بڑھایا جاتا ہے، اُن کو
مقررہ خطاب بھی دیئے جاتے ہیں، اُن ہی خطابوں میں سے ایک خطاب اعظم ہمایوں ہے، ایک
خاننجان ہے، اور ایک خانخاناں ہے، اس کے (یعنی خواجہ فتح خان شردانی) باپ کا خطاب
اعظم ہمایوں تھا، چونکہ شہزادہ کا نام ہمایوں تھا، اس لئے اب خطاب کو میں نے مروت
کر دیا، اور نستج خاں شردانی کو خاننجان کا خطاب دیا گیا،

(بابر نامہ اردو ترجمہ ۲۹۹)

ہمایوں نے بھی ہندوستان کے پیشرو مسلمان فرمانرواؤں کی روایت کے مطابق یہاں کے امرا

اَو (یعنی بیرم) در ملازمت حضرت آشیانی بر تہ فاختہ نانی و امیرالامرائی رسیدہ منصب آملی
شاہزادہ عالی مقام اکبر شاہ امتیاز یافتہ ^{۲۵} بود

سہراؤ کا علی شاہ از ابرساہ اکتیا ریاستہ بود
ہمایوں کے ہندوستانی فوجی سردار بدستور سابق خان رہے، اور اُس کے باپ کے عہد کے بعض سردار
کے نام کے آگے بھی خان کے لقب کا اضافہ ہوا، مثلاً عبداللہ خان اور بابا شاہ ابوالعالی، علی قلی خان
شہسبانی، بہادر خان، حاجی محمد خان تروی بیگ خان،

اکبری دور کے بعد سے خان معزز اور خانخاناں بہت ہی معزز لقب ہو گیا، ہر دور میں ایک خانخاناں بدلتا تھا، مثلاً اکبر کے زمانہ میں خانخانان، بیرم خاں، اس کے بعد خانخانان، منعم خاں اور خانخانان، عبدالرحیم تھے، جہانگیر کی عہد میں مرزا عبدالرحیم ہی خانخانان رہا، شاہجہانی حکومت میں، مہابت خاں اور عین الدولہ آصف خان خانخانان ہوئے، عالمگیری دور میں نواب معظم خاں خانخانان تھا، جو میر جلد کے نام سے مشہور تھا، بہادر شاہ اول کے وزیر اور سپہ سالار منعم خاں کا لقب خانخانان بہادر ظفر خٹک ہوا،

تیموری دور سے پہلے سلاطین کے عہد کی طرح خان کو زیادہ موقر بنانے کے لئے کبھی خانبخاں، خان
دوراں، خان زماں، خان عالم، خان اعظم اور خان معظم کر دیا جاتا تھا، اور توصیفی اسما کا بھی اضافہ ہو جاتا تھا،
مثلاً بلند خان، دلاور خان، فدائی خان، مقرب خان، صفت شکن خان، رعہ انداز خان، زبردست خان،
جنت خان، وغیرہ،

سابقہ تذکرۃ الوقعات ہمایونی از جوہر انگیزی ترجمہ یحییٰ چارس اسٹورٹ ص ۴۱۱ طبقات اکبری جلد دوم ص ۲۲۵

۵۳ ایضاً جلد دوم ص ۵۲، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷ جبر ص ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴.

ہندوؤں کے خطابات | مغلوں نے ہندوؤں سے بھی فوجی خدمت لی، اور ان کو فوجی کارگزاری کی بنا پر خطابات بھی دیئے، جو حسبِ ذیل تھے، (۱) رائے رایان (۲) رائے (۳) راؤ (۴) راجہ، رائے رایان امیرالامراء اور خانانوں کے برابر تھا، رائے راؤ اور راجہ خان کے مساوی تھے، رائے کے ساتھ توصیفی اسماء ملانے کا بھی دستور تھا، مثلاً سر بلند رائے اکبر سے مالگیر تک جن ہندو سرداروں کو خطابات ملے، ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

(۱) عہد اکبری،

رائے رایان - رائے رایان راجہ بکر ماجیت پتر داس،

رائے - رائے بھوج پاڈا، رائے درگا داس سیو دیہ رائے دیپ سنگھ، رائے رائے سنگھ بیکانیری،

رائے سرجن پاڈا، رائے کلیان مل بیکانیری،

راجہ - مرزا راجہ مان سنگھ فرزند راجہ بھواؤ سنگھ کچھواہا، عہدۃ الملک موتمن الدولہ

ٹوڈل، راجہ رام چند چوہان، راجہ روپ سی کچھواہا، راجہ راج سنگھ کچھواہا،

راجہ رائے سال درباری، راجہ رام چند گھیل، راجہ رام داس کچھواہہ راجہ رائے

سنگھ جھالا، راجہ شیام سنگھ، راجہ کشن داس، راجہ کلیان جیسلمیری،

(۲) عہد جہانگیری،

رائے رایان - عہدۃ الملک رائے رایان راجہ بکر ماجیت سند داس،

رائے - رائے بہاری داس، رائے بنوالی داس، سر بلند رائے رائے آج رائے بنوالی داس،

رائے مرزا منوہر داس کچھواہہ، رائے مالی داس،

راجہ - راجہ انوپ سنگھ، راجہ پاسو، راجہ بھارت بندیلہ، راجہ بندر بدن سنگھ بھدورتی

۱۷ اقبال نامہ جہانگیری ہنگال ایشیاٹک سوسائٹی ص ۴۰، ۴۱

راجہ چھپا رنگہ بندہ راجہ جگت سنگھ، راجہ سازنگ دیو، راجہ سنگرام، راجہ
 رام داس نروری، راجہ رائے سنگھ سیسویہ، راجہ سورج سنگھ راٹھور، راجہ کلپان
 راجہ گردھر کھوپا، راجہ گج سنگھ راٹھور، راجہ مان سنگھ،

(۳) عہد شاہجہانی:

راے رایان - راے رایان دیانت رائے گجراتی، رائے رایان راؤ رگھناتھ داس سدرائتھانی

راے - راے ہلوت چوپان، رائے بہاری ل رائے تلوک چند شیخاوت، راے

سنگھ جھالا، رائے کاشی داس

راؤ - راؤ آٹھ راٹھور، راؤ رام سنگھ چند راوت راؤ دورا، سیسویہ راؤ روپ سنگھ

چند راوت راؤ ترسال ہاڈا، راؤ کرن بیکانی،

راجہ - راجہ تھیل داس گوڑ، راجہ جیم راٹھور، راجہ بہار سنگھ بندہ راجہ پرتاب چند

اجینیہ، راجہ ٹوڈل فضل خاں، راجہ جے رام بگوجہ، مہاراجہ جیونت سنگھ راٹھور

راجہ دیپ سنگھ سیسویہ، راجہ دوارکھا داس کچھواہہ، راجہ رائے سنگھ راٹھور

راجہ روپ سنگھ راٹھور، راجہ رام سنگھ کچھواہہ، راجہ سید رام گوڑ، راجہ سبھان

سنگھ بندہ رائے کاشی داس راجہ مان سنگھ گوالیاری، راجہ تھما سنگھ

بھدوریہ،

(۴) عہد عالمگیری

راے رایان - راے رایان تلوک چند

راؤ - راؤ انوپ سنگھ

راجہ - راجہ جیونت سنگھ، راجہ جے سنگھ کچھواہہ، راجہ اندرسن، راجہ روپ سنگھ، راجہ

پرم دیو سنگھ سیسویہ، راجہ کبیر سنگھ جھوڑیہ، راجہ رام سنگھ، راجہ بھیم سنگھ، راجہ اندر سنگھ،
 راجہ بہادر سنگھ، راجہ مان سنگھ، راجہ انوپ سنگھ، راجہ آودیت سنگھ، راجہ بات سنگھ،
 راجہ شتر سال بندیلہ، راجہ بشن سنگھ، راجہ رام چند، راجہ ورگداس راتھور،
 سردپ سنگھ، راجہ شیدو سنگھ، راجہ کلیان سنگھ،

منصب | ان خطابات کے علاوہ اکبر نے مختلف فوجی مناصب قائم کئے، جو دو ازوہ ہزاری
 وہ ہاشمی تک تھے، سب چھوٹا عہدہ دار وہ ہاشمی یا دس سپاہی کا سردار کہلاتا تھا، اسی طرح دس
 بیس تیس سو دس ہزار، دو ہزار اور بعد میں بارہ ہزار تک کے سردار نامزد ہوتے اور منصب دار کہلاتے،
 ہر تمویہی شاہزادہ کے لئے فوجی محرم پر جان ضروری تھا، اس لئے فوجی سرداروں کی طرح اس کے بھی مناصب
 مقرر ہوتے تھے،

اکبر کے عہد میں ہفت ہزاری سے اوپر کے مناصب شاہی خاندان کے لئے مخصوص تھے، اکبر نے پانچ
 شاہزادہ سلیم کو وہ ہزاری، مراد کو ہفت ہزاری اور دانیال کو شش ہزاری منصب عطا کیا، لیکن بعد میں سلیم کو
 دو ازوہ ہزاری، مراد کو نہ ہزاری اور دانیال کو ہفت ہزاری بنایا، اور دوسرے مناصب کا اعزاز
 امراء اور فوجی سرداروں کے لئے تھا، شروع میں اکبر کے اعلیٰ فوجی عہدیدار و پنج ہزاری سے زیادہ مناصب
 پر فائز نہیں ہوئے لیکن آخر میں راجہ مان سنگھ، میرزا شاہ رخ، عزیز خان کو کہ اور خان مظہم ہفت ہزاری منصب
 سے سرفراز کئے گئے،

اکبری دور کے بعد مناصب کی تعداد بڑھتی گئی، جہانگیر کے عہد میں شاہزادہ خرم کا منصب ہی ہزاری
 تھا، اور جب جہانگیر اس سے ناخوش ہوا تو اس نے شاہزادہ پرویز کا منصب چل ہزاری کر دیا، شاہجہان کے
 عہد میں داراشکوہ کا منصب شصت ہزاری تھا،

امراء اور فوجی سرداروں میں کسی کا منصب ہفت ہزاری سے نہیں بڑھتا، البتہ جہانگیر اور شاہجہان

کے خسر اعتماد الدولہ اور آصف الدولہ دونوں کا منصب نہ ہزاری تھا، وہ شاہی خاندان ہی کے افراد سمجھے جاتے تھے،

اکبر کی حکومت کے آخری دور سے منصب میں کچھ ترمیم اور اضافہ بھی ہوتا گیا، مثلاً پہلے صرف پنجہزاری چار ہزاری، سہ ہزاری وغیرہ مناصب تھے لیکن پھر ان کے ساتھ سوار کے منصب کا بھی اضافہ ہونے لگا، مثلاً پنجہزاری پنج ہزار سوار، پہلا منصب است کملا تھا، اور دوسرا منصب سوار منصب ذات اصلی منصب ہوتا تھا جس کے حساب سے منصب دار کو جاگیر اور تنخواہیں ملتی تھیں، منصب سوار کی تعداد کے لحاظ سے منصب دار کو سوار رکھنا پڑتا تھا، اس قسم کے منصب کے تین درجے تھے، اول، دوم، سوم اگر سواروں کی تعداد منصب کے اعداد کے برابر ہے مثلاً پنجہزاری پنج ہزار سوار تو یہ منصب اول درجہ کا شمار کیا جاتا تھا، اگر سواروں کی تعداد منصب کے اعداد سے نصف یا نصف سے زیادہ ہے، مثلاً پنجہزاری چار ہزار سوار یا پنجہزاری سہ ہزار تو یہ دوسرے درجہ کا منصب سمجھا جاتا تھا، اور نصف سے بھی کم ہو تو یہ تیسرے درجہ کا منصب ہوتا تھا، سہ ہزاری سے ہفت ہزاری منصب میں ترقی یک ہزار کی ہوتی تھی، مثلاً سہ ہزاری سے چار ہزاری ہو جاتا تھا، یکہزاری سے دو ہزاری و پنج عددی منصب میں پنج عددی اور اس سے نیچے والے منصب میں یک عددی کی ترقی ہوتی تھی،

جہانگیر کے زمانہ میں سوار کے منصب کے ساتھ دو واسپہ و سہ اسپہ کے امتیاز کا بھی اضافہ ہوا جن سے ایک منصب دار اپنے سواروں کی مقررہ تعداد دو دو اور تین تین گھوڑوں کے ساتھ رکھ سکتا لیکن دراصل یہ ایک مزید امتیاز تھا، اس امتیاز کے ساتھ منصب دار کی تنخواہ بھی دو گنی ہو جاتی، مثلاً پنجہزاری پنج ہزار سوار کو جتنا مال ملتا اس کا دو گنا پنج ہزاری پنج ہزار دو واسپہ و سہ اسپہ کو ملتا، اسی کے صلہ میں منصب دار کو بھی سواروں اور گھوڑوں کی تعداد دو گنی رکھنی پڑتی، جہانگیر کے زمانے میں دو واسپہ و سہ اسپہ منصب داروں میں صرف خانانہ و مہتمم خانانہ، خانانہ غلام علیہ رحمہم خان اور خانانہ آصف خان تھے جن کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار

دواپہ سہ اسپہ کے مناصب تھے، جہاں گرنے دواپہ سہ اسپہ کا منصب پنے شہزادوں کو نہیں دیا لیکن شاہجہاں نے
 عہد میں یہ مناصب شہزادوں کے بڑے بڑے اعداد کے ساتھ ملتے تو ہے، مثلاً داراشکوہ کو شصت ہزاری
 چل ہزار سوار سی ہزار دواپہ سہ اسپہ، شاہ شجاع کو بیست ہزاری پانزدہ ہزار سوار دواپہ سہ اسپہ،
 اورنگ زیب کو ست ہزاری پانزدہ ہزار سوار دواپہ سہ اسپہ اور مراد کو پانزدہ ہزاری، دوازدہ ہزار
 سوار، ہشت ہزار دواپہ سہ اسپہ کے مناصب ملے یمن الدولہ آصف خان خاناں کو نہ ہزاری نہ ہزار سوار
 اسپہ سہ اسپہ کا منصب ملا، اور خان دوراں بہادر نصرت جنگ، سعید خاں بہادر ظفر جنگ، اور اسلام خاں
 جمدالملک ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پندرہ ہزار دواپہ سہ اسپہ کے مناصب حاصل تھے دواپہ سہ اسپہ کے اصلی اعداد کے مطابق گھڑے
 اور سوار رکھے جاتے، تو دونوں کی تعداد ناقابل یقین حد تک بڑھ جاتی، اس لئے شاہجہاں نے دواپہ اور سہ اسپہ
 سواروں کی تعداد بھی مقرر کر دی، شہزادوں کو استثنائاً کر کے عام منصب دار اپنے منصب سوار کا پانچ یا
 پانچ حصہ رکھتے، جیسا کہ سوار کے باب میں اس کی تصریح کی جائے گی، اورنگ زیب کے عہد میں محمد منظم شاہ عالم
 محمد کام بخش دونوں کو چل ہزاری چل ہزار سوار کے مناصب تھے، امرا میں سب زیادہ امتیازی مناصب
 خان جہاں امیر الامراء اور راجہ جے سنگھ کو دیئے گئے، جن کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دواپہ سہ اسپہ
 حاصل تھے،

اکبری عہد میں پنج صدی منصب دار اور اس سے اوپر کے منصب دار امیر کہلاتے، اور پنج ہزاری منصب دار
 امراء کے کبار میں شمار ہوتے، اور خان کے لقب سے ملقب ہوتے، شاہجہاں نے عہد میں ہزاری منصب دار
 اوپر کے منصب دار امیر کہلانے کے مستحق تھے، ہفت ہزاری و نہ ہزاری منصب دار لوئیٹان والامکال
 امراء عالی شان کے القاب سے یاد کئے جاتے، اور مخصوص امراء کے کبار کو خان خاناں کا لقب ملتا
 جو منصب ارصوبہ میں متعین ہوتے، وہ "تعیناتیان" کہلاتے، اور دارالسلطنت میں رہنے والے ہمیشہ
 حاضر رکاب رہتے، وہ ارکان سلطنت بن کر دربار کی شان و شوکت بڑھانے میں معاون ہوتے، وہ

پوشاک پہن کر گھر سے باہر نکلتے، کبھی ہاتھی، کبھی گھوڑے اور کبھی پاکی پر سوار رہتے، اُن کے ساتھ سواروں
 پیدل فوجیوں کا ایک چھوٹا سا دستہ بھی رہتا، جو سواری کے آگے آگے راستہ سے لوگوں کو ہٹاتے، اور
 مورچل بازستان چلتے، بعض خدمت گاروں کے ہاتھوں میں سپکدان اور پانی کی دراحی بھی ہوتی، یہ منصب اور ذمہ
 صبح کو دن بچے حاضر ہوتے، جب بادشاہ دربار میں بیٹھا، پھر شام کو چھ بجے تسلیات کے لئے اُن کی حاضری
 ہوتی، دربار میں اُن کے اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ یہ تھا کہ شاہی تخت کے پاس شاہزادے ایک ایک اور ڈیڑھ
 ڈیڑھ گز کے فاصلے پر ہوتے، پھر اول درجہ کے امرا کی جگہ تین سے پندرہ گز کے فاصلے پر ہوتی، اور ان کے
 بیٹھنے کی جگہ پانچ سے بیس گز کی دوری پر ہوتی، دوسرے درجہ کے امرا پہلے درجہ کے امرا سے تین گز دو
 رہتے، اسی طرح تیسرے درجہ کے امرا دس یا بارہ گز اور دو درجہ کے امرا تسلیات بجالانے وقت اپنا
 ہاتھ زمین تکسے جا کر متروک اٹھاتے، بادشاہ تخت رواں، یا ہاتھی یا پاکی پر بیٹھ کر شہر کے قریب دھواں یا
 شکار میں جاتا، تو اس کے ساتھ وہ منصبدار اور سوار جویں چلتے جن کی حاضری کشاکش یعنی چوکی میں
 ہوتی، اس وقت دھوپ سے بچنے کے لئے صرف بادشاہ ہی کے لئے چتر بیتا، کوئی اور اپنے سر پر سیا
 ڈال رکھنے کی اجازت نہیں رکھتا تھا۔

اس منصبدار میں نظام کا ایک بڑا فائدہ یہ تھا کہ فوجوں کے دستے تو بہت سے قائم ہو گئے، لیکن
 کوئی منصبدار جاگیردار بن کر کسی علاقہ کا مالک یعنی میوڈال لارڈ نہ بن سکا، اُن کو چھوٹے چھوٹے علاقے
 اور پرگنہ دیئے جاتے تھے، وہ اُن کا انتظام کرتے، اُن کی مال گزاری وصول کرتے اور
 اپنی مقبرہ و خانقاہوں کے مصارف اور تنخواہیں بھی اسی سے پوری کرتے، لیکن یہ لازمی نہ تھا کہ جاگیردار
 اُن کی زمین پر موجود ہوں، جانی اُن کو قانونی طور پر یہ اختیار نہ تھا کہ جاگیر کی مالگاری کو جس طرح
 چاہیں خرچ کریں، وہ برحق بھگت شاہی ملازم ہوتے، اور قانونی طور پر انہیں جو تنخواہ ملتی، وہ رقم شاہی
 خزانہ کی ہوتی۔

لئے آئینہ تاجدار، ص ۱۰۰

133531

منصبہ ارکسی علاقہ یا صوبہ کا حاکم بنا کر بھیجا جاتا اور وہاں اس کے مقررہ سوار اور لشکر ہی ہوتا رہتے، لیکن وہ آسانی سے ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں تبدیل ہوتا رہتا، اس طرح اس میں کسی ایک علاقہ کے حکمران کی حیثیت سے بغاوت کے جراثیم پیدا ہونے کا احتمال زیادہ نہیں ہوتا، پھر اس کے سوار اور لشکر ہی اس کو اپنا آقا نہیں بلکہ صرف سردار سمجھتے، اس کے ماتحت فوجی اپنے کو بادشاہ وقت ہی کا ملازم تصور کرتے، بادشاہ ضرورت کے وقت منصبداروں کے ذریعہ سوار اور لشکر ہی تو آسانی سے بھرتی کرا لیتا، لیکن منصبدار ان پر اپنی بالادستی قائم کرنے سے معذور و مجبور رہتے، البتہ مغل سوار یا مغل لشکر ہی مغل منصبدار کی طرف زیادہ مائل ہوتے، اسی طرح پٹھان یا اچوت لشکر ہی پٹھان اور اچوت منصبداروں سے اپنے کو قریب تر پالتے، لیکن ضرورت کے وقت مغل منصبدار پٹھانوں کے خلاف یا اچوت منصبدار مغلوں اور پٹھانوں کے خلاف استعمال ہوتے رہے۔

مناصب کے اتنے مختلف مدارج ہونے کا فائدہ یہ بھی تھا، ہر منصبدار اپنے منصب کی بڑائی کی خاطر اپنے فرائض کو بہتر سے بہتر انجام دینے کی کوشش میں لگا رہتا، اس طرح غیر ارادی طور پر بھی ایک بڑی مرتب منظم اور مستحکم فوج تیار ہوتی رہی، البتہ جب کبھی مرکزی قوت میں تھوڑی سی بھی کمزوری پیدا ہو جاتی تو بڑے بڑے امرا اور منصبدار اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر سرتابی کرنے پر آمادہ ہو جاتے، پھر ان کی سرکشی سے خطرناک نتائج پیدا ہوتے، اس کے علاوہ اصولاً تو مہلپان (منصبدار کے ماتحت لشکر) بادشاہ وقت کے ملازم تھے، لیکن مرکزی قوت کی کمزوری کے ساتھ منصبدار ان پر اپنی بالادستی قائم کر کے کامیاب ہو جاتے، تو یہ مہلپان منصبدار کے ماتحت ہونے کی وجہ سے آسانی سے ان کے سربراہ ہو جاتے، پھر وہ بادشاہت و دربار منصبدار سے زیادہ قریب تر ہو کر ان ہی کے آلہ کار بن جاتے، اگر کوئی بڑا منصبدار سواروں کو بھرتی کرنے میں اپنے اثرات زیادہ کام میں لانا تو یہ سوار زیادہ تر اسی کو اپنا سردار اور آقا تسلیم کرتے، گو بادشاہ وقت ایسے منصبداروں کے اثرات کو زائل کر دینے کی کوشش

سے نافل نہ رہتا اور اگر غفلت کو راہ دی جاتی تو پھر مرکز سے گریز کرنے کے رجحانات پیدا ہوتے رہتے منصبداروں کو کمزور رکھنے کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ مناسب خاندانی ہونے نہیں دیے جاتے، پھر یہ کوئی ضروری نہ تھا کہ باپ جس منصب پر فائز ہوتا، اُس کے مرنے کے بعد اُس کا لڑکا بھی اسی منصب پر مامور کیا جاتا، لڑکے کو منصب کے مختلف مدارج طے کرنا لازمی تھا، پھر ان منصبداروں کی قوت اس نے بھی بڑھنے نہ پائی کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کا مال ضبط ہو کر شاہی خزانہ میں داخل ہو جاتا، پھر اُن کے وارثوں کو واپس ملتا، گوجرانگیر اور اُس کے بعد کے دور میں اس قانون میں وقتاً فوقتاً ترمیم ہوتی رہی، جب کسی خصوصی رعایت کی بناء پر کسی منصب دار کی جاگیر موروٹی ہو جاتی تو پھر ایسے جاگیردار منصب دار بعض اوقات بحلیفہ بن جاتے، یا گھوڑوں کے داغ اور تھچھ میں تساہل کو راہ دیا جاتا تو پھر سرداروں کو اپنے گھوڑوں کی تعداد دکھانے میں فریب دینے کا پورا موقع مل جاتا جس سے لشکر کی کارکردگی پر بھی اثر پڑتا، لیکن مجموعی حیثیت سے تیموریوں کی فوجی تنظیم میں منصب داری نظام کا میاں اور موثر رہا، اور ان منصبداروں نے بڑے بڑے جنگی کارنامے انجام دیے، جن سے تیموری حکومت کی شوکت و عظمت میں اضافہ ہوتا رہا، البتہ جب حکومت کمزور ہوئی تو فوجی نظام ہی پر کیا منحصر سارے نظام میں اتار پیڑا ہوتی گئی،

انعامات | ان مناصب کے علاوہ فوجی سردار مختلف قسم کے انعامات سے بھی سرفراز کئے جاتے تھے، تیموریوں سے پہلے فوجی سرداروں کو اُن کے کارناموں کے سلسلے میں کوئی جاگیر یا علاقہ یا کوئی بڑا عہدہ دیا جاتا تھا، اور ان میں امتیازی نشان پیدا کرنے کے لئے اُن کو جھنڈے بھی دیے جاتے تھے، جس طرح الہی کے مصنف کا بیان ہے کہ ایک نمان سات جھنڈے استعمال کر سکتا تھا، اور اسی کو تین جھنڈے استعمال کرنے کی اجازت تھی،

تیموری دور میں بھی فوجی سرداروں کو جاگیر، عہدے اور عہدے دیے جاتے، کا دستور قائم رہا، اُس کے ساتھ اور شاہانہ عنایتوں سے بھی نوازا جاتا تھا، مثلاً جب کوئی فوجی سردار کسی عہدہ پر جاتا یا وہاں سے فارغ

و کامران واپس آتا تو اس کو مناصب کے علاوہ مختلف قسم کے انعامات بھی دیے جاتے، جو حسب ذیل ہوتے:

(۱) نقد رقم (۲) خلعت جس میں چار تب، سقر لاتی لباس، عباسے زردوزی، عباسے طلا دوزی و تاج

زردوزی، طرہ مروارید، کمر بند سلسل مروارید، جعبہ (ایک مرصع زیور جس کو پگڑھی میں باندھتے تھے) تکلیفی مرصع،

سبزچ (ایک جڑاؤ چیز جو پگڑھی میں لگائی جاتی تھی) بالابند، ارکٹان، تسبیح مرصع وغیرہ ہوتی (۳) ہتھیار مثلاً

شمشیر مرصع، جمدھر مرصع، خنجر مرصع، پھول کٹارہ وغیرہ (۴) فیل و اسپ بازین، مٹلا یا نقرہ و بایراق

مٹلا و نقرہ (۵) نقارہ لازم شاہی میں داخل تھا، لیکن تیموریوں نے اپنے فوجی سرداروں کو بھی یہ امتیاز

عطا کیا یہ اعزاز عموماً دو ہزاری منصبی اوپر والے فوجی سرداروں کو حاصل ہوتا تھا، جب بادشاہ خود

لشکر کے ساتھ ہوتا تھا تو اس کے نقارہ کے سوا کسی اور کا نقارہ نہیں بجاتا تھا، اس کے محل اور قیام گاہ

کے حدود میں بھی کسی کا نقارہ نہیں بجایا جاسکتا تھا، البتہ جہانگیر کے زمانے میں نور جہاں کے باپ اعما د اللہ

کے لئے یہ مخصوص رعایت تھی کہ اس کا نقارہ پایہ تخت میں بھی بجایا کرتا تھا، (۶) علم و نشانات میں علم اور

چتر تونق تو بادشاہ کے لئے مخصوص تھے، لیکن تمن تونق اور جھنڈا فوجی سرداروں کو اعزاز کے طور پر عطا

کرنے کی اجازت دی جاتی،

ماہی مراتب بھی ایک امتیازی نشان تھا، جو بادشاہ اور امرا کی سواری کے آگے آگے ہاتھی پر چلا

کرتا تھا، اس پر مچھلی کی شکل بنی رہتی تھی، اور بھی اس میں سونے اور چاندی کی گیندیں بھی منساک ہوتی یا

منصب داری نظام کی

سیکولزم

منصب داری نظام کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ منصب دیتے وقت مسلم اور غیر مسلم

کا امتیاز نہیں کیا جاتا، بلکہ صلاحیت اور کارکردگی کا لحاظ کر کے مناصب دے

جاتے، اسی لئے مسلمان منصب داروں کے علاوہ اکبری عہد میں ہندو منصبدار ۲۵، جہانگیر کے زمانے میں

شاہجہاں کے دور میں ۱۱۲ اور عالمگیر کے عہد میں ۶۶ رہے ان میں پانصدی اور اس کے نیچے کے منصبداروں

لے تزک جہانگیری ص ۱۱۵

ابھرے اور ابھارے گئے لیکن اکبر کے راجپوت سردار رانا پرتاب کے خلاف ہم میں بلا تکلف شریک ہوتے رہے۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں، راجہ رام ساہ، سال بھان پرتاب سنگھ، راے لون کرن جگنا تھا، مادھو سنگھ، منتخب، لتواریخ کے مولف ملا عبد تقاوردیونی اس جنگ میں شریک نہ تھے، انھوں نے اس کے چشم دید حالات قلمبند کئے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ اس لڑائی میں دونوں طرف راجپوت اسے تھے کہ ان میں سے دوست اور دشمن کا پہچاننا مشکل ہو گیا تھا، ان ہی کا بیان ہے کہ شاہی فوج کی کران مان سنگھ کے ہاتھ میں تھی وہ قلب میں ہاتھی پر سوار تھا، اور مسلمان فوجی سردار کے علاوہ راجہ لون کرن حاکم ساہیہ کے علاوہ دوسرے راجپوت سردار بھی اس کی میت میں تھے، ہراول میں نوجوان راجپوت آگے آگے تھے، ہراول سے بھر گئے جوڑہ ہراول میں بید ہاشم بارہہ کی نگرانی میں اتنی سے زیادہ منتخب راجپوت متعین تھے لیکن اسی جنگ میں رانا پرتاب کی فوج کے ایک بازو کی سردار می حکیم سورن خان کر رہا تھا، جو غالباً رانا کا ساتھی تھا، دے رہا تھا کہ سور می خاندان کا بہ نہ نخل حکمراں سے ملے کر رہے، ملا بدایونی کا بیان ہے کہ اس لڑائی میں رانا کی طرف سے راجہ رام ساہ نے جو بہادری اور شجاعت دکھائی وہ اعلا طہ تحریر میں نہیں آئی جتنی ہے لیکن اس موقع پر راجہ مان سنگھ نے بھی اپنی ہر دازمانی کا پورا جوہر دکھایا، پہلے دونوں طرف سے ہاتھی لڑنے لگے، راجہ مان سنگھ اپنے ہاتھی کا ہوا دست خود بن گیا، اور ایسی ثابت قدمی کا ثبوت دیا، کہ اس سے زیادہ تصور میں نہیں آسکتا ہے رانا کا ایک بہت ہی قوی بھیل ہاتھی رام پرشاد مان ویشاہی ہاتھیوں کی طرف بچکا اور ان سے ہولناک جنگ کی لیکن یہ ایک ایک تیر رام پرشاد کے فیلبان کی آنکھ میں لگے جیسا سے وہ لڑا، کھک کر زمین پر گر پڑا، شاہی فوج کی طرف سے ایک فیلبان بڑی جستی اور چالاکی سے رام پرشاد پر چڑھ کر چڑھ گیا اور اس کو اپنے قابو میں کر لیا، پھر بڑی گھسان کی لڑائی ہوئی ملا بدایونی کا بیان ہے،

”رانا کی فوج میں بڑا بے پیدا ہو گیا تو پھر مان سنگھ کے بہادر محافظوں سے بڑھ کر کسی گھڑی

کی جنگ کی، کہ ان کا کا زامہ یا ہر کھنکھاتی ہے، اور مان سنگھ نے اپنی سرداری میں اس رانا

جو کچھ کیا اسی سے معلوم ہوا کہ ملاشیری کا حسب ذیل مصرع کیا معنی رکھتا ہے،

ع کہ ہندو می زند شمشیر اسلام

جہانگیر اور شاہ جہاں کے عہد میں رانا کی اولادوں سے جو لڑائیاں ہوئیں، ان میں بھی راجپوت سردار شریک رہے، جیسا کہ آگے ذکر آئے گا، اور خود رانا امر سنگھ کے لڑکے اور پوتے ہمارا جہ پیم اور راجہ رائے سنگھ سیو نے گجرات، گوندوانہ اور جموں کے راجاؤں اور مرہٹوں کے خلاف ہم میں شرکت کر کے نل بادشاہوں سے منا اور امتیازات حاصل کئے، سیوا جی اور عالمگیر کی لڑائیوں میں بھی مذہبی جذبات ادھرے ایک سیوا جی کے خلاف عالمگیر کی حمایت میں ہمارا جہ جہونت سنگھ، راجا بھاؤ سنگھ، ہاڈا، مرزا راجہ جے سنگھ کچھواہہ، راجہ رام سنگھ، ہاڈا، اور رائے سنگھ سیو دیہ نے لڑا کر اپنی سپہگیری اور شجاعت کا پورا ثبوت دیا،

اور اس کی مثالیں تو سینکڑوں ملیں گی کہ جب کوئی ہندو راجہ اگرہ اور دہلی کی مرکزی حکومت سے ہٹ کر تاتوا اس کو فرو کرنے کے لئے راجپوت سردار بھی بھیجے گئے، مثلاً راجہ ادوے راجا پور عرف موٹا راجہ اکبر کے ۲۸ جلوس میں مدھ کر بندیلہ کی سرکوبی اور ۳۰ جلوس میں سر دہی کے زمیندار کی تادیب پر مامور ہوا، بیکانیر میں ولیپ سنگھ نے بغاوت کی تو اکبر نے اس کے بھائی راجہ سبیر ج کو اس کے خلاف بھیجا، اکبر چنور کے محاصرہ میں مشغول تھا، تو اس کے مورچہ خاص کا اہتمام رائے راجہ پتر داس کے ذمہ تھا، چنور کے زمانہ میں رائے راجہ سندھ داس راجہ بکر ماجیت نے گجرات کے ہندو راجاؤں سے لڑا کر مملکت کی سرحد کو سمندر سے ملا دیا، اسی نے رانا امر سنگھ کے خلاف لشکر کشی میں بڑے کارنامے انجام دیے، اسی نے اس کو رائے راجہ کا خطاب ملا، اور قلعہ کھنگڑہ کی تسخیر کے لئے جو ہم بھیجی گئی، اس میں مسلمان منصبدار اس کے ماتحت رہے، اور اس نے اس کی فتح میں جو کارنامے انجام دیے اس کے بعد اس کا اعزاز برابر بڑھتا گیا

۱۵ منتخب التواریخ ج دوم ص ۳۳-۳۴، آثار الامراء جلد دوم ص ۲۵۸

۱۵ ایضاً ص ۱۳۹

اور اس کو عہدۃ الملک کا خطاب ملا، شاہجہانی دور میں راجہ پہاڑ سنگھ بندیلہ اور راجہ بھیم راٹھور ساہیوگی بھونسلہ کی تادیب کے لئے بھیجے گئے، راجہ پہاڑ سنگھ نے بندیلہ کی سرکوبی کی، راڈا امر سنگھ راٹھور بھیم راٹھور بندیلہ اور راجہ ہاسو کی سرکوبی کی مہم میں شریک رہا، راجہ بھارت بندیلہ نے شاہجہاں کے لئے قصبہ وکاور فتح کیا، تو اس حسنِ خدمت کے صلہ میں اس کو چار ہزاری سہ ہزار روپا نقد کا منصب ملا، چندر من بندیلہ کے بھائی نے سرکشی کی تو اس کو فرو کرنے کے لئے چندر من بندیلہ ہی بھیجا گیا، رانا امر سنگھ کے بیٹے ہمارا راجہ بھیم نے گجرات کے زمینداروں کے خلاف لشکر کی، پھر گوندوانہ کی مہم میں بڑی شیردلی کا ثبوت دیا، اور ہیرہ کرہ میں اپنی جان کو جان نہیں سمجھا، شہزادہ خرم کی خاطر جہانگیر کے خلاف لڑ کر اپنی جان دی، اور حق نہک ادا کیا، اس کے کس لڑکے کو شاہجہاں نے بین ہزار روپے خلعت فاخرہ، ستر سچ، جہد ہر مرصع وغیرہ اور منصب دو ہزاری سوار عطا کر کے راجہ کا خطاب دیا، وہ سالہ شاہجہانی جلوس میں جموں کے راجہ جگت سنگھ کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا، شاہجہانی دور میں میں رائے سنگھ جھالانے راجہ جگت سنگھ کی سرکوبی کی، اور راجہ سنگھ راٹھور نے چتور کے قلعہ کے انہدام میں بڑی جانبازی دکھائی، اور اوستر سال ہاڑانے قلعہ پریندہ کی تسخیر میں نمایاں حصہ لیا،

عالمگیر نے راجہ راج روپ سرنی نگر کے راجہ کے خلاف بھیجا، راجہ رام سنگھ، کبیر سنگھ، بھورتیہ، ارگن سنگھ اور پرم دیو سنگھ سیو دیہ آسام میں اورنگ زیب کی حمایت میں لڑے، پھر مرہٹوں کے خلاف لڑنے والوں میں راجہ جے سنگھ، راجہ جسونت سنگھ، راؤ ولیپ رائے بندیلہ اور رام سنگھ ہاڑا تھے جس کی تفصیل سہار کے باب میں آئے گی،

مغل بادشاہ اپنے راجپوت سرداروں کو مسلمانوں کے خلاف بھی مہم پڑھیں میں تامل نہ کرتے، اگر ۹۶۹ء میں محمد حسین مرزا گجرات سے برسرِ پکارت ہوا تو پہلے اس کے خلاف راجہ مان سنگھ ہی بھیجا گیا،

۱۵۸۲-۱۵۸۳ء ایضاً ۸۹۰-۸۹۱ء ایضاً ۸۹۰-۸۹۱ء

راٹھور کے منصب میں اُن کی بہادری اور خدمات کے صلہ میں اضافہ کیا گیا، خود مالگیر نے راجہ جے سنگھ کو چھوٹا بہادر اور راجہ زروہ گور کو شہزادہ شجاع کی تہیہ کے لئے مقرر کیا، راجہ امر سنگھ زوری کو سرحدی پٹھانوں کے خلاف ایجا پور کے مسلمان حکمران کے خلاف جے سنگھ ہی نے لشکر کشی کی،

ان ہموں میں راجپوت سرداروں کے ماتحت مسلمان امرا اور منصب دار ہوئے، راجہ مان سنگھ اپنے ماتحت مسلمان امرا کی بڑی خاطر و تواضع کرتا، جہانگیر کے عہد میں جب دکن کی مہم پر گیا تو بالاکھاٹ پہنچ کر شاہی لشکر میں تھا پڑ گیا، اس موقع پر راجہ مان سنگھ سو روپے یومیہ پنشن پر رہی منصب دار اور اسی تناسب سے کل منصب داروں کو تقسیم کرنا شروع کیا، اور شخص کو علیحدہ علیحدہ پتیلیوں میں روپے بند کر کے اس کے پاس بھجوا دیتا، یہ سلسلہ تین چار مہینے تک جاری رہا، اس کے علاوہ امیر سے غلاموں کو روپیوں کے رزخ سے لشکر میں فروخت کرنے کا انتظام کیا، عام لشکریوں کو ایک وقت کا کھانا اس کے یہاں سے مفت ملتا تھا، راجہ مان سنگھ کوچ کے وقت، یا لشکر جہاں پڑا تو ڈالتا وہاں مسلمان لشکریوں کے لئے حمام تیار رکھواتا، اور اُن کی نازوں کے لئے مسجد کی وضع کا خیمہ بنواتا تھا،

راجپوت منصب دار اور اُن کے لشکری بھی اپنے شاہی آقا کی خاطر اپنی جان باری اور جان سیاری کے ساتھ لڑے، اکبر نے گجرات میں لشکر کشی کی تو میدان جنگ میں اس کی جان بچانے کے لئے راجہ بھگوان داس نے اپنی اور راجہ مان سنگھ کی جان کی بازی لگا دی تھی، راجہ انوپ سنگھ بڑا گوجر نے شیر کے شکار میں جہانگیر کی جان خود شیر سے اڑا کر بچائی تھی، جس کے صلہ میں اس کو انی راسے سنگھ کا خطاب دیا، انی کے معنی شیر کا مارنے والا ہے، ایک موقع پر جہانگیر نے اپنے دربار میں راجہ انوپ سنگھ بڑا گوجر کی کسی بات پر اعتراض کیا جس سے راجہ کو خیال ہوا کہ بادشاہ اس کی وفاداری پر شک کرتا ہے، اُس نے فوراً جھڑپ کر سنے کمال کر اپنے پیٹ پر دے مارا، اس دن سے جہانگیر کے دل میں اس کا اعزاز اور اعتبار بہت

لکھنؤ شاہزادہ از عبد الحمید لاہوری ج ۱ ص ۲۵۵-۲۵۶ لکھنؤ شاہزادہ از سعید احمد مارہروی ص ۳۲۰،

بڑھ گیا، اور بڑی ذمہ داری کی خدمتیں اس کے سپرد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ شہزادہ خسرو کی نگرانی قید کے زمانے
 میں اُسی نے کی، جہانگیر کو اپنے راجپوت سرداروں پر اتنا اعتماد تھا کہ اس کو برابر خیال رہا کہ وہ اس کی خاطر
 کبھی میدان جنگ سے منہ نہیں موڑ سکتے، راجہ رام داس کچھواہہ کو جہانگیر نے راجہ کرن کا خطاب دیا تھا،
 وہ ملک عنبر کے خلاف دکن بھیجا گیا، تو اس کو شکست ہوئی، اور اُس نے میدان چھوڑ دیا، اور جب
 وہ جہانگیر سے ملا، تو جہانگیر نے اُس سے کہا کہ راجپوتوں میں لڑائی سے بھاگنا سخت عیب ہے افسوس
 کہ تجھے راجہ کرن کے خطاب کی بھی شرم نہیں آئی، اور اس کو دربار میں آنے سے منع کر دیا، شہزادہ خرم نے جہانگیر
 کے خلاف بغاوت کی تو اس کا حلیف راجہ گوپال داس گھوڑا تھا، جہانگیر کی فوج نے شہزادہ کا تعاقب کیا تو
 راجہ گوپال داس اور اس کا بیٹا بلرام خرم کے ساتھ سایہ کی طرح ساتھ رہا، اور پھر ٹھٹھ کے محاصرہ میں آ
 جی، شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھا کر اپنے بیٹے بلرام کے ساتھ حق نمک ادا کرنے کی خاطر فدا ہو گیا، ۱۶۳۳ء میں
 شاہجہاں اپنے دربار کے سامنے دو ہاتھیوں کی لڑائی کا کھیل دیکھ رہا تھا کہ یکایک ایک ہاتھی مست
 ہو کر شہزادہ اور نگ زیب کے گھوڑے کی طرف بڑھا، اور اس کو زمین پر دے مارا، اس موقع پر راجہ جے سنگھ
 بھی اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر اور نگ زیب کی جان بچانے کے لئے آگے بڑھا، اور نہایت دلیری سے ہاتھی پر
 برچھا مارا، شاہجہاں کو ان راجپوت سرداروں پر اتنا بھروسہ تھا کہ اس کی جان کے محافظوں کا سردار راجہ
 ہمیش داس راٹھور، راجہ اس کے تخت کے پیچھے کھڑا رہتا، اور سفر میں برابر اس کے ساتھ ہوتا، ۱۶۳۳ء
 کے میدان میں شہزادہ دارا کی خاطر راجپوت سردار جس طرح لڑے وہ اپنی مثال آپ ہے، اس جنگ میں
 کند سنگھ ہڈا، رتن راٹھور، دیال داس جھال، راجن گور اور سجان سنگھ سیسویہ اپنے ہمراہ سواروں کے ساتھ
 اور نگ زیب کی آتش بارتوبوں کے سامنے اس طرح بڑھے کہ جیسے ان کی جانیں دارا کی خاطر کوئی قیمت

۱۵ آثار الامراء جلد دوم ص ۲۳-۲۴، ۱۵ ایضاً ص ۱۵۶، ۱۵ آثار الامراء جلد دوم ص ۲۵،

نہیں کھتی تھیں، اس جنگ میں مراد کے ہاتھی کے ارد گرد اجپوت سواروں نے اس طرح لڑ کر جانیں دیں کہ ساری زمین اُن کے خون سے لرغوانی بن گئی تھی، راجہ جیتر سال باڈامیدان جنگ میں قہم کھا کر اترتا تھا کہ یا تو فتح ہوگی یا اُس کا سر ہوگا، اس لڑائی میں اس کی جلادست اور جرأت کی تعریف فارسی مورخین نے بھی کی ہے، اسی جنگ میں راجہ روپ سنگھ راٹھور اس جرأت سے لڑا کہ خود اورنگ زیب کو اس کی بہادری کی تعریف کرنی پڑی، اور وہ چاہتا تھا کہ وہ زندہ گرفتار کر لیا جائے تاکہ آئندہ اس کی بہادری سے کام لیا جاسکے، اس نے بڑھ کر انتہائی شجاعت کے ساتھ اورنگ زیب کے ہاتھی کا ایک پاؤں اپنی تلوار سے اڑا دیا، تاکہ اورنگ زیب ہودج سے نیچے گر پڑے، لیکن اورنگ زیب کے ایک لشکر میں نے زیادہ چابکدستی سے کام لے کر راجہ روپ سنگھ راٹھور کا کام تمام کر دیا، جب لڑائی انتہائی زور پر ہوتی، تو راجپوت سردار انتہائی بہادری میں اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر سے کود پڑتے، اور کمر میں اپنی پگڑھی باندھ کر ایک جگہ کھڑے ہو کر تلوار چلانے لگتے، اور ایک انچ پیچھے ہٹنا پسند نہ کرتے، خواہ اُن کی جان کیوں نہ چلی جاتی، اس طریقہ جنگ کو آثار کہا جاتا ہے، مغلوں نے یہ طریقہ جنگ راجپوت سرداروں ہی سے لیا،

راجپوتوں کی ذاتی، انسی، اور قومی خوبیوں کی وجہ سے مغل سلاطین ہمیشہ اُن کی روگردانی اور سربازی کو معاف کر دینے کے لئے تیار رہتے، بلکہ جن کو گھمان لڑائی کے بعد مغلوب کرتے، ان کے لئے بھی اُن کی آغوش کھلی رہتی، اکبر نے رن تنہور کو بڑی محنت اور مشکل فسخ کیا، لیکن جب راجہ سرجن ہاٹوانے سپردالی تو اُس کے ساتھ بڑی شاہانہ نوازش سے پیش آیا، اُس کے دو لڑکے دودا اور بھوج اس کے پاس آئے، تو اُس نے اُن کو خلعت پہنائے، یہاں پر یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ جب امرا دودا اور بھوج کو خلعت پہنانے کے لئے دربار سے باہر لا رہے تھے، تو ان دونوں کے ایک ہمراہی کو خیال آیا کہ وہ ان کو قید خانے لئے جا رہے ہیں، اس نے فوراً تلوار کھینچ لی، اور تخت شاہی کی طرف بڑھا، اس کو روکنے

لے آثار الامراء جلد دوم ص ۲۶۳ سے ایضاً ص ۵۰

میں پورن تل، شیخ ہمارا الدین مجذوب اور کچھ اور دربار میں مارے گئے لیکن پھر وہ خود مارا گیا، سرجن بادشاہ کے لڑکے خوفزدہ ہوئے کہ کہیں اُن سے بدلہ نہ لیا جائے لیکن اُن کا کوئی تصور نہ تھا اس لئے بہت ہی اعزاز کے ساتھ باپ کے پاس واپس بھیجے گئے، راجہ سرجن پھر منصبداروں میں داخل ہوا، گڑھ چناؤ اور بوندی کی جاگیریں وقتاً فوقتاً اس کو دی گئیں اور جب وہ واپس آئے اکر سے سرسری کی تو خود راجہ سرجن بیٹے کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔

رانا پر تاج اور اس کے خاندان سے نکل بادشاہوں کی جنگ کچھ نہ کچھ برابر رہی لیکن اس خاندان کا جب کوئی فرد شاہی دربار میں آیا تو بہت ہی اعزاز و اکرام سے نوازا گیا، رانا امر سنگھ کو رانا کا خطاب بھیجا گئے دیا، رانا کے لڑکے جگت سنگھ کو رانا کا خطاب اور پنج ہزار سی کا منصب شاہجہاں نے دیا، او اور اس کے مرنے کے بعد ہی خطاب اور منصب رانا راج سنگھ کو ملا، خود درگم زریب نے رانا کو خلافت عطا کیا، اور اس کا لڑکا راجہ جے سنگھ دربار میں آیا، تو او کو گریب نے اس کو خلعت، سہریچ، رستم گھوڑے اور پانچ انعام دیے۔

پنجاب کے شاہی پہاڑوں کی ریاست مہاراجاں کے راجہ پاسو نے اکر کے خدات بار بار بغاوت کی لیکن جہانگیر کے عہد میں دربار میں آیا تو جہانگیر نے اس کو منصب سہ ہزار سی دیا، بعد ہی سے سرمنڈ کر کے دکن کی مہم بھیجا۔

جو وھیرو کا راجہ رانا امر سنگھ یا ٹھور سہ ہزار سی منصبدار تھا، شاہجہاں کے دربار میں شاہجہاں میں آیا تو عداوت خاں میرنجی نے اس کو زمین بوس کرایا کہ یکایک اس نے عداوت خاں کو اپنے جہد سے ہلاک کر دیا، متھیل اس کوڑے کے لڑکے اچن سنگھ اور دوسرے منصبدار رانا امر سنگھ پر تو تپ سے اس داروگیر میں وہ مارا گیا، شاہجہاں نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ رانا امر سنگھ نے یہ سب کچھ نقشہ کیساتھ کیا

۱۔ آثارالامراء، جلد دوم ص ۳۰، ۲۔ ایضاً ص ۳۰، ۳۔ ایضاً ص ۳۰، ۴۔ ایضاً ص ۳۰، ۵۔

لیکن امرنگھ کے نوکروں نے ارجن سنگھ سے انتقام لینے کے لئے بڑا فساد برپا کیا، مگر پانچ مہینے کے بعد راول امرنگھ کا لڑکا دربار میں حاضر ہوا تو شاہجہاں اس کو منصب عطا کیا۔

شاہجہاں نے راجہ اندرمن دھندیرہ کو اس سے ناخوش ہو کر قید کر دیا تھا، لیکن شہنشاہ میں جب اورنگ زیب کن سے اگرہ کو روانہ ہوا تو راجہ اندرمن دھندیرہ کو قید سوراہا کر کے منصب ہزاری و ہزار سوار عطا کیا، اس نے جین کی لڑائی میں اپنی بے نظیر شجاعت کا ثبوت دے کر اورنگ زیب سے علم و نقارہ کا اعزاز حاصل کیا، اس کے بعد جنگ سموگڑہ میں بھی بڑی بہادری دکھائی، شہزادہ شجاع کی پہلی لڑائی کے بعد بنگال میں متعین ہوا وہیں وفات پائی۔

شاہی دربار سے راجہ جسونت سنگھ کے تعلقات کی جو نیزنگیاں رہیں، اس کی تفصیل آگے آئے گی، اجیت سنگھ نے اورنگ زیب کے جانشین بہادر شاہ سے برابر ٹکر لی لیکن جب معافی کا خواست گزار ہوا تو معاف بھی کر دیا گیا، بہادر شاہ کے دربار میں پہلی بار اجیت سنگھ اپنے تصور کی معافی کے بعد حاضر ہوا تو اس کو منصب سہ ہزاری خلعت، فیصل و شمشیر عطا کئے گئے، اور بہادر شاہ اس کو شہزادہ کام بخش کے خلاف مہم میں ساتھ لے گیا لیکن اجیت سنگھ راستہ ہی میں اس کو چھوڑ کر راجہ جے سنگھ سوانی کے ساتھ جو دھ پور چلا گیا، لیکن ۱۱۲۱ھ میں اجیت سنگھ اور جے سنگھ سوانی اور دوسرے راجپوت سردار تیس پالی میں ہزار سواروں کے ساتھ اپنے اپنے ہاتھوں کو رومال سے باندھے ہوئے بہادر شاہ کے پاس اظہارِ ندامت کے لئے آئے تو بہادر شاہ نے سب کے تصور معاف کر کے خلعت، گھوڑے، اور ہاتھی عطا کئے، فرخ سیر کے عہد میں اجیت سنگھ کا مخالفانہ رویہ جاری رہا، لیکن اس کا خوشگوار خاتمہ اس طرح ہوا کہ دونوں رشتہ سے منسلک ہو گئے، فرخ سیر کی شادی اجیت سنگھ کی لڑکی سے ہوئی جس کے بعد اجیت سنگھ گجرات گیا اور وہاں پر رہا۔

اسلحہ

عہد وسطیٰ میں سڑکوں کی کمی اور نقل و حمل کی مشکلات کی وجہ سے ایسے آلات حرب پسند کئے جاتے تھے، جو آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جاسکیں، اس عہد میں ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں پہنچنے کے لئے وہی وقتیش پیش آتیں جو براعظم ایشیا کے مختلف ملکوں میں پہنچنے میں پیش آتی ہیں اس لئے فوج کے سپاہیوں نے ایسے اسلحہ استعمال کئے جنہیں اپنے ساتھ لیا جاسکتے تھے یا گھوڑوں یا بار برداری کے جانوروں پر آسانی سے لادے جاسکتے تھے مگر فائدہ زمانہ کے ساتھ اسلحہ میں کافی ترقی بھی ہوتی گئی اور وزنی ہتھیار کا بھی استعمال کثرت سے ہونے لگا، جیسا کہ آگے ذکر آئے گا، لیکن عام طور سے ایک لشکر ہی کی مردانگی کا اصلی جوہر اس کی شمشیر سے ظاہر ہوتا تھا، اس لئے اس زمانہ کا بہت ہی محبوب اور مقبول ہتھیار سمجھا جاتا تھا، آداب الحرب والشیخانہ کے مصنف نے لکھا ہے کہ اگر لشکر کے پاس تمام اسلحہ ہوں اور شمشیر نہ ہو تو اس کے آلات حرب ناقص اور کھیل ہیں، اور اگر شمشیر کے سوا کوئی اور اسلحہ ہو تو اس کے آلات حرب ناقص اور کھیل ہیں، اور سلطان آتش کے نام معنون کی اسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مکتب نسخہ میں اس کا نام آداب الملوک و کفایۃ الملوک ہے لیکن یہ عام طور سے آداب الحرب والشیخانہ کے نام سے مشہور ہے، اسی لئے راقم نے جا بجا یہی نام استعمال کیا ہے، دیکھو بٹش میوزیم کیٹلاگ فارسی مخطوطات جلد دوم ص ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴

اور ہتھیار نہیں تو اس کا حربی سامان ناقص نہیں اور اس کو نقصان پہنچنے کا کم خطرہ ہوتا ہے، اسی مصنف نے کشمیری کی اہمیت کے ثبوت میں یہ روایت لکھی ہے کہ ایک روز حضرت خالد بن ولید حضرت عمرؓ کے پاس گئے تو انھوں نے ان سے پوچھا کہ تیر کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے، حضرت خالدؓ نے جواب دیا اچھا ہتھیار ہے اس سے دشمنوں کو دور رکھ کر مغلوب کیا جاسکتا ہے لیکن تیر اندازی میں خطا کے امکانات بہت ہوتے ہیں حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ نیزہ کے متعلق کیا رائے ہے، حضرت خالدؓ نے جواب دیا کہ لشکریوں کا پشت پناہ ہے لیکن اس سے اکثر دھوکا ہوتا ہے جب یہ دشمن کے جسم میں چار انگلی تک گھس جاتا ہے تو نیزہ باز اپنے کو غیر محفوظ پاتا ہے، حضرت عمرؓ نے پوچھا اور سیف کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے، حضرت خالدؓ نے جواب دیا یہی وہ چیز ہے جو ماؤں کو اپنے لڑکوں کے لئے رلا دیتی ہے،

تین آداب الحرب کے مصنف نے اپنے زمانہ کی تلوار کی بہت سی قسمیں بتائی ہیں، مثلاً چینی، روسی، ہندی، رومی، فرنگی، یمانی، سلیمانی، شاہی، علانی، کشمیری اور ہندوستانی لیکن سب سے زیادہ تیغ ہندی کی تعریف کی ہے،

”اما زہد تیغ ہندی بہتر و گوہر دار تر و برندہ تر آید“

تیغ ہندی کے مختلف نام تھے، مثلاً پرگس (جو موج دریا بھی کہلاتی تھی) پرالک، تراوتہ، رومی، ہینا، مان گوہر، باحری، تورمان، سورمان اور نباہ، ان تلواروں میں موج دریا بہت ہی قیمتی سمجھی جاتی تھی، یہ شاہی خزانہ میں بھی ایک سے زیادہ نہ ہوتی تھی، اہل ہند پرالک، تراوک اور روہینیا ہی زیادہ پسند کرتے تھے، یہ تلواریں سخت ہوتیں اور گہرے زخم لگاتی تھیں، وہ رات کو پانی میں رکھی جاتیں تو دوسرے دن ان سے اور بھی کاری زخم لگتا تھا، باحری بھی بڑی جوہر دار تلوار تھی، خراسان اور عراق کے بعض ^{عرب} نے باحری کی نقل اتارنی چاہی لیکن وہ ہندوستان جیسی تیار نہ کر سکے،

تورمان کا نام ایک ہندو راجہ کے نام پر تھا، جو دسویں صدی عیسوی کے اناز میں دادی کا بل

کا حکم اس تھا، افغان قبائل کے لوگ زیادہ تر قرآن اور سورماں ہی استعمال کرتے تھے، فباہر بہت ہی خطرناک سمجھی جاتی تھی، اس کی زد سے جو ختم آتا، اس کا منہ لے کر نہ لکھنا نہ موتا، یہ نرم و ستھیں اور چاند کی دھات سے بنائی جاتی تھی۔

تلواروں کے بعض بہترین صنائع دریائے سندھ کے ساحل پر کیے اور بھکر کے درمیان کروڑ کے پاس حصار گورج کے رہنے والے تھے، وہ فولاد سے تلواریں بناتے تھے، یہ کہ جو سر بھجور کی پٹیوں کی طرح ہوتے تھے، راناؤں، ٹھاکروں، اور قبائلی علاقہ کے لوگوں میں یہ تلوار بہت مقبول تھی۔
خمد و سنوئی کی محبوب تلوار چوری تھی جو تھی لہی ہوتی تھی کہ تیر، کی طرح بھی استعمال کی جاتی تھی، اور اس کے ختم کی وجہ سے اس سے بڑا گہرا زخم لگتا تھا۔

تیموریوں کے دور میں تلواروں کی مذکورہ بالا اقسام میں کچھ اور اضافہ ہوا، مثلاً تلوار کی ایک قسم کا نام عصا شمشیر تھا جس کو دھوپ اور کھانڈہ بھی کہتے تھے، یہ تلوار بالکل سیدھی کافی چوڑی اور چار فٹ لمبی ہوتی تھی، اس کا قبضہ گھرا ہوتا، اس کا رگھنا شامی ویدہ، کہ تلوار میں داخل تھا، باؤنٹا بہت دربار میں آتا تو ایک شخص اس تلوار کو گھٹی کے دھنوں کے علاوہ سیدھے، ٹھاکر اس کے آگے چلاتا تھا، اور جب بادشاہ دربار میں بیٹھا جاتا تو اس کی سند پر سائینے رکھی جاتی، کبھی یہ تلوار دربار اور جاگیر سپاہیوں کو ملتی

۱۔ ان تلواروں کی صنعت سازی کی تفصیل یہ ہے۔

آہنگ کر تیغ خواہد زرد درخشاں آئین پودا و کبشہ، بعد ازاں ہر دو درخشاں گروہ کند
و یکے را ہر دست، تا بدو دیکر سے باجیب تا بدو پس در گل گیر یک شہنشاہ
آفرادر گورنہ و بدو تا ہر دو خنجر گورنہ، و بدو یک دیکر سخت شود و بدو
گھٹی بدو آفرادر تیغ کند و با تمام کند و در چرخ کند و در دو دیکر ہر دو
برگ خرماکر و در دست بند، و پچاں پیہ آید۔

انعام بھی دی جاتی تھی، ایک اور قسم کی تلوار سرسوی کہلاتی، جو راجپوتانہ کے ایک مقام سرسوی میں تیار ہوتی تھی، اس سے بڑی کاری ضرب لگتی تھی۔ اگر سرسوی دار کیا جاتا تو کمزور تر جاتی تھی بعض سپاہی تلواروں کے نام پٹ لگتی، اور عصارہ تھے چھوٹی تلوار کو نیچے شمشیر کہتے تھے۔

پہر | ہر تلوار کے ساتھ سپرشی ڈھال کا ہونا ضروری تھا، جو عام طور سے ہل یا تل گائے، ہرن یا ہتھی اور گینڈے کے چمڑے سے بنائی جاتی، گینڈے کے چمڑے کی ڈھال بہت قیمتی ہوتی تھی، ہندو، جو چمڑے کے استعمال سے پرہیز کرتے تھے، عموماً، شیم کی ڈھال بناتے تھے۔ بوسے کی اکثر ڈھالیں منقش اور مٹلا ہوتی تھیں، بوسے سے بنی ہوئی ڈھال کو پھیری کہتے تھے۔ ڈھال کی قسموں میں چرواہ اور تلواہ بھی تھیں، اگر جب میدان جنگ میں کیا ہوتا تو شمشیر بازوں کی ایک جماعت چرواہ اور تلواہ لے کر عصارہ کے دھننی تھی، ڈھال کا قطر ۱۰ سے ۱۲۔ انچ تک ہوتا تھا، میدان جنگ میں یہ ہمیشہ بائیں ہاتھ میں ہوتی، اور لڑائی کے بعد گاند پر لٹکالی جاتی،

کمان | سلاطین و ملکی کے عہد میں عام طور سے جو کمانیں راج تھیں، ان کی حسب ذیل قسمیں تھیں، چاچی، خوارزمی، پٹو، پچی، غنچچی، لاہوری، کروڑھی، ہندووی، کوہی، چاچی کمان سخت ہوتی تھی جس کو زیا دہ تر مارا گھر کے لشکر میں استعمال کرتے تھے، خوارزمی کمان کا خانہ تو چھوٹا ہوتا، لیکن اس کے گوشے بھی جس میں زہ باندھی جاتی تھی، مارا ہوتے، اس کی زد یعنی چلے یا ڈوری گھوڑے کی کھال سے بنائی جاتی، جو مولی ہوتی تھی، اس کو تیرا ہی ہوتا ہوتا، لیکن اس کا پیر کا چھوٹا ہوتا تھا، اس سے زخم اچھا لگتا تھا، کیونکہ تیر کے بھاری اور پکھن کے کچھ جوڑے سے اس کی ساخت اس میں لرزش پیدا ہو جاتی، پٹو، پچی، لاہوری اور کروڑھی کمان قریب قریب ایک ہی طرح کی ہوتی تھیں، کوہی کمان یہاں سے کی سنگھ سے بنائی جاتی، اس کی کمان اس سے تیار کی جاتی تھی۔

سلاطین اکبری حقہ آدل کے آئین میں بعض تلواروں کی تصویریں ملیں گی،

اور اس کی ثانت بھی بانس کی چھال ہی کی ہوتی تھی اس کا تیر دور تو نہیں جاتا تھا، لیکن نزدیک سے اس سے سخت زخم لگتا، امیر خسرو نے مثنوی نہ سپہر میں کمان کے اقسام میں چاچی کے علاوہ خطائی، لاجپی اور ایک کے نام بھی بتائے ہیں، خطائی اور لاجپی غائر، خطا اور لاجپن میں تیار ہوتی تھیں،

بعض کمانیں بھنیس کی سینک لکڑی، بانس، ہاتھی کے دانت اور لوہے کی بھی ہوتی تھیں، لیکن کمان کا بالائی حصہ یعنی بیرونی حصہ لکڑی ہی کا ہوتا جس کو خوبصورت بنانے کے لئے منقش کر دیا جاتا، کمان چار فٹ لمبی، اور دونوں طرف جھکی ہوتی، کمان کی ڈوری یعنی زہ یا چلہ دونوں طرف باندھ دیا جاتا جس کو گوشہ یا سفار کہتے تھے، زہ عموماً سفید ریشم کی ہوتی کبھی نے کے چھلکے اور بھڑیے، گینڈے، نیل گائے، اور گھوڑے کی کھال کی بھی بنائی جاتی، زہ کے نیچ میں تین یا چار پانچ کی گرہ ہوتی، جس کو انگوٹھے سے کھینچتے، اور کھینچتے وقت شہادت کی انگلی ناخن پر ہوتی تھی کہ کھینچنے میں سہولت ہو، یا تیر کے دندانہ پر ہوتی تاکہ گرنے نہ پائے، انگلیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک، چڑی اور چوڑی انگوٹھی جیسی زہ گیر ہوتی تھی، یہ جب حیثیت میں پہنچتا تو، ہاتھی دانت، سینک، مچھلی کے کھانٹے، سونے چاندی یا لوہے کی ہوتی تھی، کبھی زہ گیر کے بجائے انگشتوں نے

(یعنی انگشتوں نے) استعمال کرتے تھے، چوڑا ہونے ہاتھ کے انگوٹھے اور پہلی انگلی پر چڑھے رہتے تھے، زہ گیر اور انگشتوں نے کے استعمال سے تیر زیادہ سے زیادہ دور پھینکا جاسکتا تھا، تیر اندازی کے استاد اپنی ہر کمان کے لئے دو زہ اور دو انگشتوں نے رکھتے تاکہ اگر ایک خطا کرے، تو دوسرے سے فوراً کام لیا جاسکے، آئین اکبری میں بعض کمانوں کے لئے تختہ کمان اور کنٹھا کی اصطلاح بھی استعمال ہوئی ہے اس

لئے انگشتوں نے کے متعلق آداب الحرب کے مؤلف نے لکھا ہے،

”پسند نوعست غازی و اردو میں غازی و ترک کی دوا، اما بہترین غازی و اردو باشد، اما سر انگشت ترند

کوہ کے تیر انداز سے استاد بننا شد“

چھوٹی کمان کو کہتے تھے کنٹھا بھیلوں کے استعمال میں رہتی تھی، اس کے استعمال کا طریقہ یہ تھا کہ کمان کو پاؤں سے دبا کر اور زہ کو ہاتھ سے کھینچ کر تیر اس زور سے پھینکتے تھے کہ ہاتھی کے پیٹ کے اندر گھس جاتا، ایک اور قسم کی کمان گروہبہ تھی، جو شاید غلیں کی طرح ہوتی تھی،

تیرا تیر زیادہ تر بید اور کلک کے ہوتے تھے، کلک کا تیر بہت ہلکا ہوتا تھا، اور ایک اچھا تیر انداز اس کو لوٹا اور فولاد کے اندر بھی پیوست کر سکتا تھا، زرکٹ سے بھی تیر بنایا جاتا تھا،

پر تیر گدھ اور عقاب کے دم سے بناتے تھے، اور اگر گدھ اور عقاب کی دم نہ ملتی تو شاہین، کلک، کلنگ، سرخاب، بطحیل، شتر مرغ، بوتیمار، مور، اور شکرے کے پروں سے بھی بنا لیتے تھے، کبھی کبھی ایک تیر میں کئی پر ہوتے تھے جو زہر آلود کر دیئے جاتے تھے،

امیر خسرو نے ثنوی زہر کے سپر خم میں تیروں کے حسب ذیل اقسام بتائے ہیں :-

ہوائی، زمینی، برگ بید، سوری، گزہ، تیر گز، بیدک،

ہندی تیر شاخ دار بنائے جاتے، جب وہ کسی کے لگتا، اور اس کا پھل جسم میں گھس جاتا، تو اس کے

نکلنے میں بڑی زحمت ہوتی، اس پھل کو زہر ملا بھی کر دیا جاتا،

تیموریوں کے آخری زمانے میں بعض تیروں کے نام یہ تھے :

گھیر، دو موٹھا، طرح، ہال، طرح، بادام، طرح، نو کو طرح، بھالا، طرح، خا،

وغیرہ جن کی نوعیت ان کے ناموں سے ظاہر ہوگی۔

تیر کا پیکان گامے بھنیں، اور گدھے کی پٹیوں سے بناتے اور اس کو بھی زہر آلود کر دیتے

تھے، زہر آلود تیر اور پیکان سے جو زخم آتا، وہ مشکل ہی سے اچھا ہوتا، اگر منہ مل بھی ہو جاتا تو برسوں تک صاف باقی رہتی، جس تیر میں پیکان نہ ہوتا، اس کو تکمہ کہتے تھے، بعض تیر انداز تیروں کو ایک نیکی کے ذریعہ سے پھینکتے تھے،

۱۷۵۰ء آئین اکبری آئین ۲۵۔ آئین نور خاد میں ان کمانوں کی تصویریں بھی دکھائی جاسکتی ہیں۔ ۱۷۵۰ء آداب حرب ۱۷۵۰ء برہان قاطع میں ہے :
”نوعی از تیرست کہ بجائے پیکان گزے و ارد“

جس کو ناوک کہا جاتا تھا، تیر انداز جس پہ تیر رکھا کرتے، اس کو ترکش کہتے تھے ترکش عموماً چمڑے کا ہوتا تھا
 میں ایک چمڑے کی ڈوری لگی رہتی تھی جس کو تیر انداز اپنے گلے یا کاندھے میں لٹکا لیتا تھا، امر از نقش محل کے بھی
 ترکش رکھتے تھے، ہر تیر انداز ایک پیکان کش بھی ساتھ رکھتا تھا، جس سے وہ ضرورت کے وقت زخمی جسم
 پیکان نکال لیتا تھا، اس کو تیر بردار بھی کہتے تھے۔

نیزہ پاشان | عربی، عراقی اور خراسانی نیزہ عموماً بید کے ہوتے تھے لیکن سب سے اچھا نیزہ ہندوستان کا ہوتا
 تھا جو نے سے بنایا جاتا تھا، آداب الحرب میں ہے،

"بیچ نیزہ بہتر از نے نیزہ ہندوستان نیست"

نے سے نیزہ بناتے وقت اس کا خیال رکھا جاتا کہ نے کا اندرونی حصہ بھرا نہ ہو، بلکہ خالی ہو کیونکہ
 ایسا نیزہ ہلکا ہوتا تھا، اس میں لرزش پیدا نہیں ہوتی، بھیرے کی ہنڈلی اگر نیزہ میں لگا دی جاتی تو اس
 کا رمی زخم آتا،

نیزہ کی ایک قسم مرد گیر ہوتی جو چوگان کی طرح لبا ہوتا تھا، اس کے سرے پر ایک خم داہل ہوتا،
 حمیرہ ایک چھوٹا نیزہ تھا جو سلطان کے محافظوں کے پاس رہتا، شل وژوپین بھی ایک قسم کا لبا نیزہ تھا
 جس سے اگر بوہی قوت سے ضرب لگا دی جاتی تو سوار مع گھوڑے کے ہلاک ہو جاتا، ہندو دن اور فغانو
 کا ہتھیار تھا، تلوار کے ساتھ یہ ہتھیار بھی ہوتا، جب شل وژوپین کام نہیں دیتا تو تلوار استعمال کی جاتی
 پہلے کسٹ بھی ایک نیزہ تھا جس سے ہاتھی کو زخمی کیا جاتا تھا، نیم نیزہ چھوٹا نیزہ ہوتا، خشت نیزہ اور تیر کی

رنگ بران کاٹتے ہیں سب سے۔۔۔

"نوسے از تیر باشد دان تیرست کو چک دہیٹے گوینہ آست ست جو ہیں در میان خانی کہ تیر، کوکنا

در میان آن گدازند ہی اندازند" و بیٹھے گوینہ ناوک باشد آدین کہ تیر کو چکے دران نہت و بعد از ان درگان

گذاشتہ اند"۔۔۔ آداب الحرب۔

لی علی قسم تھی،

آئین اکبری میں نیزہ کی کئی قسمیں لکھی ہیں نیزہ، برچھا، سانگ، سینھتی، سیلرہ،

جو نیزہ سواروں کے استعمال میں رہتا تھا۔ وہ بہت ہی لمبا ہوتا جس کا دستہ بانس کا اور سرالو

کا ہوتا تھا، برچھا نیزہ سے وزنی اور تمام تر لوہے کا ہوتا تھا، برچھا پیدل سپاہیوں کے ہاتھ میں رہتا،

آئین اکبری کی تصویر میں سانگ برچھا سے چھوٹا دکھایا گیا ہے، یہ بھی تمام تر لوہے ہی سے بنایا

جاتا، اس کا منہ چوہل یا سہل ہوتا، سینھتی سانگ سے چھوٹا لیکن سیلرہ سینھتی سے بڑا اور سانگ سے چھوٹا

ہوتا تھا، ایک چھوٹے قسم کے نیزے کو نیزہ خوردوستی کہتے تھے

گرز | گرز سلاطین دہلی اور شاہان مغلیہ دونوں کے عہد میں استعمال کیا جاتا تھا، آئین اکبری کی تصویر

سے پتہ چلتا ہے کہ تیموری عہد میں گرز تقریباً ڈھائی فٹ کا ایک چھوٹا آہنی ڈنڈا ہوتا تھا، جس کے سر پر

بڑے اور وزنی مدور لٹو ہوتے تھے، دو ادھر ادھر اور ایک بیچ میں گرز کی ایک قسم شش پر بھی تھی جس کے

اوپر ایک بہت وزنی لٹو ہوتا تھا،

ناچ | ناچ گرز ہی کی ایک قسم تھی جس میں تلوار کی دھار بھی ہوتی تھی، یہ شاہی ہتھیار تھا، آداب الخیر

میں ناچ کی تشریح اس طرح کی گئی ہے،

نیزہ کی اوتھیموں کے نام یہ تھے بلم، گڑا سا پنخ مکھ، پندی بلم، لنگے، گڑھیا، علم وغیرہ۔۔۔ بطور نامہ

ص ۱۱۳، ۹۹، آداب الخیر۔۔۔ گرز کے بعض نام دھارا اور کر گرز بھی تھے، دھارا ایک قسم

پرچھ لٹو ہوتے اور اس کا دستہ بہت پھل ہوتا، کر گرز کے اوپر آٹھ لٹو ہوتے، اور اس کا قبضہ رکھتا تھا گرز

کا ایک نام چاق بھی تھا، برہان قاطع میں ہے۔۔

”گرز آہن شش پردہ را گویند و دیں ز ماں چو بدست سرگرہ دار را می گویند“

سلاطین دہلی کے زمانہ میں گرز کے بعض اقسام عمود اور کوئل تھے،

”سلاح بادشاہانت کہ ہم دوست را شاید ہم دشمن را، دوست را از مرہ ناچ زندہ

بجائے گرز کا رکند و دشمن را بروے ناچ زندہ، بجائے شمشیر کا رکند“

آئین اکبری کے آئین قورخانہ کی فرست میں ناچ کا ذکر نہیں،

تبر | تبر و ملیوں کا ہتھیار تھا، لیکن عام طور سے ہندوستان میں بھی رائج ہو گیا تھا، یہ گھوڑے کی

زین میں آویزاں رہتا تھا، اس کی شکل کھٹاڑی سے ملتی ہے،

آئین اکبری میں مختلف قسم کے تبر کی تصویر دی ہوئی ہے، ایک تبر کا پھل مستطیل نما یعنی کھٹاڑی

کے پھل کی طرح ہوتا تھا، بعض تبر میں پھل کے علاوہ اس کے سر پر نیزہ کی طرح ایک لمبی نوک بھی ہوتی تھی

اس کی ایک اور دوسری قسم کو زاغ نول (کوئے کی چونچ) کہتے تھے، جس کے پھل کے دونوں طرف ہوا

ہوتی تھی، اگر زاغ نول کے دونوں طرف پھل ہوتے، تو وہ زاغ نول کہلاتا تھا، اس کی ایک طرف کا

پھل چوڑا اور دوسری طرف کا نوکیلا ہوتا تھا، تبر دستہ کی لمبائی عموماً ۲۳-۱۰۰ انچ ہوتی تھی جس تبر کا دستہ

بہت لمبا ہوتا اس کو ترنگا لہ کہتے تھے، غالباً چھوٹے تبر کی ایک قسم بسولہ بھی ملتی جس کی شکل چھینی سے

ملتی ہوتی ہے، اس کے ساتھ ایک یا دو مدور ہالے ہوتے تھے جن کو چکر بسولہ کہا جاتا تھا، بعض تبر بہت مرصع

ہوتے، جو زیادہ تر دربار میں شاہی محافظوں کے ہاتھوں میں دکھائی دیتا، تبر کے لئے چھماخ اور چھما ر کی

بھی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

پیازی | آئین اکبری (ص ۱۰۰) میں تبر زاغ نول، چکر بسولہ کے ساتھ پیازی کا بھی نام درج ہے شاید

اسے برہان قاطع میں ناچ کی کچھ اور تشریح ہے،

”تبر زین را گویند، وہ آن نوے از تراست کہ سپاہیاں بہ پہلوئے زین اسب بندند

و بعضے گویند، سنائے ست کہ سر آن دو شاخ باشد، و نیزہ کو چاک را نیز گویند“

آداب حرب | برہان قاطع ص ۳۲۶، برنی ص ۲۵۳، ۳۲۹، ۳۹۰

یہ تبرہ ہی کی کوئی قسم ہو لیکن برہان قاطع میں ہے،

”نوعے از گرز ہم ہست، و آن چنان ست کہ چند گوے فولادی را بچند زنجیر کو تاہ مضبوط کردہ

بدستہ از چوب مخکے نصب کنند و آن را بر ترکی چو گن گویند“

فلاخن یا فلاسنگ | یہ سنگ اندازی کا آلہ تھا، اس میں ریشم یا رسی کا پھندا ہوتا جس میں وزنی پتھر رکھ کر غنیم پر پھینکا جاتا، یہ پتھر جس کے سینہ یا پیشانی سے ٹکرا جاتا، وہ یا تو ہلاک یا بڑی طرح زخمی ہو جاتا، رات کے وقت آواز پر اس سے نشانہ لگایا جاسکتا تھا، تیموری دور میں فلاخن کے لئے گوبھن کی بھی اصطلاح استعمال ہوئی ہے،

کنڈ | اس سے حصار اور قلعہ کی دیواروں پر چڑھنے میں مدد ملتی تھی، سلطان محمود غزنوی کی فوج کے آپ لشکری نے ایک لڑائی میں دشمن کے ایک سوار اور اس کے گھوڑے کو کنڈ کے پھندے میں الجھا کر اپنی طرف گھسیٹ لیا تھا جس سے غنیم کی صف میں انتشار پھیل گیا تھا، کنڈ کا استعمال تیموری دور میں بھی جاری رہا،

کٹارہ | کٹارہ کے متعلق آداب الحرب کے مصنف نے صرف اتنا لکھا ہے کہ یہ ہندوؤں اور مذہر لوگوں کا ہتھیار ہے،

آئین اکبری کی تصویر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تلوار اور خنجر کی ملی جلی شکل کا ایک ہتھیار تھا، اس کا پھل کچھ ٹیڑھا ہوتا تھا جس کی چوڑائی قبضہ کے پاس تین انچ اور سرے پر ایک انچ ہوتی تھی، گرفت میں لینے کے لئے دو الگ الگ دستانے ہوتے تھے، جو قبضے کے پاس ایک دوسرے سے مل جاتے، کٹارہ کے لئے کٹار اور کبھی کٹاری کی بھی اصطلاح استعمال ہوتی،

دشنہ | آداب الحرب میں ہے، :

”آداب الحرب“ لکھ خانی خاں جلد دوم ص ۵۵۶

”سلاج عیار پیشیاں دجاں بازاراں دزدانست“

برہان قاطع میں ہے،

”نوست از خیر است کہ بیشتر مردم لازمی دارند“

چکر | آداب الحرب کے مولف ہتھیاروں میں چکر کا بھی ذکر کیا ہے، یہ گول فولاد کا آئینہ کے برابر ایک

ہلکا ہوتا تھا، اس کے وسط میں ایک سوراخ ہوتا تھا، جس میں ہاتھ اور بازو چلا جاتا تھا، ہر دنی

حصہ تلوار کی دھار کی طرح تیز ہوتا تھا، پھینکنے وقت سوراخ کو گرفت میں رکھتے تھے، جب بندی سے

بچنے آتا تھا، ہر سپر کو کالت ڈالتا تھا، یہ دشمن کی گردن اڑا سکتا تھا،

آئین اکبری کے تیسری دور کے ہتھیاروں کے نام یہ دیے گئے ہیں،

بہرہ | اس کا دست تقریباً گیارہ کی طرح ہوتا سیکن پھل سیدھا اور چوڑا ہوتا تھا،

خنجر | اس کا پھل کچھ تیز تھا درتضہ نور کے جیسا ہوتا،

خنجر کی درتسموں کے، دم جم کھاک، بانگ، کپوہ، جنبوہ اور زرخنگ موٹے پیش نبض

وغیرہ تھے، ان کی سادات میں کچھ تھورا تھورا فرق ہوتا تھا،

کامور | قصبہ کی چھری کی سر ڈھلی ڈھلیٹ ہی ہوتی اس کا پھل دوا پنج چوڑا ہوتا،

گینتی کامور | مٹی دوا بر ہوا اور ہی چھری جو چھری کے کنار ہوتی،

پانچ کامور | اس کی شکل پانچ کورسہ کی طرح ہوتی تھی،

چاقو | مٹی دوا چھری جو مڑ چوبیس دستے تر راتی تھی، سر کے کئی پھل ہوتے تھے،

تنگ | یہ ایک ایسا ہتھیار ہوتا تھا جس سے غصہ ہوا کہ کر مٹی، پتھر، گویں پھینکتے تھے

پشت نامہ | یہ ہتھیاروں کی ایک نئی قسم تھی

ناروی | یہ ایک ہتھیار تھا جس سے غصہ ہوا کہ کر مٹی پھینکتے تھے

گرہ کشا | یہ نیزہ کی طرح لمبا ہوتا تھا۔ اس کے سرے پر چاند کی شکل کا ایک پھل ہوتا تھا جس کے اوپر ایک
نکلی ہوئی تیز نوک بھی ہوتی تھی،

شست آدیز | آئین اکبری میں اس کی کوئی تصویر نہیں دی ہے۔ غالباً ذہ گیر ہی کی کوئی قسم تھی،
قلعوں اور حصاروں کی تسخیر میں جو آلات عام طور پر استعمال کئے جاتے تھے، اُن میں سے بعض کے
نام یہ ہیں،

(۱) منجنیق (۲) عراوہ (۳) دبا یا پیا خرک (۴) چرخ (۵) مکان رعد (۶) نفا (۷) بان
(۸) حقہ آتش (۹) سنگ مغربی (۱۰) توپ (۱۱) ہندوئی،

منجنیق | منجنیق کا استعمال زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ فنیقی یونانی اور اسرائیلی تاریخوں میں اس کا ذکر
کثرت سے آتا ہے، عربوں نے بھی اس کو اپنی لڑائیوں میں باریک استعمال کیا، جرجی زیدان نے تاریخ
تمدن اسلام میں اس کی تصریح اس طرح کی ہے،

”یہ ایک لکڑی کا سیدھا پھڑ ہوتا ہے جس کے سرے پر ایک گوبھن نما چیز بٹکتی ہے۔ اس
میں پتھر رکھ کر پھڑ کو تسموں کے ذریعہ چھپے کی جانب کھینچتے ہیں، پھڑ کے نیچے ایک مضبوط کمانی لگی ہوتی
ہے جس وقت کمانی پوری طرح دب جاتی ہے، یہ ایک اسے پھڑ دیتے ہیں، اور دو پھڑ زور کے
ساتھ آگے کو جھکے ہوئے ایک سطح تختہ پر جا گرتا ہے، اور پتھر نکل کر دور جا پڑتا ہے۔“

(تاریخ تمدن اسلام از جرجی زیدان مترجمہ مولوی محمد حمیم ص ۱۹۴)

شما جہانی غمہ کے ایک مصنف محمد صادق اصفہانی کی تشریح یہ ہے،

”زمانہ سابق میں منجنیق آلات حصار گیری میں سب سے اہم آلہ تھا، اس کی شکل ترازد کی
طرح ہوتی ہے، ایک پٹے کو بہت بھاری کر لیا جاتا ہے، ایک پٹے میں پتھر رکھ دیا جاتا ہے،
سیوں کے ذریعہ سے زمین کے برابر قائم رکھا جاتا ہے، تاکہ بھاری پٹڑا اونچا چلا جائے، اب

رسیاں ایک دم کاٹ دی جاتی ہیں جس سے بھاری پاؤں زمین پر آ رہتا ہے، اور ہلکا پاؤں اونچا ہو جاتا ہے اور جو پتھر اس میں رکھا ہوتا ہے، دور جا کر گر جاتا ہے۔

(بحوالہ انٹیل کا جے میگزین لاہور اگست ۱۹۸۲ء)

محبوب قاسم نے جب ۱۹۳۲ء میں دہلی پر حملہ کیا تو اس کے پاس ایک منجھنق تھی جس کا نام عروس تھا، اس کو کام میں لانے کے لیے پانچ سو آدمی کی ضرورت ہوتی تھی، مسعود غزنوی نے ۱۹۳۲ء و ۱۹۳۳ء میں قلعہ ہنسی کا محاصرہ کیا تو یہی کی روایت ہے کہ عروس جو منجھنق کی ایک خاص قسم ہے، قلعہ پر لگائی گئی، اور اس سے پانچ جگہ نقب زنی کی گئی،

(تاریخ بھیتی ص ۶۶۵)

آداب الحرب والشیجاء کے مصنف نے منجھنق کی کئی قسمیں لکھی ہیں،

(۱) منجھنق عروس جو چاروں طرف مار سکتی تھی،

”آن چہار سوے توال انداخت“

(۲) منجھنق دیو جو غالباً بہت بڑی ہوتی تھی (۳) منجھنق غوری دار (۴) منجھنق رواں جو ایک

جگہ سے دوسری جگہ جاسکے،

عزادہ | عزادہ بھی چھوٹے قسم کی منجھنق کو کہتے تھے،

”عزادہ آلا جنگ خورد تر از منجھنق“

آداب الحرب کے مصنف نے اس کی بھی چار قسمیں بتائی ہیں،

(۱) عزادہ یک روئی جس سے سرٹ ایک ہی سمت میں سنگ اندازی کی جاتی تھی (۲)

عزادہ گرداں، جو گھوم سکے (۳) عزادہ خفہ، جو سرٹ ایک جگہ قائم ہو (۴) عزادہ رواں جو

ایک مقام سے دوسرے مقام تک حرکت کر سکے،

منجھنق اور عوادہ سے قلعہ کی دیواروں میں شگاف ڈالنے کا کام لیا جاتا، ان سے نقب زنی بھی کی جاتی، نقب زنی کرتے وقت دیواروں کی جڑیں کھوکھلی کر کے خالی جگہ پرستوں لگا دیے جاتے، اور لکڑیوں کا انبار رکھ کر اور نطفہ ڈال کر آگ لگا دی جاتی، جس سے دیوار نیچے آ رہتی،

خرک یا دبابہ | خرک کو عربی میں دبابہ کہتے ہیں، دبابہ ایک متحرک آلہ تھا جو پہیوں کے ذریعہ سے چلایا جاتا تھا، اس کی چھت کھانوں یا سرکہ میں بھیگے نمودوں سے ڈھکی رہتی تاکہ یہ آگ سے محفوظ رہے، کچھ لوگ اس کے اندر بیٹھ جاتے، اور کچھ اسے ڈھکیل کر فصیلوں تک لے چلتے، اور قلعہ کی دیوار منہدم کرنے کی کوشش کرتے، اس کا سرانوک دار ہوتا تاکہ دیواروں میں شگاف کر سکے، محصورین مدافعت میں اس پر آگ پھینکتے اور حلقی لکڑیوں کے پشتارے ڈال دیتے، تاکہ یہ جل جائے، لیکن آداب الحرب و الشجاعت میں خرک کی تفصیل یہ بتائی گئی ہے، ایک لمبی اور وزنی شتیر میں نوکیلا لودھا لگا دیا جاتا، اور شتیر بڑی زنجیر یا موٹی رسی میں باندھ کر دو بانسوں کے درمیان لٹکا دی جاتی، کچھ فوجی اس کو پیچھے کھینچتے، اور پھر پوری طاقت سے قلعہ کی دیوار کی طرف پھینکتے، نوکیلے لوہے سے دیوار میں سوراخ ہو جاتا،

چرخ | یہ پیسہ اور چرخ سے چلنے والی کمان ہوتی تھی، اور جو تیر عام کماندار اپنے کمان سے نہیں پھینک سکتے تھے، وہ چرخ سے پھینکا جاسکتا تھا، چرخ کے ذریعہ نوکدار لوہے کے ٹکڑے، درنوکیلی سلاخیں بھی پھینکی جاسکتی تھیں، مؤید الفضل میں ہے،

”چرخ کمان حکمت کہ از آلات حصار گیری است و تر چرخ بدار اندازند“

فرنگ جمانگیری میں چرخ کو بان یا حقہ آتش کی مانند کہا گیا ہے،

کمان رعد | اس میں فستید کے ذریعہ آگ دی جاتی، اور چھوٹے چھوٹے گولے بھی پھینکے جاتے،
نفط | یہ ایک قسم کا روغن ہوتا، جس کو گرم کر کے دشمنوں پر پھینکا جاتا، اس کی ایک قسم روغن اسکندر

۱۵ تاریخ تمدن اسلام از جرجی زیدان مترجمہ محمد علیم رود و دوسری ص ۱۹۵

بھی ہوتی جس کو گرما کیپ فایر (یونانی آگ) بھی کہتے تھے، اس کے اجڑا رہے ہوتے، صنوبر کا پسا ہوا گوند گندھاگ اور لفظ، کبھی شورہ اور گندھاگ سے بھی تیار کیا جاتا، اور کبھی بید کے کوٹے، نمک، گندھاگ، رال، لوبان، بکافور اور حبشہ کے ادون سے بھی بنا کر بنایا جاتا، اُجھوتا صنایع کے معائنہ نے اس کے اجڑا رہے بتائے ہیں۔ لفظ فارسی، سندروس، بظن: بکھلس، روغن میں ان سب کو مل کر دو دن تک بھٹی کی آگ میں پکا پکا جاتا، ہفتہ بھر چھوڑ دینے کے بعد وگھی کا مٹہ کھولا جاتا، صاف، نڈا دکھا بیان ہے کہ اس روغن کے دو درم شہن کا شہر چھونک دینے کے لئے کافی ہوتا، اس سے لگی ہوئی آگ کو جس قدر بجھانے کی کوشش کی جاتی، اسی قدر بھڑکتی (تندیس کے لئے) دیکھا درنہیں کالج میگزین اگست ۱۹۷۷ء

بان | ایک لہجہ ہانس میں لوہے کی ایک ٹکی ہوتی تھی، اس ٹکی میں آئینہ مادہ بھر دیا جاتا تھا، اور اس میں آگ لگا کر تیر کی طرح وشنوں کی طرح پھینک دی جاتی، جو خدائوں اور رستوں کی طرح بھٹکتی کہ وشنوں میں انتشار پھیل جاتا، یہ ٹکی عموماً ایک فٹ لمبی ہوتی، اور اس کا قطر دو یا تین انچ ہوتا، اس کو پھینکنے میں بڑی مہارت کی ضرورت ہوتی، کیونکہ یہ اکثر اٹھ کر پھینکنے والوں کی صف میں آکر گر جاتی، اور اس سے آدمی یا گھوڑے کا ایک بھج ہو جاتے،

خدا آتش | یہ بان ہی کی ایک قسم تھی،

سنگ مغربی | ضیاء الدین برنی نے جایا تارخ فیروز شاہی میں ۷۴۲ھ، سنگ مغربی استعمال کیا، فرشتہ نے اس کو منشیق قرار دیا ہے، لیکن مولانا ابولطف صاحب ندوی اپنے ایک مضمون ہندوستان میں توپ میں لکھتے ہیں،

”سنگ مغربی کو فرشتہ نے منجیق قرار دیا ہے، لیکن اگر واقعی منجیق تھی تو ضیاء الدین برنی کو

اس بے فائدہ کے استعمال کی کیا حاجت تھی، استعمال کر سکتا تھا، جیسا کہ جایا استعمال کیا ہے

یہ اخبار کہ، حقیقت تو یہی چھٹی صدی ہجری میں ایجاد ہو چکی تھی اور ساتویں صدی کے آخر

آٹھویں صدی کی ابتداء میں اسپین، افریقہ، مصر اور مغربیوں میں رائج تھی، چونکہ یہ جدید آئین
اور افریقہ کے دوسرے ملکوں میں رواج پذیر ہوا، اور ان ممالک کو عربی ممالک میں مغربی کہتے
ہیں اس کا نام سنگِ مغربی رکھا جس کو عربی میں مدفع کہتے ہیں۔

مولانا نے طبقاتِ بہادر شاہی اور ظفر الوالہ سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ علاء الدین غلی کے زمانے
میں بعض توپ اس قدر وزنی تھی کہ اس کو ایک سوبیل کھینچتے تھے اور جس وقت چلتی تھی تو زمین ہل جاتی
تھی، اور ایسی توپیں تعداد میں چاہتے تھے، مولانا کا خیال ہے کہ توپ کا استعمال عربوں میں چھٹی صدی
میں شروع ہو چکا تھا اس لئے علاء الدین غلی کے زمانے میں توپ کا استعمال عجیب چیز نہیں، اور عربوں
میں، مصر، ایران سے جنوبی ہندوستان انہی کے ذریعہ وہاں بھی پہنچیں۔

توپیں | آٹھویں صدی ہجری میں دکن کی ہندو ریاستوں کے راجاؤں کے استعمال میں بھی تھیں اس
محمد شاہ بہمنی نے شہر میں بیجا نگر کے راجہ کے خلاف جنگ کی تو تحفہ اقتدار میں اس کی روایت کے
مطابق راجہ کے پاس تین سو توپوں اور ضرب زن کی گولیاں تھیں، بیجا نگر کے علاوہ چول ناٹان
راجاؤں کے پاس بھی چھوٹی بڑی توپیں تھیں، ان ہی میں سے ایک توپ آج کل تنویر (مدراں) کے قریب
قلم میں رکھی ہے جس کا نام راج گوپال ہے، اس توپ کی لمبائی ۲۳ فٹ ۶ انچ اور قطر ۱۸ فٹ ۶ انچ
ہے، قیاس ہے کہ یہ جنگ مالی گولہ کے بعد ڈھالی گئی ہو۔

بہمنی توپیں | محمد شاہ بہمنی (المستوفی شہر) نے اپنے شہر حکومت میں مختلف مقامات پر توپیں

منگو کر توپ سازی کا ایک محکمہ قائم کیا اور مشرب خاں ولد صفدر زان سیستانی کو اس کی نگرانی پر
تنام دیا اور فرنگی لشکر پر اس کی ماتحتی میں دیا، اس طرح ایک بڑا توپ ساز کارخانہ قائم ہوا۔

لے موارن دہلی ۱۹۰۷ء، شہر میں فرشتہ درجہ ۱۰۰۰ کی توپیں کے لئے بکھر موارن دہلی ۱۹۰۷ء

لے موارن فرشتہ درجہ ۱۰۰۰

آٹھویں صدی کے آخر اور نویں صدی کے شروع میں توپوں کا استعمال میدان جنگ میں کثرت سے ہونے لگا تھا، ۱۲۵۰ء میں احمد شاہ نے بجانگر کے خلاف جنگ کی تو اس کے پاس فوجیں کم تھیں، اؤ غنیم کے پاس تقریباً دس لاکھ پیادے توپچی اور تیرانداز تھے، جو خفیہ طور سے لشکر میں گھس کر کافی نقصان پہنچاتے، سلطان احمد شاہ نے یہ دیکھ کر توپ خانہ کا ایک حصار قائم کیا، یعنی اپنی فوج کے چاروں طرف دو ہزار توپیں اس طرح نصب کیں کہ غنیم قریب نہ آ سکتے تھے، یہ طریقہ ترکوں کے یہاں عام طور سے رائج تھا، اس لئے اس کو ردی طرز جنگ کہتے تھے،

کشمیری توپیں | کشمیر میں سلطان زین العابدین کے آخر زمانہ میں دکن کا توپ خانہ اس قدر ترقی کر گیا تھا کہ اس کے بڑے لڑکے آدم خاں کو بت تسخیر کرنے میں توپوں سے بڑی مدد ملی،

گجراتی توپیں | گجرات میں احمد شاہ اول کی بعض توپیں اتنی ذرا تھیں کہ ان کو ہاتھی کھینچتے تھے، اس کے داروغہ توپ خانہ کی تنخواہ بھی ہزار تک نہ تھی، محمود بیگڑہ کے پاس ہر قسم کی توپیں تھیں، پانچا کا مشہور قلعہ ناقابلِ تسخیر سمجھا جاتا تھا، لیکن محمود بیگڑہ کے توپچیوں نے ایک بڑی توپ سے اس قلعہ کی دیواریں سما کیں، اس سلطان کا بحری بیڑہ بھی زبردست تھا، کاٹھیاوار سے لیکر مالابار کی سرحد تک اسی بیڑہ کے ذریعہ حفاظت ہوتی تھی، اسی لئے اس علاقہ میں پرتگیزی اس کے عہد میں قدم نہ جما سکی، ۱۵۱۳ء میں پرتگیزیوں نے ایک ساحلی مقام پر ایک قلعہ تعمیر کرنا چاہا تو ایک طرف ترک سلطان نے اپنا جنگی بیڑہ بھیجا اور دوسری طرف سے محمود بیگڑہ نے ملک اباز کی نگرانی میں اپنا توپخانہ روانہ کر کے آگنی آتش باری کی کہ پرتگیزیوں کا ایک بڑا جہاز جس میں ایک کردار کا مال تھا توپ کے گولوں سے بھرجو ہو کر دریا میں غرق ہو گیا،

۱۵ فرشتہ ص ۲۰ ۱۵ ایضاً ص ۳۴۵ ۱۵ معارف و سہر ۱۹۲۹ء ص ۱۹۱ ۱۵ فرشتہ جلد دوم ص ۲۰۲

۱۵ فرشتہ جلد دوم ص ۲۰۲ ۱۵ ایضاً ص ۳۰۴

سلاطینِ گجرات میں بہادر شاہ کو توپوں سے شوق تھا، اس نے طرح طرح کی توپیں جمع کی تھیں، اس کو فرنگی خاں اور رومی خاں ترکمانی دوا سے ماہرینِ فن مل گئے تھے کہ انھوں نے اس کے لیے ایسی ایسی توپیں ڈھالیں کہ ہندوستان میں پہلے کسی نے نہیں دیکھی تھیں، رومی خاں چتور کے قلعہ کو توپوں سے جس طرح تسخیر کیا تھا، وہ ایک بڑا جنگی کارنامہ سمجھا جاتا تھا، اس محاصرہ میں رومی خاں کے پاس لیلیٰ نامی ایک توپ تھی جس کو بہت سے بیوں کے علاوہ تین سو کہاں کھینچتے تھے، بہادر شاہ نے اسی طرح کی ایک توپ اپنے یہاں بھی تیار کرائی جس کا نام عجبوں رکھا، یہ عجیب ستم طریقہ ہے کہ بہادر شاہ کو اپنی توپوں کی بدلت اپنا زوال دیکھنا پڑا، ہمایوں نے گجرات پر اس کے خلاف حملہ کیا، تو رومی خاں کے مشورے سے بہادر شاہ توپوں کا ایک قلعہ بنا کر بیچ میں جا بیٹھا، ہمایوں نے اس کا محاصرہ کر کے اس کی ناکہ بندی ایسی کر دی کہ لشکر میں قحط پڑ گیا، اور بہادر شاہ کو راہ فرار اختیار کرنی پڑی،

بابری توپیں | بابر کے پاس پانی پت کے میدانِ جنگ میں کافی توپیں تھیں، اور وہ ضرورت کے وقت فوراً نئی توپ بھی ڈھال بیا کر لے لیا تھا، ۱۵۳۳ء کے حالات میں لکھتا ہے :

بیانہ کے قلعہ اور دوسرے قلعوں کے خیال سے جو ہنوز فتح نہیں ہوئے، استاد علی قلی کو ایک بڑی توپ ڈھالنے کا حکم دیا، علی قلی نے بھٹی وغیرہ تیار کر کے ٹھکوا طاعت دی، ۲۵ محرم یومِ دوشنبہ کو توپ ڈھلنے کا تماشہ دیکھنے گیا، جہاں توپ ڈھلنے کا سانچا تھا وہاں اٹھ بھٹیوں لگائی تھیں، ہر بھٹی کے نیچے ایک نالی سا بچے تک بنا دی تھی، بھٹیوں کی نالیوں کا منہ کھلے ہی نالیوں سے مصالحہ پانی کی طرح بہہ کر آیا، لیکن سانچہ پورا نہ بھرا تھا، کہ مصالحہ کا آنا روک گیا، یا تو بھٹیوں میں کوئی خرابی تھی، یا مصالحہ کم تھا، استاد علی آتا فرزندہ ہوا کہ اس کا دل چاہتا تھا کہ کچھلے ہوئے مائے میں کوہ پڑے، لیکن میں نے اس کی دیکھ لی اور جلدت دے کر

۱۵ مارچ سنہ ۱۵۳۴ء، ۱۵ ایسناس ۲۳۲، ۱۵ ظفر الوالہ و سفر اول ص ۲۲۰

اس کی شرمساری کو دور کیا، غالباً خشک ہونے اور مٹی وغیرہ ہٹانے کے بعد خوشی خوشی
 کھلا بھیجا کر توپ کے گولہ کا گھر بہت خاص ہے، اور اس کو درست کر لینا سہل ہے، اس
 کو نکال کر درست کرنے کے لئے اوروں کے حوالہ کیا، اور خود باقی کے بنانے میں مشغول ہوا
 پھر اسی توپ کے بارے میں آگے چل کر لکھتا ہے،

”استاد علی قلی سہ وہ توپ، ڈھال کرتیا کر لی جس کے گولے کا گھر بیٹھے ہی ڈھل گیا تھا
 اور اس کی نال بور میں درست ہو گئی، ہفتہ کے دن بیسہ میں تاریخ اس کے چھوڑنے کا تھا
 دیکھنے میں بھی گیا، عصر کے وقت اس کو چھوڑا، اچھ سو قدم تک گولا پہنچا، استاد کو میں نے خبر دے
 تھتے، وغیرہ الخاتم دیا“

برگولہ نو ہزار درجہ ہیں، اس لئے نتیجہ حاصل ہوئی کہ اس کے پاس اس کے مخالفوں کے مقابلہ
 میں اچھی اچھی توپیں تھیں، خر زمانے میں بار بنے توپ کا نام ضرب زون رکھا تھا، لیکن یہ عام طور سے
 لوگوں کی بات ہے، چنانچہ سنا، ہر کی توپوں کا گولہ شروع میں چھ سو قدم سے زیادہ نہیں جاتا تھا، لیکن
 آخر میں سترہ سو قدم تک جانے لگا تھا،

ہندوؤں کے پاس زیادہ تر وہ توپیں تھیں جو اس کو بہادر شاہ گجراتی کی جنگ میں مال غنیمت
 کے طور پر مل گئیں، جنگ قنوج میں اس کے پاس سات سو توپیں تھیں، ان میں انیس بڑی تھیں جن
 کو سولہ گولے پہنچتے تھے۔

دکنی توپیں | دکن میں عادل شاہی (بیجا پور) نواب شاہی (راجموگی) اور مرہٹہ شاہی (سید پور) ریاستوں قائم
 ہوئیں تو ان حکمرانوں کے یہاں بھی بڑی بڑی توپیں تھیں، ان میں سے کچھ توپیں بعض قلعوں
 میں اس تک محفوظ تھیں،

قلعہ گلبرگہ کی توپیں | گلبرگہ کے فورس برج پر ایک توپ رکھی ہے جس کو بارہ گز می کہتے ہیں، اس کا طول اٹھارہ ہاتھ ہے، اس کو ابراہیم عادل شاہ کے عہد میں ملک صندل نے سنہ ۱۰۹۲ھ میں بنایا، اسکندر برج پر جو توپ رکھی ہوئی ہے، وہ سکندر عادل شاہ کے عہد ۱۱۰۳ھ کی ہے، اسی قلعہ گلبرگہ کے ایک برج پر چار گز کی توپ رکھی ہوئی ہے، جو چار گز می کہلاتی ہے، اس کا گولہ چار من کا ہوتا تھا،

قلعہ بیجا پور کی توپیں | کچھ عادل شاہی توپیں بیجا پور کے قلعہ میں بھی ہیں، اس کے حیدر برج پر دو توپیں رکھی ہیں، ان دونوں کے اچھلنے کی روک کی دیواریں اور گاڑی کے پھرانے اور پٹانے کی چار کاریاں بھی موجود ہیں، ان میں سے ایک توپ لمب چھڑی نامی ۳۰ فٹ آٹھ انچ لمبی ہے، اس کے دھانہ کا قطر ایک فٹ ہے، یہ توپ آہنی کڑیوں سے بنائی گئی ہے اور اوپر سے لوہے کی موٹی موٹی پیو سے کس دیا گیا ہے، توپ کے طول میں اس طرح کے ڈبچے جو حلقے جھائے گئے ہیں، اور مضبوطی کے لئے توپ کی گڈی پر دہرے حلقے چڑھائے گئے ہیں، اور دھانہ پر بھی خوبصورتی اور گلزنکاسنے کے واسطے چند زائمر حلقے لگا دیئے گئے ہیں،

دل کھنڈل | عادل شاہی توپ بیجا پور کے ٹی مدو برج پر رکھی ہوئی ہے، یہ پہلے کسی مقام پر تھی لیکن ۱۰۹۲ھ میں سکندر عادل شاہ کے حکم سے ملک صندل نے اس کو بیجا پور بھیجا، ایک توپ دو ذمہ امام نامی بیجا پور کے میوزیم میں ہے جو پہلے بیجا پور کے کی دروازہ پر تھی، اس پر بارہ اماموں کے نام کندہ ہیں یہ ابراہیم عادل شاہ کے عہد ۱۱۰۳ھ کی ہے، بیجا پور کے نعمت برج پر ایک توپ لٹے سے قصاص نامی ہے، جو ایک سو فٹ کی ہے، اس کے لمبی ہے، اس کے وسط کا دور چار فٹ چار انچ اور دھانہ کا دور چار فٹ چار انچ ہے، خود دھانہ ایک فٹ چار انچ ہے، اس کا وزن ۱۰۰ ٹن ہے، اس کی ساخت بھی لم چھڑی کی جیسی ہے، اس کے پاس ایک بہت بڑی دوسری نام نہام توپ کا سانچہ پڑا ہوا ہے،

بیجا پور کے شہرہ برج پر ایک مشہور توپ ملک میدان نامی رکھی ہے، لہٰذا قصاب کے بعد یہی سب سے بڑی توپ سمجھی جاتی تھی، یہ توپ پچ رسی ڈھلی ہوئی ہے، اس کا طول تو کم ہے مگر جوت بہت بڑا ہے جس سے دیکھنے میں چھوٹی معلوم ہوتی ہے، اس کا دھانہ اڑھے کے سر جیسا ہے جو بڑا پھیلائے ہوئے ہے، اس کے دانٹوں کے درمیان چھوٹے چھوٹے دو ہاتھی دھانے کے دانے اور بائیں طرف بنے ہوئے ہیں، یہ احمد نگر میں محمد بن حسن رومی نے ۹۵۶ھ میں نظام شاہ کے عہد میں تیار کی، احمد نگر سے لاکر قلعہ پر نیدہ پر چڑھا لی گئی تھی، جو اس زمانہ میں نظام شاہ کے قبضہ میں تھا، ۹۷۲ھ میں سب محمد عادل شاہ نے اس قلعہ کو فتح کر لیا تو اس نے اس توپ کو بیجا پور منتقل کرنے کا حکم دیا، جو وہاں سے ایک سو میل دور تھا، اور یہ بھاری اور وزنی توپ اتنے فاصلہ سے بیجا پور لائی گئی اور ۹۷۲ھ میں شہرہ برج پر چڑھا لی گئی، اس کا وزن چار سو تین، طول ۴۴ فٹ چار انچ، دھانہ دو فٹ چار انچ اور کمان کے پاس کا قطر دو فٹ دو انچ ہوا، اس کا جوت استقد وسیع ہو کہ اس میں دمی پالتی ماکر بیٹھ سکتا ہو اس توپ سے گولہ مارنے کے علاوہ وہ کام لیا جاتا تھا، جو آج کل شین گن سے لیا جاتا ہے یعنی جب غنیمت نزدیک آجائے اور تھوڑے فاصلہ پر ہو تو اس میں پیسے بھر کر جو تھیلیوں میں بند ہوتے، دشمن پر چھوڑتے تھے جس سے ان کے بدن چھلنی ہو جاتے، اقبال نامہ جہانگیری (ص ۱۶۳) میں ہے کہ اس میں دس من اکبری وزن کا گولہ بھی استعمال ہوتا تھا، جس کے اسی من خراسانی ہوتے تھے، یہ ایک چوتراہ پر رکھی ہے اس کے نیچے میں آہنی چول اور وہ چاکڑیاں بھی ہیں، جن پر اس گاڑی کے پھینے چکر کھاتے تھے، توپ کے پیچھے پھٹ دائرہ کی ایک مضبوط دیوار بھی بنی ہوئی ہے، جو توپ کے تضاد کو روکتی تھی، ملک میدان کے بنانے والے محمد بن حسن نے اسی سانچے کی ایک اور توپ ۹۵۲ھ میں بنائی تھی، اور اس کا نام کرکٹ بجلی رکھا تھا، ملک میدان اور کرکٹ بجلی دونوں جنگ نامی کوڑ میں استعمال ہوئے ہیں لیکن واسی کے وقت کرکٹ بجلی دریائے کرشنا میں غرق ہو گئی، ملک میدان کے نام سے ایک توپ قلعہ پر نیدہ

گئے ہیں اس توپ کے نیچے اس کو گھمانے کی جو کل گئی ہے وہ اب بھی اچھی حالت میں ہوا ہوا ٹری بھاری
توپ کو اس کی مدد سے جدھر چاہیں آسانی سے پھر سکتے ہیں۔

قلعہ برائٹور کی توپ | ضلع رانچور کے قلعہ پر انٹر میں ایک توپ خندہ یں پڑی ہے۔ نو ہاتھ لہی ہے اور
اس کے دہانہ کا دور ایک ہاتھ ہے، بہت بھاری توپ اس کا جامہ سے بڑا بھی مشکل ہے۔

قلعہ دولت آباد کی توپ | دولت آباد کے قلعہ میں بھی ایک بھاری توپ ہے جس کا نام کالا

پھانڈ ہے، یہ بارو فٹ سا زبردست آٹھ انچ لہی ہے۔ کالہ کے پاس کا دور چار فٹ دس انچ اور
دہانہ کا دور تین فٹ ۹ انچ ہے۔

دولت آباد ہی کے ایک برج پر ایک آبی لکڑی کی گھڑائی پر رکھی ہوئی ہے۔ اس کا نام دھول
وہان ہے۔ اس کا طول ۱۹ فٹ دس انچ، کالہ کے پاس کا دور ۱۹ فٹ ۱۰ انچ اور دہانہ کا دور چار فٹ ۱۰
انچ ہے۔ یہ ایک بہت مشکل شنگھ کی بنا کی ہوئی ہے۔ اس کا دور توپ کا دور ۱۹ فٹ ۱۰ انچ ہے۔ اس کا
پر کتبہ مڑھی زبان میں ہے خیال ہے کہ یہ عہد عالمگیری میں تیار ہوئی۔

اکبری توپیں | عہد مغلیہ میں اکبر کے طرح طرح کی توپیں تیار کیں، مثلاً

(۱) برجی توپ - یہ ذیلی ہونے کے سبب سے قلعہ کے برجوں پر رکھی جاتی تھیں۔ قلعہ اگر بڑا

پر ہو تو توپ نصب تھیں،

مثلاً ان توپوں کی تفصیل کے لئے دیکھو پورٹریٹ کے سامنے مندرجہ ذیل (۱) اور (۲) کے قلعہ

ہندوستان میں توپ اور مولانا ابو ظفر صاحب ندوی نے جو یہ کتاب لکھی ہے اس میں

لکھا ہے کہ وہ اس کو لکھنے سے پہلے ان لوگوں کے پاس گئے جو ان کی معلومات رکھتے تھے، ان کے علم کے لئے وہ سب کچھ کر رہا

تھا اس عاجز نے اس کا انگریز دور میں توپ کے اکبر کے قلعہ کے لئے لکھا ہے۔ پھر جب ان لوگوں میں سے ایک نے اس کے

اس شخص سے زیر نظر کتاب میں بلا تکلّف تعلیمیت حاصل کر رکھی ہے۔

(۲) فیل کش - یہ اتنی دُرّنی ہوتی کہ اس کو ہاتھی کھینچتے تھے۔
 (۳) گاؤ کش - بعض اس قدر بھاری ہوتی کہ اس کو ایک ہزار بیل کھینچتے تھے، لیکن ایسی ہلکی بھی ہوتی کہ بیل کی دو چار جوڑیاں اس کو کھینچ لیتی تھیں،
 (۴) مردم کش - یہ اتنی ہلکی اور چھوٹی ہوتی کہ ایک آدمی سر پر اٹھا کر ادھر ادھر لے جاسکتا تھا، اس کا نام زناں بھی تھا، بادشاہ کی ہر کابی میں ایسی ہی توپیں رہتی تھیں جن کو حاضر توپ کہتے تھے،

مشین گن | ایک ایسی توپ بھی ایجاد ہوئی، جس کو مشین گن کہہ سکتے ہیں، اس میں چھوٹی چھوٹی سترہ توپیں ایک ساتھ اس طرح منسلک رہتی تھیں کہ ایک فٹیلہ سے سب کے منہ کھل جاتے، اور بیک وقت سترہ فیر ہوتے، ان میں بعض تباہی بلی ہوتی جو کسی بلند جگہ پر یا دشمنیروں کو کھڑا کر کے ان پر نصب کر دی جاتی، بعض گھاڑی پر رہتی جو قلعت شکنی میں زیادہ کام آتی، اس کو ہاتھی یا بیل کھینچتے، بعض اتنی ہلکی ہوتی کہ ضرورت کے وقت گھاڑی پر رکھ دی جاتی، اور پھر اس سے طلحہ کر کے بھی استعمال کی جاتی، تمام قسمیں ڈھلی ہوئی ہوتی تھیں، اس قسم کی توپوں کی ساخت میں برابر ترقی ہوتی گئی، ایک فرانسیسی لٹوانی میں آیا تو اس نے ارغمن نامی ایک توپ رکھ کر لکھا کہ اس پر ۱۰۰ سالین بیک وقت ایک فٹیلہ سے سر ہوتی ہیں بعض ایسی توپیں بھی تھیں جن کے ٹکڑے الگ ہو سکتے تھے، اور ضرورت کے وقت گھاڑیوں پر رکھ کر ان کو جوڑ لیا جاتا تھا۔

اکبری ۱۵۷۰ء میں ۱۵۰۰ سیرت بے کے بارہ سو کے وزن تک کے گولے استعمال کئے جاتے تھے، لیکن واضح رہے کہ اس عہد میں ایک ہی آج کل کے ۲۵ سیر کے قریب ہوتا تھا،
جہانگیری توپیں | جہانگیری کے زمانے میں توپوں کا استعمال کمزور ہونے لگا تھا، اس کی نوج بنگال ۱۷۵۷ء میں اکبری جہادوں میں ۲۰۰ ٹنک ہائز سی جہانگیری

میں نشانِ خلافت صفت آراہونی تو شاہی فوج میں چار سو توپچی تھے، اسی طرح قلعہ کانگرہ کی تسخیر میں پانچ سو توپچیوں نے کام کئے، اس کے عہد میں اگرہ میں ایک توپ تھی جس کا نام قلعہ بخش تھا،

اس کو سلطان محمد بن عبدالغفور رندوی نے سن ۷۳۵ھ میں بنایا، اس کا وزن ۴۰۰۰ من چھ سینہیں پاؤ تھا،

شاہجہانی توپیں | شاہجہانی عہد میں داراشکوہ نے لاہور میں وہ توپیں بنوا کر ان میں جو ایک من دسیر

کے گولے پھینک سکتی تھیں، ان کے نام فتح مبارک، اور کشو کشا تھے، وہ توپیں داراشکوہ کے پاس جو دہر کی

توپیں بھی گئی تھیں، ان کے نام قلعہ کشا اور عظیم تھے، قلعہ کشا کا طول ۱۰۰ فٹ تھا، اس میں اسی

فی صدی میں ٹانپا اور باتلی ہیں، شاہجہانی عہد میں جہاں کشا کی توپیں کا طول ۱۰۰ فٹ اور دور

۱۰۰ فٹ اور وزن ایک سو فٹ تھا، یہ توپیں سن ۷۳۵ھ میں لاہور میں بنائی گئی،

مالگیری توپیں | انگو دیب سہروردی بہرہ داری کو بدلتا اعلیٰ درجہ کی توپیں بنوا کر ان میں ۱۰۰ فٹ

عمرہ نے قلعہ کن ناہی ایک برسی توپ تیار کی جس کا طول ۱۰۰ فٹ، پیمائش بت کہان کے پاس کا وہ

ساتھ فٹ ویاچ کو پائے کا دور پور سے پانچ فٹ ہے، اور وزن ایک فٹ، دیاچ کا سہ ۱۰۰ اس کا گولہ

منی تھا، یہ قلعہ دولت آباد میں لائی گئی کے پاس اب تک رکھی ہوئی ہے، داراشکوہ نے لاہور میں

کھدائی ہے، کیونکہ اس کا معرکہ تھا، اچھے کی ہرج ہے

اس عہد کا مشہور ٹرانس میراج ڈاکٹر ایمر کا ہے، کہ ایک جنگ میں مالگیری کی فوج میں

ترجہ نو توپیں تھیں، ان میں سے بعض گولہ چڑھی ہیں، کھینچتے تھے، اور سڑک خراب ہونے کی صورت

میں ہاتھی استعمال کرتے تھے، خاص قسم کی بھرتیوں کی تھی، ان کی خواجہ رندوں میں بادشاہ کے

ساتھ جلوس میں چلتی تھیں، ان کو دو گھوڑے تھے،

محمد شاہی توپیں | محمد شاہ وہی نے کرائی کہ جنگ میں استعمال ہوتی ہیں، سن ۱۷۶۱ء کو ایک ٹران

سہ اقبال نامہ جانیگری میں، "قلعہ سفر نامہ برادر دور"

بیل کھینچتے تھے،

گجنال | جس توپ کو ایک ہاتھی آسانی سے کھینچ سکتا تھا، اس کو گجنال کہتے تھے،
شترنال | بعض توپیں اونٹوں کی پیٹھ پر لادی جاتی تھیں اور وہ شترنال کہلاتی تھیں،
زنبرک | ہلکی توپ کی ایک قسم کا نام زنبرک تھا، جو یا تو زنبرک کے نام کی مناسبت سے قد میں چھوٹی
 ہوتی تھی یا اس کی مار زنبرک کے ڈسنے کی طرح تکلیف دہ ہوتی تھی، یہ اونٹوں کی پیٹھ پر رکھ کر چھڑی جاتی
 تھی، اس کا گولہ ایک سیر وزن کا ہوتا، زنبرک کے متعلق ہرگز لکھتا ہے کہ یہ اونٹوں پر اس طرح کسی رتی
 تھی جس طرح ہمارے چھوٹے جہازوں پر ربڑ باندھے رہتے ہیں اور جو وزن میں دو دو ہندوؤں کے برابر
 ہوتی تھی۔

شاہین | شاہین نام کی توپ بھی ہلکی اور چھوٹی ہوتی تھی، ہریر نے بعض چھوٹی چھوٹی ہرکاب توپوں
 کا بھی ذکر کیا ہے، جو بادشاہ کے ساتھ شکار وغیرہ میں ساتھ ہوتی تھیں، وہ سب مضبوط اور خوبصورت
 رنگین تختوں پر چڑھی ہوتی تھیں، جن کے ساتھ گولے بارود کے لئے ایک آگے اور ایک پیچھے دو دو بیٹیاں
 تھیں، اور ان کی سجاوٹ کے لئے مختلف وضع کی سرخ جھنڈیاں لگی رہتی تھیں، ان میں دو دو عمدہ گھوڑے
 جتے رہتے تھے، جن کو ایک سوار ہانکتا، اور ایک تیسرا گھوڑا اور ایک سپاہی مدد کے لئے ساتھ رہتا تھا،
 دھماکہ | یہ بھی ایک چھوٹی اور ہلکی توپ تھی،

دھماکہ | یہ بھی ایک چھوٹی توپ تھی، اصطلاح میں کبھی یہ لفظ توپ کی گاڑی کیلئے استعمال ہوتی رہی ہے،
بادلیج | عالمگیر نامہ (ص ۹۸) میں توپ کی ایک قسم بادلیج بتائی گئی ہے اور ان نے اپنی کتاب آرمی انٹ
 دی انڈین نوٹس میں اس کو (Catapult) کہا ہے،

چھوٹی توپوں کے نام رام جنک، سنگ زار اور چادر وغیرہ بھی تھے،

۱۹۴۸ء
 ۱۰۳۹۱ اردو ترجمہ ۳۵ ایضاً ص ۳۹۲ ۳۵ آئین البری ص ۱۱۵

ایجاد ہوئی، جس کو صرف ایک ہیل گردش دیتا تھا، اور تھوڑی دیر میں سولہ بند وقوں کی نالیں
صاف ہو جاتی تھیں، اسی دور میں لانچ انڈسٹری نے ایک ایسی چرخی ایجاد کی جس سے ایک
ساتھ بارہ بند وقیں بھری جا سکتی تھیں۔

۵۱ آئین اکبری جلد اول ص ۴۴

۵۲ آثار الامراء جلد اول ص ۴۴

لباس

عہدِ مغلیہ سے پہلے جنگی پوشاکوں کے خاص خاص نام آدابِ الحرب اور تاربخوں میں یہ مذکور ہیں،
 زرہ | یہ ایک آہنی کرتا ہوتا تھا، زرہ کی ایک خاص قسم داؤدی تھی جس کو ملار الدین خلجی نے چتور
 کے محاصرہ میں استعمال کیا تھا،

خود | سر میں پہنا جاتا تھا

جوشن | سینہ کے اوپر لگایا جاتا تھا،

دستوانہ | ہاتھوں میں پہنا جاتا تھا،

غلطاق | آہنی کرتا ہوتا،

خضآن | چمڑے کا کرتا ہوتا، جو نیچے پہنا جاتا،

برگستوان | برہان قاطع میں ہے کہ

پوششے باشندہ کہ در روز جنگ پوشند واسپ را نیز پوشند،

عہدِ مغلیہ کے جنگی لباس کا صحیح اندازہ ان تصویروں سے ہوتا ہے جو آئین اکبری

میں درج ہیں، ان میں سے ہم خاص خاص کی تفصیل ذیل میں لکھتے ہیں،

دہنڈہ | یہ خود ہی کی ایک قسم تھی جس سے سر چہرہ اور ناک محفوظ کر لی جاتی تھی، یہ شاید چپٹائی ترکی

لفظ ہے، دہنڈہ اور خود لڑے کے ہوتے تھے، خود کی ایک قسم جلم بھی ہوتی تھی،

کو گھی | یہ ہندی لفظ ہے شاید سرہی کا کوئی لباس ہو، اردن نے اپنی انگریزی کتاب ”آرمی آف دی انڈین مغلز“ میں لکھا ہے کہ بارش یا توار کی زد سے بچنے کے لئے یہ ایک کپڑا ہوتا جو سر پر باندھا جاتا تھا،
 ذرہ کلاہ | جس کو منفربھی کہتے تھے، منفرب ایک جالی دار آہنی چیز ہوتی تھی جو کلاہ کے نیچے اور خود کے اوپر سے گردن اور پیٹ تک لٹکی ہوتی تھی،

بکتر یا بکتر | یہ آہنی کرتہ ہوتا تھا جس کے نیچے کبھی کبھی ریشم کا بنا ہوا خاندہ فامی بھی پہن لیا جاتا تھا،
 چہار آئینہ | یہ سینہ، پیٹھ اور ہر دو جانب کیلئے چار آہنی ٹکڑے ہوتے تھے، جو چمڑے سے منسلک رہتے تھے،
 ذرہ | یہ آہنی کوٹ گھٹنوں تک ہوتا تھا، اس کی دونوں آستینیں فولاد کی ہوتی تھیں، غالباً ذرہ کے اوپر بکتر اور چہار آئینہ پہنے جاتے تھے،

جیبہ یا جلیبہ | آئین اکبری میں اس کی کوئی تصویر نہیں، یہ بھی شاید کوئی آہنی جہ تھا،
 جوشن | اس آہنی پوشاک سے سینہ اور شکم محفوظ کئے جاتے تھے،
 کوٹھی | یہ جوشن کے نیچے ایک لمبا آہنی کرتا ہوتا تھا، سر کا حصہ بھی کرتے کیساتھ ہوتا تھا، اس کا آگیا حصہ کھلا رہتا تھا،

صادق | جوشن ہی کی طرح ایک لباس تھا، اس کے پہننے کے بعد کاندھوں پر گچھے ”ٹلکے“ تھے،
 انگرگھ | یہ ایک ڈھیلے ڈھالے لالیا چوڑا کرتا ہوتا تھا، جو تلوار کی زد سے جسم کو محفوظ رکھتا تھا،
 بھنجو | شاید بنیر آستین کی کوئی مرزبان تھی،

چہرہ زرد آہنی | چہرہ کو محفوظ رکھنے کے لئے آہنی چہرہ ہوتا تھا،

سج تباہی | کوئی آہنی قبا مراد ہو،

گھوگھوہ | آئین اکبری کی تصویر سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایک آہنی لباس کرتہ تھا جس کے ساتھ کلاہ منسلک رہتی تھی، اور چہرہ کھلا رہتا تھا،

چہ قیام بقا پر ایک دم سے بھی نہ کھڑے ہو کر چلے جائیگا۔

دستور | آخر وہ سنا تھا،

اگر | اگر اکیس سو کے اسی (دو سو) پر اس کا ایک کڑ بنگا بٹایا گیا ہے، اکیس سو کی جوتیوں

پر کی ہے اس کو ویکرا کر اور کنگسا کیا ہے اس کی لکھی اور تو اس سے اس لفظ کی تفسیر کر کے اس کو بھندھا لکھا

اکیس بنایا ہے اور اس طرح دست کی تصنیف و شکا ہے، اسی طرح ران کی تصنیف و شکا ہے اور اس کو

دھارہ جتا ہے اور اس سے نئے کپڑے کی مثال ہے کہ نئے اکیس آہنی پوشاک ہے۔

کے سروا | جتنے اکیس ہے کنگسا کی کوئی چیز بھی

نہ ہوتی | ہوسے کی جوتا لیا ہوا ہے۔

تو آج کل کے لشکر پر کہ ہر ایک کو ایک ایک قسم کی دو میٹھی ہے

جن کی ایک طرف میدان جنگ کی دوسری طرف شکر کے اکیس اور کنگسا کی شکر یوں کہ ہر ایک کو

سارے اکیس

اور ہر ایک کی ہے کہ اکیس کو ایک شکر ہے اور کنگسا کی شکر

سوار

ہندوستان کے سلطان حکمرانوں کی فوج میں اہم ترین حصے برہمن تھے۔

(۱) سوار (۲) ہاتھی (۳) پیادہ

اسلحہ کی ترقی کے ساتھ بند و قیدیں اور توپچیوں کا بھی اضافہ ہوا۔

سواروں کی اہمیت | فوج کا بہترین حصہ عموماً سواروں پر مشتمل ہوتا تھا۔ ازمنہ و سہلی کا ایک نوعی افواج کی اور شجاعت کا مظاہرہ گھوڑے کی پیٹھ پر سے کرتا تھا۔ ایک سوار جب جنگی لباس میں پہنچتا تھا تو ضروری اسلحہ سے مسلح ہو کر آراستہ و پیراستہ گھوڑے پر بٹھتا تو اس کو اس کی امتیازی نشان میں پہنا دیتے ہوتا، اور غیر لشکر میں بھی اس کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ان کا ہر حصہ بھی وقار کا انداز نہیں سہا پہن کے کمرے پر بھی ہوتا تھا۔ مثلاً شاہنشاہ ایران آئینہ کے بعض سکے رکھتا تھا۔ ایک سوار اپنی ہر جنگی شہادت کے ساتھ ہیرا و نگینا لے کر جاتا ہے۔ لشکر کے ہر حصہ پر ایک عہدہ دار رکھتا ہے۔ جیسا کہ شاہد احمد خان نے لکھا ہے۔
تھوڑے روزانہ ہنگامہ کی نوعیت پر بھی کچھ ایسی تھی کہ وہ دربار یا محل میں داخل ہونے کے لیے اس کے ساتھ ہنگامہ لے کر جاتا تھا۔ اس کے علاوہ درباری مقامات کی تعمیر اور فوج کی تعمیر و ترمیم میں سواروں کی خدمات بھی ہوتی تھیں۔ وہ لشکر کے کھنڈ اور تھکے ہوئے سپاہیوں کو سواروں کی ہمدردی کا ہاتھ دے دیتے۔ اور ان کی پانہ دہی اور شجاعت پر ان کے ہاتھوں میں کھانا اور زیادہ تر ہوتا ہے۔
دو ڈیڑھ گز لمبے دو فوٹ گواہنے سواروں پر ناز ہوا اور وہ فوج کے گارڈ ہوتے۔

سلاطین دہلی کے سوار | تیموری عہد کے پہلے کے سواروں کا لباس عموماً زره، خود، جوشن اور دستوانہ
ہوتا، اور آلات میں تلوار، سپر، کمان اور تیر ہوتا، کبھی وہ گرز، سناں، نیزہ اور ناپاچے لے کر بھی اپنی شجاعت
کا جوہر دکھاتے،

محمود غزنوی کے زمانہ میں ہر سوار کے پاس دو گھوڑے ہوتے تھے، شہاب الدین غوری نے خضر
ملک کے خلاف لاہور پر یلغار کی ہے تو فرشتہ کا بیان ہے کہ اس کے ساتھ بیس ہزار دوا سپہ دس
اسپہ سوار تھے،

”سلطان شہاب الدین محمد غوری ازراہ دیگر بابیت ہزار سوار دوا سپہ دس اسپہ جریہ

دسک از غزنین یلغار کردہ بکنار آب لاہور آمدہ“

اس سے یہی مراد ہو سکتی ہے کہ شہاب الدین غوری کے ہر سوار کے پاس دو باتین گھوڑے ہوتے
تھے، لیکن سلاطین دہلی کے زمانہ میں سہ اسپہ سوار کی مثال بالکل ہی نہیں ملتی ہے، علاء الدین
خلجی کے عہد میں بھی دو ہی قسم کے سوار تھے، ایک تو وہ جن کے پاس ایک گھوڑا رہتا تھا، دوسرے وہ
جن کے پاس دو گھوڑے ہوتے تھے (برنی ص ۳۰۳) دوسرے گھوڑے کے لئے علویہ والاؤنس مقرر
ہوتا تھا،

تاریخ فیروز شاہی کے مؤلف مولانا ضیاء الدین برنی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین دہلی

۱۵۰۰ بقی جلد ۱ ص ۳۱۳، بحوالہ ڈاکٹر محمد ناظم ۱۵۰۰ فرشتہ جلد اول ص ۵۲ نوکلشیر پریس ۱۵۰۰ ڈاکٹر اشتیاق

قریشی نے اپنی کتاب ایڈمنسٹریشن آف سلینٹ آف دہلی میں لکھا ہے کہ علاء الدین خلجی کے سواروں کی تین

قسمیں تھیں، مرتب ایک اسپہ دوا سپہ، مرتب کے پاس کوئی گھوڑا نہ ہوتا، ایک اسپہ ایک گھوڑا، اور دوا سپہ دو گھوڑے

رکھتا، مرتب سب میں معزز ہوتا، دوا سپہ سے ایک اسپہ زیادہ معزز سمجھا جاتا لیکن اس رائے سے راقم کو اتفاق

برنی کی بہم عبارت کو ڈاکٹر صاحب موصوف نے ادھیچہ بنادیا ہے،

کے زمانے میں عام طور سے ایک خان ایک لاکھ سوار، ایک ملک دس ہزار سوار، ایک امیر ایک ہزار سوار ایک سپہ سالار ایک سو سوار اور ایک سرخیل دس سوار رکھتا تھا، (ص ۱۴۵)

منلوں کی متواتر پورشوں کو روکنے کے لئے علاء الدین خلجی کو ایک لشکر حرا تیار کرنے کی ضرورت ہوئی تو سواروں کے گھوڑوں کی خریداری کے لئے اس کے پاس شاہی خزانے میں کافی رقم نہ تھی، اس لئے پہلے تو اس نے ضروری اشیاء زندگی اور اجناس کی قیمتوں میں کمی کر کے اقتصادی خوش حالی قائم کرنے کی کوشش کی، پھر گھوڑوں کی قیمت کا نرخ بھی کم کرایا، چنانچہ اول قسم کے گھوڑے کی قیمت ۱۰۰ تنکے سے ۲۰ تنکے، دوم قسم کے ۸۰ سے ۹۰ تنکے، سوم قسم کے ۶۵ سے ۷۰ تنکے اور ٹوٹا کی ۱۰ سے ۲۵ تنکے رکھی گئی، اس شاہی نرخ کی خلاف ورزی پھیل اور جلاوطنی کی سزا دی جاتی تھی، علاء الدین ہر چالیس روز کے بعد یہ تحقیق کیا کرتا تھا کہ شاہی نرخ میں کوئی فرق تو نہیں ہے، سودا گروں کو بازار میں گھوڑے فروخت کرنے کی اجازت نہ تھی، حکومت اُن سے براہ راست خریداری کر لیتی تھی، لشکریوں کو گھوڑے کی قیمت شاہی خزانہ سے ادا کی جاتی تھی، اس طرح ہر سوار براہ راست بادشاہ کا ملازم تھا، کسی لشکر می کا گھوڑا میدان جنگ میں مارا جاتا تو اس کو دوسرا گھوڑا حکومت ہی کی طرف سے فراہم کیا جاتا، گھوڑوں اور ہانڈی اشیاء کی قیمت پر قابو پالینے کے بعد علاء الدین خلجی کے پاس چار لاکھ پچتر ہزار سوار کی ایک جوار فوج تیار ہو گئی تھی،

لیکن علاء الدین کے ان ضد ابطال قوانین کی پابندی اس کے بعد کے دور میں نہیں کی گئی، مختلف سلاطین اپنی سہولتوں اور ضرورتوں کے لحاظ سے قواعد بناتے اور ان پر عمل کرتے، محمد تغلق خان لکھنؤ نے امیر اور اقطاع داروں کو بڑی بڑی جاگیریں دیا کرتا، چھب مرتبہ ضرورت کے وقت سوار مہیا کیا کرتے تھے، بڑی بڑی مہموں میں محمد تغلق خود بھی سوار بھرتی کر لیا کرتا تھا، مثلاً خراسان کی مہم میں تین لاکھ

۱۵ برقی ص ۳۱۳ ۱۵ ایضاً ص ۳۱۴ ۱۵ ایضاً ص ۳۱۵ ۱۵ ایضاً ص ۳۱۶

تو یہ بہترین تھخہ سمجھا جاتا ہے۔ ہر سال دس ہزار اچھی نسل کے عربی گھوڑے تھخنے میں تقسیم کیا کرتا تھا اور شاہ تھخن کی سلطنت میں پانچ بڑی بڑی پائیاں بٹھیں جن میں خاص خاص نسل کے گھوڑے پیدا کئے جاتے تھے۔

سواروں کی نبرد آزمانی | سواروں کی کارکردگی، زیرکائی، ہوشمندی، چالاکی، چستی، پھرتی، اور نبرد آزمانی ہی پر عموماً لڑائی کی فتح و کامرانی کا دار و مدار ہوتا تھا۔ راجہ پتھور کے نکلاست ترائین کی لڑائی میں شاہانہ غوری کو اس سے فتح حاصل نہ ہو سکی کہ پتھور کے دو لاکھ سواروں کے مقابلے میں اس کے سوار مرہٹہ نہ ہو سکے لیکن اسی جنگ میں ایک سوار کی غیر معمولی جرأت اور شجاعت نے ہندوستان کی تاریخ کا رخ ہی بدل دیا، مہاراجہ جنگ میں شاہ بابا الدین اپنے سواروں کے ساتھ ایسی مردانگی کے ساتھ لڑ رہا تھا کہ دوست و دشمن سب ہی اس کی شہما خدائی کر رہے تھے۔

فرشتہ کا بیان ہے،

سلطان شمشیر از نیام کشید، با تفاق لشکر قلاب بر سپاہ منعم تاخت آغاز

سوار نہ ار کردہ

بر آن تن کہ ز دخنجر سخت کوش

ہر سو کہ شمشیر از نیام کشید

بنانچہ دو سوز و دشمن بر میدان داری و دخنجر گزاردی او آن تن کہ وہ مرا ستم نہیں

جہانگیر اور مرہٹہ (جہانگیر نامہ، ص ۷۵)

سواران شاہانہ آئیں، لگے افکار و ارادے (جنگی سوار اپنی فوج کے دربارے میں منظم ہو رہے تھے)

مہاراجہ کو پورا لشکر راہبوتوں کی ٹوٹی سبیلوں کی گود میں آگیا تھا لیکن مرہٹہ اور ان کے لشکر

خیال کئے بغیر سلطان دشمنوں کے بیچ میں کھینچا گیا، پہلے تو تلوار سے اڑا، پھر نیزہ لیکر گوبندہ راسے (یا کھنڈے راسے) پہ سالار دہلی کے ہاتھی کی طرف بڑھا، اور قریب پہنچ کر ہاتھی پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے لیکن گوبندہ راسے (کھنڈے راسے) نے بھی سنبھل کر ہاتھی کی پیٹھ پر سے سلطان شہاب الدین غوری کے بازو پر تلوار کا ایک کاری زخم لگایا، اور قریب تھا کہ سلطان غش کھا کر گھوڑے سے نیچے گر جائے کہ ایک فوجی سوار بڑی برق رفتاری سے سلطان کے پیچھے گھوڑے کی پیٹھ پر کود کر بیٹھ گیا، اور سلطان کو اپنی گود میں بٹھال کر میدان جنگ سے لے اڑا، اس کا یہ ان جنگ چھوڑنا تھا کہ اس کے سپاہیوں نے میدان چھوڑ دیا لیکن اگر فوجی سوار کی شجاعت کا نام نہ کرتی تو سلطان معرکہ کارزار میں شہید ہو جاتا،

شہاب الدین غوری ایک سال کے بعد اپنی فوج کی از سر نو تنظیم کر کے پھر چھوڑا کے خلافت سر کر آیا، اس کی فوج میں ایک لاکھ ستر ہزار سپاہی تھے، جدھر سے ان کا پر گزرتا، تیروں اور نیزوں کا ہوا آواز لگتا تھا، چھوڑا کے پاس بھی تین لاکھ سوار سپاہی سپاہی دے اور ہاتھی تھے، ترابین کے میدان میں شہاب الدین غوری کے گھوڑے ہاتھیوں کو دیکھ کر اس طرح بھاگتے تھے کہ اس سے سواروں کو قدم جا کر اڑانے میں بڑی دقت ہوتی تھی، وہ سری جنگ سے پہلے سلطان نے گھوڑوں کو اس طرح سدا یا کہ مٹی اور لکڑی کے قومی مہل ہاتھوں کے مجتہ ہوئے اور ان کو ہماری اور برگوان کے ساتھ ایک میدان میں اکٹھا کیا، اور پھر سواروں کو ان کی اور مہل ہاتھیوں کے پاس گھوڑے دوڑانے کو کہا، اس طرح گھوڑے ہاتھیوں کے کچھ یہ فادی ہو گئے کہ ان سے ان کا خوف جاتا تھا،

شہاب الدین غوری کے لشکر میں اس مرتبہ سرکنت ہو کر میدان جنگ میں شریک ہوئے

وہ طے کر کے آئے تھے کہ اپنی جانہازی اور پامروسی سے سروے کر جاں بحق ہو جائیں گے لیکن پٹھہ نہ دکھائی
اس لئے حریف کی کثرت تعداد سے بالکل غورزدہ نہ تھے، جنگ کے آغاز سے پہلے سلطان نے اپنے سواروں
کو چار حصوں (میں، میسرہ، خلف و اقدم) میں تقسیم کر دیا، یہ سوار سلیح ہو کر جس طرح صف آرا ہوئے اس
کی تصویر عصائی نے اس طرح کھینچی ہے،

شدید دریں بار با شہر یار	رسیدہ سوارے صدوسی ہزار
ہمہ زیور پولا دو آہن ہنساں	ہیو ماں شان غرق برگستاں
چو شہداز دوسہ لشکر آراستہ	ز جولان شاں گرد و برخاستہ

سلطان نے ان سواروں کو حکم دیا کہ جب لڑائی شروع ہو تو آگے نکل نکل کر غنیم کے جنگی
ہاتھیوں اور سواروں پر حملہ کریں اور جب وہ بڑھیں تو پیچھے ہٹ کر ہر طرف منتشر ہو جائیں اور اپنے
تیروں اور تلواروں اور نیزوں سے دشمن پر کاردی ضرب لگائیں چنانچہ یہی ہوا، سلطان کے جانہاز
اور تربیت یافتہ سوار اپنے صبار فٹا اور بڑے گھوڑوں پر آگے بڑھے، پھر پیچھے ہٹ کر پٹ کر غنیم کے
بازوؤں کی صفیں اٹک دیتے تھے، چھوڑا کے عظیم الجثہ جنگی ہاتھی چنگاڑیں مار مار کر ادھر ادھر منتشر
ہونے لگے، ان کے جھوٹوں میں جو آئینے لگے ہوئے تھے وہ سورج کی کرنوں سے چمک کر آنکھوں کو خیر
کر رہے تھے لیکن سلطان کے سوار سنی غورزدہ نہ ہوتے، ہاتھی ان کی طرف بڑھتا تو وہ گھوڑوں کو
ایڑ لگا کر وہ نکل جاتے، اور پھر پٹ کر تیروں کی بوچھار سے ہاتھیوں کے جسم کو خوار پشت بنا دیتے،
جب ان میں کافی انتشار پیدا ہو گیا تو سلطان نے ہن میان سے تلوار کھینچ لی اور جب وہ آگے بڑھے
تو اس کے ساتھ بارہ ہزار جوار سواروں کی بھی تلواریں فضا میں چمکنے لگیں، پھر ان ہی سواروں نے اپنے
نیزے گھوڑوں کے کھان پر بندھے رکھے اور گھوڑے اڑا کر غنیم پر اس طرف ٹوٹ پڑے کہ ان کا دل بال
پراگندہ ہو گیا۔

بعض بہادر سوار | سلطان شہاب الدین کے ماتحت سرداروں نے بھی سواروں کی حربی قیادت میں عجیب

و غریب مثالیں پیش کیں جب سلطان نے گھروں کے خلاف فوج کشی کی تو ملتیش بھی ہڈوں سے ایک بڑی فوج لے کر اس کی مدد کے لیے پہنچا، گھروں کی فوج دریائے جہلم کے اس پار تھی، سلطان کے لشکر کو کاکوئی قابو غنیم پر چل نہیں رہا تھا، ملتیش نے اس موقع پر اپنی ہردازمانی کا جو سہر دکھایا، اس نے برگستوں پہنے اپنے گھوڑے کو مردانہ وار دریا میں ڈال دیا، اس کے پیچھے اس کے ماتحت سوار بھی گھوڑوں پر پانی میں کود پڑے، اور دریا پار کر کے ہزاروں دشمنوں پر حملہ آور ہوئے، غوری ملتیش کی اس جرات اور جلاوت کا نظارہ کر کے بے حد متاثر ہوا، اور لڑائی کے بعد پیشین گوئی کی کہ اس سردار سے بڑے بڑے کام انجام پائیں گے اور یہ صحیح ثابت ہوئی،

سلطان کے ایک اور مشہور سردار اختیار الدین محمد بن بختیار خلجی اور اس کے سواروں کے کارنامے بھی حیرت انگیز ہیں، محمد بن بختیار خلجی کو جب اودھ کے حاکم ملک حسام الدین کی سرکار کی طرف سے اس کی جنگی خدمات کے عہدے میں مرزا پور اور بنارس کے پاس پرگنہ بھگوت اور بھویلی جاگیر عطا ہوئے تو اس نے اپنے سواروں کے ساتھ منیر اور بہار کے قریبی اضلاع کو اپنی جولا نگاہ بنالیا، اور صرف دو سواروں کی جلاوت اور شہامت کی بدولت بہار کو فتح کر لیا، ہونچ و تسنیر کی نارتیں ہزاروں حریف سے لکھے جانے کے لائق ہے، محمد بن بختیار خلجی بہار میں اپنی قوت تسلیم کر کے مشرقی بنگالہ کی طرف بڑھا، اس کے ساتھ سواروں کا ایک چھوٹا سا رسالہ تھا، اس کو مشرقی بنگالہ کے دارالسلطنت ندیا پہنچے، وہ جھارکند (چھوٹا ناگپور) کے جنگلی علاقوں کے دشوار گزار راستوں سے گزرنا پڑا اور جب وہ دو منزل سے منزل کوچ کر کے ندیا پہنچا تو اس کے ساتھ کل اٹھارہ سوار تھے، اور بقیہ پیچھے چھوٹ گئے تھے، مگر یہ ادولاء غزم اور مذہب سردار اپنے سواروں کی تعداد کی کمی کا خیال کئے بغیر راجہ کے قلعہ کے دروازہ پہنچے

اور اپنے سواروں کو تلواریں کھینچ لینے کا حکم دیا، اور محل کے دربانوں کو مارتا کا ٹٹا اندر داخل ہو گیا، راجہ کھانا کھانے بیٹھا تھا کہ چیخ پکار کی آوازیں آئیں، اور وہ ایسا پریشان ہوا کہ ننگے پاؤں محل کے پچھلے دروازے سے نکل کھڑا ہوا اور اس طرح بنگالہ پراٹھا رہ سواروں کی بدولت غلجی کی حکومت کا چیم لک گیا محمد بن بختیار نے اپنا پایہ تخت لکھنوتی (گور) میں قائم کیا، اور تمام جنگی محاذوں کی ناکہ بندی کر کے لکھنوتی سے دس ہزار سواروں کا ایک لشکر لے کر تبت و ترکستان کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا، اس مہم کے راستے بہت ہی دشوار گذارا اور صبر آزمائی تھی، لیکن اس منجھے فوجی سردار کو اپنی جانبازی اور قوت جسمانی پر غیر متبہی بھروسہ تھا، وہ بڑھتا چلا گیا، پہاڑی قبیلوں کو چر دیس کے علاقہ میں پہنچا تو موخر الذکر قبیلہ کے سردار نے اسلام کی شوکت و عظمت کو دیکھ کر محمد بن بختیار غلجی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا جس کا نام علی میج رکھا گیا، محمد بن بختیار بڑھتا ہوا کامرود (کام روپ) پہنچا اور ایک دریا (ننگ متی) پار کر کے پہاڑی دوں سے گذرنا ہوا سولہ روز کی منزل طے کر کے تبت کے علاقہ میں گھسا، اور سرحدی علاقہ کے باشندوں کو مغلوب کیا، اس سے آگے بڑھنے میں اس کے ہوا خواہوں نے اس کو روکا، حالانکہ وہ کرم ٹن جیسے مشہور شہر سے قریب ہو گیا تھا، جہاں پندرہ سو گھوڑے روزانہ بازار میں فروخت ہوتے تھے، لیکن محمد بن بختیار کے سوار بہت تھک چکے تھے، اور ان کی رائے یہ ہوئی کہ آئندہ سال کے لئے یہ مہم ٹھارہ لکھی جائے، چنانچہ وہ تبت کو تسخیر کے بغیر واپس ہو گئے، لیکن اسی اثنا میں دشمنوں نے واپسی کے راستوں میں آگ لگا کر سارے علاقہ کو بے آب و گیاہ بنا دیا تھا، پندرہ روز تک ان لشکریوں کو نہ کھانے کی کوئی چیز ملی اور نہ گھوڑے کو ایک پرکھا، فاقہ سے پریشان ہو کر انھوں نے گھوڑوں کو ذبح کر کے کھانا شروع کیا، اور جب وہ دریا کے پاس پہنچے تو پل بھی مسمار کر دیا گیا تھا لشکریوں کو کشتیاں نہیں تو انھوں نے دیرانہ اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیے، محمد بن بختیار غلجی خود تو موجوں کو چیرتا پھاڑتا ساحل پر پہنچ گیا لیکن اُس کے زیادہ تر ہمراہی سوار دریا کی طغیانی اور روانی کو مغلوب نہ کر سکے،

سواروں کے خورد و نوش | سوار کوچ کرتے وقت اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان منہ ہر رکھتے لیکن اس
 کے سامان | کی مقدار بہت ہی کم ہوتی، کیونکہ کیمپ کے بازاروں میں ان کو ساری چیزیں
 آسانی سے مل جاتی تھیں، لیکن پھر بھی روٹی، گوشت اور گھوڑے کے لئے کھانا اور جو ساتھ رکھتے تھے
 ان کے پاس زمین کی مرمت کے لئے چھوٹے موٹے اوزار بھی ہوتے، ضرورت کے وقت وہ اپنے گھوڑے
 کو آختہ بھی کر لیتے، گھوڑے زیادہ سرکش ہو جاتے تو ان کے جسم سے خون بہا کر ان کو رام کر لیتے، اس ترکیب
 سے بھی ان کو آگاہی رہی، چنگیز خانی سوار بڑی بڑی تعداد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر یورش کرتے
 کبھی چھ لاکھ سواروں کا دل بادل ہوتا، کوچ کے وقت ان کے دس دس سواروں کی ٹولیاں
 بنادی جاتیں، اور ہر ٹولی کے پاس کھانا پکانے کے لئے ایک دیگ اور پانی پینے کے لئے ایک مشک ہوتی
 وہ گھوڑوں کا ایک گتہ بھی ساتھ رکھتے، جب خورد و نوش کا کوئی سامان نہ ملتا تو وہ گھوڑے کے گوشے
 یا گھوڑی کے دودھ سے پیٹ پھر لیتے۔

تاریخی سواروں کی | یہ عجیب بات ہے کہ چنگیز خانی سواروں نے آشفق، جند، بلخ، استراباد، آذربائیجان
 بے بسی | مرد خراسان، ہرات اور بدخشان وغیرہ کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے ہل
 پمال کر دیا تھا، لیکن یہ بڑی دل مند و تسان جب آیا تو یہاں خونریزی اور غارتگری کی ہولناکیاں
 تو ضرور پائیں، مگر منہ و تسان کے جاننا سواروں نے ان سے ہمیشہ ڈیرا کرتا رہا، وہ ان سے لڑکر
 اور کٹا کٹ کر میدان جنگ میں گرتے رہے، لیکن ان کا قدم منہ و تسان میں چبھنے نہ دیا، ان کی یورش
 کی روک تھام کے لئے غیاث اللہ بن بلبن نے سواروں کا ایک ایسا حصار بن کر مرتب کیا تھا کہ ان کی
 مستعدی اور قیادہ داری، ویر کے ظہور میں شہر ہو گئی تھی، اس کے واسطے کہ یہ سواروں کی

لے آداب حرب، گھوڑوں کی ساخت اور ان کی بیماری کے علاج وغیرہ کے تفصیل کے لئے کتاب حرب کا

عکس نو مسم دیورٹی علی گڑھ باب شانزدہم، صفحہ ۱۷۷

گھوڑوں کو شکار کے بہانے سے شکار گاہ لے جاتا، اور ان کو وڑا وڑا کر پسینہ سے شل کر دیتا تھا۔ اس لئے کہ اس کے زمانے میں کابل نہ موجود تھی، اور لڑائی کے موقع پر بڑوں نہ ثابت ہوں، (برنی ص ۵۵)

تاتاری سوار نہایت جی اور خونخوار ہوتے، ان کی قزاقی اور غارتگری سے دنیا کا بپ اٹھی تھی لیکن کسی قوم نے اگر شجاعت اور جہاد سے ان کا دلیرانہ مقابلہ کیا ہے تو وہ ہندوستان کے ترک سوار تھے جنہوں نے اپنی بہیم ناکامیوں کے باوجود تاتاریوں کے دلوں پر اپنی پامردی، بہرہ آزمائی، سرفروشی اور شمشیر زنی کا سکھ دیا تھا۔ تاتاریوں کی پامردی سے ہندوستان کو محفوظ رکھنے کی خاطر بلہن نے میدان کو ایک دفاعی مرکز بنایا تو اس کا اقطاع دار اپنے چینیہ شہزادہ محمد سلطان کو مقرر کیا جس کی حکومت میں ساحل بحر سے دریا سے جہلم تک کے علاقے تھے، اور مستقر ملتان تھا۔ یہاں بارہ تیرہ سال تک رہ کر شہزادہ محمد سلطان نے چنگیز خانیوں کا مقابلہ جس مرواگی سے کیا ہے وہ اس کا ایک زریں کارنامہ ہے۔ اس پخت میں تاتاری سواروں کی بڑی سے بڑی جماعت کو بھی شمالی پنجاب کے عبور کرنے کی حرات نہ ہوئی، اور وہ کھلے میدان میں جب بھی لڑے، شکست کھائی، شہزادہ محمد سلطان بڑا ہی عظم و دستِ عطا اور ہنر پرور بھی تھا، اس کا وقت زیادہ تر شعراء، علماء اور صلحا کی مجلسوں میں گزرتا، لیکن جب کبھی تاتاری حملہ آوروں کی خبر ملتی، تو علمی وادبی مجلسیں چھوڑ کر سپاہی بن جاتا، اور خود بڑے سے بڑے محذوث اور خطرناک جنگی مقام پر پہنچ جاتا، اس طرح اس نے تاتاریوں کے وہ خوفناک حملوں کو بڑی دیر سے روکا۔ ایسے رخاں کی رہبری میں تیسرا حملہ جب شہزادہ نے لاہور کے پاس دبا کر رکھا۔ اس کی بھی اچھی طرح خبر کوئی نہ تھی، اور اس کو بارہ گایا، اور جب اس کی فوج غریبوں کے قصابوں میں اگے بڑھ گئی تو وہ ایک جگہ ٹپک کر گر پڑا۔ لگے کہ یکایک دو ہزار غلہ گریں کا وہ سے کل کر شہزادہ پر حملہ آور ہوئے۔ شہزادہ نے نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھوڑوں کی تمام تنہائی اور اس پر سوار ہو کر بڑی دلیری اور جہاد سے منہمک مقابلہ کیا گو اس کے ہمراہیوں کی تعداد وہاں ہی کم تھی، اور وہ مقابلہ کرنے کے بجائے نہایت ہی سست تھا۔

لیکن اپنی شجاعت کے جوش میں پیچھے ہٹنا اور گھوڑے کا منہ موڑنا بزدلی سمجھا، اس کی پامردی سے تمار یوں
کے پاؤں اکھڑنے کے قریب ہی تھے کہ اچانک اس کو ایک تیرا یا آ کر لگا کہ اس کے زخم سے جانبر
نہ ہو سکا، اس معرکہ کے آغاز میں شہزادہ محمد کے سوار جس طرح صف آرا ہوئے اس کے چشم دید حالات
امیر خسرو نے وسطا الحیوۃ میں اس طرح منظوم کئے ہیں،

خنگ شد دید ہی دہر گردوں غبار گشتن	باد پابر کا فران خاکسار انگشتن
غلغلہ در انجم از جوش سپاہ انداختن	زلزلہ در عالم از شیر سوار انگشتن
از خروش کوس و بانگ سپ آوار سوار	لرزہ در سحراد دشت و کوسار انگشتن
انچہ بیت بود دقت کارزار آراستن	وانچہ وحشت بود گاہ گیر و آراستن
نفل در آتش نہادن تو نشان گرم	وز سم ہر آتش لعل غبار انگشتن
از فروغ تیغ در سرف و تاب انداختن	فد خیال نیزہ در دل غبار انگشتن
بردلاں در حملہ از بہر مخالف سوختن	بیدلاں در حیلہ از بہر فرار انگشتن

بلین کے تربیت یافتہ سواروں نے اندرون ملک میں بھی اپنی شجاعت کا ڈنکا بجا رکھا تھا بلین
کہا کرتا تھا اس کے چھ ساتتہ ہزار سوار ایک لاکھ پیاو دن کو تاراج کرنے کے لئے کافی ہیں،
میدان جنگ میں ہاتھی گھوڑوں کو دیکھ کر بھڑکتے، اور گھوڑے ہاتھیوں کو
اور گھوڑوں کی یورش دیکھ کر بدکتے لیکن فنون حرب کے مسلمان ماہرین نے ہندوستان میں آکر
ان دونوں جانوروں کو لڑائی کے میدان میں اس طرح سدھایا کہ دونوں مل کر غنیم کی صفوں پر
حملہ آور ہوتے، اور ان کو درہم برہم کر دیتے ۶۹۷ھ میں تمار یوں نے قلعہ خواجہ کی سرکردگی میں
بڑے وسیع پیمانہ پر دہلی پر حملہ کیا، اس کے ساتھ دو لاکھ سوار تھے، وہ ایسی دلیر سی سے دہلی آہنچا

۱۶۳-۱۶۴ء کی گزشتہ تاریخ ۵۲ ہجری ص ۵۲

کہ معلوم ہوتا تھا کہ ہندوستان اس تاتاری سیلاب میں بالکل بہ جائے گا، علاء الدین خلجی نے بھی ایک لشکرِ جہاں
 اُن کے مقابلہ کے لئے بھیجا، اس میں تو می نہیں ہاتھیوں کے علاوہ تین لاکھ صرف سوار تھے، اس کی کمان
 ظفر خاں، الخ خاں، رکن خاں اور غازی ملک جیسے ہوشمند اور بہادر فوجی لیڈروں کے ہاتھوں میں تھی
 فریقین کی فوج پانچ لاکھ سے زیادہ تھی، دونوں فوجوں کی ٹڈ بھیر کبلی کے میدان میں ہوئی جب لڑائی
 کا آغاز ہوا تو ظفر خاں جو اپنی شجاعت کی وجہ سے رستم وقت کہلاتا تھا، جنگی ہاتھیوں کو لے کے آگے بڑھا
 جن کے خوفناک حملوں کے ساتھ سوار بھی گھوڑے اڑا کر دشمن پر جا پڑے، حملہ آور ہاتھیوں کی بلا سے سیا
 سے بالکل ہی مایوس تھے، وہ اپنی خونخواری اور گریز پانی کے باوجود ہاتھیوں کا مقابلہ نہ کر سکے، اس
 اُن کی صفوں میں انتشار پھیلا تو شاہی سوار خونخوار حملہ آوروں کو بڑھکیل بڑھکیل کرتے تیغ کرنے لگے، اُن
 جب اُن کے کشتوں کا پستہ لگ گیا تو وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے، ظفر خاں اپنے جوشِ تہور میں ان کو
 مارتا کاٹتا اٹھارہ کوس تک پیچھے ہٹا لے گیا، لیکن ایک جگہ غنیم کے زرنے میں گھر کر گھوڑے سے گر پڑا پھر بھی
 پایا وہ لڑا کر بے شمار حملہ آوروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، لیکن بالآخر شہید ہوا، ظفر خاں کی اس شجاعت
 و جلاوت کی دھاک تاتاریوں پر ایسی جمی کہ اگر کسی تاتاری لشکر کی کا گھوڑا پانی نہ پیتا تو وہ گھوڑے سے
 کتا کہ کیا تو نے ظفر خاں کو دیکھ لیا ہے؟

علاء الدین خلجی کے گھوڑے	امیر خسرو علاء الدین کے فوجی گھوڑوں کی تعریف میں لکھتے ہیں، کہ وہ آہوں کی طرح
اور سوار	چو کر ٹامی بھرتے تھے، وہ جب کوچ کرتے تو اُن کے ستم سے کاسہ سناٹ ڈھنڈھاتا

وہ بڑے بڑے دریا کو دے پھاندتے نکل جاتے، اور دشوار گزار ساحلی علاقوں پر دھڑوں کی طرح گزرتے
 ہوئے نظر آتے، بعض گھوڑے ایسے تیز اور سبک رفتار ہوتے، جیسے ہوا پانی کی سیلج پر چلتی ہو، اور بہت پہاڑ

۱۷۰۰ء فرشتہ جہد اول و فتح السلاطین ص ۴۲-۲۶۲ علاء الدین الفتح ج علی گڑھ ادیشن ص ۱۶

۱۷۰۰ء ایضاً ص ۲۷۰ ایضاً ص ۱۷۵

گھوڑے پہاڑی علاقے پر اس طرح دوڑتے کہ پہاڑ تیغ ہندی کی طرح پھٹنے لگتے، یہ بھی کی طرح برق
رفتار اور موہانی طرح گریز کرتے، اور اس برہمن کی طرح اپنا سایہ پیچھے چھوڑ دیتے، ان گھوڑوں پر سوار
کوچ کرتے دکھائی دیتے، تو معلوم ہوتا کہ آسمان سے ہمیں برس پڑے ہیں، یا بھیدوں سماب اور برہمن
ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہیں، بالاکھوں رستم تیرہ کمان کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں، یہ سوار گرگین
کی طرح آدھ شہر کی عورتوں کے ساتھ شہروں کو زیر کر سکتے تھے۔

سواروں کی ہمدلی پر منرا شاہی لشکر کے سوار میدان جنگ میں پیچھے وکھانا اپنی سپاہیانہ غیرت و جیت کے
خلاف نہ سمجھتے تھے، وہ لڑاکو کرکٹ مرستے تھے لیکن لڑائی کے میدان کو چھوڑنا پسند نہ کرنے لگے، اترائین کی
پہلی جنگ میں شاہی لڑائیں سری کے سواروں نے پیچھے ہٹ کر وکھائی، لیکن اُس نے ان سواروں کے منرا
کو ان کی کم ہمتی اور بے دلی کی بڑی برکت ناک مراد سی، خود پیچھے نہ ہریں، کچے جو جبرہ کران کی گردنوں
میں لٹکا دیے، اور ان کو ان ہی بہت کڑائی سے شکر کر دیا، اس کا حکم تھا کہ جو امیر اپنے تو برس کے
جوتہ کھائیں، اس کا سر قلم کر دیا جائے، خود اُس کی اپنی مریت کا اتنا غم تھا کہ اُس نے اپنی بیوی لے آئے
چھوڑ دیا، اور ان کے پیچھے رہے، اب وقت آگیا، انا سے جب تک کہ اُس نے انا کو نہ لے لیا،

تو میری دوسرے سوار، تیموریوں کے گھوڑوں میں رگڑوں اور سواروں کی اہمیت، بدتمہہ مابقی قائم رہی، اب
گھوڑوں کو اس سوار کے نام سے سلطنت کہا کرنا تھا، اس دور میں توپ و تفنگ کا انفا نہ ضرور ہو گیا
لیکن توپ و تفنگ کی لڑائی مردانہ اور شجاعت کی جنگ نہیں سمجھی جاتی تھی، اس لئے مرزا اور دیرانہ
جنگ کے لئے سوار ہی ضرور لے جاتے، ان کی ہمت سے بہت ترغیب ملے، شاہی خزانے کے روپیہ بڑا
مقدار وہ خرید لے جاتے،

نور احمد علی گاہ اڈیشن، ۱۹۱۱ء، ایضاً ۱۹۱۲ء، دہلی، جلد اول، ص ۵۵،

نور احمد علی گاہ اڈیشن، ۱۹۱۱ء،

منصب داری نظام | اکبری دور کے شروع میں امراء جو منصب ذات رکھتے تھے، اور اس کے لئے ان کو جو ماہانہ ملتا، اس میں ان کو گھوڑے ہاتھی اور اونٹ کی ایک مقررہ تعداد رکھنی پڑتی تھی آئین اکبری میں جو پوری فرست دی ہوئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر منصب دار کو کتنی تعداد میں گھوڑے اور دوسرے جانور رکھنے پڑتے تھے، مثلاً وہ ہزار سی منصب دار کو ۶ عراقی، ۶ مچنس، ۱۳۶ ترکی، ۱۳۶ یا بو، ۱۳۶ تازی اور ۱۳۶ خبگلہ یعنی کل ۸۰۰ گھوڑے رکھنے کا حکم تھا، اسی طرح یک صدی منصب دار ۲ عراقی، ۲ مچنس، ۲ ترکی، ۲ یا بو اور ۲ تازی یعنی کل دس گھوڑے رکھتا تھا، اس مقررہ تعداد کے علاوہ اکبر اپنے گھوڑے اور ہاتھی بھی ان منصب داروں کو حسب

رکھوائی کے لئے بھیج دیتا تھا، ان کا خرچ شاہی خزانہ سے ادا ہوتا تھا (آئین اکبری ص ۱۳۵) اکبر نے اپنے آخری دور میں منصب داروں کو تین حصوں میں تقسیم کیا، اور منصب کے ساتھ سوار کے منصب کا اضافہ کیا، مثلاً پنج ہزار سی پنج ہزار سوار، پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ اگر سواروں کی تعداد منصب کے اعداد کے برابر ہوتی، تو یہ اول درجہ کا منصب شمار ہوتا، اور اگر تعداد منصب کے اعداد سے نصف یا نصف سے زیادہ ہوتی، مثلاً پنج ہزار سی چار ہزار سوار یا پنج ہزار سی سے ہزار سوار تو یہ دوسرے درجہ کا منصب ہوتا، اور نصف سے بھی کم ہوتا، تو تیسرے درجہ کا منصب ہوتا، منصب داروں کو منصب سوار کے لحاظ سے سواروں کی تعداد رکھنی پڑتی تھی، اکبر نے پورا اہتمام رکھا کہ منصب ذات کے ساتھ منصب سوار میں تطابق ہو،

ایک سوار کو کئی گھوڑے رکھ سکتا تھا، کیونکہ ایک گھوڑے کا سوار انگڑا کہلاتا تھا لیکن اکبر نے بعد میں حکم دیا کہ کوئی سوار تین گھوڑوں سے زیادہ نہ رکھے، ان گھوڑوں کے لئے اولیٰ شاہی حکومت کی طرف سے مقرر تھا، اکبری دور میں ہر درجہ باشی امیر کے رسالے میں دو چار اسپہ تھے اسپہ تین دو اسپہ اور دو ایک اسپہ سوار رہتے تھے، یعنی دس سوار ۲۵ گھوڑے رکھ سکتے تھے، دوسرے

منصب دار بھی اسی ہی سبب سواروں اور گھوڑوں کے سردار مقرر ہوتے تھے اچھا گیری اور شاہجہانی
عہد میں چار اسپہ سوار کی مثال نہیں ملتی،

جہانگیری نے منصب کا اعزاز بڑھانے کے لئے سوار کے منصب کے ساتھ دو اسپہ اور سہ اسپہ کی
اصطلاح کا بھی اضافہ کیا، مثلاً ہفت ہزار، ہفت ہزار دو اسپہ سہ اسپہ، اس سے بظاہر تو یہ مراد
ہے کہ ایک ہفت ہزار میں منصب دار سات ہزار دو اسپہ اور سہ اسپہ رکھ سکتا تھا یعنی سات ہزار
سواروں میں اس کے پاس کچھ سوار تو ایک اسپہ کچھ دو اسپہ اور کچھ سہ اسپہ ہوتے دو اسپہ سوار کو دو
گھوڑے رکھنے کی اجازت تھی تاکہ اس کا ایک گھوڑا لڑائی میں زخمی ہو جائے، تو وہ دوسرا گھوڑا استعمال
کر سکے، اس طرح سہ اسپہ سوار کو تین گھوڑے رکھنے کی اجازت تھی لیکن سواروں اور گھوڑوں کی تعداد
فراہم کرنا لڑائی یا معائنہ کے موقع پر ضروری سمجھا جاتا تھا، ورنہ یہ تعداد مناسب محض اقلیاء و اعزاز
تخو ہوں کا گریڈ قائم کرنے کے لئے مقرر کی جاتی، دور دراز علاقوں کے منصب داروں یا دور درازوں
پر جانے والے فوجی سرداروں کو دو اسپہ اور سہ اسپہ سواروں کے منصب عموماً زیادہ دیتے جاتے۔
تاکہ ان کے پاس گھوڑوں کی کمی نہ ہونے پائے، مگر چونکہ مابین شاہی حکومت کی طرف سے ملتا، اس لئے
بعض اوقات دو اسپہ سہ اسپہ سوار کی تعداد مقرر کر دی جاتی، جو منصب سوار سے مختلف ہو جاتی شاہجہانی
عہد کے دو اسپہ اور سہ اسپہ سواروں کے منصب داروں کی تعداد زیادہ بڑھ گئی، تو شاہجہان نے ایسے
منصب داروں کے لئے دو اسپہ سہ اسپہ کی تعداد بھی مقرر کرنے کا اہتمام رکھا، مثلاً داراشکوہ کو بہت
ہزار می بست، ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب ملا، تو اس میں دو ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ کی تعیین
کر دی گئی، اور پھر جب داراشکوہ کو شہست ہزار می آبل ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب ملا، تو اس میں

لے آئین اکبری ص ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱

اس کو تیس ہزار دو واسپہ سپہ سوار رکھنے کی اجازت تھی، اسی طرح اور منصب داروں کے ساتھ تعداد متعین کر دی جاتی، کہ کتنے گھوڑے اور سوار رکھنے لازمی رکھتے رعایتِ معاف اور کتنے فرضی ہیں۔

بادشاہ نامہ مؤلفہ علیہ رحمۃ لاہوری کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تلخ و بدخشاں کی ہم کے وقت پنج ہزاری پنج ہزار منصب دار نے داغ کے وقت اپنے منصب کا حصہ یعنی ایک ہزار سوار پیش کئے اگر یہ منصب دار پانچ سو اڑس کھیلے بارہ مہینے کی خواہ دی کیلئے جاگیر رکھتے تو ایک ہزار سوار میں تین سو سوار سپہ یعنی ۹ سو گھوڑی (چھ سو دو واسپہ یعنی ۱۲ گھوڑے) اور ایک سپہ یعنی ۱۱ گھوڑی ہوتے یعنی ایک ہزار سوار میں ۲۲۰۰ گھوڑے ہوتے اور اگر یہ منصب دار گیارہ مہینے کی خواہ کی جاگیر رکھتے تو ایک ہزار سوار میں ۲۵۰ سپہ ۵۰۰ دو واسپہ اور ۲۵۰ ایک سپہ سوار ہوتے یعنی ان کے پاس دو ہزار گھوڑے ہوتے، اسی طرح دس مہینے کی خواہ پانے والے منصب داروں کو ایک ہزار سوار میں ۸۰۰ دو واسپہ اور ۲۰۰ ایک سپہ سوار ہوتے، اور ان کے پاس ۱۸۰۰ گھوڑے ہوتے، نو مہینے کی خواہ پانے والے منصب دار کو ایک ہزار سوار میں ۶۰۰ دو واسپہ اور ۴۰۰ ایک سپہ رکھنا ہوتا، اور ان کے پاس ۱۶۰۰ گھوڑے ہوتے اعلیٰ بذالقیاس۔

لیکن پنج ہزاری پنج ہزار سوار منصب دار کے ساتھ دو واسپہ سپہ کا بھی منصب رہتا تو ایسی صورت میں اس کو سپہ دو واسپہ سوار کی تعداد داغ کے وقت دو گنی دکھانی پڑتی، کیونکہ بادشاہ نامہ (جلد دوم ص ۵۰) کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو دو گنی خواہ دی جاتی، اس لئے وہ دو گنے سوار اور دو گنے گھوڑے رکھتے، اس طرح پنج ہزاری پنج ہزار سوار دو واسپہ سپہ منصب دار کو دو ہزار سوار میں ۶۰۰ سپہ (یعنی ۸۰۰ گھوڑے) ۱۲۰۰ دو واسپہ (یعنی ۲۴۰۰ گھوڑے) اور ۲۰۰ ایک سپہ (یعنی ۲۰۰ گھوڑے) دکھانے پڑتے، اس طرح دو ہزار سوار ۲۴۰۰ گھوڑے رکھتا،

یہ تلخ و بدخشاں کی ہم کے وقت کیا گیا لیکن شاہجہاں نے یہ حکم جاری کر رکھا تھا کہ ایک منصب دار اگر اسی صوبہ میں ہے تو اپنے منصب دار کی مقررہ تعداد کا حصہ داغ کرنے کے لئے حاضر کرے

انجام دیتے کسی دوسرے شعبہ میں بھی کام کرتے، اور ضرورت کے وقت سوار کی خدمت بھی بجالاتے، لڑائی کے زمانے میں جنگی محاذ پر بھی بھیج دیے جاتے، اُن کی شہسوار سی عام سواروں سے بہتر ہوتی، اس لئے وہ پانچ گھوڑے بیک وقت رکھ سکتے تھے، اُن کی تنخواہ بھی عام سواروں سے زیادہ ہوتی،

بارگیر | بعض ایسے سوار بھی تھے جو شہسوار تو اچھے ہوتے لیکن گھوڑوں کی نگرانی کرنے سے قاصر رہتے اس لئے اُن کو ضرورت کے وقت شاہی طویلہ سے گھوڑے دیئے جاتے، اس طرح ایسے سوار گھوڑوں کی نگہداشت کی زحمت برداشت کئے بغیر سوار بنے رہتے، ان کو بارگیر کہا جاتا، اُن کے گھوڑوں کا طویلہ علیحدہ ہوتا، (آئین ۴۵، دفتر اول)

منصب داخلی | اگر کسی منصب اور کی مرتب فوج کے کسی حصہ پر کوئی امیر سردار مقرر کر دیا جاتا تو وہ منصب داخلی کہلاتا، چہرہ نویسی کے دفتر میں وہ شاہی حکم کے مطابق نیچے سوار لکھے جاتے، اور انکی تنخواہ خالص سوار کی جاتی، کشک | اکبر نے اپنی سلطنت کے تمام سواروں کو بارہ حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا، اور ہر حصہ باری باری ایک ایک مہینہ پایہ تخت میں اگر کشک یعنی چوکی کی خدمت انجام دیتا تو وہ دن رات شاہی آستانہ پر حاضر رہتا، یہ حصہ سات دستوں میں تقسیم کر دیا جاتا، اس طرح ہر روز ایک ایک دستہ شاہی آستانہ پر حاضری دیتا، اور شاہی احکام کی تعمیل میں لگا رہتا، بارگاہ شاہی میں روزانہ شام کو یہ دستے بادشاہ کے دربار میں بائیں کھڑے ہو کر تسلیم عرض کرتے یعنی سلامی دیتے، اگر کسی روز بادشاہ نہ ہوتا، تو اُس کی قائم مقامی شہزادے کرتے، پورے کشک کی سلامی شہسری مہینہ کی پہلی تاریخ کو ہوتی، اس سلامی میں سواروں کو اپنی کارکردگی پر انعام اور کاہلی پر سزا ملتی، اس طرح کے آئین سے اکبر کو اپنی پوری فوج دیکھنے اور رکھنے کا موقع مل جاتا، اور خود سواروں کو شاہی قربت حاصل ہونے پر شاہانہ نوازشوں سے مستفید ہونے کی آسائش فراہم ہو جاتی، اس کشک میں سرحدوں پر متعین سواروں کا انا ضروری نہ تھا،

تیمور کے سوار | جب یہ سوار میدان جنگ میں آتے تو لڑائی کے وقت اسی تہتر طیش اور غضب کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لڑنے کا نام ہی اور تیموری سوار مشہور تھے تیمور کی ساری کشتی کشتائی اس کے بہادر سواروں ہی کی بدولت تھی، اس کے لشکر میں سواروں کی تنظیم بہت ہی اعلیٰ پیمانہ پر تھی، اس کے ہر امیر کو سو سو گھوڑے رکھنے کا حق تھا، ان ہاشمی دس سپاہیوں کا سردار، یوزباشی سو سپاہیوں کا انسر، اور منیک ہاشمی ایک ہزار سپاہیوں اور امیر الامراء دس ہزار سپاہیوں کے سردار ہوتے تھے، بعض سوار بازو پر آہنی پیر اور ہاتھ میں پانچ فٹ کا لمبا نیزہ رکھا کرتے تھے، اور چپہ غنیم کی قمیض اور زبا وہ دیکھتے تو ان کے سردار یہ کہہ بہت ہلاکتے کہ اگر تم نے ان پر حملہ نہیں کیا تو پھر ان کے گھوڑے اور گھوڑوں کی زینیں کیونکر ہاتھ آئیں گی، وہ حملہ کرتے وقت اتنے زور سے سورن (جنگی نعرے) لگاتے کہ ساری فصایں لرزہ پیدا ہو جاتا، وہ پہاڑوں پر ہاتھوں میں سپر اور دوش پر کمان لٹکائے کیڑوں کی طرح رنگتے نظر آتے اور چٹانوں کے گوشوں اور درختوں پر پاؤں جھاتے اور چڑھ جاتے اور پہاڑ سے اتر کر نیشب میں اس طرح پھیل جاتے، جیسے مٹی کے ڈھیر پر چڑیا مٹیاں پھیل جاتی ہوں، یہ سوار بعض اوقات گھوڑوں سے اتر کر ان کی پیٹھوں کی آڑ سے گروٹھنوں پر تیر چلتے، تیمور بھی ہمیشہ گھوڑے پر سیاہ ہڈ کر بڑی پامردی سے لڑتا، ایرانیوں کے خلاف جبہ منکر کیا، اور شاہ ایران منصور اس کے گھوڑے کی طرف بڑھا، تیمور نے دیکھا کہ اپنے نیزہ برار سے نیزہ لڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا، لیکن نیزہ برار پر غنیم نے اس طرح حملہ کر دیا کہ وہ پیچھے ہٹ گیا، اور تیمور کو نیزہ نہ ملا، اس وقت اس کا ہاتھ تیمور کی طرف بڑھا، لیکن ابھی وہ تلوار کھینچنے نہ پایا تھا کہ شاہ منصور اس کی طرف جھپٹا، اور اس کے سر پر دو وار کئے، تیمور نے سر پھیر لیا، منصور کی تلوار اس کے خوکھڑے پھونکی ہوئی تھی گئی، اور خود سر سے گر کر تیر کی گود میں آ پڑا، اگر وہ خود گھوڑے پر اٹھ بے حس و حرکت بیٹھا ہوا، ایک ایک ایک تار ہی تار اپنا گھوڑا اور منصور کے گھوڑوں کے بیچ میں سے آیا جس سے شاہ منصور کو پیچھے ہٹنا پڑا۔

ہندوستان میں تیمور محمود غزنوی کے خلاف صفت آراہوا تو اس کے سوار محمود کے لشکر کے کوہ پیکر ہاتھیوں اور ان کے اژدہا ناسوئوں سے بے حد ہراساں تھے، ان کو خبر ملی تھی کہ ہندوستان کے جنگی ہاتھی گھوڑوں اور سواروں کو سوئڈ میں لپیٹ کر ہوا میں پھینک دیتے ہیں، اور زمین پر دسے مار دیتے ہیں، اور ان پر تیر و شمشیر مطلق کام نہیں کرتے، لیکن جب جنگ شروع ہوئی تو تیمور کے سواروں نے نڈر ہو کر ہاتھیوں پر حملہ کیا، اور ان کو گائے کی طرح ہر طرف دوڑا کر پریشان کر ڈالا، ظفر نامہ میں ہے،

”پیلاں دیاں شکوہ ہیست گماؤ صفت ہی راندنا“ (ج ۲ ص ۱۱۰)

محمود کے قلب لشکر میں ہاتھی ہی ہاتھی تھے لیکن تیموری سواروں نے اس پر حملہ کر کے ان کو ہیکل جانوروں اور ان کے ہماؤوں کو تلواروں اور نیزوں سے مار مار کر ڈھیر کر دیا، ظفر نامہ میں ہے،

”دور میاں آں نہنگاں بے ستون مہکل بچا رستوں رواں در آمدند پیل بان را از قلعہ
آن کو ہما نگو نہار ساختند و بہر شمشیر خرم دم آن اژدہا خلقت پیلاں را مجروح می گردانیدند
وفی انداختند“

اسی لڑائی میں تیمور کے پندرہ سالہ شہزادہ خلیل سلطان نے ہاتھی کے مقابلہ میں بڑی ہراسنا دلیری کا ثبوت دیا، اور اپنی مروائی اور شمشیر زنی سے ایک فیل بان کو مار کر ادرا کیستہ عظیم اکٹھا ہاتھی کو گیر کر تیمور کے پاس اس طرح لے آیا جیسے کوئی دہقان بکریں کو ہانک کر لاتا ہوا ظفر نامہ کے مولف نے اس واقعہ کو قلمبند کر کے کچھ اشعار بھی لکھے ہیں،

کہ طفل ز خنایش سگالہ سپیل

ہم اند پانزدہ سالگی پل جہا

پوشیراں کنہ پیل جنگی اسیر

..... خیال ازیں پہ بادشہ دلیل

کجا بود شہزادہ وار جہنہ

ہنوز از لبش می و بہر بوسے شیر

ظفر نامہ ج ۲ ص ۱۱۰

بابر کے سوار | بابر ہندوستان آیا تو اُس کے پاس بہت تھوڑی سی فوج تھی جس میں زیادہ تر توپچی اور سوار تھے لیکن سواروں میں وہ تمام جنگی مہارت و تنظیم اور حربی حستی و چالاکی موجود تھی جو لڑائی کے لئے ضروری ہے، رانا سانگا کنواہہ کے میدان میں دو لاکھ دس ہزار فوج لیکر اتر آیا تھا جس میں تقریباً ستر ہزار سوار تھے، اس کے مقابلہ میں بابر کے پاس کل آٹھ ہزار فوج تھی لیکن وہ اپنے توپچیوں کی مستعدی اور ثابت قدمی اور اپنے سواروں کی تیز گامی اور قواعد دانی سے راجپوتوں کی کثیر فوج پر غالب آیا، آغاز جنگ سے پہلے بابر نے سواروں کے ایک چھوٹے دستہ کو غنیم کی قوت کا اندازہ لگانے کے لئے بھیجا، جس سے ایک ہلکی سی جھڑپ ہو گئی، اور اس میں کامیابی ہوئی تو بابر کی پوری فوج کی ہمت بڑھ گئی، اُن کو ایسا معلوم ہوا کہ فتح و کامرانی اُن کے قدموں کو چومنے کی منتظر ہے، میدان جنگ میں بابر نے اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا کہ دائیں اور بائیں طرف بالکل کن سے یعنی تو لقمہ اور جہاندار اور تو لقمہ اور جہاندار پر سواروں کے منتخب اور پیادہ دستے کو کھڑا کیا، اور اپنے قول کے راست چپ توپوں کے آگے کے پیچھے خاصہ کے شیردوں سواروں کی ایک صف ترتیب دی، جب لڑائی شروع ہوئی تو تو لقمہ کے تیز گام اور برق رفتار سوار چکر کاٹ کر راجپوتوں کے عقب اور پہلو میں پہنچ گئے، اور اُن کو نیزوں اور تلواروں سے ڈھکیں ڈھکیل کر توپوں کی زد میں لے آئے، اس طرح ہر بازو کے راجپوت سپاہی اپنی صفیں توڑ کر ایک جگہ جمع ہو گئے جس سے بابر کے گولہ اندازوں کو ان پر تیش گولوں کی بارش کرنے میں آسانی ہوئی، اور جب ساری راجپوت فوج گولہ اندازوں کی توڑا بے کے پیچھے سے بابر کی سوار کو دھکے دے کر آگے بڑھے، تو پھر ان کو اپنی اثرات کی وجہ سے آگے بڑھنا پڑا، پھر ہٹنا دشوار ہو گیا جس سے بابر کے فیلڈ مارشل اور سواروں نے ملکر پورا نامہ لڑا، اپنی پہلے درکنواہہ کی لڑائیوں کے بعد ہندوستان میں ایک نئے طریقہ جنگ کا آغاز ہوا کہ سواروں اور توپچیوں کے اشتراک اور تعاون سے کس طرح جنگ کا پانسہ پٹا جاسکتا ہے۔

رانا سانگا کے لئے دیکھو بابر کی مہارت

کی خبر لی، دفعۃً سب کے سب بھاگ نکلے، مجھے بھی اتنی فرصت نہ ملی کہ ان لوگوں کو اکٹھا کروں، مگر میں باغیوں کی طرف چلا، میرا شاہ توپین بابا شیرزاو، اور دوست ناصر میرے ساتھ تھے، ہم چاروں کے علاوہ سب بھاگ گئے، ہم تھوڑی دیر آگے چلے تھے کہ وہ لوگ تیرا رتے، اور غل جاتے ہوئے ہم پر آ پڑے، ایک سوار جو تشہ گھوڑے پر تھا، میرے قریب آگیا، میں نے ایک تیر مارا، تیر گھوڑے کے نگا، گھوڑا ذرا مار گیا، وہ لوگ ذرا ٹھہر گئے، یہ تینوں آدمی جو میرے ہمراہ تھے، کہنے لگے کہ اندھیری رات ہے، دشمنوں کی تعداد معلوم نہیں، اور سارا لشکر بھاگ گیا، ہم چار کتنے آدمی مار سکیں گے، یہاں سے چل دیکھئے، پہلے بھاگے ہوؤں کو سمیٹئے، اور پھر بڑھیں، ہم دوڑے اور اپنے لوگوں تک پہنچے، ہر چند دکانا، چابک مک مارے اور ٹھہرنا چاہا مگر کوئی نہ ٹھہرا، آخر ہم ہی چاروں نے اٹھٹے پھرتے، اور تیر مار لگے، ادھر والے ذرا ٹھہر گئے، اب دو ایک دفعہ ہم کو انھوں نے دیکھا کہ تین چار آدمیوں سے زیادہ نہیں ہیں، تو پھر وہ ہمارے تعاقب میں اور گرانے میں مشغول ہوئے، اسی طرح تین چار دفعہ اپنے لوگوں کو میں نے ٹھہرنا چاہا، جب کوئی نہ رہا تو مارا چار ان ہی تینوں کے ساتھ پلٹ کر ایسے تیر مارے کہ دشمنوں کا منہ پھیر دیا، (ن ۱۰۶-۱۰۵)

اس جنگ میں اس کو مراحبت کرنی پڑی لیکن دوسرے سال انہماں (غزنیہ) پر پھر چڑھائی کی اور اس موقع پر جس جرات اور پامروئی سے لڑا، اس کو پھر بیان کرتا ہے،

..... میرے سامنے جو دو آدمی آئے ان میں ایک تہل تھا، وہ بھی آگے بڑھا، بیچ میں ایک تہل تھا،

یہ اس جانب سے اور وہ اس طرف سے آیا، ہم دونوں کا مقابلہ یوں ہوا کہ میرا سپرہا تھا

دشمن کی طرف اور تہل کا سپرہا تھا، میری طرف ہو گیا، تہل کے پاس گھوڑے کی زبرد کے عیار رکھا

سایہ جنگ تھا میرے پاس تلوار اور تیرکان کے سوا کچھ نہ تھا، میں نے لیان کو کان تک کھینچ کر آگے

تیر میرے ہاتھ میں تھا، تہل کو مارا اس وقت ایک تیر شیب میری سپرہا میں لگا، اور آگے بڑھا

میرے سر پر پوتے کی ڈوپی تھی، تہل نے بھپٹ کر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ میرا سر سن ہو گیا، اگرچہ ڈوپی کا تو ایک تار نہ کٹا، مگر میرا سر اچھی طرح زخمی ہو گیا، میں نے تلوار صاف نہ کی تھی، وہ کسی قدر زنگ آلود تھی، اس کے نکالنے کی محنت نہ لی، میں بہت سے دشمنوں میں اکیلا گھر گیا،

(ص ۱۰۹-۱۰۸)

وہ اکیلا گھرا ہوا تھا، لیکن پھر بھی اس کے دشمن اس کو زیر نہ کر سکے، وہ ہمیشہ سر کھٹ ہو کر میدان جنگ میں اترتا تھا، میں ہزارہ تر کمانوں کے خلاف جنگ کی تو لکھتا ہے :

..... مجھ ٹی مبشر بیگ میرے ان امیروں میں تھا جن کو میں نے بنایا تھا، بڑا بہادر اور نہایت عمدہ سپاہی تھا، جہاں دشمنوں نے لکڑیاں ڈال رکھی تھیں، اس طرف بڑھا، دشمنوں نے اس کی گردن میں تیر مارا جس سے وہ فوراً ہلاک ہو گیا، چونکہ ہم نے حملہ کرنے میں بہت جلدی کی تھی، اس لئے اکثر جیبہ پہنے ہوئے تھے، وہ ایک تیر میرے سر پر سے بھی گذرتے ہوئے گریں، احمدیو بیگ بار بار گھبرا کر چلاتا تھا کہ یوں ننگے کیوں گھسے جاتے ہو، میں نے دو تین تیر تمھارے سر پر سے جاتے ہوئے دیکھے ہیں، میں نے کنا گھراؤ نہیں، ایسے تیر بہت سے میرے سر پر سے گذر گئے ہیں۔

(ص ۱۶۵-۱۶۴)

بابر کی اسی سر فرشتی اور جانبازی کو دیکھ کر اس کے ہمراہی سوار اور لشکر می اس کے ساتھ چلتی ہوئی آگ اور بھتے ہوئے پانی میں کودنے کے لئے تیار رہتے، اور جہاں اس کا پسینہ گرتا، وہاں ہ اپنا خون بہاتے،

اکبر کے سوار | بابر کی شجاعت، جانبازی اور پارہ می اس کے جانشینوں کو بھی وراثت میں ملی تھی، اکبر شہسوار می کے فنی طاق تھا، وہ دن دن بھر گھوڑے کی پیٹھ پر رہتا، اور طاق نہ تھکتا، اس نے ایک بار آگرہ سے اجیر تک، ہا کوس کی مسافت ایک دن میں طے کی، اور پھر دوسرے دن واپس بھی ہو گیا، وہ میدان

طے بابر نامہ ص ۲۹۲ سے اکبر نامہ ج ۳ ص ۱۲۵۱

میں تھوڑے سے سواروں کے ساتھ یورش کرتا تو صفِ اعداء میں بھگدڑ مچ جاتی تھی۔ میں جب وہ محمد حسین مرزا گجراتی کے خلاف معرکہ آرا ہوا، تو محمد حسین مرزا کی طرف شاہ مرزا جرنال پرادریشیوں اور گجراتیوں نے برانغار پر حملہ کر کے اڑائی کی آگ مشتعل کر دی، فریقین ایک دوسرے سے دست بگریبان تھے کہ اکبر نے ایک خشم ناک شیر کی طرح اپنے سوسواروں کے ساتھ محمد حسین مرزا پر حملہ کیا، محمد حسین مرزا اکبر کا نام سنتے ہی بہ حواس ہو گیا، اور میدانِ جنگ سے بھاگا، پھر بھی اُس کے چہرہ پر زخم لگا، اور اس کا گھوڑا بھی گھائل ہوا، زخم کی ایک جھاڑی راستہ میں ملی، اُس نے اپنے گھوڑے کو حبت کرنا چاہا، مگر وہ زخمی ہونے کی وجہ سے حبت نہ کر سکا، اور ٹھوکر کھا کر گر پڑا، اور شاہی لشکریوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا، اس کی پسائی دیکھ کر اس کے فوجی سرداروں نے اپنی سلامتی اسی میں دیکھی کہ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلیں۔

اس سے پہلے شہید میں اکبر کھبات میں تھا کہ اس کو ابراہیم حسین مرزا کی مفسدانہ کارروائی کی خبر ملی، اُس نے فوراً اپنے لشکر کا انتظام شاہزادہ سلیم خواجہ جہاں اور قلیچ خاں کے سپرد کیا، اور خود ۵۰ سواروں کی قلیل تعداد لے کر ابراہیم حسین مرزا کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گیا، راجہ مان سنگھ، راجہ بھگوان داس، سیا محمد خان اور شاہ قلی خان جیسے آزمودہ کار اور چالاک سوار اس کے ساتھ تھے، قصبہ سترپال کے پاس دشمن سے ٹکرائے ہوئے ابراہیم حسین مرزا کے کثیر تعداد سواروں نے حملہ کر کے شاہی تیراندازوں کو درہم برہم کر دیا، اکبر فوج کی کمی کی وجہ سے راجپوتوں کے ساتھ ایک ایسی تنگ جگہ پر کھڑا تھا جس کے دونوں طرف زقوم کی جھاڑیاں تھیں، اوتھین سواروں سے زیادہ اس جگہ پہلو بہ پہلو کھڑا ہونا ممکن نہ تھا، حریف کے تین سوار آہستہ آہستہ اس جگہ آئے جہاں اکبر کھڑا تھا، راجہ بھگوان داس نے برچھے سے ان میں سے ایک کا مقابلہ کیا، اور اُس کو ہٹکا کر دوسرے سوار کی طرف متوجہ ہوا، اکبر نے جو اب تک زقوم کی آڑ میں کھڑا ہو کر دشمنوں پر تیر پھینک رہا تھا، وہ دیکھ کر راجہ بھگوان داس کی مدد کے لئے گھبرا دھڑایا، حریف اکبر کے حملہ کی تاب نہ لاسکے

اور اپنے ساتھی کے ساتھ بھاگا، اکبر فوراً تیراندازوں کے ساتھ زقوم کی آڑ سے باہر نکل کر محمد حسین مرزا پر حملہ آور ہوا، مرزا کے لئے میدان جنگ تنگ ہو گیا، اور وہ لڑائی سے منہ موڑ کر بھاگا، اس جنگ کا ذکر کر کے قریب لکھتا ہے کہ جب سے تاریخ کا پتہ چلتا ہے، اس وقت سے لیکر آج تک عرشِ آشیانی یعنی اکبر کے سوا کسی اور بادشاہ کے بارہ میں نہیں سنا گیا کہ اس نے اپنے لشکرِ جبار کو چھوڑ کر ایک قلیل جماعت کے ساتھ ایک قوی دشمن پر حملہ کر کے اپنے کو ایسے عظیم الشان خطرہ میں ڈالا ہو،

ہاتھی اور سواروں کے مشترک تعاون سے اکبر صغیر اعداء میں جس طرح انتشار پیدا کرتا تھا، وہ فن جنگ میں غیر معمولی ترقی کا ثبوت تھا، ۹۷ء میں علی قلی خاں اور بہادر خاں نے اکبر کے خلاف بغاوت کی، توراے بریلی کے پاس گنگا کے ساحل پر وہ ان کی سرکوبی کے لئے پہنچا، پہلے ہاتھی پر بیٹھ کر اپنی فوج کو لڑاتا رہا، پھر ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا، اور اپنے ہاتھیوں کو یکبارگی علی قلی کی طرف ہانک دیا، سب سے پہلے ہیرا سند نامی شاہی ہاتھی علی قلی کی طرف دوڑا، غنیم کی طرف سے رودیانہ نامی ہاتھی مقابلہ میں آیا، ہیرا سند نے رودیانہ کو زمین پر دے مارا، اس ہاتھی کے گرنے ہی سوار آگے بڑھے، اور لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی، اتفاق سے ایک تیر علی قلی خاں کو آکر لگا، وہ اس کو بدن سے نکال رہا تھا کہ ایک اور تیر اس کے گھوڑے کو لگا، گھوڑا تیر کھا کر ایسا کمزور ہوا کہ علی قلی خاں اس کی پیٹھ پر سے اتر آیا۔ اُس کے ایک لشکر میں نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا اور چاہا کہ علی قلی کو سوار کرے کہ یہاں تک نزدیکی نام شاہی فیل نے پہنچ کر علی قلی خاں کو زمین پر ٹپک کر کھل ڈالا یہ دیکھ کر اسکے سپاہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ بعض اوقات اکبر کے سواروں کا پورا دستہ اپنی جانبازی اور سپہگرمی میں جلتی ہوئی آگ میں کھڑا تھا، قلعہ چتور کے محاصرہ میں ساہا ط کے ذریعہ دوسرے کھود کر برج تک پہنچا دی گئیں، ان میں بارود بھر کر آگ لگا دی گئی تھی، اتفاق سے ایک سرنگ میں آگ لگ گئی جس سے اس کے نیچے کا برج اڑ گیا، اور قلعہ کی دیوار

ستدی سے اٹھ کھڑا ہوا، اور گھوڑے پر سوار ہو کر پھر اسی پامردی سے لڑنے لگا مگر اس کی قسمت نے یاد دہانی کی، یہ ایک ایک جنگی ہاتھی اس کے پاس پہنچ گیا، اور اس نے اس کو زخمی لے کر زمین پر گرادیا، اور دشمنوں نے اس کو گھیر کر ہلاک کر دیا لیکن مرنے سے پہلے اس کو فخر تھا کہ اس نے اپنے شاہی آقا کے ناموس کیلئے پوری وفاداری اور جانبازی سے جنگ کی، (اکبر نامہ ج ۲ ص ۱۲۴)

اسی لڑائی میں منعم خان بھی گھوڑے ہی پر سوار ہو کر لڑا، اس کی پیشانی گردن اور کندھوں پر متواتر ایسے زخم لگے کہ وہ منہ ل بھی ہو گئے تو اس کی آنکھوں کی روشنی میں فرق آگیا، اور گردن گھا کر چھوٹنے لگا، ستر تک ہاتھ بجانے سے معذور ہو گیا، پھر بھی بڑی بڑی لڑائیوں میں شریک ہوتا رہا،

عبد الرحیم خان خانان کے بارہ میں فرشتہ کا بیان ہے کہ وہ معرکہ جیت لینے میں شہرہ آفاق تھا، اکبر کے ۲۲ ویں سال جلوس میں مظفر گجراتی کے خلاف عبد الرحیم کو بھیجا گیا، تو احمد آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر سرکچ میں دونوں فوجوں کی ٹڈ بھڑ مچ گئی، مظفر گجراتی کی پانچ سو تیس ہزار اور عبد الرحیم کی کمان میں صرف دس ہزار تھے خود اکبر نے عبد الرحیم کو اس وقت تک جنگ سے روکنے کے لئے لکھا، جب تک فریہ لکھا نہ پہنچ جائے لیکن مرزا عبد الرحیم نے اپنی نبرد آزمائی کا زور دکھانے کی خاطر جنگ شروع کر دی، اور جب لڑائی انتہائی زور پر تھی تو عبد الرحیم ایک مقام پر سوار لشکریوں اور ایک سو ہاتھی کو لے کر کھڑا تھا کہ مظفر گجراتی کے ہزار سواروں نے اس پر ٹوٹ پڑا، عبد الرحیم کی پامردی میں فرق نہیں آیا، اور اس نے ڈٹ کر سپہنوں کا مقابلہ کیا، انکو مار بھگایا، اکبر نے اس کی اس جرات اور بہادری سے خوش ہو کر پنج ہزاری منصب اور خان خانان کا خطاب عطا کیا،

شہنشاہ میں نظام الملک اور قطب الملک کی فوجوں سے اکبری فوج کا مقابلہ قصبہ آتش کے پاس ہوا، تو اس موقع پر بھی عبد الرحیم خان خانان نے حیرت انگیز بہادری کا ثبوت دیا، وہ رات رات پھر گھوڑوں کی بیٹھ پر بیٹھ کر فوج کی آراستگی اور لگائی میں لگا رہتا، ایک موقع پر پنیم کے پچیس ہزار سوار خان خانان کے پاس پنج ہزار سوار پر اچانک ٹوٹ پڑے، خان خانان کے تمام ساتھیوں کی ہمت نے جواب دیا، اس کے ایک ساتھی

اکبر نامہ ج ۲ ص ۱۲۴، صفحہ تاریخ فرشتہ ج ۲ ص ۲۰۰، صفحہ تاریخ مرزا ج ۱ ص ۱۰۰

دولت خاں لودھی نے اس کو جنگ کرنے سے روکا اور کہا کہ اس انبودہ سے مقابلہ کرنا اپنے کو ہلاک کرنا ہے۔
 خانخاناں کی غیرت جوش میں آگئی، وہ بولا کہ تم یہ کہہ کر وہی کے نام کو برباد کرتے ہو، دولت خاں نے کہا کہ
 اس میں شک نہیں کہ دشمن کو شکست ہوئی، تو سودھی آباد ہو جائے گی لیکن اگر ہم لوگ ہلاک ہوئے تو پھر معاملہ
 خدا کے سپرد ہے، یہ کہہ کر اس نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھانا چاہا، ساداتِ بارہہ کے بہادروں میں قاسم بارہہ
 نے یہ صورت حال دیکھی تو آگے بڑھا، اور دولت خاں کو روک کر بولا، "ہم ہندوستانی ہیں، اگر مر جانا ہمارا
 شیوہ ہے،" دولت خاں جھڑا کر خانخاناں سے پھر مخاطب ہوا کہ یہی سبھی دشمن کے انبودہ کے مقابلہ
 میں شکست لازمی ہے، لیکن یہ بتاؤ کہ شکست کھا کے ہم لوگ تم سے کہاں نہیں؟ خانخاناں مردانگی اور بہادری
 کے پندار میں بول لاشوں کے ڈھیر کے نیچے، "یہ سن کر سارے لشکریوں میں ایک نئی غیرت اور ہمت پیدا
 ہو گئی، اور وہ سرکھٹ ہو کر اس طرح لڑے کہ دشمن کی کثیر تعداد تدریجاً ہتھی ہو گئی، خانخاناں نے اس غیر متوقع
 فتح و کامرانی کی خوشی میں میدانِ جنگ میں پانچ لاکھ روپیے لٹائے۔"

اکبری امرار میں خانِ زماں علی قلی کے بھائی بہادر خاں کے بارہہ میں فرشتہ کھتا ہے کہ وہ اپنی معرکہ
 آرائی کے سامنے اسفندیار کی ہفت خوان داستان کو بھی بیچ اور بے غنی سمجھتا تھا، شیراز و لد محمد شاہ
 نے چالیس ہزار سواروں کے ساتھ جو پور کو منہلون سے واپس لینے کے لئے دریائے گنگا کو عبور کیا تو
 اکبری طرف سے بہادر خاں نے لڑائی میں ایسے ایسے افغانیوں کو تہ تیغ کیا جن میں سے ہر ایک سوار اپنے
 کو ہزار ہزار سواروں کا ہم تہ سمجھتا تھا، خانِ زماں اور بہادر خاں دونوں ازبکوں کے سردار تھے، ازبک
 بڑے اچھے تیرانداز سمجھے جاتے تھے، منہل حکمران زیادہ تران ہی کی جنگی شجاعت و مند خوی کی بدولت جنگ
 ہتیا کرتے تھے۔

ساداتِ بارہہ | ساداتِ بارہہ بھی ہر فوج کی مدد کی تھی، مجھے جانتے تھے، ہر معرکہ میں ان کی شہساز

نبرد آزمائی نمایان رہتی، جہانگیر نے بھی اپنے عہد کی سرکہ آرائیوں میں ان کی جنگی خدمات کو سراہا ہے وہ لکھتا ہے :

”بارہ زبان ہند می دوازده را گویند، چو در میان دو آب دوازده دیہ نیز و یکسہ ہم واقع است کہ بطن این سادات است بنا بریں بسادات بارہہ اشتہار یافتہ اند و بعضے مردم را صحت نسب اینہا سخن یاداند لیکن شجاعت ایشان برہانی است قاطع بر سیادت چنانچہ در دولت میج معرکہ نبودہ کہ اینہا خود را نمایاں ساختہ باشند و چہ سہ بکار نیامدہ باشند، مرزا عزیز کو کہ ہمیشہ می گفت سادات بارہہ بلا گردان اس دولت اند، الحق چنین است“

دہ بلاگردانِ دولت ہی نہیں رہے، بلکہ آخرین شاہِ گرا بھی ہو گئے تھے، جہاں دارشاہ کے بعد سید حسین علی خاں اور سید عبداللہ خاں نے تیموری تخت پر جس کو چاہا بٹھایا، اور جس کو چاہا مغزول کر دیا اُن کی تلوار اور نبرد آزمائی سے پوری سلطنت کا نپتی تھی،

جہانگیر نے اپنے فوجی سرداروں میں سید عبدلواہاب، سید یعقوب اور سید غلام محمد کی تعریف خاص طور پر کی ہے، سید عبدلواہاب کو اس کے شجاعانہ کارناموں کی بدولت جہانگیر نے دلیر خاں کا خطاب دیا تھا، ۱۰۳۲ھ میں جہانگیر کی فوج گجرات کی تسخیر کے لئے عبدلشہ خان کے خلاف بھیجی گئی تو میدانِ جنگ میں سید غلام محمد نے بہادری کا پورا بھر دکھایا، اور لڑتا ہوا گھوڑے کی پیٹھ پر سے زمین پر گرا، تو اس بہا فوجی سردار کے بچانے کے لئے سو سواروں نے اپنی جانیں دیں۔

جہانگیر خود تو کوئی غیر مہولی جبریل نہ تھا لیکن اکبری روایت کے مطابق اس کے فوجی سردار اور ان کے ماتحت سواروں کا رعب تمام سلطنت میں بدستور سابق قائم رہا، اور یہ فوجی سردار جنگی امور میں بھی اسی شان سے دکھاتے رہے، جہانگیر ان کو بڑی محبت و شفقت سے صدمہ بردار نہ کرتا، اور کبھی ان کو

لے ترک جانیگری ص د، م، ۳ ۵ ایضاً ص م، ۳ ۵ ایضاً ص م، ۳ ۵ مآثر الامراض ص ۱۱۱

رخصت کرتے وقت خود گھوڑے پر سوار کرتا، اپنی دستار پہنا دیتا، اور نعل گیر ہونے میں اسکی بار بٹاتا جس سے متاثر ہو کر یہ سردار پوری وفاداری اور جانبازی سے ہم کو سر کرنے کی کوشش کرتے جہانگیر کے ۱۵ دین سال جدوس میں اکبر نگہ میں افغانوں کے خلاف شاہی لشکر صفت آرا ہوا، تو اس کی کمان ابراہیم خاں کے ہاتھ میں تھی، اس کے ساتھ ایک ہزار سوار تھے، بقیہ اور سوار دوسرے بازو پیچھے تھے، لڑائی شروع ہوئی تو دشمنوں نے ابراہیم خاں کے لشکر کے دوسرے بازوؤں کو درہم برہم کر دیا، ابراہیم یہ دیکھ کر تباہ نہ لاسکا، اور بے قرار ہو کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑا، اس سے اس کی ساری فوج کی تنظیم بگڑ گئی، اور جب ابراہیم خاں کے ساتھیوں نے اس کی جان خطرہ میں دیکھی، تو اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اس کو میدان کارزار سے نکال لینا چاہا لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوا، اور بولا کہ میدان جنگ سے منہ موڑنا مردانگی نہیں، اس سے بڑھ کر اور کیا دولت ہو سکتی ہے کہ بادشاہ کی خدمت میں اپنی جان نثار کروں۔ پھر متواتر زخم کھا کر مردانہ وار جان دے دی،

(تذکرہ جہانگیری ص ۳۹۲)

جہانگیر کے فوجی سردار جب بہادری کے کما زماں انجام دے کر میدان جنگ سے لوٹتے تو وہ ان کی شجاعت کی نوعیت کے لحاظ سے ان کو خطاب دیتا، مثلاً فدائی خاں، رستم خاں، برد خاں، ہمت خاں، دلاور خاں، دلیر خاں و آراب خاں وغیرہ یہ دستور اور تیموری حکمرانوں کے عہد میں بھی رہا،

شاہجہانی عہد کے سوار | شاہجہانی عہد میں مغل فوجوں کی سرانندی میں اخافہ ہوتا رہا انھوں نے اپنی

ہزار دہائی اور سپہری کے جوہر بدخشاں، بلخ، اور قندھار میں بھی جا کر دکھائے، ۱۵۵۷ء میں شہزادہ مراد بدخشاں اور بلخ کی ہمر پر بھیجا گیا، تو اس کی کمان میں پچاس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے

ان کی سربراہی تقریباً ڈھائی ہزار پرانے تجربہ کار فوجی سرداروں کے ذمہ تھی جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں، علی مروان خاں، بنجابت خاں، قلیج خاں، لہر اسپ خاں، دولت خاں، راجہ دیسی سنگھ بندیلیہ راجہ جے سنگھ، راجہ راج روپ، رآو ستر سال ہاڈا، وغیرہ شاہجہاں نے اس لشکر کا راستہ یہ متعین کیا کہ وہ کھوکھروں کے علاقہ ایکب، اور حسن آباد میں ہو کر جائے، کیونکہ ان علاقوں میں فوجی رسد کی کمی نہ تھی، اور جب موسم بہار شروع ہو تو شہزادہ مراد پشا در ہو کر کابل روانہ ہوا، اور فوج کے دوسرے سردار ہنگش کے زیریں حصہ سے ہو کر شہزادے سے کابل میں ملیں، اور جب فوجیں کابل میں جمع ہو جائیں، تو کچھ سردار مثلاً قلیج خاں، غلیل اللہ خاں، اور مرزا نور و زار کمر و اور غوری پر قبضہ کرنے کے لئے آگے بڑھیں، اور بقیہ تمام لشکر بدخشاں اور بلخ کی طرف جائے شہزادہ مراد مقررہ وقت کے بعد کابل پہنچا تو اس وقت درہ طول برف سے ڈھکا ہوا تھا، کچھ دستے ان بدخانی راستوں کو صاف کرنے کے لئے آگے روانہ کئے گئے شہزادہ مراد تین منزلوں پر قیام کرنے کے بعد چاری کاران پہنچا، یہاں سے قلیج خاں کی سربراہی میں ایک دستہ غوری اور کمر و کی طرف بھیجا گیا، اور شہزادہ نے بدخشاں کے جانب کوچ کیا، قلیج خاں کو راستہ بہت تنگ اور دشوار گزار ملا، اس لئے اُس نے اپنی فوج کے کئی ٹکڑے کر کے کوچ کو جاری رکھا، اور کمر و اس طرح اچانک پہنچا کہ وہاں کے باشندے اپنی مدافعت میں کچھ نہ کر سکے، وہاں دو روئے ٹھکر کر غوری پہنچا تو یہاں بھی شاہی لشکر کا کسی نے مقابلہ نہ کیا، شہزادہ مراد کو بدخانی راستہ طے کرنے میں دیر لگی، درہ طول کے برف کو ہزار ہزار مزدور صاف کرتے تو سوار اور دوسرے لشکر ہی کچھ آگے بڑھتے، بالآخر شہزادہ سراب پہنچا، یہاں پوری فوج اکٹھی ہوئی، اور وہ دیتا جکان ہوتی ہوئی نارین پہنچی، یہاں سے بڑھ کر اصالت خاں کی نیگوانی میں سواروں نے تند ز پر قبضہ کر لیا، تند ز چھوڑتے وقت غنیم نے بڑی لوٹ مار اور غارتگری کی، مراد نے پہنچ کر وہاں کے باشندوں کے نقصانات کی تلافی میں یکس ہزار روپیہ تقسیم کرائے، تند ز کے قبضہ سے بدخشاں شاہجہاں کے حدود سلطنت میں آسانی

سے آگیا، اور اب شاہی لشکرِ بلخ کی طرف بڑھا، یہ سیلِ رواں کی طرح آگے بڑھتا چلا گیا، ان لشکریوں کی شجاعت اور ہر دوزمانی کا شہرہ وہاں تک پہنچ ہی پہنچ چکا تھا، اس لئے وہ کسی رکاوٹ اور مقابلہ کے بغیر کوچ کرتے ہوئے بلخ کے دروازے تک پہنچے۔ تفلنجی سواروں کو اپنی آڑ میں لیکر بلخ کے اندر گھسے، والی بلخ قلعہ کے اندر تھا، لشکرِ جبار کی آمد پر قلعہ چھوڑ کر فرار ہو گیا، اور اب اپنی ہر دوزمانی کے لئے مشہور تھے، لیکن مراد کی فوجوں اور سواروں کی وہ بھی تاب نہ لاسکے، اور بلخ اور اس کے بعد ہی قلعہ ترند پر شاہجہانی پرچم لہرانے لگا، شاہی فوج کے تمام دستے جب بلخ کے اندر داخل ہوئے ہیں، تو وہاں کے باشندے اس لشکر کی آمدیش و نمائش کو دیکھ کر دنگ رہ گئے، کوہ پیکر اور برق رفتار ہاتھیوں پر حمل اور زربفت کی جھولیں پڑی تھیں، لشکریوں کو سیمیں اور طلائی لباس سے چمک دکھایا ہو رہی تھی، گھوڑوں کی زین اور لگام بھی زریں تھے، زرنکار اور مرصع جھنڈوں اور علموں کی کثرت تھی، توپچیوں اور تفلنجیوں اور باندوڑوں کا بھی بڑا ہنر تھا، اہل بلخ نے اس شان و شوکت کا لشکر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، جب اس فوج کی خبر شاہجہاں کو پہنچی تو اس نے اس کی خوشی میں آٹھ روز تک شاہانہ جشن منایا، فوجی سرداروں کے مناصب بڑھائے گئے، ان کو خلعت اور انعامات دیئے گئے، اور شعراء نے قصائد کہہ کر مبارکباد پیش کی تھی۔

مراد تو بلخ سے واپس چلا آیا، لیکن شاہجہاں کے حکم سے سوار اور فوج کے کچھ اور دستے خاص مقامات پر متعین کر دیئے گئے، مشرق کے جانب طالقان اور غندزیں شمال مشرق کی سمت ستاق میں دریائے جیحون پر بلخ اور ترند میں، بلخ کے شمال میں مہبت اور شمال مغرب کی جانب اندخود میں شاہجہانی سواروں نے ہندوستان کا پرچم لہرایا، مراہ کی واپسی کے بعد شہزادہ اورنگ زیب بلخ بھیجا گیا، اس کے جواس ۳۵ ہزار فوج تھیں جس میں زیادہ تر سوار ہی تھے، اس زمانہ کا بڑا بھرپور کار فوجی جنرل

لے ہارڈ شہ نامہ ج ۲ ص ۵۲ نہایت خاص، ص ۵۳

امیر الامراء علی مردان خان بھی اس کے ساتھ گیا، اورنگ زیب پشاور ہوتا ہوا کابل پہنچا، جب کابل سے آگے بڑھا تو اس کے کچھ فوجی سردار اپنے لشکریوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے، اور بکوں نے شاہی لشکر پر تاخت کر کے اس کو آگے بڑھنے سے روکنے کی کوشش کی، گو ان کے پاس ایک لاکھ سے زیادہ مسلح سوار تھے، لیکن وہ میدان جنگ میں کھل کر لڑنے کے بجائے دشوار گزار راستوں اور پہاڑی علاقوں میں چھپ چھپ کر حملہ کرتے رہے، اس قزاقانہ جنگ کے منحل سوار عادی نہ تھے، لیکن اورنگ زیب کے سامنے تدبیر اور احتیاط سے لشکر آگے بڑھتا چلا گیا، اور بک حملہ کرتے اور مار کھا کر بھاگتے رہے، ان کے چھ ہزار سوار مارے گئے، اور شاہی فوج کے پانچ سو سواروں کی جانیں تلف ہوئیں، اورنگ زیب راستہ میں جوشن پہنے اور سپر سے ہمیشہ مسلح فوج کی نیگوانی میں مشغول رہتا تھا، وہ درہ شیبہ اورانی رباطوں کے گرد کی طرف بڑھ رہا تھا کہ درہ گز کے پاس اور بکوں نے پھر مزاحمت کی مگر اورنگ زیب نے ان کی سرکوبی اچھی طرح کر دی، اور وہ شکست کھا کر دروں، پہاڑیوں اور گزرگاہوں کی کین گاہوں میں چھپ گئے، اورنگ زیب اور بکوں کی قزاقانہ جنگ کے طریقوں سے کچھ واقف ہو گیا تھا، اس لیے آگے بڑھا تو درہ گز سے ہو کر بلخ کو جانے والے دریائے بلخاب کی ناکہ بندی اچھی طرح کر دی، پہلے علی مردان کو ہراول بنا کر آگے بھیجا، اس کے ساتھ شیران زنجیر خاں دلیران جوشن قبا بہادران بہرہ پر داز اور تفتگان حکم انداز تھے، اس کے پیچھے اورنگ زیب اپنے توپچیوں جنگی ہاتھیوں اور منتخب لشکریوں کے ساتھ روانہ ہوا، اور بکوں نے ہراول پر تاخت کی، مگر زیادہ نقصان نہیں پہنچا تھا کہ علی مردان کے ”تفتگان“ مردانگن سواروں نے اپنی تیغ ابدار اور سنان آتشبار سے ان کو منتشر کر دیا، اور وہ کوہستان کے ان کا تھ کر کے ان کو پیچھے ڈھکیل دیا، اس کے بعد اورنگ زیب کو بلخ پہنچے ہیں ورنہیں بلخ میں کچھ سری سوار پیادے اور پیچھے چھوڑ کر وہ پوری تنظیم و ترتیب کے ساتھ آتی کی طرف بڑھا پہلے تفتگان کے محفوقا کر دیتے، ان کے پیچھے سوار کوچ کرتے، کیونکہ اورنگ زیب باغواں اور نہروں میں چھپ چھپ کر ان

مسل تیر اندازی کر کے اُن کو آگے بڑھنے سے رک دیتے تھے، لیکن یہ سرکب فوج بڑھتی چلی گئی، اور تیر اندازی
پہنچی، اور ایک شہسوار ہی اور تیر اندازی میں بے مثل ہمارے رکھتے تھے، لیکن شاہجہانی فوج کی تنظیم و ترتیب
تیز گامی اور ان سب پر مستزاد، شہزادہ اورنگ زیب کی سپہ سالاری اور سید احمد مغزی سے ان
کا سارا تہور و شورش بے مدعا بن کر رہ جاتا۔ وہ چھپ چھپ کر شاہی فوج کے کمزور حصہ پر اچانک
حملے کر دیتے، لیکن اورنگ زیب کسی بہادر جنرل کو بھیج کر یا خود پہنچ کر اُن پر ضرب کاری لگاتا،
اٹھائے راہ میں ایک مقام پر فریقین میں جو تصادم بھی ہوا، اس کا حال خانی خاں نے اس طرح
لکھا ہے کہ چپاول جرنال سید خاں کی نگرانی میں تھا، وہ بیماری کے ضعف کی وجہ سے گھوڑے پر
بیشکل سوار ہو سکتا تھا، اور ایک اُس کے بازو پر اچانک حملہ آور ہو گئے، سید خاں نے پانچ سو سو
اُن کے مقابلے کے لئے بھیجے، لیکن وہ مغلوب ہو گئے، پھر سید خاں نے اپنے دو لڑکوں لطف اللہ اور خا
خاں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا، یہ دونوں بڑی بہادری سے لڑے، لیکن اورنگ زیب کو مغلوب نہ کر سکے اور
باپ سے ایک منگوا بھیجی، اس مرتبہ سید خاں خود ملالت کے باوجود جنگی نعرے لگاتا ہوا فوج کے
ساتھ آگے بڑھا، اس نے اپنی تلوار سے قیامت بپا کر دی، لیکن اس کے گھوڑے کے پاؤں لڑکھڑا گئے
جس کی وجہ سے وہ زخمی ہو کر زمین سے زمین پر آگیا، اُس کے کئی زخم لگ چکے تھے، پھر بھی وہ زمین سے
تیزی سے اٹھا، اور تین چار دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، اس کا لڑکا لطف اللہ خاں باپ کی
مدد کے لئے آگے بڑھا، تیروں کی بارش ہر طرف ہو رہی تھی، پھر بھی وہ اپنا گھوڑا باپ کی طرف لے چلا،
بچاؤ ایک ایک کر کے، اور لطف اللہ گھوڑے سے گر کر جاں بحق ہو گیا، سید خاں کے دوسرے لڑکے
خاں زاد خاں نے بھی اسی طرح مردانہ دیکھ کر باپ کو بچانے کے لئے مردانہ وار گھوڑا بڑھا دیا، اور
دشمنوں کو ہارتا کھاتا جا رہا تھا کہ تیروں کے متواتر زخم کھا کر گھوڑے سے نیچے گر پڑا، اور گریب کو
اپنے قہجی سرداروں کی پسپائی کی خبر ملی تو ہاتھیوں، گھوڑوں کا ایک دستہ لے کر ان کی

مرد کو پہنچا، اور کوس و کرنا کا شور ایسا بلند ہوا کہ گھسان کی لڑائی شروع ہو گئی، اور نگزیب نے دوست ہاتھی دشمن کی طرف چھوڑ دیئے، اور اُن کے پیچھے شیر دل سواروں نے ایسی پورش کی کہ اورنگ نہ ٹھہر سکے، اور اُن کے کشتوں کے پستے لگ گئے، سید خان کے نوکر اس کے پاس پہنچ کر اس کو اور دونوں لڑکوں کو میدان جنگ سے باہر لائے، خاں زاد خاں میں کچھ جان باقی تھی، اس نے اُٹھا اور لکنت سے باپ کا حال دریافت کیا، اور اس کی روح بھی عالم بالا میں پروا کر گئی، تھوڑی دیر بعد باپ بھی راہی عدم ہوا،

اورنگ زیب اس طرح لڑتا بھڑتا علی آباد پہنچا، یہاں اس کو خبر ملی کہ دشمنوں کی ایک فوج بخارا سے بلخ کی طرف بڑھ رہی ہے، اس نے بلخ کی طرف مراجعت کرنا بہتر سمجھا، اور بلخ کے لشکریوں نے اورنگ زیب کے بلخ تک پہنچنے میں ہر قسم کی مزاحمت کی، اور جب اورنگ زیب پاشا سے اور شیخ آباد ہو کر فیض آباد پہنچا تو دشمنوں سے پھر زبردست مقابلہ ہوا لیکن اورنگ زیب کی ترقی یافتہ فوج غالب آئی، اور اورنگ زیب بلخ میں داخل ہو گیا، بلخ سے روانگی اور واپسی کی مدت کل دس روز کی تھی لیکن اس اثنا میں لشکریوں نے مطلق آرام نہ لیا، اُن کا کھانا ہاتھی کی پیٹھ پر تیار کیا جاتا تھا، رات رات پھر فوجی سردار گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر لشکر کے چاروں طرف خندقیں کھدواتے، اور اُن کی نگرانی کرتے، کھانے پینے کی چیزوں کا بھی تحفظ پڑ گیا تھا لیکن اورنگ زیب کی مدبرانہ تیاریات، دلیرانہ رہنمائی اور سپاہیانہ احتیاط نے لشکر میں انتشار اور بددلی پیدا نہ ہونے دی اور اس کی ہمت و جرات اور پامردی نے ہر وقت اس کا ساتھ دیا، وہ انہوں کے خلاف ایک موقع پر لڑ رہا تھا کہ دشمنوں نے مور و بلخ کی طرح اس کو گھیر لیا، اُن گھسان لڑائی میں نظر کا وقت آگیا، اورنگ زیب گھوڑے پر سے اتر آیا اور نماز باجماعت کا قصد کیا،

لے خانی خان حصہ اول ص ۶۶۲-۶۶۳

اس کے مقربین نے میدان کا رزار میں اس طرح نمازا ادا کرنے سے روکنا چاہا، لیکن وہ نہ مانا، اور تیروں کی باتیں میں پورے اطمینان و سکون سے فرض، سنت، اور نفلیں ادا کیں، ازبکوں کے سردار عبدالغنی کو اس کی خبر ملی تو وہ بہت حیران ہوا، اور یہ کہہ کر جنگ سے ہاتھ روک لیا، کہ ایسے شخص سے جنگ کرنا اپنے کو ہلاک کرنا ہے۔

”باچیں کہے در افتادن ہر افتادن است“

تندھار کی فوج میں
سواروں کے کاؤٹا
اورنگ زیب نے اپنی سپہ سالاری اور سپہگرمی کا جو سر قندھار جا کر بھی دکھایا،
میں قندھار کی تسخیر کے لئے شاہجہاں نے جب سعد الشرفان اور اورنگ زیب کو بھیجا
تو ان کے ساتھ پچاس سے ساٹھ ہزار تک فوج تھی، اس فوج میں جتنے سوار اور لشکر تھے، ان کو
تختواہ کے علاوہ سو روپے زیادہ دیے گئے، پھر منصبداروں اور اصدیوں کو تین تین مہینہ کی تختواہ پیشانی
گئی، اور فوج بھیرا، بنگش، کوہاٹ، جہرد، جلال آباد، کابل، غزنی، قلات اور غلزی کے دوسو
راستوں سے گزرتے ہوئے قندھار پہنچی، پہلے تو ایرانیوں نے قلعہ کے اندر محصور ہو کر ہندوستان کی فوج کا مقابلہ
کیا، لیکن جب بالاحصار کے پاس شاہ میرزے دونوں فوجوں کا مقابلہ میدان میں ہوا، تو ہندوستانی لشکر
کے سواروں اور ہاتھیوں نے مل کر غنیم کے چھٹے چھڑا دیے، ایرانیوں کی فوج میں تیس ہزار قزلباش
سوار تھے، لیکن ہندوستانی سواروں کی تعداد کل دس ہزار تھی، دونوں جانب تو پھیپوں کے علاوہ
علیحدہ دستے تھے، البتہ ہندوستانیوں کے پاس جو جنگی ہاتھی تھے، وہ ایرانیوں کے لشکر میں پہنچے
گوئے اور بان پھینک پھینک کر جنگ شروع ہوئی، اور جب لڑائی میں گرمی پیدا ہوئی تو دونوں طرف
کے سوار اگے بڑھے، قزلباش سواروں نے گھوم گھوم کر ہندوستانی فوجوں کو اپنی گود میں لے لینا چاہا
لیکن ہندوستانی فوج کے سوار اس طریقہ جنگ سے اچھی طرح واقف تھے، اسنے سواروں میں سر

افغان منغل اور راجپوتوں نے گھوڑے بڑھا کر ان کی یورش رد کی، گو وہ تعداد میں کم تھے لیکن اپنی شجاعت اور ہر د آزمائی کے زعم میں ان کا مقابلہ کرتے رہے، قزلباشوں نے شجاعت کا پورا جوہر دکھایا، دونوں طرف سے سواروں کی حقیقتیں مردانہ کا حال یہ تھا کہ

”از گر دیغبار ستم اسباں ہر دو طرف جہاں در چشم دل با تھکاں سیاہ دتیرہ گر دید“

ہندوستانی فوج خون جگر بہا رہی تھی کہ اورنگ زیب کا ایک سردار رستم خاں اپنے ہاتھی کے پاؤں میں نہ بھر ڈال کر اپنے سواروں کی مدد کو پہنچا، اس کے ساتھ دوسرے سردار بھی تھے، رستم خاں کاٹا دشمن کے قلب میں گھس گیا، اس یورش میں بہت سے ہندوستانی فوجی سردار ہلاک ضرور ہوئے، لیکن دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے، اور وہ میدان جنگ میں ٹک نہ سکے، اور جب اس فتح کا ثرہ شاہجہاں کے پاس پہنچا تو ہندوستان کے دارالسلطنت میں تین دن تک شادیاں بچائے گئے،

اورنگ زیب کو بدخشاں بلخ اور قندھار میں کامیابی تو ہوئی لیکن یہ علاقے شاہجہانی عہد ہی میں ہندوستان سے کٹ گئے، جہاں تک ہندوستانی سواروں کی ہر د آزمائی کا تعلق تھا، وہ بدخشاں بلخ اور قندھار کے سواروں سے زیادہ بہادر، شجاع اور تربیت یافتہ ثابت ہوئے، اسی لئے ان کا مقابلہ میدانی لڑائیوں میں کم کیا گیا لیکن ہندوستانی گوریلا اور قزاقانہ جنگ کے عادی نہ تھے، اس لئے ایسی لڑائیوں میں وہ اپنے غنیم پر ضرب کاری نہ لگا سکے، اس کے علاوہ محاصرہ کی جنگ میں ہندوستانی توپیں زیادہ کارگر اور موثر ثابت نہ ہوئیں، کیونکہ ان کے غنیم خمصر صا ایرانیوں کی توپیں ان سے زیادہ بہتر اور اچھی تھیں، پھر ان علاقوں میں ہندوستانی فوجوں کے لئے خاطر خواہ رسد نہیں ملی، اس لئے ان کے کیمپ کو برابر قحط کا سامنا کرنا پڑا، پھر ہندوستانی فوجیں برہانی علاقوں رہنے کی عادی نہ تھیں اس لئے جب جب وہ برہانی علاقوں سے گزریں تو بے شمار جانیں تلف ہوئیں

بلخ کی داسی میں شاہی لشکر دریا سے سرخاب اور کوہ ہندو کش سے گزرا، تو دس ہزار لشکری، ہاتھی گھوڑے اونٹ، اور دوسرے جانور برٹ کے قودوں میں دفن ہو کر رہ گئے، دارا اور انگ زیب کی چٹمک اور فوجی سرداروں کی رقابتوں سے بھی ان علاقوں کی مہم کو نقصان پہنچا، اور انگ زیب ان علاقوں کی تسخیر کے لئے بھیجا ضرور جاتا، لیکن اس کو اختیارات زیادہ نہیں دیئے جاتے تھے، اور جب وہ اپنی خواہش کے مطابق کوئی جنگی کارروائی کرنا چاہتا تو اس کو روک دیا جاتا، یا واپس بلا لیا جاتا، اس میں بہت کچھ دارا شکوہ کو دخل دیتا، ان علاقوں کی فوج کشی میں شاہی خزانہ پر بڑا بار پڑا، اس لئے آخر میں شاہجہاں ان پر حکومت کرنے کے خیال سے دست بردار ہو گیا، لیکن ہندوستانی فوجوں ہندوستان سے باہر نکل کر اپنی بہادری، شجاعت اور جان بازی کے جو جو ہر دکھائے، وہ اس کی تاریخ میں ایک نرین مثال ہے۔

راجپوت سواروں کے کارنامے | قندھار، بلخ اور بدخشان کی مہم میں راجپوت سواروں نے بھی اپنی پہلگری کے جو ہر دکھائے، وہ تیموری بادشاہوں کے لشکر کا ضروری جز بن گئے تھے اور ہر چھوٹی بڑی مہم میں ضرور شریک رہتے تھے گو کچھ راجپوت ایسے ضرور تھے جو براہِ نقل سلطنت سے ٹکر لیتے رہے لیکن مغل حکمرانوں نے ایسے راجپوتوں کی معاندانہ اور مخالفانہ روش کو ہمیشہ نظر انداز کیا، اپنی غیر معمولی رواداری، دوستِ قلب، بلند وصلگی اور سیاسی فیاضی کا ثبوت دے کر راجپوتوں کو ہر زمانہ میں اپنانے کی کوشش کی، کنواہر کے میدان میں رانا سائیکا کی سپاہی کے بعد باہر نے اس کے لڑنے کے بہرہ جیت اور اسکی بیوی پر مادی کو ستر لاکھ کی جاگیر واگذاشت کی، اور ایک دوسرے لڑکے کو شمس آباد عطا کیا۔

۱۵۱۹ء میں ہمایوں نے چندیل راجپوتوں کے راجہ کے خلاف کالجھر پر حملہ کیا، مگر اس قلعہ

کی تسخیر کے بعد راجہ کو اپنے خیر خواہوں اور امرار کے ذمہ میں داخل کر لیا، طبقاتِ اکبری میں ہے،
 ”راجہ آنجا (کالنجر) از راہ انقیاد و عبودیت پیش آمدہ، داخل دولت خواہاں شد“

(ج ۲ ص ۳۰)

اکبر نے راجپوتوں کے دلوں کو جس طرح تسخیر کیا، وہ تاریخ ہند کا ایک زریں باب ہے، راجہ بہار مال کچھواہا اکبر کی محبت و الفت کا دم اتنا بھرتا تھا کہ اس کو اپنی لڑکی دے کر اس سے قرابت بھی قائم کر لی، اس رشتہ سے کچھواہہ کے بہت سے افراد اعلیٰ درج پر پہنچ گئے، خود اکبر راجہ بہار مال کا بڑا کاظم رکھتا تھا، ۹۷۹ء میں جب وہ گجرات کی مہم پر گیا، تو فتح پور میں راجہ بہار مال ہی کو ویل مطلق بنا کر چھوڑ گیا،

راجہ بہار مال کا لڑکا راجہ بھگوان داس تو ترقی کر کے اکبر کا پنجزاری پنجرار سوار منصب دار بن گیا تھا، وہ آخر وقت تک اکبر کے دلمِ اخلاص و محبت کا سیر رہا، اکبر کے ساتھ رانا میواڑ کے خلاف جنگ کر کے اپنے قلبی تعلق کا ثبوت دیا، چور کے محاصرہ میں راجہ بھگوان داس کے ساتھ رہے تیرہ دن اور راجہ ٹوڑ مل بھی تھے، ابوالفضل کا بیان ہے کہ اس مہم کے آغاز میں رانا دوسے سنگھ کا لڑکا سنگھ بھی اکبر کے ہمراہ رہا لیکن بعد میں وفادار ثابت نہ ہوا،

۹۷۹ء میں جب اکبر گجرات کی مہم پر گیا تو راجہ بھگوان داس اور راجہ مان سنگھ بھی اسی کے ساتھ تھے، لڑائی کے موقع پر اکبر اپنے خاص گھوڑے نور بیضا پر سوار ہو کر میدانِ جنگ جانے لگا تو گھوڑا یکایک بیٹھ گیا، سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے، کہ شگون اچھا نہیں ہوا، لیکن راجہ بھگوان داس نے فراست سے کام لیا، اور آگے بڑھ کر اکبر سے مخاطب ہو کر بولا، ”فتح مبارک ہو“ اکبر نے سن کر کما سلامت ہاشید، یہ کیوں؟ راجہ نے جواب دیا کہ ہمارے شہزادے لکھنا ہے کہ جب فتح

۱۷ آثار امرار ج ۲ ص ۱۱۳ ۱۵۴ اکبر نامہ ج ۲ ص ۳۲۳، ۳۱۶، ۳۰۲

اسی لڑائی میں جب اکبر اپنی فوج کی صفیں درست کر رہا تھا تو دیکھا کہ راجہ بہارا ل کا بھتیجا راجہ جے مل کچھواہا ایک ذنی بکتر پہنے ہوئے ہے، اکبر نے وہ بکتر اتار دیا، اور اپنی خاصہ کی زرہ پہنا دی راجہ جے مل اس رعایت خصوصی سے بہت مسرور ہوا، تھوڑی دیر کے بعد اکبر نے راجہ مال دیو (جو دھپور) کے پوتے راجہ کرن کو دیکھا کہ اس کے پاس زرہ ہے نہ بکتر، اس نے راجہ جے مل کا بکتر اس کو پہنا دیا، راجہ جے مل کا باپ روپ سی بھی لڑائی میں شریک تھا، اس کو یہ ناگوار گذرا، کیونکہ راجہ کرن کے خاندان سے اس کی پشتی عداوت چلی آ رہی تھی، اُس نے اکبر کو کھلا بھیجا کہ وہ بکتر میرے بزرگوں کی یادگار ہے اور بڑا مبارک ہے، اس لئے مجھ کو واپس کر دیا جائے، اکبر معاملہ کی تہ کو پہنچ گیا، اور روپ سی کے پاس کھلا بھیجا کہ خاصہ کی زرہ اور بھی مبارک ہے لیکن راجہ روپ سی کا غصہ فرو نہ ہوا، اور اُس نے جنگل میں اسلحہ جنگ اتار کر پھینک دیا، اور کہا کہ میدان جنگ میں یونہی جاؤں گا، اکبر کو یہ معلوم ہوا تو اُس نے اپنی زرہ بھی اتارنے کا ارادہ کر لیا کہ جب میرے لشکر ہی برہنہ ہو کر لڑیں گے، تو میں کیونکر زرہ بکتر میں چھپ کر میدان جنگ میں جا سکتا ہوں، راجہ بھگوان واس کو اس کی خبر ملی تو فوراً گھوڑا بڑھا کر جے مل اور روپ سی کے پاس پہنچا، اور دونوں کو سمجھا کر ہتھیار لگوا کر اکبر کے پاس لایا اور عرض کیا کہ روپ سی نے آج جنگ زیادہ پی لی تھی، اسی کی لہر کی ترنگم میں تھا، یہ سن کر اکبر کا تردد جاتا رہا،

اکبر کی دلدادہ می ورنماظر دار می کے سب سے راجہ مان سنگھ اور اس کے ارٹ کے راجہ ہمت سنگھ اور راجہ ہمت سنگھ نے جنگی کارنامے انجام دیئے ہیں، وہ تھوڑیوں کی تاریخ کی نمایاں چیزیں ہیں، مان سنگھ کو اکبر رعایت محبت میں مرزا راجہ کمار کا بھتیجا تھا، اسی کی نگرانی میں شاہی فوج راجوٹانہ میں رانا پرتاب کے اور بہار میں پورن مل اور راجہ منگھرام اور اڑیسہ میں پوری کے راجہ کے خلاف بھیجی گئی،

لے آثار اہرام، جلد ۲، ص ۱۱۱

پھر کابل، زابلستان، بہار اور مشرقی بنگال میں جا کر اکبری اقبال کا پرچم لہرایا، اکبر نے جب اس کو مفت خوار
منصبدار کا اعزاز عطا کیا ہے، تو اس وقت تک یہ اعزاز کسی مسلمان منصبدار کو بھی نہیں ملا تھا، راجہ مان
سے پہلے کبھی کوئی فوج کسی ہندو فوجی سردار کی نگرانی میں کہیں نہیں بھیجی گئی تھی، اور نہ کسی ہندو فوجی
سردار نے مسلمانوں کے خلاف اپنی رہنمائی میں لشکر کشی کی تھی لیکن اکبر نے مان سنگھ کو اپنے سرانگھون
ٹھا کر مسلمانوں کا سارا رعب ہندوؤں کے دلوں سے نکال دیا،

اکبر کے طلسم محبت میں گرفتار ہونے والوں میں جو دھپور کے راجہ ادوے سنگھ اٹھو روت موٹا
راجہ کا نام بھی نمایاں ہے، اس نے اپنی لڑکی مان متی عرف جگت گسٹین کا بیاہ شہزادہ سلیم سے کر کے
اکبر سے اپنی قلبی محبت کا اظہار کیا، یہ راجپوت شہزادی جو وہ بانی کے نام سے تارنخون میں مشہور ہے،
اس قرابت کے بعد راجہ ادوے سنگھ نے اکبر کی بہت سی مہموں میں فوجوں کی رہنمائی کی، بندیلہ کے راجہ
مدھ گرا اور سردہی کے راجہ کی تادیب بھی اسی کی نگرانی میں کی گئی تھی۔

اکبر کے جان نثاروں میں رائے رائے سنگھ بیکانیری بھی تھا، اس نے بھی اپنی ایک لڑکی شہزادہ
سلیم کے عقد میں دی، اور تمام عمر اکبر کی خدمت میں گزار دی، ۱۵۸۵ء میں مالدیو کے راجہ چندرسن
کی سرکوبی کے لئے مامور ہوا، جالور اور سردہی کے راجہ کے مقابلہ کے لئے بھی وہی بھیجا گیا، ۱۵۸۵ء
میں رانا پرتاب کے خلاف جو مہم بھیجی گئی، اس میں بھی رانا کے خلاف رائے سنگھ کی تلوار نیام سے باہر
ہوئی تھی، اکبر نے اس کو چار ہزاری کا اعزاز بخشا تھا، اور جہانگیر نے منصب پنجزاری پر سرمنبد کیا،
راجہ ٹوڈر مل بھی اکبر کا بڑا خیر خواہ تھا، گوتارنخون میں اس کا نام ایک ماہر مالیات کی حیثیت سے
آتا ہے لیکن اُس نے میدان جنگ میں بھی بہادری کے جوہر دکھائے، ۱۵۸۵ء میں اکبری فوج بنگال
کے داؤد خاں کے خلاف صف آرا ہوئی تو جہانگیر پر راجہ ٹوڈر مل بھی دوسرے فوجی سرداروں کیساتھ تھا۔

جب لڑائی زوروں سے ہو رہی تھی تو داؤد خاں کے لشکر کے مقابلہ میں شاہی فوج کے قلب اور برائیاں کمزور پڑنے لگے، اور سپاہی کے آثار ظاہر ہونے لگے، کچھ لشکریوں نے یہ خبر راجہ ٹوڈرمل کے بازو تک پہنچائی، ٹوڈرمل نے بڑھکر اپنے لشکریوں کو لکھارا :

”شاہنشاہ کے اقبال کا سایہ ہمارے بہادر لشکریوں کی پیشانی پر پڑ رہا ہے، اگر کسی کا قدم ڈگمگایا ہے، تو سلطنت کے دوسرے بہادروں کو پریشاں ہونے کی کیا ضرورت ہے، لغو بات سننے اور کہنے کا یہ موقع نہیں ہماری فتح لکھی ہوئی ہے، اور کامرانی کے آثار سامنے ہیں“

یہ لکھ کر خود میدانِ کارزار میں کود پڑا، اور اس کے پیچھے دوسرے بہادر سردار اور لشکر ہی بھی بڑھے، اور جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا، اور اکبری فوج اپنے دشمن پر غالب رہی، اس جنگ میں بابائے کلابی مقصود علی، میر یوسف آب بارانی، حسین بیگ کر دھیسے فوجی سرداروں نے ٹوڈرمل کی سرداری اور قیادت قبول کرنے میں مطلق تیل تھیں کیا، گجرات، بہار اور بنگال میں کئی لڑائیاں اسی کی نگرانی میں لڑی گئیں، وہ اکبر کے چہار ہزاری منصبداروں میں تھا،

میواڑ کے رانا پرتاب سنگھ نے اکبر کے خلاف جو جنگ کی، اس کو بیان کرنے میں کرنل جیمس ٹاڈ نے اپنی

مشہور و معروف تاریخ *Annals and antiquities of Rajasthan*

میں جو جنگ آمیزی کی ہے، اس کا مقصد ہندوؤں اور مسلمانوں میں محض افتراق اور نفاق پیدا کرنا ہے، ٹاڈ کا بیان ہے کہ رانا پرتاب کو انتہائی دکھ تھا کہ راجستھان میں ترکوں کے قوانین رائج ہو گئے، وہ راجپوتوں کی حمایت بھار کر پیروانِ اسلام سے ہندوستان کی حکومت چھیننا چاہتا تھا، وہ راجہ مان سنگھ سے اس سے نفرت کرتا تھا کہ اس نے ایک ترک کو اپنی بہن دی، اور ایک ترک کے ساتھ کھانا کھایا، اور دھس ساگریں راجہ مان سنگھ نے راجہ رانا پرتاب سے ملنے کی کوشش کی تھی لیکن رانا اس سے نہیں ملا، اور جب راجہ مان سنگھ چلا گیا تو اس

طے اکبر نامہ ج ۳ ص ۱۲۵ ٹاڈ ج ۱ ص ۲۵۸ سے ایضاً،

زمین کو گنگا جل سے دھو کر پوٹ کر گیا، اور وہاں کے لوگوں نے اشنان کر کے اپنے کو پاک کیا، اور یہ سب
 کہ راجہ مان سنگھ ترکوں کا دوست تھا، ٹاڈ کی من گھڑت داستانوں کو حقیقت سے بہت کم علائقہ ہے، اور
 اگر ٹاڈ کے بیانات کو صحیح بھی مان لیا جائے، تو یہ ماننا پڑے گا کہ رانا پرتاب نے گوراجپوتوں کو اکبر کے
 خلاف ابھارنے کی پوری کوشش کی، مگر اکبر نے اپنی ردا داری ہر دوزخیز ہی صلح جوئی محبت اور اخلاص کی
 بددلت راجپوتوں کو اپنا دوست بنائے رکھا، خود ٹاڈ کا بیان ہے کہ مرداڑ، امبر، بیکانیر، بندہ کے راجپوت
 راجاؤں اور خود رانا پرتاب کے بھائی ساگر جی نے اس کو چھوڑ کر اکبر کا ساتھ دیا، اور جب ہندی گھاٹ میں
 رانا پرتاب اور اکبر کی فوجوں میں تصادم ہوا تو اکبر کی فوج کی کمان راجہ مان سنگھ کے ہاتھ میں تھی، ٹاڈ نے اس
 جنگ کا ذکر بہت ہی دلولہ انگیز طریقہ پر کیا ہے، حالانکہ تیموری دور کے مؤرخین نے اس جنگ کو زیادہ اہمیت
 نہیں دی ہے، پھر ٹاڈ نے اس لڑائی کی تفصیل لکھنے میں بہت سی غلط بیانیوں سے کام لیا ہے، وہ کہتا
 ہے کہ اکبری فوج کی رہنمائی شہزادہ سلیم نے کی، حالانکہ اس ہم کے وقت اس کی عمر کل سات سال کی
 تھی، وہ ۱۵۷۷ء میں پیدا ہوا، اور یہ لڑائی ۱۵۷۹ء میں ہوئی، اور جب شہزادہ سلیم کی شرکت کا کوئی
 امکان ہی نہیں ہے تو پھر ٹاڈ کا یہ لکھنا کس قدر ضحکہ نیز ہے کہ رانا پرتاب سلیم کے ہاتھ کی طرف رجحان
 لے کر بڑھا، اور قریب تھا کہ اکبر کو اس کے وارث سے محروم کرے، کہ شہزادہ کا ہاتھ ہی ہراسیمہ ہو کر
 بھاگا، جس کے بعد اکبری فوج نے شہزادہ کو بچانے میں پوری جنگ کی، ٹاڈ کا بیان ہے کہ رانا پرتاب
 کے جسم پر سات زخم لگے، اور اس کے بعد اس نے اپنے گھوڑے چتو کے ساتھ سیدہ ان جنگ چھوڑ دیا،
 اکبر کے بعض سواروں نے اس کا پیچھا کیا، جس میں اس کا بھائی سکت بھی تھا، مگر سکت نے جب بھائی
 کو اس طرح جان بچا کر بھاگتے دیکھا، تو اس کی برادراں بہت جوش میں آگئی، اس لئے اپنے ہمراہی
 کو راستہ میں برچھے سے ہلاک کر دیا، اور بھائی کے سگے سے جا کر لپٹ گیا، لیکن وہ شہزادہ سلیم کی رہائی

میں تھا، اس لئے بھائی کو چھوڑ کر پھر سلیم کے پاس چلا آیا، اور غلط بیانی سے کام لے کر اپنی وفاداری کا یہن
 دلانا چاہا، سلیم نے اس کو معاف تو کر دیا، مگر اپنے پاس سے علحدہ کر دیا، مگر جب شہزادہ سلیم جنگ میں شریک
 ہی نہیں ہوا تو یہ ساری داستان من گھڑت ہی ہے جس کا تاریخی حقائق سے کوئی تعلق نہیں، یہ
 مادہ کا بیان ہے کہ اس جنگ میں رانا پرتاب کے ساتھ ۲۲ ہزار راجپوت تھے، وہ شہزادہ
 بہاؤ دی داویوں اور دروں میں چھپ چھپ کر آگرہ کی فوج کا مقابلہ کرنے آتے تھے، جو توراویں بہت
 کم تھی لیکن اس جنگ میں چودہ ہزار راجپوت مارے گئے اور رانا پرتاب اپنے وفادار گھوڑے چیتو
 کی تیز گامی کی بدولت بچ نکلا، ابو الفضل کا بیان ہے کہ اس جنگ میں اکبری فوج کے کل ۱۵۰ آدمی
 مارے گئے جن میں انتہائی بہادر سی سے لڑا کر جان دینے والوں میں راجہ رام ساہ، سال بہان بھان سنگھ
 اور پرتاب سنگھ بھی تھے، اس جنگ میں کنورمان سنگھ نے جو جو سرد کھائے، ابو الفضل نے خاص طور پر اس
 کی تعریف کی ہے، مان سنگھ کے علاوہ اس لڑائی میں اکبری فوج کے دوسرے راجپوت سرداروں
 کے نام یہ تھے، رائے لون کرن، جگنا تھ، مادھ سنگھ، اس لڑائی کا ذکر ہم اس کتاب میں پہلے بھی کر چکے
 ہیں، (دیکھو ص ۲۸-۲۷)

رانا پرتاب کے ساتھ اکبری جنگ ضرور ہی لیکن اکبر اطمینان اور سکون کی موت مرا کہ اس نے
 راجپوتوں اور ہندوؤں کے دونوں کو موہ کر اپنی حکومت کے ذریعہ ہندوستان کو ایک مرکزیت دی
 بکھرے ہوئے جغرافیائی علاقوں کو متحد کیا، اور ایک مرکزی نظام کی یکسانیت عطا کی، ہندو اور خصوصاً
 راجپوت اس کو اپنے قلوب کا فاتح اور اس کی سلطنت کو اپنی ہی سلطنت سمجھتے رہے، ۱۵۷۰ء میں راجہ
 ٹوڈل جب داؤد خان کے خلاف میدان جنگ میں لڑ رہا تھا، تو اپنے ساتھیوں کو یہ کہہ کر جاتا تھا
 کہ سلطنت ہماری ہے اس کی فتح ہماری فتح ہے۔

اکبر نے راجپوتوں کے لئے خزانہ حوصلگی اور ولداری کی جو روایت قائم کی، اس کو اس کے جانشینوں نے بھی برابر قرار رکھنے کی کوشش کی، جنانگیر کی رگوں میں تو راجپوت کا خون آ ہی چکا تھا، اس لئے راجپوتوں کی خاطر داری میں اکبر سے بھی کچھ آگے بڑھا ہوا تھا، اور اس کے سارے لشکریوں میں بھی راجپوتوں کی دوستی اور یگانگت کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا، اور جب کبھی ان کی دل شکنی ہوتی، تو تمام اربابِ ہلال و عدنان کے قلوب کی تالیف میں پوری ہوشمندی اور عاقبت اندیشی سے کام لیتے، جہانگیر کے اٹھارہویں سنہ صوبہ میں شاہی فوج مہابت خاں کی کمان میں دکن میں مقیم تھی، ساداتِ بارہہ میں سے سید کبیر کے ایک بیٹے نے اپنی تلوار ایک صیقل گر کو صیقل کرنے کو دی، صیقل گر کی دوکان لشکر کے ایک دوسرے فوجی سردار کے پاس کی قیام گاہ کے پاس تھی، صیقل کی اجرت میں صیقل گر اور سید کبیر کے بھائی میں جھگڑا ہونے لگا، سید کے درویش نے غصہ میں آکر صیقل گر کو دو تین لکڑیاں مار دیں، راجہ گردھر کے راجپوت سپاہیوں نے صیقل گر کی حرکت کی اور سید کے نوکر دن کو زور دوکوب کیا، اور یہاں تک بات بڑھ گئی کہ فریقین میں تلواریں چاندنی ہو گئیں، سید کبیر کو معلوم ہوا تو کچھ سواروں کا دستہ لے کر پہنچ گئے، اور راجہ گردھر کی قیام کو گھیر لیا، اور غصہ میں اندر گھس کر تلوار چلانے لگے، راجہ گردھر نے بھی اپنی تلوار سونٹ لی، لیکن وہ چھبیس راجپوتوں کے ساتھ تھا، ہوا، سید کبیر کی طرف بھی چار سید مارے گئے، یہ خبر پھیلی تو لشکر کے راجپوت ایک طرف جمع ہو گئے، اور دوسری طرف ساداتِ بارہہ اکٹھا ہوئے، اور قریب تھا کہ دونوں میں کشت و خون ہو جاسا کہ مہابت خاں کو خبر ہو گئی، وہ موقع واردات پر پہنچا، اور اپنی حکمت عملی سے دونوں کے اشتعال کو فرو کیا، پھر گردھر کی قیام گاہ پر جا کر اس کے لڑکوں سے تعزیت کی، بعد میں سید کبیر کو غار ہوئے، اور محض راجہ گردھر کے لڑکوں اور راجپوتوں کی تسلی کی خاطر سید کبیر قصاص میں قتل کر دیئے گئے،

ساداتِ بارہہ فوج کی ریڑھ کی ہڈی سمجھے جاتے تھے، ان کے بہادرانہ کارناموں سے تیمور لنگ

پورن تاریخ معمر ہے لیکن راجپوتوں کی خاطر سادات بارہہ کی خفگی کا خیال مطلق نہیں کیا گیا، اور ان کے ایک بہادر فرد کو محض راجپوتوں کی دجوبی کے لئے تہ تیغ کر دیا گیا،

اکبر اور جہانگیر کی رد اداری، فرخ حصلگی، اور ہند و نوازی اور راجپوتوں کی دوستی، وفاداری اور یگانگیت سے ہندوستان میں جو ایک سیکولر حکومت اور قومی بادشاہت قائم ہو گئی تھی، اس کے خلاف راجپوتوں کے خاندان، والوں نے اپنی کاروائیاں برابر جاری رکھیں، لیکن جہانگیر نے بھی ان کے مقابلہ میں یہ طریقہ اختیار کئے، چنانچہ اپنی جانشینی کے پہلے سال رانا امر سنگھ کے خلاف جو لشکر بھیجا، اس کے فوجی سرداروں میں راجہ بہارامی کا لڑکا پنج ہزاری منصبدار راجہ جگناتھ، خود راجہ امر سنگھ کا چچا رانا ساگر راجہ ان سنگھ کا بھتیجا مادھو سنگھ، اور اس کا پوتا مہا سنگھ، اور راجہ منوہر سنگھ کچھواہا، اسے لون کرن کچھواہا بھی تھے، اس فوج میں ہزار سوار تھے، راجپوت سپاہیوں کی نگرانی میں زیادہ تر راجپوت سردار تھے، رانا امر سنگھ اس لشکر جبار کی تاب نہ لاسکا، تو اپنے لڑکے باگھ سنگھ کو صلح کے لئے بھیجا، صلح ہوئی لیکن یہ زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکی، اور جہانگیر کو اپنے تیسرے سال جلوس میں مہابت خاں کی نگرانی میں پیر ایک فوج بھیجی پڑی، جس میں توپچیوں، ہاتھیوں کے علاوہ ہزار مسلح سوار بھی تھے جن راجپوت سرداروں نے راجپوت فوجیوں کے ساتھ اس فوج میں شرکت کی، ان کے نام یہ ہیں: راجہ نرسنگھ دیو، نرائن داس کچھواہا، اور راجہ کشن سنگھ راٹھور، مؤخر الذکر نے اس معرکہ میں اپنی شجاعت اور بہادری کے اعلیٰ جوہر دکھائے، وہ دلیرانہ طور پر دشمنوں پر ٹوٹ پڑا اور مردانہ وار لڑ کر رانا کے تیس سرداروں کو تہ تیغ کیا، اور تین ہزار راجپوت سواروں اور سرداروں کو قید کر کے لایا، جہانگیر نے اس کی بہادری سے خوش ہو کر اس کو منصب دو ہزاری ذاتی سپاہیوں کے ساتھ جہانگیر میں لایا، رانا ساگر کے بجائے رانا شکر کھنہ ہے، اور اس کو رانا امر سنگھ کا چچا راجہ جانی بتایا گیا ہے لیکن موجود تحقیق سے اس کو امر سنگھ کا چچا رانا ساگر ہی کہا گیا ہے، آثار الامراء جلد دوم ص ۴۴، میں رانا ساگر قوم پٹو جہانگیری عہد میں اس کو ہزار سوار کا منصب حاصل تھا،

سوار عطا کیا، اور رفتہ رفتہ وہ منصب سے ہزار می ذات ہزار و پانصد سوار تک ترقی کرتا گیا، رانا امر سنگھ اپنے
 باپ رانا پرتاب سنگھ کی طرح پہاڑی دروں اور وادیوں میں چھپ چھپ کر شاہی فوج کا مقابلہ کرتا رہا
 اس لئے جب مہابت خان کو اس کے لشکر کو پسپا کرنے میں تاخیر ہوئی، تو جہانگیر نے اس کو واپس بلوا کر اپنے
 ایک دوسرے جرمی اور بہادر سوار عبداللہ خان کو وہاں بھیجا، عبداللہ نے اس مہم میں اپنی بہادری کا
 ایسا سکھ جھایا، کہ جہانگیر نے اس کو پنجزاری منصب کے علاوہ فیروز جنگ کا خطاب یا عبداللہ خان کی پورٹ
 سے رانا امر سنگھ کے اکثر و بیشتر نامی راجپوت سردار مارے گئے، جن میں سے خاص خاص کے نام یہ ہیں
 نرائن داس، سورج لی سیسودیہ، ہرئی داس، راتھور، بھوپٹ جھانا، کبیر داس کچھواہا، کیشو داس
 چوہان وغیرہ، عبداللہ رانا کی مہم کو ابھی ختم نہ کر سکا تھا کہ وہ گجرات بھیج دیا گیا، اس کے بعد مہم کی کن
 راجہ باسو کو دی گئی، لیکن رانا امر سنگھ کی پسپائی شہزادہ خرم کے ہاتھوں لکھی تھی، اُس نے جہانگیری فوج کی ہم
 اور متواتر لینا، دیور شہ سے آٹھ نو سال کے بعد سپر ڈال دی، اور جہانگیر کے اقتدار اعلیٰ کو قبول کر کے اس کا
 باجگزار بن گیا، اس کی پسپائی میں رائے شہر داس کا بھی بڑا ہاتھ رہا۔ آخری مہم میں اس نے اپنی شجاعت
 کے خوب جوہر دکھائے، اور رانا کے ملک کو ماتحت و تاراج کر کے اس کی بنیاد کو کمزور کرنے میں کوئی کسر اٹھا
 نہ رکھی، اور وہ رانا امر سنگھ کو شہزادہ خرم کے پاس آیا، اس خدمت کے صلہ میں جہانگیر نے اس کو راسے ایان
 کا خطاب دیا،

رانا امر سنگھ پہلے تو شہزادہ خرم سے آکر ملا اور تسلیم خم کر کے درباری آداب کے مطابق سجدہ کیا،
 پھر اپنے لڑکے رانا کرن سنگھ کو جہانگیر کے پاس اجیر بھیجا، رانا کرن سنگھ دربار میں آتے ہی سجدہ بجالایا،
 جہانگیر کے اشارہ سے دست راست کے امراء کی صف میں کھڑا ہوا، جہانگیر کا دل راجپوتوں کی محبت
 والفت میں ہمیشہ سرشار رہتا تھا، اس لئے رانا کے خاندان و امور نے اُس کی حکومت کے خلاف مخالفت

مقابلہ میں وہ صرف میوار اور سیسودیہ خاندان کے اقتدار اعلیٰ کو ترجیح دینے کے لیے تیار نہ تھے، اس لیے وہ اس زمانہ میں رانا پرتاب کی جنگ کو محض ایک خاندان کی اقتدار پسندی کی جنگ تصور کرتے رہے۔ یہ بات ہے کہ رانا نے اس جنگ میں جو غیرت اور حمیت کا ثبوت دیا، وہ آگے چل کر بعض مورخوں اور خصوصاً شاعروں کے لئے ایک مستقل موضوع بن گیا لیکن بقول ڈاکٹر رام پرشاد تریپاٹھی اکبر اور رانا پرتاب کی جنگ کسی حال میں بھی ہندو دھرم اور اسلام کی جنگ نہیں کہی جاسکتی ہے۔

شاہجہاں نے راجپوتوں کے دلوں کو جس طرح تسخیر کیا، وہ اکبر و جہانگیر کی روایت کے مطابق تھا۔ اس نے راجپوتوں سے رشتے تو قائم نہیں کئے لیکن ان کی دہجائی میں کسی قسم کی کمی نہیں کی، اس کے دربار اور فوج میں حسبِ قیاس بڑے ہندو سردار اور امراتھے :

- (۱) راجہ جیونت سنگھ پنجزاری پنج ہزار سوار و دو ہزار و پانصد سوار دواپہ سے اسپہ (۲) راجہ جے سنگھ پنجزاری پنج ہزار سوار دواپہ سے اسپہ (۳) راجہ گجسنگھ پنجزاری پنج ہزار سوار (۴) راجہ جگت سنگھ پنجزاری پنج ہزار سوار (۵) راجہ تھل داس پنج ہزار سوار (۶) مالو جی دکنی پنجزاری پنج ہزار سوار (۷) راجہ سنگھ چار ہزاری سے ہزار سوار (۸) راجہ رائے سنگھ سیسودیہ چار ہزاری دو ہزار سوار (۹) راجہ پھار سنگھ بندیلہ سے ہزاری سے ہزار سوار دواپہ سے اسپہ (۱۰) راجہ جتھر سال ہاڈاسہ ہزاری سے ہزار سوار (۱۱) راجہ سنگھ ہاڈاسہ ہزاری سے ہزار سوار (۱۲) مینش داس راجپوت سے ہزاری دو ہزار سوار پانصد سوار، (۱۳) نظر بہادر خوشگی سے ہزاری دو ہزار و پانصد سوار (۱۴) راجہ جگت سنگھ سے ہزاری دو ہزار سوار (۱۵) راجہ رام دکنی سے ہزاری دو ہزار سوار (۱۶) پرسو جی بھوٹنہ سے ہزاری و پانصد سوار (۱۷) جادون رائے دکنی سے ہزاری دو ہزار و پانصد سوار (۱۸) منگو جی بنا لکر سے ہزاری و پانصد سوار (۱۹) راجہ دیپ سنگھ ہندیلہ دو ہزار و پانصدی (۲۰) راجہ راج روپ دو ہزاری دو ہزار سوار (۲۱) روپ سنگھ راجپوت (۲۲)

رام سنگھ راٹھور (۲۳) سیل سنگھ دو ہزاری ہزار و پانصد سوار (۲۴) رائے ٹوڈل ہزار و پانصد سوار
(۲۵) رتن راٹھور ہزار و پانصد سوار وغیرہ وغیرہ!

یہ راجپوت فوجی سردار اپنے منصب کے مطابق راجپوت سوار فراہم کرتے، جو ہر چوٹی بڑی لڑائی میں بڑے
فخر و غرور کے ساتھ شریک ہوتے، بلخ، بدخشان اور ایران جو فوجیں بھیجی گئیں، ان میں مسلمان فوجی سرداروں
کے ساتھ راجپوت سردار مثلاً راجہ جسونت سنگھ، راجہ دیپ سنگھ اور اوڑپ سنگھ، چند راوت راجہ رائے سنگھ،
سیو دیہ راجہ روپ سنگھ راٹھور رتن سنگھ، رام سنگھ راٹھور راجہ جے سنگھ، راجہ راج روپ، راجہ پہاڑ سنگھ، ٹھلس
راؤ ستر سال ہاڈا وغیرہ تھے، پورا لشکر سیکو طریقہ پر مرتب کیا گیا تھا، جہاں مسلمان فوجی امراء اپنے مسلمان
سپاہیوں کے ساتھ کوچ کر کے آگے بڑھتے تھے، وہاں راجپوت سردار اپنے راجپوت سواروں اور لشکریوں کو
لے کر ہندوستانی پرچم لہراتے، گھوڑوں کو بل کھلاتے، اور اینڈ تے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے دوش بہوش
دشوار گزار راستے طے کرتے چلے جاتے تھے، ایسا بھی ہوتا کہ مسلمان فوجی امراء کی نگرانی میں راجپوت سوار
ہوتے، اور راجپوت سرداروں کی نگہبانی میں مسلمان سوار ہوتے، اور یہ منغل سلاطین کے عملِ تسخیر
کا نتیجہ تھا،

راجپوتوں کی پوری تاریخ ان کے باہمی جنگ و جدل سے بھری ہوئی ہے، ایک راجپوت راجہ دوسرے
راجہ کی نگرانی یا قیادت میں لڑنا کسر شان سمجھتا تھا، چنانچہ ہندی کے راجہ نے اکبر کے سامنے ہتھیار ڈالا تو اکبر
سے اس کی بخمد درخواستوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ کسی ہندو راجہ کی رہنمائی میں اس سے کوئی فوجی خدمت
نیجائے لیکن منغل حکمرانوں نے اپنی ردا داری، دوستی اور مال اندیشی اور جوہر شناسی سے راجپوتوں کو اپنی
فوج کا ضروری حصہ بنالیا، تو ان راجپوتوں نے بھی ان کی فوج کی ترتیب و تنظیم کو بڑی رغبت سے اختیار
کیا، خود جہ و ناکہ سرکار کا بیان ہے کہ ہندوؤں کو جنگ میں ہاتھیوں پر بڑا بھروسہ تھا، لیکن مسلمانوں نے

ملت بادشاہ نامہ ج ۲ ص ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹

سواروں کے دستے کے طریقہ جنگ کو ہندوستان میں بڑی ترقی دینی، راجپوت سواروں نے اس ترقی سے پورا فائدہ اٹھایا، ورنل بادشاہوں کے مسلمان سرداروں ہی کی طرح معرکہ آرائی کرنے لگے تھے، بلکہ حکومت کے مسلمان فوجی سرداروں کو اپنے ماتحت رکھ کر بڑی بڑی لڑائیاں لڑتے، اور ناظم صوبہ بن کر حکومت بھی کرتے رہے، اور وہ رفتہ رفتہ ورنل بادشاہوں کے لشکر اور دربار میں اس قدر چھا گئے، کہ شاہجہاں کے آخری دور میں ان ہی کا غالبہ اور استیلا نظر آتا تھا اور ان کی یہ حیثیت بھی ہو گئی تھی کہ وہ تخت و تاج کے دار کی قسمت بھی بنا اور بگاڑ سکتے تھے،

اورنگزیب اور راجپوت سوار

تخت و تاج کے لیے شاہجہاں کے لڑکوں میں جنگ شروع ہوئی تو تمام اہم اور ممتاز راجپوت فوجی سردار وارا کی حمایت میں امنڈ پڑے، دھراوت میں راجہ جسونت نے اورنگزیب کو اگرہ کی طرف بڑھنے سے روکا، راجہ کے ساتھ بے شمار راجپوت سردار تھے، لڑائی شروع ہوئی تو اس نے اپنے ہراول میں سنہرا رکھے جن میں زیادہ تر راجپوت تھے، ان کی نگرانی میں مکند سنگھ ہاڈا، راجہ سچان سنگھ بندیلیہ، امر سنگھ، چندراوت، رتن رائٹھور، ارجن کور، دیال داس جہال، موہن سنگھ ہاڈا، اور دوسرے نامی سرداروں کے ذمہ تھے، التمش میں ہمیش داس گوطا، گوردھن رائٹھور، اور دوسرے جاناہار راجپوت تھے، قول میں خود راجہ جسونت سنگھ، دو ہزار راجپوت سواروں اور بھیم داس ولد راجہ منجیل داس اور دوسرے سرداروں کے ساتھ تھا، امینہ قول پر راجہ جے سنگھ سیسودیہ اپنے بہادر راجپوت سرداروں کے ہمراہ تھا، لشکر کا کیمپ بالوچی پور سوچی اور راجہ دیسی سنگھ کی نگرانی میں تھا، کچھ مسلمان فوجی سردار بھی ضرور تھے لیکن وہ انگشت بدنداں تھے کہ وہ کیا دیکھ رہے ہیں،

اورنگزیب کی سپاہیانہ ہوشمندی اور جنگی بصیرت کے سامنے راجہ جسونت سنگھ ناکام رہا، راجہ جسونت سنگھ کے ہراول کے راجپوت سوار اورنگزیب کے لشکر پر یلغار کرنے کا تہیہ کر رہے تھے کہ اورنگزیب کے

۱۷۱۱ء تا ۱۷۱۲ء کے درمیان میں

برق اندازوں اور تیراندازوں نے گولوں اور تیروں کی آہنی بارش کی کہ راجپوتوں میں انتشار پیدا ہو گیا، راجپوتوں نے یہ صورت دیکھی تو ان کے بہادر سرداروں میں مکند سنگھ باڈا، رتن راٹھور، دیال داس بھالا، اوجن گور، سجان سنگھ سیسودیہ وغیرہ راتم راتم کے نعرے لگاتے ہوئے اوزنگ زیب کے توپخانے کی طرف بڑھے، اوزنگ زیب کو راجپوت سواروں کی اس ہنسی خصوصیت کا احساس پوری طرح تھا کہ وہ جنگی تدابیر سے بے نیاز ہو کر محض بہادری کے جوش میں جان پر کھیلا کرتے ہیں، اس لئے ان سواروں کو اپنی توپوں کی طرف بڑھنے کا موقع دیدیا، اوزنگ زیب کے توپچیوں نے ان کی پورش کو پہلے مضبوطی سے نہیں دکا، اور راجپوت سواروں کا دل بادل اور بھی آگے بڑھتا چلا آیا، اور جب ان میں کوئی ترتیب و تنظیم نہیں رہی اس وقت توپچیوں نے ان پر ضربیں لگانی شروع کیں لیکن وہ بہادری کے جوش میں اوزنگ زیب کے ہراول تک پہنچ گئے، اوزنگ زیب کے سارے لشکر سی پوری تنظیم اور ترتیب کے ساتھ تھے، راجپوت سوار جب بہت آگے بڑھ گئے، تو اوزنگ زیب نے اپنے لشکر کا ایک دستہ بھیج کر ان کو ان کی فوجوں کے بقیہ حصہ سے بالکل منقطع کر دیا، راجہ جسونت نے ان کی مدد کو کمک بھیجا جا ہا، لیکن راستہ مسدود تھا، اوزنگ زیب نے قول سے بڑھ کر اپنی فوج کی ایک اور دیوار حائل کر دی، پھر قول کے سینہ اور سیرہ کی فوج نے بھی پیش قدمی کر کے راجپوت سواروں کو گھیر لیا، جواب موت کے منہ میں جا پڑے تھے، اور ان کے خون سے سارے سر زمین لالہ زار ہو گئی، مکند سنگھ باڈا، اور اس کے ہمراہی سردار ایک ایک کر کے ہلاک ہو گئے، اور جسونت سنگھ ان کی مدد کو کوئی کمک نہ بھیج سکا، راجپوتوں کی یہ سپاہی دیکھ کر دوسرے راجپوت سردار مثلاً لالہ سنگھ سیسودیہ، سجان سنگھ بندیلہ اور امر سنگھ چندراوت وغیرہ نے میدان جنگ چھوڑ کر اپنے اپنے وطن کا رخ کیا، مگر قول میں راجہ جسونت سنگھ دوسرا راٹھور راجپوتوں کے ساتھ برابر لڑتا رہا، لیکن مراد بخش نے اپنی سپہگدسی سے پہلے تو دیو سی سنگھ بندیلہ کو سپاہ کیا، پھر راجہ جسونت سنگھ کے قول کے بائیں بازو پر حملہ کر کے سواروں کو منتشر کر دیا، اس اثنا میں اوزنگ زیب نے سامنے سے مراد نے بائیں طرف سے اور صف شکن نے

ہو گئی، اور نگ زیب قول سے مراد کی بد کو پہنچا چاہتا تھا کہ تمام راجپوت اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ انھوں نے اور نگ زیب کو ہلاک کرنے میں جس پیش، تہور اور غیظ و غضب کا اظہار کیا، اس سے ان کے جذبہ سرفروشی اور جانیازی کا اندازہ ہوتا ہے، راجہ روپ سنگھ تو جوش غضب میں گھوڑے کی پیٹھ سے اڑ پڑا، اور عفو کو چیرتا پھاڑتا اور نگ زیب کے ہاتھی کے پاس پہنچا، اور ہودج کی ڈوری کاٹ کر اور نگ زیب کو زمین پر گرانا چاہا، جو ہر شناس اور نگ زیب اس کی اس جرات اور جلالت سے بہت متاثر ہوا، اور اپنے سپاہیوں کو زندہ گرفتار کرنے کی ہدایت کی لیکن اس کی تنہا آہلی تھی، اس نے اور نگ زیب کے ایک ہمرکاب نے اس کو قلعہ اہل بنا دیا تھا اسکے بعد راجہ چھتر سال ہاڈا آگے بڑھا لیکن اور نگ زیب کی جرات اور پامردی کے سامنے اس کی بہادری بھی بیکار ثابت ہوئی، اور راجپوتوں کے تمام نامور سردار، مثلاً چھتر سال ہاڈا، بھرت سنگھ، موکم سنگھ، رام سنگھ، راٹھور، بھیم سنگھ، گور، شیورام گور وغیرہ ایک ایک کر کے دارا کی خاطر مار دیے گئے اور یہ جنگ ہندوستان کی تاریخ میں اس لحاظ سے یاد رکھنے کے قابل ہے کہ راجپوت اپنے حلیف کی خاطر ہر قسم کی قربانی کر سکتے ہیں،

سموگندہ کی لڑائی کے بعد راجہ جسونت سنگھ، راجہ جے سنگھ کی وساطت سے اور نگ زیب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے اس کو جو کل تک اس کا سب سے بڑا دشمن تھا، معاف کر کے اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا، اور اسی زمانہ میں شہزادہ شجاع بنگال سے اپنی فوج لے کر آگرہ کی طرف کوچ کر رہا تھا، اور نگ زیب نے اپنے لڑکے شہزادہ محمد سلطان کو ایک لشکر کے ساتھ شجاع کے مقابلہ کے لیے بھیجا، وہ کوڑا جہان آباد میں مقیم تھا کہ اور نگ زیب نے جسونت سنگھ کو راجپوتوں کے ایک لشکر ہمارے

۱۷ مالگیر نامہ ص ۱۰۳ پر ہے، "راڈ ستر سال و دیگر عہد ہائے راجپوتانہ کے دراز کتاب میں نقشہ و پیکار، اعلیٰ و اسٹولہ اس آئنا بعد با اعتماد شہادت و پایادہ می آں جلالت کیشان راہِ عنادی پیوید

نیز دیکھو منتخب اللباب ج ۲ ص ۲۹ - ۲۶ .

ساتھ اس کی مدد کے لئے روانہ کیا، اس کے بعد خود بھی پہنچا اور جب کچھ وہ میں جنگ شروع ہوئی تو انگریزوں کے پاس نوے ہزار سوار تھے، راجہ حبونت سنگھ کو دس ہزار راجپوت سواروں کے ساتھ براتھار میں متعین کیا گیا، دوسرے راجپوت سرداروں کے نام جو اس جنگ میں مختلف بازوؤں پر تھے یہ ہیں :
 ہمیش داس راٹھور، بٹوے چوہان، رام سنگھ، ہرام راٹھور، کشور سنگھ ہاڈا، سچان سنگھ، راجہ رام سیوویہ، سبل سنگھ سیوویہ، سندھ داس سیوویہ، راجہ چتر من جادوں، کنور رام سنگھ ہاڈا، امر سنگھ ہاڈا، چند رات، جگت سنگھ ہاڈا، سورج مل کور، فتح سنگھ کچھواہا، راجہ اندر من دھندیر، راجہ دیسی سنگھ بندیلہ، راجہ پرتم داس سیوویہ، چتر بھج، اندر من بندیلہ، کشن سنگھ، چند رات، جگت سنگھ ہاڈا، بھدوریہ، روپ سنگھ راٹھور، کیسری سنگھ بہورتیہ، رائے سنگھ راٹھور، رگھوناتھ سنگھ، سو بھکرن بندیلہ وغیرہ۔

اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ اوزنگ زیب کے دل سے دھرمات اور سموگڈہ کی لڑائیوں کا اثر اور راجپوتوں سے غصہ اور عناد بالکل بکل گیا تھا، اور اُس نے اُن کو اپنی سلطنت کا ضاری جز سمجھ کر اور ان پر پورا بھروسہ کر کے لڑائی میں شریک کر لیا تھا، البتہ راجہ حبونت سنگھ کا جو رویہ اس کے خلاف رہا اُس میں رانا پرتاب اور راجہ مان سنگھ کے کردار کی جھلک تھی وہ اوزنگ زیب کا مخالف بھی رہا، اور طیف بھی، کچھوہ کے میدان میں اوزنگ زیب کو چھوڑ کر شجاع سے جا ملا، اور اُس کے بعد پھر اوزنگ زیب کے خلاف دارا کا حامی بن گیا لیکن دارا کی موت کے بعد پھر اوزنگ زیب کے دربار میں حاضر ہو گیا اور اس کو گجرات کی صوبہ داری دی گئی لیکن جب سیوا جی کے خلاف مہم پر بھیجا گیا تو راجپوتوں کے شیوہ و فساداری کی خلاف

۱۵ عالمگیر نامہ میں ان سواروں کا ذکر اس طرح ہے : ”در آن روز از کثرت سپاہ و جوش لشکر آثار شور محشر ہوتا بود، و از غبار سم ستور و دود و فور مواکب منصور چہرہ آسمان و درے زمین ناپیدا لشکری آراستہ وزنگیں چون خیل سبزہ رہا، و گشتی از زمین می جوشید و جیسے پرتو طیش مانند امواج بحر مواج از شورش کیں می خروشید زبیں با ہم تھل و تخت جانی از حل گرائی آن خیل انہوہ ستودہ بود۔“ ج ۱ ص ۲۵۰ عالمگیر نامہ ج ۱ ص ۴۹ - ۲۴۰

کی لیکن اُس کے بعد بھی حبونت سنگھ اورنگ زیب کی نظر سے نہیں گزرا، سلسلہ جلوس میں شاہزادہ منظم کے ساتھ کابل بھیجا گیا، اور سلسلہ جلوس میں دکن کی مهم میں تعینات کیا گیا، اور سلسلہ جلوس میں جہرود مضافات کابل کی حکومت پر سرفراز کیا گیا، اور یہیں وفات پائی۔

راجپور راجپوتوں کے لئے اورنگ زیب کا دل بڑا ہی نرم اور گداز تھا، راجہ حبونت سنگھ کا خسر پریم دیو سیو دیہ سموگڈھ کی لڑائی میں اورنگ زیب کے خلاف تھا لیکن جب اورنگ زیب سے آکر ملا، تو اُس نے اس کا پورا اعزاز و اکرام بدستور سابق قائم رکھا، اور برابر خلعت فاخرہ اور شاہی الطاف سے نوازتا رہا، وہ دکن میں متعین تھا، پھر راجہ رام سنگھ کچھواہہ کے ساتھ آسام کی مهم پر بھیجا گیا، سلسلہ سال جلوس میں متھرا کا جد مقرر ہوا، اور یہیں انتقال کیا۔^{۱۲}

بیان کیا جا چکا ہے کہ سموگڈھ میں راجہ روپ سنگھ راٹھور نے اپنی جان کی بازی لگا کر اورنگ زیب کی جان لینے کی کوشش کی تھی، گو وہ خود ہلاک ہوا، مگر اورنگ زیب کو افسوس رہا کہ ایسا پر جوش اور جوی راجپوت سردار مارا گیا، لیکن جب اس کا لڑکا مان سنگھ عالمگیر کے دربار میں حاضر ہوا، تو اس کو بے شمار شاہی عنایت سے نوازا، اور ہزار و پانصدی دہشت صد سوار کا منصب عطا کیا، اور پھر ترقی کر کے سہ ہزاری منصب فائز ہوا، راجہ روپ سنگھ، ہمارا راجہ حبونت سنگھ کا چچا زاد بھائی تھا، یہ خاندان عالمگیر سے اور زیادہ قریب ہو گیا، جب چوتھے سال جلوس میں راجہ روپ سنگھ کی ایک لڑکی شہزادہ محمد منظم سے بیاہی گئی، اور یہ شادی بہت تزک و احتشام اور دھوم دھام سے انجام پائی جس کی پوری تفصیل عالمگیر نامہ (ص ۴۴ - ۶۳۹) میں درج ہے، شہزادہ محمد کام بخش کی شادی بھی ایک راجپوت خاندان میں ہوئی، یہ شہزادی منوہر پور کے راجا جیم کی بیٹی اور حکمت سنگھ کی بہن تھی، یہ شادی عالمگیر کے چوبیسویں سال جلوس میں ہوئی۔^{۱۳}

راجہ چھتر سال ہاڈا داراشکوہ کی معیت میں سموگڈھ کی لڑائی میں اس جذبہ کے ساتھ شریک ہوا تھا۔

^{۱۲} عالمگیر نامہ ص ۲۱۳، ۲۲۵، ۲۳۷، ۲۴۲، ۲۴۶، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱،

کہ اس کے نیزہ کی اذی پر وزنگ زیب کا سر جوگا لیکن وہ خود مارا گیا۔ اور جب اس کا بڑا بھائی سنگھ ہاڈا
 وزنگ زیب کے پہلے سال جلوس میں دربار میں حاضر ہوا تو وزنگ زیب نے اس کو غم و غماہ اور خطاب راؤ
 کے ساتھ سہ ہزاری ذات و ہزاری سوار کا منصب عطا کیا، اور علاقہ بوندی جاگیر میں دیا وہ وزنگ زیب
 کے ساتھ شجاعت کی لڑائی میں شریک رہا۔ پھر وکن چیمپا ہوا۔ ستھ جلوس میں چاکند کی ہم میں جانبا
 سے لڑا۔ راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ سیواچی کے تخت بھی معرکہ آرا ہوا۔ ستھ میں چاند کے زمیندار کی
 تادیب کے لئے بھی گیا، اس کے بعد وزنگ آباد میں مامور ہوا، اور یہیں وزنگ زیب نے اکیسویں سال جلوس
 میں وفات پائی۔

مزارا جیسے سنگھ کچھو جیسے شہر دہلی داراشکوہ کا حلیف رہا، لیکن جب وزنگ زیب آکر ملا،
 تو اس نے بڑے احترام سے اس کا خیر مقدم کیا، اور ایک کروڑ روپے کی مالگداری کا محال عطا کیا، اس
 جلوس میں سیواچی کے خلاف فہم پھیل گیا، تو چودہ ہزار سوار اس کے ساتھ گئے، اور دوسرے فوجی
 سردار دلیر خاں، دادو خاں، احتشام خاں اور بڑا دست خان، ان کے ماتحت بنائے گئے، راجہ جے سنگھ
 کے ساتھ اور بھی راجپوت سوار تھے، ان میں سے بعض کے نام ہیں، راجہ سجان سنگھ بندلیہ، راجہ رائے سنگھ
 سوہم، پورن مال، کیرٹ سنگھ، اندرا من پھریا، اس ہم میں راجہ جے سنگھ نے جو خدمت انجام دی، اس کے
 بدلے میں اس کو اس کے منصب میں دو ہزار سوار دو سو روپے سالانہ کی ترقی دے کر منصب ہفت ہزاری
 ذات ہفت ہزار دو سو روپے مامور کیا گیا، ستھ جلوس میں راجہ جیا پو کی ہم میں رہا، دیکھا گیا، اور وہی
 میں ادھک آباد پہنچا، ستھ میں اس دارفانی سے کوچ کیا، وزنگ زیب کو اس کی موت کی خبر ملی تو اس
 کو بڑا رنج ہوا، وہ اس کے حسن و برکت کی فکر پہنچا، اور فوجی ذرائع کا بڑا مداح تھا، مسلمان غنیمت
 لئے بھی اس کے اوصاف کی تعریف کی ہے، آثار اہم یہ ہے کہ

لے آثار اہم راجہ ۲ ص ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۶۔ ۱۴۷۷۔ ۱۴۷۸۔ ۱۴۷۹۔ ۱۴۸۰۔ ۱۴۸۱۔ ۱۴۸۲۔ ۱۴۸۳۔ ۱۴۸۴۔ ۱۴۸۵۔ ۱۴۸۶۔ ۱۴۸۷۔ ۱۴۸۸۔ ۱۴۸۹۔ ۱۴۹۰۔ ۱۴۹۱۔ ۱۴۹۲۔ ۱۴۹۳۔ ۱۴۹۴۔ ۱۴۹۵۔ ۱۴۹۶۔ ۱۴۹۷۔ ۱۴۹۸۔ ۱۴۹۹۔ ۱۵۰۰۔ ۱۵۰۱۔ ۱۵۰۲۔ ۱۵۰۳۔ ۱۵۰۴۔ ۱۵۰۵۔ ۱۵۰۶۔ ۱۵۰۷۔ ۱۵۰۸۔ ۱۵۰۹۔ ۱۵۱۰۔ ۱۵۱۱۔ ۱۵۱۲۔ ۱۵۱۳۔ ۱۵۱۴۔ ۱۵۱۵۔ ۱۵۱۶۔ ۱۵۱۷۔ ۱۵۱۸۔ ۱۵۱۹۔ ۱۵۲۰۔ ۱۵۲۱۔ ۱۵۲۲۔ ۱۵۲۳۔ ۱۵۲۴۔ ۱۵۲۵۔ ۱۵۲۶۔ ۱۵۲۷۔ ۱۵۲۸۔ ۱۵۲۹۔ ۱۵۳۰۔ ۱۵۳۱۔ ۱۵۳۲۔ ۱۵۳۳۔ ۱۵۳۴۔ ۱۵۳۵۔ ۱۵۳۶۔ ۱۵۳۷۔ ۱۵۳۸۔ ۱۵۳۹۔ ۱۵۴۰۔ ۱۵۴۱۔ ۱۵۴۲۔ ۱۵۴۳۔ ۱۵۴۴۔ ۱۵۴۵۔ ۱۵۴۶۔ ۱۵۴۷۔ ۱۵۴۸۔ ۱۵۴۹۔ ۱۵۵۰۔ ۱۵۵۱۔ ۱۵۵۲۔ ۱۵۵۳۔ ۱۵۵۴۔ ۱۵۵۵۔ ۱۵۵۶۔ ۱۵۵۷۔ ۱۵۵۸۔ ۱۵۵۹۔ ۱۵۶۰۔ ۱۵۶۱۔ ۱۵۶۲۔ ۱۵۶۳۔ ۱۵۶۴۔ ۱۵۶۵۔ ۱۵۶۶۔ ۱۵۶۷۔ ۱۵۶۸۔ ۱۵۶۹۔ ۱۵۷۰۔ ۱۵۷۱۔ ۱۵۷۲۔ ۱۵۷۳۔ ۱۵۷۴۔ ۱۵۷۵۔ ۱۵۷۶۔ ۱۵۷۷۔ ۱۵۷۸۔ ۱۵۷۹۔ ۱۵۸۰۔ ۱۵۸۱۔ ۱۵۸۲۔ ۱۵۸۳۔ ۱۵۸۴۔ ۱۵۸۵۔ ۱۵۸۶۔ ۱۵۸۷۔ ۱۵۸۸۔ ۱۵۸۹۔ ۱۵۹۰۔ ۱۵۹۱۔ ۱۵۹۲۔ ۱۵۹۳۔ ۱۵۹۴۔ ۱۵۹۵۔ ۱۵۹۶۔ ۱۵۹۷۔ ۱۵۹۸۔ ۱۵۹۹۔ ۱۶۰۰۔ ۱۶۰۱۔ ۱۶۰۲۔ ۱۶۰۳۔ ۱۶۰۴۔ ۱۶۰۵۔ ۱۶۰۶۔ ۱۶۰۷۔ ۱۶۰۸۔ ۱۶۰۹۔ ۱۶۱۰۔ ۱۶۱۱۔ ۱۶۱۲۔ ۱۶۱۳۔ ۱۶۱۴۔ ۱۶۱۵۔ ۱۶۱۶۔ ۱۶۱۷۔ ۱۶۱۸۔ ۱۶۱۹۔ ۱۶۲۰۔ ۱۶۲۱۔ ۱۶۲۲۔ ۱۶۲۳۔ ۱۶۲۴۔ ۱۶۲۵۔ ۱۶۲۶۔ ۱۶۲۷۔ ۱۶۲۸۔ ۱۶۲۹۔ ۱۶۳۰۔ ۱۶۳۱۔ ۱۶۳۲۔ ۱۶۳۳۔ ۱۶۳۴۔ ۱۶۳۵۔ ۱۶۳۶۔ ۱۶۳۷۔ ۱۶۳۸۔ ۱۶۳۹۔ ۱۶۴۰۔ ۱۶۴۱۔ ۱۶۴۲۔ ۱۶۴۳۔ ۱۶۴۴۔ ۱۶۴۵۔ ۱۶۴۶۔ ۱۶۴۷۔ ۱۶۴۸۔ ۱۶۴۹۔ ۱۶۵۰۔ ۱۶۵۱۔ ۱۶۵۲۔ ۱۶۵۳۔ ۱۶۵۴۔ ۱۶۵۵۔ ۱۶۵۶۔ ۱۶۵۷۔ ۱۶۵۸۔ ۱۶۵۹۔ ۱۶۶۰۔ ۱۶۶۱۔ ۱۶۶۲۔ ۱۶۶۳۔ ۱۶۶۴۔ ۱۶۶۵۔ ۱۶۶۶۔ ۱۶۶۷۔ ۱۶۶۸۔ ۱۶۶۹۔ ۱۶۷۰۔ ۱۶۷۱۔ ۱۶۷۲۔ ۱۶۷۳۔ ۱۶۷۴۔ ۱۶۷۵۔ ۱۶۷۶۔ ۱۶۷۷۔ ۱۶۷۸۔ ۱۶۷۹۔ ۱۶۸۰۔ ۱۶۸۱۔ ۱۶۸۲۔ ۱۶۸۳۔ ۱۶۸۴۔ ۱۶۸۵۔ ۱۶۸۶۔ ۱۶۸۷۔ ۱۶۸۸۔ ۱۶۸۹۔ ۱۶۹۰۔ ۱۶۹۱۔ ۱۶۹۲۔ ۱۶۹۳۔ ۱۶۹۴۔ ۱۶۹۵۔ ۱۶۹۶۔ ۱۶۹۷۔ ۱۶۹۸۔ ۱۶۹۹۔ ۱۷۰۰۔ ۱۷۰۱۔ ۱۷۰۲۔ ۱۷۰۳۔ ۱۷۰۴۔ ۱۷۰۵۔ ۱۷۰۶۔ ۱۷۰۷۔ ۱۷۰۸۔ ۱۷۰۹۔ ۱۷۱۰۔ ۱۷۱۱۔ ۱۷۱۲۔ ۱۷۱۳۔ ۱۷۱۴۔ ۱۷۱۵۔ ۱۷۱۶۔ ۱۷۱۷۔ ۱۷۱۸۔ ۱۷۱۹۔ ۱۷۲۰۔ ۱۷۲۱۔ ۱۷۲۲۔ ۱۷۲۳۔ ۱۷۲۴۔ ۱۷۲۵۔ ۱۷۲۶۔ ۱۷۲۷۔ ۱۷۲۸۔ ۱۷۲۹۔ ۱۷۳۰۔ ۱۷۳۱۔ ۱۷۳۲۔ ۱۷۳۳۔ ۱۷۳۴۔ ۱۷۳۵۔ ۱۷۳۶۔ ۱۷۳۷۔ ۱۷۳۸۔ ۱۷۳۹۔ ۱۷۴۰۔ ۱۷۴۱۔ ۱۷۴۲۔ ۱۷۴۳۔ ۱۷۴۴۔ ۱۷۴۵۔ ۱۷۴۶۔ ۱۷۴۷۔ ۱۷۴۸۔ ۱۷۴۹۔ ۱۷۵۰۔ ۱۷۵۱۔ ۱۷۵۲۔ ۱۷۵۳۔ ۱۷۵۴۔ ۱۷۵۵۔ ۱۷۵۶

”بامراج زمانہ شناسا و باذیتہ و وقت آشنا فرام داشت، ازیں جاست کہ از ابتدا سے وقت

تا انتہائے زندگی با کبر و ہر برودہ“ (ج ۲ ص ۶۷)

اس کی وفات کے بعد اورنگ زیب نے اس کے بیٹے کبوتر رام سنگھ کو راجہ کے خطاب اور دوسری شاہانہ عنایتوں سے نوازا، گو یہ بھی سمر گندھ میں داراشکوہ کے ساتھ تھا، لیکن جب باپ کے ساتھ دربار میں حاضر ہوا، تو خلعت و انعام سے سرفراز کیا گیا، راجہ جے سنگھ جب سیوا جی کو عالمگیر کے دربار میں لایا تو اس کی قیام گاہ و کنی گرائی رام سنگھ ہی کے ذمہ کی گئی لیکن اُس کی چشم پوشی کی وجہ سے سیوا جی اگر وہ سے نرا ہو گیا جس سے اورنگ زیب کو بڑا دکھ پہنچا، اور اس کو منصبِ موصل کر کے دربار میں آنے کی ممانعت کر دی لیکن راجہ جے سنگھ کی موت پر اورنگ زیب نے رام سنگھ کا قصور معاف کر دیا، اور دربار میں بلا کر اس کو راجہ کا خطاب عطا کرتے وقت نصرت مع ہم ہر مرع، تمشیر مع ساز مرع، اسپ عربی مع ساز طلاہیل مع جل زربفت و ساز نقرہ مرحمت کیا، اور چار ہزاری ذات چہار ہزار سوار کے منصب سے سرفراز کیا، اور اُس کے باپ کی کل جاگیر بھی دیدی، وہ دن رتہ رتہ ترقی کر کے پنج ہزاری ذات پنج ہزار سوار و دوا سپہ سالار تک پہنچا، راجہ جے سنگھ کا چھوٹا بیٹا کیرت سنگھ بھی اندلیکویں کے ساتھ اپنا زندگی کے آخر تک وابستہ رہا اور سہ ہزاری ذات دو ہزار پانچ سو سوار کے منصب سے سرفراز کیا گیا۔

جے سنگھ کے پر پوتے جے سنگھ کو ترقی و عروج کی شاہراہ پر گامزن کرنے میں اورنگ زیب ہی کا ہاتھ تھا وہ راجہ شبن کا بیٹا تھا، سنگھ سال جوں میں اورنگ زیب نے اُس کا سپہ سالار بنا لیا، اور پانچ سو ذات ہزار سوار کے منصب سے راجہ جے سنگھ کے خطاب سے نوازا، اور وہ دوا سپہ سالار و سوار سوانی کے لقب سے تیموری بادشاہوں کے آخری دور میں نمایاں طور پر نمودار ہوا، اور اس کی سلطنت میں شاہ کیا جاتا تھا، سنگھ سال جوں میں اورنگ زیب نے اس کو سدا ایک اسد خاں کے ساتھ ساتھ رکھا۔

تسخیر کے لئے بھیجا تو اس نے اوزنگ زیب کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر اپنی نوجوانی میں بڑی جانبازی اور بے
کاشتوت دیا اور قلعہ فتح ہونے کے بعد اوزنگ زیب نے اس کی بھاری گزاری کے صلہ میں اس کے منصب میں
اضافہ کیا اور پھر وہ برابر ترقی کرتا گیا۔

مالگیری کے چھوٹے چھوٹے راجپوت فوجی منصبداروں کی بڑی لمبی فہرست ہے جن میں سے بعض کے نام

یہ ہیں :

راجہ اودت سنگھ (زمیندار اور اندچھہ دو ہزاری پانصدی ہزار پانصد سوار) راجہ دیپ سنگھ بندیہ
(دو ہزار پانصدی و پانصد سوار) بکرم سنگھ گوالیاری (دو ہزار پانصد سوار) رام چندر سنگھ (سہ ہزاری) باسندو
سنگھ (جندن کرا کا زمیندار سہ ہزاری) سو بھکرن بندیہ دو ہزاری ہزار صد سوار شن سنگھ (ہزاری و چار
صد سوار) سر دپ سنگھ (کیزاری) رگھتا سنگھ راتھور (ہزار پانصدی شش صد سوار) راجہ کلیان سنگھ (بھدار
کا زمیندار مقصدی اور غیر)

اوزنگ زیب راجپوتوں کو ہمیشہ اپنے مسلمان حریفوں کے مقابلہ میں راجپوت سرداروں کی
ننگرانی میں لشکر بھیجنے میں بالکل تامل نہ کرتا تھا۔ آثار مالگیری میں ہے :

”عادل خاں بجا پوری پیش کش ادا کرنے میں سستی سے کام لیتا تھا اور سیوا جی کو مدد
دینے میں کوشش کرتا تھا ایک فرمان راجہ جے سنگھ کے نام صادر ہوا کہ سیدو جی کے مقبوضات پر
قلعوں کا بخوبی انتظام کر کے فوراً بجا پور پر دھاوا کرو۔ قلعہ کے محاصرہ میں ایام گزاری سے پرہیز
کر کے باہر از جلد لشکر مخالف کو تباہ و برباد کرو۔“

اور خود راجپوتوں کو بھی اوزنگ زیب کی حمایت میں ہندوؤں کے خلاف معرکہ آرا ہونے میں

لے آثار لامراجہ ۲ ص ۱۷۷ خانی خاں ص ۱۹۱ مالگیری نامہ کے شروع میں جو لکھتا ہے اس سے بھی مالگیری

کے راجپوتوں کی حالت کا اندازہ لیا جاسکتا ہے۔ آثار مالگیری ص ۱۷۷

کوئی تامل نہ ہوتا تھا، آسام والوں نے ستر سال جلوس میں بغاوت کی، تو اس کی سرکوبی کے لئے
 راجہ رام سنگھ کو بھیجا گیا، اور اس کے ساتھ دوسرے راجپوت سردار کبیر سنگھ بھرتیہ، رگھوناتھ سنگھ اور برہم پو
 سنگھ سودیہ بھی تھے جن کے ماتحت راجپوت اور مسلمان سوار دونوں تھے، میر حملہ نے جب آسام پر یلغار
 کی تو اس کی فوج میں بہت سے راجپوت لشکر بھی تھے جن کی قیادت راجہ سبھان سنگھ بندیلہ کر رہا تھا
 اور یہ راجپوت اپنی کارگزاری کے صلہ میں مالگیری کے آخر وقت تک شاہی انعام و اکرام سے سرفراز بھی
 ہوتے رہے، چنانچہ ستر سال جلوس کے ذکر میں آثار مالگیری میں ہے،

”اور دے سنگھ قلعہ دار خزانہ سردار سی و دو صد سوار کا امیر تھا، اسے اضافہ مشروداد

بامشرطہ پانصد سی و صد سوار عطا ہوا“

درگاہ اس راجہ راجہ جسونت سنگھ کے لڑکے اجیت سنگھ کی جانشینی کا تفسیر اٹھانے
 کے سلسلہ میں مالگیری کی شاہی لازمت چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا تھا لیکن ستر سال جلوس میں اس کے دربار
 میں آیا تو اس کو پھر ستر سال سوار کا منصب عطا کیا گیا،

ستر سال جلوس میں اورنگ زیب کی فوج نے ججی کے مرہٹہ راجہ رام کے خلاف فوج کشی کی
 تو اس مہم میں راجپوت سردار بھی سرفروشی اور جانبازی سے لڑے، اور ولایت رائے بندیلہ ایک لشکر
 کے ساتھ اس معرکہ میں شریک تھا، آثار مالگیری میں ہے کہ اس معرکہ میں اور ولایت رائے کے اکثر
 ہمراہیوں نے بہادرانہ جنگ کے بعد اپنی جانیں دیں اور زخمی ہوئے پھر اسی معرکہ میں رام سنگھ ہاڈا
 کے قلعہ کے اوپر جس جرات کے ساتھ چڑھا ہے، وہ ایک اہم کارنامہ ہے، فتح کے بعد اورنگ زیب
 نے اور ولایت رائے بندیلہ اور رام سنگھ ہاڈا دونوں کو بطور انعام مناسب عطا کئے،

پہلے ذکر آچکا ہے کہ سیوا جی کے خلاف راجہ جے سنگھ نے راجپوت سرداروں اور سواروں کے

لے آثار مالگیری میں آثار مالگیری میں آثار مالگیری میں

ساتھ قیادت کی تھی، خود مرہٹے بھی اورنگ زیب کی حکومت اور فوج کے معزز سردار رہے سیواجی کا داماد اچلا جی سیواجی سے ٹوٹ کر اورنگ زیب کا حامی اور طرفدار بن گیا تھا، وہ ۲۹ سال جلوس میں پنجزاری منصب پر فائز تھا، اسی سال ایما جی دکنوجی کو خلعت اور ہاتھی عطا کئے گئے، سیواجی کے رٹا کے سنبھاجی کا نوکرانہ کوچی بھی اورنگ زیب سے مل گیا تھا، اور ۳۰ سال جلوس میں منصب دونزاری سے سرفراز کیا گیا، سیواجی کا بھتیجا راجو جی بھی اورنگ زیب کے داماد دولت سے وابستہ ہوا، اور کا بھوجی سرکہ تو اورنگ زیب کے آخری سال حکومت میں شش ہزاری منصب دار ہو کر اس کے دربار کا معزز امیر اور فوجی سردار ہوا، یہ باب طویل ہو رہا ہے، اس لیے مرہٹہ سواروں نے اورنگ زیب کی فوج میں جو قابلِ قدر خدمات انجام دیں، ان کو قلم انداز کر دیا جاتا ہے،

عہدوں اور ملازمتوں کے دینے میں اورنگ زیب اس اصول کا پابند تھا، جو ہر ہوشمند حکمران کو ہونا چاہیے، اس کا اندازہ اس کے بعض رقعات سے ہوتا ہے، اس کے ایک منصب دار ابنِ خال نے یہ عرضی دی کہ دوپارسی ملازموں کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر تھے، اس علت میں برخواست کر دیا جائے کہ وہ آتش پرست ہیں، اور ان کی جگہ کسی تجربہ کار مسلمان کو مقرر کیا جائے، کیونکہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ایمان دارو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت جانو، اور گریب نے عرضی پر لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار میں دخل نہیں ہے، اور نہ ان معاملات میں تعصب کو جگہ مل سکتی ہے، اور اس قول کی تائید میں ایک آیت نقل کی جس کے بمعنی ہیں، کہ تم کو تمہارا دین اور ہم کو ہمارا دین منظور ہے، اورنگ زیب نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے اگر یہی سندقت کا دستور العمل ہوتا تو ہم کو چاہیے تھا کہ اس ملک کے سب جاؤن اور ان کی رعیت کو غارت کر دیتے، مگر یہ کس طرح ہو سکتا تھا، شاہی نوکریان لوگوں کو ان کی لیاقت اور قابلیت کے موافق

سلطنتِ عالمگیری ص ۲۰۱ صفحہ ۱۵۹

میں گی اور کسی سکاٹے نہیں مل سکتی ہیں اور کوئی منصب یا عہد یا اپنی لیاقت اور قابلیت کا ثبوت دیتا تو اور نگزیب اس کو سراہنے بلکہ ہر قسم کی فوازشوں سے فیضیاب کرنے میں بھی تامل نہ کرتا، چنانچہ اپنے ایک خط میں بیدار بخت کو لکھتا ہے :

”مجھ کو خوشی ہے کہ باغی پہاڑ سنگھ کو ملوک چند نے زیر کیا، تم تعریف کے مستحق ہو کہ تمہارے عہدیدار بادشاہ وقت کی خدمت بجالانے میں مستعد رہتے ہیں، میں تم کو موتیوں کا ایک ہار بھیج رہا ہوں جس کی قیمت پچاس ہزار روپے ہیں، ملوک چند نے اپنی بہادری اور فوجی سرداری کا ثبوت دیا ہے، اس لیے میں نے اس کو خلعت، منصب اور رائے ریاں کا خطاب عطا کیا مناسب ہے کہ تم بھی اس کے منصب میں اضافہ کرو اور خلعت دو، اور مالوہ کی نظامت میں اس کو مستقل کر دو، تاکہ کسی کا حق نظر انداز نہ ہونے پائے اور شاہی ملازمت والوں کی ہمت افزائی ہو۔“

عام طور سے یہ خیال ہے کہ اورنگ زیب نے اپنی تنگ نظری سے راجپوتوں کو اپنے سے بدظن کیا، اورنگ زیب تنگ نظر تھا یا نہیں، یہ بحث ہمارے موضوع سے باہر ہے، لیکن راجپوت اکبری دوسرے شاہجہانی عہد تک دربار اور میدان جنگ میں حکومت کے درباری امراء اور فوجی سرداروں کے دوش بدوش رہ کر سلطنت کے ایسے ضرور اجزاء بن چکے تھے کہ اورنگ زیب جیسا ہوشمند اور ذریعہ حکمران رواداری، راجپوتوں کی دہکائی اور دلہی کے لئے نہیں تو کم از کم اپنی حکومت کے مصالح اور سلطنت کی پابندی کی خاطر ان کو کسی حال میں نظر انداز نہیں کر سکتا تھا جیسا کہ گذشتہ تفصیلات سے ظاہر ہوا ہے۔

۱۵ دعوت اسلام مترجمہ غایت اللہ دہلوی ص ۲۸۰، انک ڈوٹس آف اورنگ زیب از جدونا تھ سرکار

ص ۹۱ - ۹۰ رتعات اورنگ زیب نمبر ۳، انڈیا آف لائبریری بحوالہ اورنگ زیب اینڈ ہڑتائیں نظمیر اللہ

فاروقی ص ۲۰۲

اور اگر کر دیتا تو اس کی حکومت تقریباً پچاس سال تک قائم نہیں رہ سکتی تھی، اور نہ اس کے کمزور اور نااہل جانشین فرید ڈیڑھ سو سال تک حکومت کر سکتے تھے،

یہ غمزدار سب سے کہ وہ اپنے مذہب کا بڑا پابند بلکہ گردیدار اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اسی کے دور میں مرہٹوں کے اور دیگر ہندوؤں کی ایک غیر معمولی طاقت اور بھرتی شہرت ہوئی، مگر اس کو اور تنگ و تنگ نظری اور تنگ ولی کا نتیجہ قرار دینا مورخانہ بصیرت کی دلیل نہیں، بلکہ اس کا تجزیہ اس طرح کیا جائے تو صحیح ہوگا کہ مسلمانوں کی تنظیمی اور اجتماعی زندگی سے ہندو متاثر ہو رہے تھے، راجپوتوں نے سلاطین دہلی اور شاہیوں سے براہ کمر لی لیکن یہ ٹکڑا افراد ہی طور پر راجپوت خاندانوں کی رہی، وہ کبھی متوہر نہ ہو کر نہیں لڑے، بلکہ کوئی راجپوت خاندان مسلمان حکمرانوں سے لڑتا، تو دوسرے راجپوت خاندان اُس کی تباہی پر آمادہ خاطر ہونے کے بجائے خوش ہوتے، اس اختلاف اور نفاق کے منفرت رسالہ، پہلو سے ہندو اچھی طرح واقف ہو چکے تھے، ان کے نظری اور اجتماعی طور پر ان میں اجتماعی تنظیمی شعور پیدا ہو گیا، جس کا انہوں نے مرہٹوں کی قیادت میں کیا، جو کہ ساتھ ساتھ ان میں مذہبی خودداری سیاسی سرکشی اور معاشرتی عزت نفس کا احساس بڑھ گیا، اور وہ ان تمام باتوں پر اپنی ناکہ زاری کا اظہار کر رہے تھے، ان کو وہ پہلے اجتماعی شعور کی کمی نہ ہونے سے ناقابل التفات سمجھتے تھے، انہوں نے اپنا انگوٹھا انہوں کے دل کے ٹکڑوں پہنچانے کے احساس برتری کو بھی دیکھ کر اپنے کی کوشش کی، ان کا ایسا کرنا قابل اعتراض نہیں کہ ادا کرتا ہے، لیکن اسی کے ساتھ ظاہر ہے کہ سکھوں نے اپنی برتری اور سطوت زائل ہوئے کیمر اور دینا، غصہ و خفا جسے اُس کے پاس طاقت و اثرات سے کمزور ہونے کی وجہ سے انہوں نے نفیست کے احساس کی شدت سے بھی گئی، اس ذہنی اور نفسیاتی جنگ میں دونوں طرف سے جیسا کہ یہ اقدام کئے گئے جو موجودہ دور کے دور فحش کی تخیل و تخیل کے ہر طرف سے ہیں، اس کے نتیجے میں راجپوتوں کی حالت اور مخالفین میں روز بروز تاریکی لپٹنے کا خطرہ ہوتا جا رہا ہے، اگر اس تاریکی اور رونا کو اس کے ساتھ کچھ بھی

اور سیاسی عقیدت مندی ایسی وابستہ ہو گئی ہے کہ ان دونوں کا غیر جانب دارانہ مطالعہ کرنے کی کوشش محض سخی لا حاصل ہے، یہ عقیدت مندی صحیح ہے یا غلط اس پر بحث کرنا فضول ہے، اور اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اہم سے اہم تاریخی مویشگانی کے ذریعہ سے بھی کوئی مورخ ان دونوں سے ان کے عقیدت مندوں اور حامیوں کو بدظن نہیں کر سکتا، اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو ان کے جذبات کا احترام کرنے کے بجائے ان کو محض دکھ پہنچانے کی کوشش کرتا ہے،

اس باب کا عنوان سوار ہے اس لئے اس کو ختم کرنے سے پہلے اس کا ذکر بھی ضروری ہے کہ سواروں کے لئے جو گھوڑے فراہم کئے جاتے تھے، ان کی افزائش نسل اور دیکھ بھال کے لئے کیا کیا اہتمام ہوتا تھا،

عام طور سے چھ قسم کے گھوڑے فوج میں استعمال کئے جاتے، (۱) عراقی (۲) ترکی (۳) یا پو (۴) تازی (۵) جنگلہ (۶) محبس، ان میں یا پو کابل سے آتے تھے، تازی اور جنگلہ ہندوستانی نسل کے گھوڑے تھے، محبس شاید ایرانی نسل کے گھوڑے ہوتے تھے، اکبر نے عراقی اور ترکی گھوڑوں کی نسل ہندوستان میں بڑھانے کے لئے پوری کوشش کی، اور جہانگیر کے بیان کے مطابق اس کو اس میں کامیابی ہوئی، اور عراقی اور ترکی گھوڑوں کی نسل ہندوستان میں خاطر خواہ طریقہ پڑھئی، ہر منصب دار کو اپنے منصب کے لحاظ سے ہر قسم کے گھوڑوں کی ایک مقررہ تعداد رکھنی پڑتی تھی مثلاً وہ ہزاری منصب دار کو کم از کم ۶۰ عراقی، ۶۰ محبس، ۳۶ ترکی، ۱۳۶ یا پو اور ۱۳۶ جنگلہ رکھنا پڑتا تھا، اس طرح دو بیٹی کو ایک عراقی، دو محبس، دو ترکی، ایک تازی، اور ایک یا پو رکھنا ہوتا تھا۔

جنگی گھوڑے پورے اہتمام کے ساتھ آراستہ پیراستہ کئے جاتے، ان کے مختلف ساز و سامان کے

لے ترک جہانگیری ص ۳۱۱ تفصیل کے لئے دیکھو آئین اکبری ص ۳۱۱، ۱۳۴،

نام یہ ہیں: زین، اترک، گچم، مجوہ بند، پائے بند، آوزنگ جبت پنہ، یال پوش، حل
رو مال پشیں، گس رال، پشت تنگ، خرخرہ، قیزہ، کتہ، قشف، گردنی، نعل وغیرہ
گھوڑے کو باندھنے کے لئے لوہے کا کھوٹا ہوتا، اس کی ڈوری کو کندہ کتے، اور کھوٹا جس تھوڑے
سے نصب کیا جاتا اس کو تبرخاق کہتے تھے،

گھوڑے کی خوراک کے لئے حسب ذیل ظروف تھے،
توبرہ، کڑاہ (جسے پھلے جانے) سبد (توبرہ کی ایک قسم) مسین سطل (پانی پینے کا برتن) ۱
سب کی تصویریں آئین اکبری میں دی ہوئی ہیں جن کو دیکھ کر ان کی نوعیت معلوم ہو سکتی ہے،
گھوڑوں کی تربیت، نگہداشت اور خدمت کے لئے مختلف ملازم مقرر تھے، جن کے نام حسب
ذیل ہیں:

(۱) آت بیگی یا آختہ بیگی۔ گھوڑوں کا افسر اعلیٰ ہوتا تھا، اس عہدہ پر کوئی متنازع منصب
مقرر کیا جاتا تھا، وہ گھوڑوں اور ان سے متعلق تمام ملازمین کی عام دیکھ بھال کیا کرتا تھا،
(۲) داروغہ۔ شاہی اصطبل کا نگران ہوتا تھا، پنج ہزاری منصب تک کے امراء اس عہدہ
پر فائز کئے جاتے،

(۳) مشرف۔ گھوڑوں کے اعداد و شمار، خرید و فروخت اور ان سے متعلق تمام باتوں کا
ذمہ دار ہونا یہ عہدہ بھی کسی معزز امیر ہی کو دیا جاتا تھا،
(۴) ویدہ ور۔ شاہی معائنہ سے قبل گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتا تھا، اور اس کی تفصیل
مشرف کو قلمبند کرتا،

(۵) آخنچی۔ سفر میں گھوڑوں کا محافظ ہوتا، اور ان کو دھڑی آراستہ پیراں کرتا تھا،

(۶) چابک سوار گھوڑوں کی تیز رفتاری کا اندازہ لگانے والا ہوتا،
 (۷) ہاڈا، گھوڑے کو شاید پھیرتا تھا، اور ان کو کچھ طور طریقے بتاتا تھا، اس کام کے لیے عموماً
 راجپوت ہی مقرر کئے جاتے،

(۸) میر و بہمن دس سائیسوں کا سردار ہوتا تھا،
 (۹) بھٹیا، یہ گھوڑوں کے امراض کا معالج ہوتا تھا،
 (۱۰) نقیب، ہر طویلہ کی کیفیت دار و غدا اور مشرف کے پاس پہنچاتا تھا،
 (۱۱) زمین دار، یہ شاید گھوڑوں کے ساتھ ساتھ دوڑتے تھے، اس کو جلو دار یا پاپیک بھی
 کہتے تھے،

(۱۲) آب کش، چالیس گھوڑوں کے لیے تین آب کش اور بیس کے لیے دو آب کش ہوا کرتے تھے،
 (۱۳) سائیس، دو گھوڑوں کی خدمت کے لیے ایک سائیس مقرر کیا جاتا تھا،
 ان کے علاوہ فراس، سپند سوز، خاکروب اور نعل بند ہوا کرتے تھے،

۱۔ آئین اکبری ج ۱ ص ۹۰ - ۹۱

ہاتھی

ہاتھی کی اہمیت | سکندر اور پورس کی جنگ میں ہاتھیوں ہی کی وجہ سے پورس کی فوج کو شکست ہوئی۔
 میدان جنگ میں ہاتھی باجے کی آواز، بندوق کی گرج سے خوفزدہ ہوتے، یا تیروں، تلواروں اور آتشیں
 اسلحہ کی آتش باری سے زخمی ہوتے تو اپنی فوج کے لئے بہت خطرناک ہو جاتے لیکن ان کی اس صفت
 رسانی کے باوجود ہندو راجاؤں کے عہد میں وہ جنگ کے لئے بہت ہی مفید اہم اور ضروری اجزاء
 سمجھے جاتے تھے اور ان ہی کی تقلید میں مسلمانوں نے بھی ان کو اپنی لڑائیوں میں استعمال کرنا شروع
 کیا، محمود غزنوی کی فوج میں تقریباً دو ہزار ہاتھی تھے جن کے لئے اُس نے ایک علیحدہ محکمہ قائم
 کر رکھا تھا، ہر سال ان کا باضابطہ معاہدہ کرتا تھا، اور جب ہاتھی لاغراور کمزور ہو جاتے تھے، وہ ہندوستان
 منتقل کر دیے جاتے تھے، جہاں کی آب و ہوا میں رہ کر وہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے تھے، اور پھر غریب
 واپس کر دیے جاتے تھے۔

دہلی کے غلام سلاطین کے عہد میں ہاتھی کی اہمیت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ بہن کہا کرتا تھا،
 کہ ہندوستان کی آراستگی ہاتھی اور گھوڑے سے ہے، ہندوستان میں ہر ہاتھی پانچ سو سوار کے برابر
 چنانچہ اس نے اپنے دارالسلطنت میں بنگالہ سے ہاتھی منگوا کر اس کی ایک کثیر تعداد جمع کر رکھی تھی۔

۱۔ محمود آف غزنو از ڈاکٹر محمد ناظم صاحب ۲۵ تا ۲۶ فیروز شاہی از ضیاء الدین ہرنی ص ۵۲،

۲۔ ایضاً ص ۵۳،

علامہ الدین فطی کی فوج میں ہاتھیوں کی ایک بڑی تعداد تھی، جو اُس نے مختلف مقامات سے حاصل کئے تھے، جنوبی ہند کی تسخیر سے ملک کا فوراً واپس آیا، تو مالِ غنیمت میں ۶۱۲ ہاتھی ساتھ لایا، ضیاء الدین برنی کا بیان ہے کہ دہلی میں ہاتھیوں کی اتنی بڑی تعداد پہلے کبھی نہیں آئی، لیکن علامہ الدین کے بعد ہر زمانہ میں ہاتھیوں کی تعداد بڑھتی گئی، محمد تغلق کے پاس تین ہزار ہاتھی تھے، ابراہیم لودی پانی پت کے میدان میں ایک ہزار ہاتھی لے کر اترے، شیر شاہ سوری کی فوج میں پانچ ہزار ہاتھی تھے، پانی پت کی دوسری لڑائی میں ہیمو کی شکست کے بعد اکبر کو میدانِ جنگ میں ڈیڑھ ہزار ہاتھی بطور مالِ غنیمت ہاتھ آئے۔

ہاتھی کی قسمیں | تیموری عہد میں اکبر نے ہاتھیوں کی نگہداشت کے لئے ایک بہت ہی مرتب انتظام کر رکھا تھا، ابوالفضل ہاتھیوں سے اس قدر مرعوب تھا کہ آئینِ اکبری میں لکھتا ہے:

”یہ عجیب و غریب جانور نمونہ ی میں پہاڑ و لیری دجا بنازی میں شیر ہے، کشور کشائی میں مالک کے لئے عظیم الشان طاقت اور اضافہ شان و شوکت کا ذریعہ ہے، سپاہ و ملک کی

آبادی کا محافظ اور حفاظت ملک و فوج کی بہترین سند ہے۔“

آئینِ اکبری اور اکبر نامہ میں اُس نے ہاتھیوں پر مستقل ابواب لکھے ہیں جن سے اس جانور کی مختلف خصوصیات اور جنگ میں اس کے مفید کارنامے کی تفصیلات معلوم ہوتی ہیں، ابوالفضل نے ہاتھیوں کی چار قسمیں بتائی ہیں (۱) بہتر جس کا جسم متناسب، سر لمبہ، سینہ کشادہ، دم لمبی ہو، اور جو بڑا دلیر ہو (۲) مند (جس کا رنگ بالکل سیاہ آنکھیں زرد اور شکم بڑا ہو) (۳) مرگ (جس کا رنگ سفید ہو) (۴) مر (جس کا سر جھوٹا ہو) یہ جانور حسب ذیل مقامات میں پائے جاتے تھے، صوبہ اگرہ میں ہیا وال اور نروالہ میں، صوبہ اتر آباد میں پٹھان، گھورالکھاٹ، رتن پور، نندن پور، سرگوبہ اور جہلم میں، صوبہ مالوہ میں ہنڈیہ، اچھو، چندیری، سندھ اس، جیگرٹھ، اداسے سین، بھوسنگا آباد، گڑھ، اور

لے تاریخ فیروز شاہی از ضیاء الدین برنی جلد ۳ ص ۱۵۷ آئینِ اکبری، آئین ام اکبر از جلد دوم (ص ۳۷)

غلام اور ملوک پیادہ پاچلتے..... یہ تیموریوں کے زمانہ میں ہاتھی کے لوازم میں بہت سی چیزیں ہوتی تھیں مثلاً مختلف قسم کے وزنی اور ہلکی زنجیروں کے نام دھرنہ، آندڑو، بٹری، پلند، گدھ بٹری اور لوہے کے ٹنگے تھے، مختلف ڈوریوں کے بعض نام کلاوہ، لٹھی، ڈورا اور کچوہ تھے، زیب و زینت کے لئے چوڑی، قطاس، بیبا، گیشلی، پائے رخن اور ہنگری وغیرہ نامی زیورات پہنائے جاتے، سر اور سونڈ کے لئے برگستان کی شکل کا ایک خاص قسم کا خوبصورت جامہ ہوتا جس کو پاکھر کہا جاتا، پاکھر کے اوپر ایک مربع پوش ڈالی جاتی جس کو گج جھنپ کہتے زن پیل ایک پیشانی بند ہوتا جو زربفت وغیرہ قیمتی کپڑوں کا تیار کیا جاتا اس کے دامن میں مورچل ٹٹکتے رہتے، جو ہوا میں ہلنے کی وجہ سے بہت خوشنما نظر آتے، ہودج کے نیچے جھولیں لٹکتی رہتیں جو قیمتی کپڑے کی بنائی جاتیں، ایک شامیانہ ہوتا، جو ہاتھی کے اوپر تانا جاتا، یہ میگھ ڈنبر کہلاتا تھا۔

ہاتھی کی غذا | اکبر کے خاصے کی سواری کے لئے ایک سو ایک ہاتھی تھے، اکثر ہاتھیوں کے لئے پانچ شیر، چار سیر روغن زرد اور نصف من چاول فی زنجیر کے حساب سے مقرر تھے، بعض جانوروں کو ڈوڑھ من دو دو بھی دیا جاتا گنے کی فصل میں ہر ہاتھی کو تین سو یا اس سے کم ذرا دُنیشکر روزانہ دیئے جاتے۔

ہاتھی پر فوجی سردار | تیموری دور سے پہلے میدان جنگ میں بادشاہ یا فوجی سردار گھوڑے پر سوار ہو کر لڑائی کی نگرانی کرتا تھا لیکن تیموری عہد میں وہ ہاتھی ہی پر سوار رہتا تھا، تاکہ فوج کا ہر سپاہی اس کو ہر جگہ سے دیکھ سکے، ہمسو پانی پت کی جنگ میں اپنے ہودج ہی پر تیروں سے زخمی ہوا۔

نور جہاں نے مہابت خاں کے خلاف ہاتھی ہی پر سوار ہو کر جنگ کی، اس کی عماری میں شہزادہ شہریار کی شیرخوار بچی اور اس کی اما بھی تھی، ہاتھی پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی، ایک تیر شہریار کی بچی کو

۱۵ سفرنامہ ابن بطوطہ اردو ترجمہ ص ۱۰۴ ۱۵ فریدتفصیلات کے لئے دیکھو آئین اکبری آئین ۴۴ ۱۵ آئین اکبری

آئین ۵۴ ۱۵ اکبرنامہ جلد اول ص ۴۴

بھی آگیا، جس کو نور جہاں نے اپنے ہاتھ سے نکال کر باہر پھینک دیا، عمار می خون سے رنگین ہو رہی تھی لیکن بہادر نور جہاں برابر اپنی فوج کی ہمت بڑھا رہی تھی انیم نے قریب پہونچکر نور جہاں کے ہاتھ کی سوئی پتلمواریوں سے دوکاری زخم لگائے جس سے اس کا منہ پھر گیا، وہ زخمی ہو کر دریا میں کود پڑا، انیم کے سواروں نے بھی اُس کے پیچھے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے لیکن ہاتھ پیرتا ہوا آگے نکل گیا، اور سواروں نے اپنے خوف سے لوٹ پڑے، سوگرہ کی جنگ میں اورنگ زیب اور مراد دونوں ہاتھ ہی پر سوار ہو کر اپنی اپنی فوجوں کو لڑا رہے تھے، مراد کی عمار پر دارا کے لشکر کی طرف سے چار ہزار ازبک تیر چلا رہے تھے، ہاتھ کا ہودج تیروں سے چھلنی ہو کر غار پشت یعنی ساہی بن گیا تھا، مگر اس عالم رستخیز میں بھی مراد ہمت و استقلال کا پہاڑ بنا ہوا دشمنوں کے تیروں کا مسلسل جواب دیتا رہا، اس کا فیلبان زخمی ہو کر نیچے گر پڑا تو اُس نے فوراً ہاتھ کے پاؤں میں زنجیر ڈالوا دی، اس کے لشکر می مراد کی اس ہمت اور پامردی کو دیکھ کر آگے بڑھے اور دیوانہ وار اس کے ہاتھ پر حملہ آور ہوئے، اُن کے حصے سے مراد کے چہرے پر مین کاری زخم لگے، مگر وہ جانی بازی اور سرفروشی کے ساتھ لڑتا گیا، اس کے تیروں سے دارا کے اتنے سپاہی زخمی ہوئے کہ ہاتھ کے ارد گرد زمین اور زعفرانی ہو گئی، مراد کا یہ ہودج دو دمان تیموری کی شجاعت، جانی بازی، اور پامردی کی یادگار میں خزانہ عامرہ میں آخر وقت تک محفوظ رہا۔ فرخ سیر کے زمانہ میں مسادات بارہ نے تیموری خاندان کے افراد پر استیلا اور غلبہ پانے کی کوشش کی تو فرخ سیر کی بہن نے عقدہ میں اُن سے کہا کہ ہم اس خاندان کے افراد ہیں جن کی شجاعت کی یادگار میں یہ مشبک ہودج اب تک محفوظ ہے، ذکرِ گریب کی وفات کے بعد لڑکوں میں جاہو کے یہ ان میں جانشینی کی جنگ ہوئی، تو شہزادہ اعظم شاہ ہاتھ ہی پر سوار تھا، اس کے ساتھ اس کا نوجوان لڑکا شہزادہ سی تیر بھی تھا، رانی شروع ہوئی تو شہزادہ سی تیر کے بازو پر ایک تیر لگا

۱۔ سنہ ۱۱۰۰ھ میں بھٹو لڑا، دوسرے حصہ ص ۱۰۴ ۲۔ خانی خان جلد دوم ص ۱۰۴

لیکن عظیم شاہ اپنا ہاتھ لے کر مخالف فوج کی صف میں گھس پڑا، تیروں اور گولیوں سے متواتر چار فیلیاں زخمی ہو کر گرے، آخر میں عظیم شاہ خود ہی ہاتھ لگنے لگا، اس کا سارا جسم تیروں سے چھلنی ہو رہا تھا، پھر بھی وہ زخموں سے بے پرواہ ہو کر لڑتا گیا، یکایک اس کی پیشانی پر ایک گولی آکر لگی جس سے وہ جا بزنہ ہو سکا لڑائی کے دوسرے بازو میں اس کے دو شہزادے بیدار بخت اور والا جاہ ہاتھوں ہی پر لڑتے ہوئے مارے گئے، ۱۲۳ھ میں نظام الملک اور عالم علی خاں برہنہ پکا رہوئے تو عالم علی خاں جو ۲۲ سال کا نوجوان تھا، میدان جنگ میں ہاتھ ہی پر سوار تھا، لڑائی شروع ہوئی تو وہ اپنے ہاتھ کے ساتھ غنیم کی طرف اتنی تیزی سے بڑھا کہ اس کے سوار پیچھے رہ گئے، عمار می پر اس کے ساتھی تیروں سے زخمی ہو کر مارے گئے، لیکن اس نے منہ نہیں موڑا، اس کا فیلیاں بھی زخمی ہو کر نیچے گر پڑا، ہاتھ بے قابو ہو کر دھرا دھرا بھاگنے لگا، اور آخر ایک دلدل میں جا کر بھنس گیا، عالم خاں نے اس کو بڑی مشکل سے دلیل سے نکالا، اور پھر دشمنوں کی طرف بڑھا، ہاتھ تیروں سے زخمی ہو کر پھر بھاگا، مگر عالم خاں چلایا، ہاتھ نے منہ موڑا ہے میں نے پیٹھ نہیں دکھائی ہے، اور ہاتھ کو موڑ کر پھر دشمن کی طرف بڑھا، اس کے تمام جسم سے خون بہہ رہا تھا، اس کے چہرہ اور جسم پر دشمنوں کے تیراگر بویست ہو گئے تھے، اور جب اس کا ترکش خالی ہو گیا، تو اپنے چہرے اور جسم سے ان تیروں کو نکال کر دشمنوں پر پھینکنے لگا، اس کے ہاتھ نے چار بار میدان جنگ سے منہ موڑا لیکن وہ ہر بار ہاتھ کو موڑ کر دشمنوں سے سینہ سپر ہوا بالآخر زخموں سے ایسا نڈھال ہو گیا کہ دشمنوں نے اس کو مغلوب کر لیا، ہاتھ پر سوار ہو کر لڑنے کا طریقہ آخر وقت تک رہا، نواب سرفراز خان نامہ بنگالہ علی گڑھ خاں صاحب کا کے خلاف لڑائی لڑنے میدان میں ہاتھ ہی پر اُترا، مخالف فوج نے نواب و لشکر سے ایسی آگ بباری کی کہ اس کی فوج منتشر ہو گئی، اس کے رفقاء اس کو چھوڑ کر فرار ہونے لگے، لیکن وہ میدان جنگ میں

نشانے لگائے جاتے ہیں اور ان ہی ہودجوں میں روغنِ نفع ہوتا ہے جو شیشہ کی ٹالکیوں،
دشمنوں پر اچھا لا جاتا ہے جس سے شعلے پیدا ہوتے ہیں۔

سلطان محمود غزنوی جب تیمور سے جنگ کرنے کے لئے میدانِ جنگ میں آیا، تو ظفر نامہ کے مؤلف
کا بیان ہے کہ اس کے پاس ۱۲۰ ہاتھی تھے، جو سلاح اور کھم سے مسلح تھے، اور ان کے دانت نوکیلے بنا کر
ذہرا لود کر دیئے گئے تھے، ان کی پیٹھ پر ناک فگن اور چرخ انداز بیٹھے تھے، تیمور کے فوجی دشمنوں کے
لشکر سے تو نہیں لیکن ان کے ہاتھیوں سے بہت زیادہ خوفزدہ تھے، ان کو خبر ملی تھی کہ ہندوستان
کے ہاتھیوں کے سخت جسم پر تیرا در تلوار کا اثر نہیں ہوتا، وہ درختوں کو سوندھ کر اکھاڑ دیتے ہیں، مستحکم
عمارتوں کو دھکے دے کر گرا دیتے ہیں، اور میدانِ جنگ میں اگر وہ ہاتھیوں سے گھوڑوں
اور سواروں کو ہوا میں پھینک دیتے ہیں، تیمور کی فوج نے محمود غزنوی کے لشکر کو مغلوب کیا تو اس کے
ہاتھی بھی پسپا ہوئے، تیمور نے ان ہاتھیوں کی یورش روکنے کے لئے اپنی فوج کے سامنے خندق کھدوائی
خندق کے سامنے بھینسیوں کو ایک دوسرے سے چمڑے میں بندھا کر کھڑا کیا، اور راستے میں لوہے
کی خار والی کھلیں بچھا دیں۔

آمین اکبری میں اکبر کے وزیر ابوالفضل کا بیان ہے کہ ہندو ماہر میدانِ جنگ میں بہترین
ہاتھی کو پانچ سو سواروں کے ہمراہ خرید لیتے ہیں، اور تیرا انداز ہماروں کے ساتھ ایک ہاتھی
ہزار سواروں کا کام کرتا ہے۔

ہاتھی پر سے گولہ اندازی | ہاتھی کی پشت پر سے توپ اور بندوق بھی چھوڑی جاتی تھی، شاہجہاں
نے اپنے بیسویں سال جلوس میں اورنگ زیب کو فتح کی تسخیر کے لئے بھیجا تو اس جنگ میں ہاتھی کی جگہ
پر سے بڑی بڑی توپیں اور گنجان چھوڑی گئیں، کچھ کے میدان میں ٹھنڈا اور شہنشاہ اور اورنگ زیب

ظفر نامہ جلد دوم ص ۱۰۳ | آمین اکبری | آمین اکبری | جلد دوم ص ۱۰۳

سے جو جنگ ہوئی تو اس موقع پر اورنگ زیب کے تفکیکیوں نے ہاتھی کی پشت پرست دشمنوں پر گولہ باری کر کے بڑی ہونہار پیدا کی۔

ہاتھی اور صف بندی | ہاتھی فوجوں کی صف بندی کے لئے بھی بہت مفید سمجھے جاتے تھے، محمود غزنوی جب خراسان میں ایک خاں کے خلاف معرکہ آرا ہوا تو اس نے اپنی فوج کے آگے پانچ سو کوہ پیکر ہاتھی کھڑے کر دیئے، تاکہ صف شکنی نہ ہو سکے۔ ۹۹ھ میں مظفر گجراتی نے احمد آباد میں علم بغاوت بلند کیا، تو ہیرم خاں کے لڑکے مرزا خان (یعنی عبدالرحیم خان) کو احمد آباد بھیجا گیا، مظفر ایک جرار لشکر لے کر مقابلہ کے لئے آگے بڑھا، مرزا خان کے پاس نسبتاً فوج کم تھی، لیکن اس نے اپنی فوج کو دشمنوں کی زد سے محفوظ رکھنے کے لئے سو ہاتھیوں کی ایک صف آگے کھڑی کر دی، اور جب گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی، تو ان ہی ہاتھیوں کو لے کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑا جس سے ان کے پاؤں بالکل اکھڑ گئے،

ہاتھی اور صف شکنی | ہاتھی صف شکنی کے لئے بھی بہت ہی مفید سمجھے جاتے تھے، محمود غزنوی نے خراسان میں ایک خان سے جنگ کی تو وہ ہاتھی ہی پر سوار ہو کر دشمن کی صف کی طرف بڑھا، اس کے پیچھے لشکر کے اور بھی ہاتھی حملہ آور ہوئے، محمود کے ہاتھی نے پہلی ہی یورش میں ایک خان کے علم بردار کو سوئڈ میں لپیٹ کر دوڑھینک دیا۔ پھر یہی ہاتھی لشکریوں کی طرف بڑھا، اور اس نے بے شمار سپاہیوں کو ہلاک کیا، محمود کے اور ہاتھیوں نے بھی غنیمت کی صف میں بڑھتی اتر ہی پھیلائی، جس سے وہ بالکل سنبھل نہ سکے۔ ۸۶۳ھ میں احمد آباد میں سلطان محمود بیگڑہ کے خلاف اس کے امرا نے بغاوت کی تو ان کی فوج پر محمود بیگڑہ نے چھ سو ہاتھی دوڑا دیئے جس سے سارے لشکر ہی ایسے

سنہ ۸۶۳ھ جلد اول ص ۲۴۹ - سنہ ۸۶۴ھ جلد دوم ص ۱۴۶، دکن نامہ جلد دوم ص ۱۴۶

سنہ گزشتہ ص ۱۶۹

پریشان ہوئے کہ اپنے تمام اسلحہ چھوڑ کر فرار ہو گئے، ۱۱۶ھ میں ہمایوں شاہ بہمنی جب اپنے چھوٹے زاد بھائی
 سکندر خاں کی بغاوت فرو کرنے کے لئے لڑا تو وہ ایک مست ہاتھی لے کر سکندر خاں کے خاصہ کی فوج
 پر حملہ آور ہوا، سکندر خاں بھی ایک شیر زر کی طرح آگے بڑھا، اور نیزے کا ایک وار ہاتھی پر کیا، لیکن ہاتھی
 نے سکندر کو سونڈ میں لپیٹ لیا، اور غصہ میں زمین پر دے مارا، محمد شاہ بہمنی نے دجیانگر پر فوج کشی
 کی تو تنگ بھدر کے پاس ایک شدید جنگ ہوئی، دونوں طرف کی فوجیں جوش و خروش سے لڑ رہی
 تھیں کہ محمد شاہ بہمنی کے فوجی سردار محمد خاں کا ہاتھی شیر شکار نامی فیلبان کے قبضہ سے نکل گیا، اور
 غنیم کی فوج پر حملہ آور ہوا، لیکن غنیم کے ہاتھیوں نے اُس کو گھیر کر بے کار کر دیا، محمد خاں
 اپنے ہاتھی کی پسائی دیکھ کر پانچ سو سواروں کے ساتھ آگے بڑھا، اور ہاتھی کو دشمنوں کو زرنے سے
 چھڑا لیا، اُس کے بعد فرشتہ کا بیان ہے کہ ایسا واقعہ پیش آیا کہ جو شاید کبھی نہ آیا ہوگا، یعنی شیر شکار
 نامی ہاتھی نے اپنے لشکر کی پیش روی اختیار کی، اور دشمنوں کی صفوں کو اس طرح درہم برہم کیا
 کہ ان کو مغلوب ہونا پڑا، ۱۱۷ھ میں اکبر کی فوج دادو خان والی بنگالہ کو مغلوب کرنے لگی، تو میدان
 جنگ میں دادو خان کے ہاتھیوں نے شاہی فوج کی صفوں میں جو منتشر پیدا کیا تھا، اس کا اعتراف
 ابو الفضل نے بھی اکبر نامہ میں کیا ہے، اسی طرح ۱۱۸ھ میں عثمان خاں افغانی بنگالہ میں علمِ بناوٹ بلند
 کیا، تو جہانگیر کی فوجوں کو عثمان خاں کے ہاتھیوں نے بڑا نقصان پہنچایا، جس کی تفصیل خود جہانگیر
 نے تزک جہانگیری میں لکھی ہے، شاہ جہاں کے زمانے میں بلخ کی مہم میں اوزبکوں کی صف شکنی
 ہاتھیوں ہی کے ذریعے سے ہوئی تھی، اوزبک ریب اور شجاع کے درمیان کھجورہ کی جنگ کی ابتدا
 ہاتھیوں کے حملے ہی سے ہوئی، شجاع مہمند کے سردار سید عالم بارہہ نے تین مست ہاتھیوں کے

۱۱۷ھ مرآت احمدی جلد اول ص ۵۹ ۱۱۸ھ فرشتہ جلد اول ص ۲۴۰ ۱۱۹ھ ایضاً ص ۲۹۱ ۱۲۰ھ اکبر نامہ جلد دوم

ص ۱۲۳ ۱۲۴ھ تزک جہانگیری ص ۲-۱۰۳ ۱۲۵ھ عمل صالح جلد دوم ص ۵۳۶

گلے میں دو دو تین تین من کی زنجیریں باندھ کر اورنگ زیب کے جراتکار کی طرف چھوڑ دیئے اورنگ زیب کی فوج اس حملہ کی تاب نہ لا سکی اور منتشر ہونے لگی، تینوں ہاتھی جس قدر زیادہ زخمی ہوتے اسی قدر زیادہ خطرناک ہوتے جاتے تھے، یہاں تک کہ وہ اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس پہنچ گئے، اور قریب تھا کہ اس کے ہاتھی کو زیر کر کے جنگ کا فیصلہ کر دیتے، مگر اورنگ زیب نے غیر معمولی ہمت و استقلال سے کام لیا، اس نے اپنے ہاتھی کے پاؤں میں زنجیر ڈال دی، جس کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لی، اورنگ زیب کے بندوچی تینوں ہاتھیوں پر گولیاں برسائے لگے اتفاق سے ایک ہاتھی کا ہوا دت گولی کھا کر نیچے گر گیا اس کا تھکا اور گریب ہاتھیوں کے فیلبانوں نے اس کے ہاتھی کو گھیر لیا، بعض دلیر اور جالاک ہمارے تیزی سے اس ہاتھی کی میٹھ پر چڑھ گئے، اور اس کو اپنے قابو میں کر لیا، بقیہ دو ہاتھی فرار ہو گئے۔

صفت شکن ہاتھی کے اوصاف | صفت شکنی کے لئے جو ہاتھی استعمال کئے جاتے تھے ان کو خاص خاص ہاتھی

کی تربیت دی جاتی تھی، مثلاً وہ گھوڑے سے زیادہ تیز دوڑیں، ابو الفضل پانی پت کی دوسری لڑائی میں ہیمو کے ہاتھیوں کے بارے میں لکھتا ہے کہ وہ عوامی گھوڑوں سے بھی زیادہ تیز دوڑ سکتے تھے ایسے ہاتھیوں کو اس کی بھی تربیت ہوتی کہ وہ سواروں کو ان کے گھوڑوں کے سمیت اپنی سوڈ سے اٹھا کر ہوا میں پھینک دیں، عمارتوں کو ڈھا کر گرا دیں، اور درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دیں، اس قسم کے ہاتھی جنگ کے موقع پر بڑی جانبازی سے لڑا کرتے تھے، جتیز کے اس عاصرہ میں اکبر کے ایک ہاتھی کی سوڈ ایک راجپوت کی تلوار سے کٹ گئی، سوڈ کٹ جانے کے بعد ہاتھی کا زندہ رہنا مشکل رہا لیکن اس ہاتھی نے مرنے سے پہلے تیس تیس بار زوں کو ہلاک اور پندرہ کو زخمی کیا، اسی علمہ چوڑے اندر گھس کر مدھکرا اور سببدیہ نامی ہاتھیوں نے بڑی ہولناکی پیدا کی، بعض ہاتھیوں کی سوڈ میں نہ ہر لٹی چھریاں باندھ دی جاتی تھیں جن سے وہ دشمنوں پر کاری زخم لگاتے (ظفر نامہ ص ۱۱۱) ہاتھی اور عبور دریا | ہاتھی فوج کو دریا بھی عبور کراتے تھے، فیروز شاہ لکھنوی کی فہم پرورد، پیرا نور سے بن

۱۱۱۱۔ کیرا۔ ج ۱ ص ۲۶۱۔ اکبر نامہ جلد دوم ص ۳۰۳۔ ایضاً ص ۳۰۳۔ ایضاً جلد اول ص ۳۰۳۔

کو سی دریا ملا، شمس سراج عقیف کا بیان ہے کہ دریا۔۔۔ اس قدر زور پر تھا کہ پانچ سو من کا پتھر ٹھیکرے کی طرح پانی پر بہتا نظر آتا تھا فیروز شاہ نے حکم دیا کہ پایاب مقام پر دریا کے بہاؤ کے بالائی اور زیر حصے میں ہاتھی کھڑے کئے جائیں۔ تاکہ لشکر آسانی سے دریا عبور کر سکیں، بالائی حصے میں اس لئے ہاتھی کھڑے کئے تاکہ پانی کا زور کم ہو جائے دونوں طرف ہاتھیوں کے جسم میں مضبوط ڈوریان باندھ دی گئیں، زیریں حصے میں ہاتھی اس غرض سے کھڑے کئے کہ کوئی لشکر ہی غرقاب ہونے لگے، تو ہاتھیوں کی ڈوریاں پکڑ لے کر اگر تو کئی بار خود فوج نے گنگا اور سیاس پار ہوا، شمس نے پنجاب کے ایک سرکش زمیندار کے خلاف اکبر نے شاہی لشکر بھیجا تو دونوں فوجیں دھارہ دریا کے دونوں ساحلوں پر کھڑی ہوئیں، بالآخر شاہی لشکر کے سرداروں نے بے تاب ہو کر یامیں ہاتھی ڈال دیئے، دشمن کی آتشباری سے دریا کی موجیں خونی ہونے لگیں، لیکن جری اور جانناڑ مثل ہاتھیوں پر دریا پار کرتے چلے گئے اور ساحل پر پہونچکر دشمنوں کو پسپا کیا۔

ہاتھی اور حصار سکنی | کبھی دشمنوں کی گزرگاہ کے پل اور کبھی حصار کی دیواریں ہاتھیوں کے ذریعے سے توڑی جاتی تھیں، ہمایوں جب شیرخاں کے خلاف دوسری بار معرکہ آرا ہوا تو اس نے بھوج پور کے پاس گنگا عبور کرنے کے لئے ایک پل بنوایا، افغانوں نے اس پل کو ایک ہاتھی گروہ بارشامی کی مدد سے توڑنے کی کوشش کی، اگرے کے پاس ایک سرکش گروہ کو فرو کرنے کے لئے اکبر جنگ پر مذکور (۹) میں شریک ہوا، نوایک دیوار کو اس نے خود ایک ہاتھی پر سوار ہو کر توڑا، شاہجہاں کے زمانہ میں دکنی فتوحات کے سلسلے میں پرپندہ کے پاس حصار قصبہ کی پانچ گز اونچی اور تین گز چوڑی دیواریں ہاتھیوں ہی سے توڑی گئیں۔

سلا آریخ فیروز شاہی عشیت ص ۱۱۱ تفصیل کے لئے دیکھو اکبر نامہ جلد دوم ص ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳ اکبر نامہ

جلد دوم ص ۲۳۰ ایضاً جلد اول ص ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳ ایضاً جلد دوم ص ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳ شاہجہاں نامہ جلد اول ص ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳

ہاتھی اور نقل و حمل | مذکورہ بالا خدمات کے علاوہ ہاتھی جنگی سامان کے نقل و حمل کے لئے بھی استعمال کئے

جاتے تھے، میدان جنگ میں حرم کی عورتیں ساتھ ہوتیں تو ہاتھی ہی پر ان کے محل ہوتے تھے،

ہاتھی سے نقصانات | شروع میں کہا گیا ہے کہ بعض اوقات باجے کی آواز ہندوؤں کی گرج سے ہاتھی خوفزدہ

ہوتے یا تیروں، تلواروں، گولیوں اور تیشوں کی آتش باری سے زخمی ہو جاتے، تو اپنی فوج ہی کو بہت

نقصان پہنچاتے، انڈیا میں سے جب محمود ^{۹۹} نے ^{۱۰۰} میں بڑھا تھا، تو اول الذکر کا ہاتھی بارود کی آواز

سے بھڑک کر میدان کارزار سے بھاگا، انڈیا میں لشکر کی سمجھ کہ اس کے راجہ کا پاؤں اٹھ گیا ہے

اس لئے انھوں نے بھی میدان جنگ چھوڑ دیا۔

۱۰۱۰ء میں بہار کی تسخیر کے سلسلہ میں اکبر کے ایک فوجی سردار معصوم خاں کا مقابلہ کالا پھاٹا افغانی

سے ہوا، جنگ کی شدت میں کالا پھاٹا کا ایک ہاتھی معصوم خاں کی طرف بڑھا، اور اس کو سونڈ میں لپیٹ

کر گھوڑے کی پیٹھ پر سے زمین پر دے مارا، لیکن معصوم خاں کی فوج کے تیر انداز بڑھ کر ہاتھی پر تیروں کی

بارش کرنے لگے، اس کا فیضان تیروں سے زخمی ہو کر ہلاک ہوا، جس کے بعد ہاتھی بے قابو ہو کر اپنی فوج

کی طرف پٹا، اور اپنے شکاریوں کی کو پا مال کرنے لگے، یہاں خیر المسلمین کے مصنف کا بیان ہے کہ افغانوں

کو صرف اس ہاتھی کی بدولت شکست ہوئی۔

۱۰۱۱ء میں اکبر کی فوج محمد حسین مرزا کی سرکشی کو فرو کرنے کے لئے احمد آباد گئی، نومبر ان جنگ

محمد حسین مرزا کی فوج کا ایک ہاتھی نشانہ کیا، آواز سے بدست ہو کر میدان میں اس طرح بھاگتا پھرا

کہ ہر طرف سے فوج منتشر ہو گئی، نشانہ بجا آبلہ کر دیا گیا، تو اس ہاتھی کی پرستی بھی کم ہوئی۔

۱۰۱۲ء میں خجندہ میں اکبر کے فوجی سردار نورنگ خان کا ہاتھی مڑاؤ کی کوشش دغوتا

میں اپنا غورزدہ ہو کر پٹ کر رہا، فوج کے سرداروں نے کچھ نہ کیا۔

بان اور آتش بازی کے چھوٹے سے بھی ہاتھی سر اسیم ہو کر اپنی فوج ہی کے لئے باعثِ ہلاکت ہو جاتے
اکبر نے ایک ایسی چرخِ ایجاد کی تھی جس میں بارود بھری ہوتی تھی اور جب اس کے فیتلے میں آگ دی جاتی تھی
تو وہ گردش کرتی تھی، اور اس سے بڑی خوفناک آواز نکلتی تھی جس کو سن کر ہاتھی بھڑکتے، اور دوڑ
بھاگتے تھے۔

تیمور محمودی سے لڑا تو اس کی فوج ہندوستان کے ہاتھیوں سے خوفزدہ تھی، لیکن پہلے بیان کیا
جا چکا ہے کہ تیمور نے ان ہاتھیوں کو اس طرح پسا کیا کہ پہلے اپنی فوج کے آگے خندق کھودوائی، خندق
کے سامنے بھٹیوں کو ایک دوسرے سے چڑی میں بندھوا کر کھڑا کیا، اور راستے میں بوہت کی ناروا
کیلیں بچا دیں، جو ہاتھیوں کے پاؤں میں اس طرح چبھتی تھیں کہ وہ تیمور کی فوج کی طرف یورش کرنے
سے مطلقاً مجبور رہے۔

نادر شاہ نے ان ہاتھیوں کو پسا کرنے کی خاطر کچھ اور طریقے اختیار کئے، اس نے مٹی کے توپ
بنائے جن کو دو اونٹ کھینچ کر آگے بڑھا سکتے تھے، ان توپوں پر آتش مادے بچھا دیئے، اور لڑائی
کے موقع پر ان میں آگ لگا دی، اونٹ تو دے کر آگے بڑھتے تو آگ کے شعلوں کی لپٹ سے
ہاتھی سر اسیم ہو کر اور دھڑ بھاگتے پھرتے تھے۔

لیکن میدانِ جنگ میں ہاتھیوں کی منفرد رسائی کے باوجود وہ فوج کے اہم اجزاء برابر رہے
اور نعل بادشاہوں کی لڑائیوں میں آخر آخر وقت تک استعمال کیے گئے۔

۱۰ اکبر نامہ جلد سوم ص ۱۰۵ نزاک جہانگیری ص ۲۰ آئین اکبری جلد اول ص ۹۲-۹۱ تفصیل کے لئے دیکھئے

لیڈ میو غلہ از ولیم اردن جلد دوم ص ۲۶

توپچی

آتشیں اسلحہ کے ذکر میں ہم توپوں کا ذکر کر چکے ہیں ان سے مختلف قسم کی توپوں کا صحیح اندازہ ہوا ہوگا،
عمیدار | توپیں جہاں ڈھالی جاتی تھیں ان کو توپخانہ کہا جاتا، قلعوں کے زمانہ میں اس کا نگران خانسانا
 یا وار و غمہ توپخانہ کہلاتا تھا توپچیوں کے نگران کو میر آتش کہتے تھے توپیں قلعوں خصوصاً اگر وہ دہلی اور
 لاہور کے قلعوں میں محفوظ رہتی تھیں ان کا نگران قلعہ دار ہوتا تھا میر آتش اپنے محکمہ میں ہی سارا
 کام انجام دیتا تھا جو میر بخشی دیا کرتا تھا وہ بادشاہ اور خانسانا کو محکمہ کی کارکردگی سے باخبر رکھتا تھا،
 سارے احکام جاری کرتا، میدان جنگ میں توپچیوں کی صف آرائی کرتا ان کو ضروری ہدایتیں دیتا
 اسی کی ہدایت پر توپچی ساری جنگ لڑا کرتے توپچیوں کو مقررہ اور ہر وقت بھیج کر تا اس کے نائب مشت
 کہلاتے تھے،

گولہ انداز | ہر توپ کے ساتھ گولہ انداز ہوتے جن کی تعداد انکی توپ کی نوعیت کے مطابق ہوتی، میرزا
 حیدر و دولت مؤلف تاریخ رشیدی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمایوں کی ہر توپ کے ساتھ اوسطاً
 سات گولہ انداز ہوتے، جہاں گولہ اپنے پہلے سال جلوس میں لکھتا ہے:

بیرواتی ما..... میر آتش خود ساختم و علم کردم کہ ہمیشہ در توپخانہ رکاب پناہ ہر توپچی

دس ہزار ارب توپ مستعد و مادہ سراخاتم نماید (ص ۱۱)

تاریخ رشیدی انگریزی ص ۱۲۷

اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہر توپ کے ارابہ (گاڑی) کے ساتھ سولہ سترہ توپچی ہوتے تھے۔
تعداد توپوں کی نوعیت کی بنا پر گھٹتی بڑھتی رہتی، گولہ انداز کی طرح دیگر انداز، برق انداز اور
معد انداز بھی ہوتے، یہ اصطلاحیں توپوں کی قسموں کے نام کے مطابق ہوتیں،

ارابہ | میدان جنگ میں صفوں کی ترتیب ہو جاتی تو جس صف میں توپیں ہوتیں، ان میں سے بڑی
بڑی توپیں ارابے (توپ کی گاڑی) پر رکھی جاتیں، دو دو توپ کی گاڑیاں تھوڑے تھوڑے فاصلے
پر بنجر اور چمڑے سے باندھ دی جاتیں، اوزیچ میں مٹی سے بھرے ہوئے توپڑے رکھ دیے جاتے توپچی
ان گاڑیوں اور توپڑوں کے پیچھے کھڑے ہو کر گولہ انداز کی کرتے، ابار کا بیان ہے کہ رومی اپنے توپچیوں
کو اسی طرح صف آرا کرتے، کچھ توپچی ہاتھی اور اونٹ کی پیٹھ پر بھی ہوتے، جو گھبراہٹ اور شہزادوں
کے ذریعہ سے دشمنوں پر گولے برساتے، یہ توپچی میدان جنگ اور جنگ حصار میں کس طرح نیم
میں انتشار اور سرسنگی پھیلاتے، اس کی تفصیل باب ”میدان کی جنگ“ اور ”حصار کی جنگ“ میں آئے گی،
بار کے توپچی | لیکن یہاں پر اس کا اجمالی ذکر ضروری ہے کہ پانی پت کی پہلی جنگ اور کذاہہ کی لڑائی
میں بار کے توپچیوں نے جو ہولناکی پیدا کی اس فتح و کامرانی میں طبری مدنی، بابر کی فوج میں استاد علی
قلی اور مصطفیٰ توپچی بڑے مہر و فن نگ انداز سمجھے جاتے تھے، میدان جنگ میں بابر کے سوار گھیر گھیر کر دشمنوں
کو اپنے توپچیوں کی زد میں لاتے اور یہ مستعد توپچی ان کو ہلاک کرتے، علی قلی نے کذاہہ کی جنگ میں جو کمانا
انجام دیئے، اس کی تصریح کرتے ہوئے ابو الفضل نے لکھا: ”و ما در العمری علی با توابع خود پیش تبول ایتادہ
بود، و در انداختن سنگ و ضرب زدن و تنگ کارنا ما بتقدیم می رسانید“ (اکبر نامہ جلد اول ص ۱۰۹)

بابر نے گنگا اور گجرات کے حکمرانوں کے پاس ہنگالیوں کے غارت جنگ کی تو استاد علی قلی نے دریا میں چھوٹے
پرگولوں کا مینہ برسا یا اور ان کی کچھ کشتیوں کو غرقاب کرنے میں کامیاب ہوا،

بہادر شاہ گجراتی کے توپچی | بہالیوں کے حریف بہادر شاہ گجراتی کو توپوں سے عشق تھا، اس نے اپنی

سلاہ بزرگوار اور درجہ جس سے اس نے اپنے اس ۳۵۴

توپیں جمع کر لی تھیں کہ اس کو غور ہو گیا تھا کہ اس کے اسلحہ خانہ میں توپ تفنگ کا جو ذخیرہ تھا، وہ قیصر روم کے علاوہ کسی فرمانروا کے پاس نہ تھا، اس کو فرنگی خان اور رومی خان دو ماہرین فن ایسے مل گئے تھے کہ جو توپیں ڈھال ڈھال کر اس کے ذخیرہ میں برابر اضافہ کرتے رہے، اور اس کی قوت کا مقابلہ پرتگیزی بھی مشکل سے کرتے تھے ہشتہ میں اس کو معلوم ہوا کہ پرتگیزی دیو پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں تو مالوہ سے یلغار کرتا ہوا جزیرہ دیو پنچا فرشتہ کا بیان ہے کہ اس کی آمد کی خبر سنکر فرنگی بھاگ گئے، اور اپنی ایک بہت بڑی توپ جس کے مقابلہ میں ہندوستان میں کوئی توپ نہ تھی، چھوڑ گئے، بہادر شاہ نے اس کو آلاجرہ ثقیل کے ذریعہ محمد آباد چانپا نیر بھو ادیا، بہادر شاہ نے چٹوڑ کا محاصرہ کیا تو مرآۃ سکندر می کے مؤلف کا بیان ہے کہ اس محاصرہ میں رومی خان نے اپنے ہمراہوں کے ساتھ ایسے کر تپ دکھائے کہ آج تک کسی نے دیکھے تھے اور نہ سنے تھے، توپوں کو بلند پہاڑ پر قلعہ کے مقابل میں لے گیا، اور نقب لگایا پھر سا با طیار کر کے توپوں سے قلعہ کی دیوار میں اتنے رخنے پیدا کر دیئے کہ قلعہ والے عاجز آکر سپر ڈالنے پر مجبور ہو گئے، بہادر شاہ جب ہمایوں سے شکست کھا کر جزیرہ دیو میں پناہ گزیں ہوا، اور ہمایوں جانی نیر پنچا تو قلعہ والوں نے تمام توپیں اندر کر لیں ایک توپ مجنوں نامی کو ابھی اندر لے جانے نہ پائے تھے کہ ہمایوں پہنچ گیا، اہل قلعہ نے توپ کو کیلیں مار کر بے کار کر دیا، ہمایوں کو بڑی مایوسی ہوئی لیکن رومی خان نے جو بہادر شاہ سے ٹوٹ کر ہمایوں سے مل گیا تھا، اس کو از سر نو درست کیا، اور گویہ قد میں چھوٹی ہو گئی اور اب وہ بھی کم لینے لگی لیکن مرہٹے بعد بھی بلا سے آسمانی ثابت ہوئی اور جب یہ چھوڑی گئی تو پہلے ہی گولہ سے قلعہ کا اگلا دروازہ گرا اور دوسرے گولہ سے ایک عظیم الشان درخت جڑ سے گر گیا۔

.....

..... قلعہ والوں پر لرزہ طاری ہو گیا لیکن رومی خاں کا حریف فرنگی خان محصورین میں تھا، اس نے اس پر تانک کر دیا گولہ مارا کہ یہ کھٹے ٹکڑے ہو گئی، انعام میں اس کو سات من

توپوں سے لڑنا بہادر ہی کی | اکبر کا آتشیں اسلحہ کی ایجاد کا بڑا شوق تھا جیسا کہ ایک گزشتہ باب سے معلوم
دیل دیتی

اور اس صنعت کو اتنا غیر معمولی فروغ ہوا کہ تمام صوبوں میں فوجوں کے پاس بکثرت توپیں رہنے لگیں
آئین اکبری کے بیان کے مطابق صرف صوبہ بنگالہ میں مقامی فوج کے پاس چار ہزار دو سو ساٹھ توپیں
تھیں، اکبر نے اپنی مختلف لڑائیوں میں توپ و تفنگ کو بہت ہی مفید طریقے سے استعمال کیا، لیکن
افضل کو توپ و تفنگ کی لڑائی کے ذکر میں کوئی لذت نہیں محسوس ہوتی تھی، اس لئے اُن کے
ذکر میں بخل سے یہ کہہ دیا ہے، حتیٰ کہ ان توپچیوں کا ذکر پیدل سپاہیوں کے ساتھ کیا ہے ہمارا
اور ہر دانا سپاہی گھوڑے کی پیٹھ پر تلوار اور نیزے سے لڑا کر اپنی سپہگرمی کا جو ہر دکھانا نسبتاً زیادہ
پسند کرتے تھے۔ چنانچہ شاہجہاں کے عہد میں قندھار شاہی لشکر بھیجا گیا، تو اس کا مقابلہ ایرانیوں
نے کثیر التعداد آتشیں اسلحہ سے کیا، لیکن ہندوستانی فوج اپنی بہادری کے نشہ میں انکو طمانہ دیتی تھی کہ وہ
اپنی بزدلی کے سبب سے ہرگز سے جنگ کرتے ہیں، مردانگی ہوتی تو تلوار سے لڑتے، اور گریب کے
لڑکوں میں جنگ لڑتے، مگر آج کل کے میدان میں اعظم شاہ اپنی شجاعت کے پندار میں ایسے لڑکے کہ
تو پ و تفنگ تو بے شمار تھا، یہاں تو ہزاروں کا ہتھیار تلوار ہے،

ہندوستانی سپہ سالار | نیکی غلوں کی ہر لڑائی میں توپچیوں کی صف ضرور رہتی تھی، حتیٰ کہ قندھار
توپوں کا مقابلہ کیا، مگر اس میں بھی توپچیوں اور ہر قندازوں کی بڑی تعداد شریک تھی، ۱۶۱۱ء
میں شہنشاہ اورنگزیب کی گزرائی میں شاہی لشکر بھیجا گیا، تو اس کے ہمراہ چار ہزار سوار کے ساتھ
دس ہزار برتن، اور آٹھ سو چار ہزار لڑاکے، ان کے ساتھ ہتھیار بڑی تعداد میں تھے، جن میں میاں تھیں

لے مارا کے سواروں

میں ہتھال، سوستر ہال تھیں، تین ہزار اونٹ فقط اس کام کے لئے تھے کہ وہ توپ خانے کے مصاح
 جیسے سیسہ بارود، اور آہنی گولے کی باربرداری کریں، تو بچپوں کی تین تین ماہ کی تخواہیں پیشگی دی
 گئیں لیکن یہ توپیں دشمنوں کی توپوں کے مقابلہ میں زیادہ کارگر ثابت نہیں ہوئیں، خود خانی خاں
 کا بیان ہے کہ ایرانیوں کے پاس گوہر باتوپیں تھیں، ہندوستانی فوج میں سے مورچال سے کوئی
 سر بھی نکالتا، تو جان سے جاتا، رات کو قزلباش مورچال پر حملہ کرتے، آدمیوں اور مویشیوں کو ضائع
 کر دیتے، حتیٰ کہ ان کی توپوں کو ناقص کر کے قلعہ واپس چلے جاتے، ہندوستانی فوج مورچال کو بڑھانے
 کی کوشش کرتی، تو قلعہ سے توپوں کی ایسی بارش ہوتی کہ ہندوستانیوں کو کچھ کام کرتے نہ بنتا، اسی کار
 میں دو بڑی شاہی توپیں تڑخ گئیں، پانچ اور توپیں مورچوں میں لگائی گئیں لیکن ان کے توجہ
 ایسے ناماری تھے کہ دشمنوں کے مقابلہ میں بے بس ثابت ہوئے، خانی خاں کا بیان ہے کہ قلعہ کے اندر
 روٹی اور قزلباش گولہ انداز بالکل بے خطا نشانہ مارتے تھے، اور انھوں نے ایسی آتشباری کی کہ
 اورنگ زیب کی فوجی ہوشمندی، راجپوتوں کی بہادری اور دوسرے لشکریوں کی جان نثاری کچھ کام
 نہ آئی، اور جب ہندوستانی فوج کے بارود اور مصاح ختم ہو گئے، تو ان کو مراجعت کرنی پڑی،
 ۹۳ھ میں جب داراشکوہ کی رہنمائی میں شاہجہاں نے ہندوستانی فوج تھکائی تو اسکی
 معیت میں دس بڑی بیں بچھوٹی اور، چھ بڑی ہوائی توپیں، تیس ہزار چھوٹے بڑے گولے، چودہ ہزار
 بان اور... ۵۰۰ من بارود، پانچ ہزار برتن، ۵۰۰ آدمی ہزار نبہ و تہی اور بے شمار بان اور
 اور گولہ انداز تھے، ہراول کے طور پر رستم خان کو قلعہ گیری کے تمام سامان کے ساتھ روانہ کیا گیا،
 اس نے تھکھار کے قلعہ کے پاس پہنچ کر پہلے قزلباشوں سے ایک ملکی سی جھڑپ کی، پھر دشمنوں کے
 گولوں کی زد سے دیر اپنی فوجوں کا کیسے لگا یا اور جب خود داراشکوہ پہنچا تو اس نے قلعہ کے گرد

لے خانی خاں جہد اول ص ۸ - ۱۰، لے ایضاً ۱۳ - ۱۴، لے ایضاً ۱۶ - ۱۷

آٹھ سو چھ بنائے، اس طرح کہ قلعہ بہت کے سربراہ رستم خاں کو مقرر کیا، اور برج آب دزد کے روبرو راج بٹے متین ہوا، دروازہ اولیس قرن کے متوازی قلیج خاں مقرر کیا گیا، دروازہ بابا ولی کے برابر مہابت خان ہو، برج چل زینہ کے محاذ پر اخلاص خاں کھڑا کیا گیا، دروازہ حضری اور برج آب دزد کے سامنے قاسم خاں مقرر ہوا، اور دروازہ اولیس قرن کے روبرو میر آتش جعفر کو مورچہ بنانے کا حکم دیا گیا، اور برج آب دزد کے مورچال کو ملا فاضل میر سامان کے سپرد کیا گیا، ہزار بیدار اور ستر نقب کن بھی اُن کے ساتھ مقرر کئے گئے، اور ہر مورچہ پر نوپیں نصب کی گئیں، اس طرح قلعہ کو مرکز وار مورچوں کے احاطہ میں گھیر لیا گیا، ان فوجی سرداروں میں محمد جعفر میر آتش نے سر پر بڑے بڑے پر لگا رکھے تھے، کسی نے پوچھا کہ یہ پر کیوں لگا رکھا ہے؟ تو وہ اپنی جان نشاری کے جذبہ میں بڑے پندار سے بولا کہ یورش کے دن اپنے سروں سے اڑ کر قلعہ میں پہنچ جاؤں گا لیکن محصورین میں کوئی سراسمگی پیدا نہیں ہوئی، اور وہ اندر سے برابر گولے پھینکتے رہے، ہندوستانی فوج نے اپنے دمدہ پر سے توپ کا ایک گولہ ایسا پھینکا کہ قلعہ کی ایک بڑی توپ کا دھڑا اڑ گیا اور وہ چالیس روز تک کام نہ کر سکی، لیکن محصورین توپوں کی صنعت میں بھی اچھے ماہر تھے، اس کو اس کا دبانہ کھاٹ کر اس کو پھر کام میں لے آئے، اس کا گولہ دوڑ تک جاتا تھا، اور بارہ گولے ہر روز چھوڑے جاتے تھے، ۶۵ روز گزر جانے کے بعد بھی ہندوستانی محصورین میں انتشار پھیلا نہ سکا، ایک روز ہندوستانی لشکر ہزار گز سے مورچال بنا کر قلعہ کے پاس پہنچا لیکن محصورین نے اس پر ایسی آتشباری کی کہ ہندوستانی لشکریوں کا ڈھیر ہو گیا، راجہ روپے چل زینہ پر قبضہ کرنے کی خاطر حویب ہندی شروع کی، اور تختوں کی پناہ میں وہ لکڑیاں پہنچاتا رہا، کچھ اور لشکر ہی برج کی دیوار پر چڑھ گئے، لیکن محصورین نے توپ تفنگ کے اتنے گولے اور نفلے اتنی آگ برساتی کہ اُن کے دھوئیں اور گرمی سے یہ جاناں لشکر ہی پریشان ہو کر واپس لوٹ گئے، قلعہ قہار کے لینے میں تاخیر ہوئی تو رستم خاں نے قلعہ بہت کی طرف رخ کیا، رستم کے توپچی یہاں کامیاب ہوئے، قلعہ بہت کے توپچیوں نے بھی جوابی حملہ کیا، لیکن یہاں اُن کی

توپیں ہندوستانی توپوں کے مقابلہ میں کمزور ثابت ہوئیں، دونوں طرف دھواں دھار جنگ ہوئی تھانی
 خاں کا بیان ہے کہ دونوں طرف کے توپ و تفنگ اور زنبورک کی کڑک سے آسمان گونجنے لگا، اور زمین
 پر زلزلہ لگ گیا، اور آخر کار رستم خان غالب آیا، لیکن قلعہ قندھار کا غاصرہ جاری تھا، محصورین اپنی مردانگی
 میں قلعہ سے باہر نکل کر شاہجہانی لشکر پر حملہ کرتے، اور پھر مراجعت کر جاتے، دارا شکوہ کے حکم سے میرنشین
 جعفر نے ایک وید نہ بنایا جس کا طول ۵۰ گز عرض ۵۰ گز اور ارتفاع ۵۰ گز تھا، ایک لاکھ روپے خرچ ہوئے
 اور چالیس روز میں تیار ہوا، اس پر دس توپیں نصب کی گئیں، جن میں سے پانچ سو سے کم کا گولہ نہیں
 چھوڑتا تھا، حصار پر ان گولوں سے ضربیں لگائی گئیں، اندر قلعہ میں جو نہ بچ سکے، وہ ان گولوں سے توڑ
 دیئے گئے، ایک ہوائی توپ کا گولہ قلعہ کے بارود خانے میں جا کر گر تو ہوا، بارود غامد ہو کر خاک، سیاہ ہو
 گیا، ہندوستانی لشکریوں نے تین بار پوریش کی لیکن محصورین نے مردانہ وار ان کو روک دیا، کچھ روپے اپنی پسپائی
 کا اطمینان ہوئے دیا، ایک روز ہندوستانی لشکر نے سیماک کے اوپر چڑھ بھی گئے، تو پھر واپس ہوتے ہوئے
 گولہ بادی کی کہلاشوں کا ایک انبار لگ گیا، ہندوستانیوں نے قلعہ کے ارد گرد غاصرہ لگا کر اس کے آگے
 میں برج بنا کر پھر چل بڑھانا شروع کیا، امیر آتش جعفر نے ایک خاکریز تھپا کر چوڑی دیوار بنائی، اس پر
 اس کے اوپر بیلداروں کی محافظت کے لئے ایک برج تعمیر کیا، دوسری سمت پر دیوار بنائی، اس پر پانچ
 گز کی ایک تیر کھدی گئی، جو تین گز چوڑی اور سات گز گہری تھی، اور جسے تین سو گز کا قلعہ پانچ
 لکھ پانچ سو گز سے خندق کا پانی باہر نکال دیا گیا، لیکن محصورین نے خاکریز پر دیوار بنانے کے
 اندر پانی اس طرح بھر دیا کہ وہ اپنے کو محفوظ سمجھنے لگے، لیکن خندق کے کنارے پر ہندوستانی گولہ
 بارانوں سے نہ پانی تو نہیں بڑھتا توپوں سے قلعہ کی دیوار پر ضربیں لگائی گئیں، اس سے دیوار کی پلے
 در پلے گرنے لگی، ہندوستانی لشکر کی کافی جانیں تھیں، مورچوں پر بھی ہندوستانی توپیں چڑھ کر
 گولی پھینک کر ان کی کمانیں سے پھریں، مگر وہاں پنجویں روز ہندوستانی زنبورک سے لڑائی ہوئی، اس میں

کندار و زردبان لگا کر رستم خان، لشکر خاں، ایرج خان محمد جعفر اور جہت سردار حصار کے اوپر چڑھ گئے ان کے ساتھ بہادر اور جانناز جوان بھی تھے، ددموں اور حصار کے پائیں کے درمیان متواتر بارش کی گئی ٹانہ برانداز گولوں سے ایک قیامت مچا ہو گئی، ہر طرف توپ آفنگ اور زبردست کے کئی ہزار گولے بہادروں کی پوش کو کامیاب اور محصورین کو سراسیمہ کرنے کے لئے پھینکے گئے، جو دیوارین گولوں کی ضرب سے گرتی تھیں وہ رات کو محصورین اور سردار بنالیتے تھے لیکن اس پوش میں دیوار تعمیر کر کے، فوجی سردار اپنے ہمراہیوں کی ہمت بڑھانے اور غیبت تحریریں دیتے اس قدر چخیے کہ ان کی آواز بڑھتی ہوئی ملکات کی تارکی میں وہ قلعہ کے اندر نہ گھس سکے لیکن جب صبح ہوئی تو قربا ہشتوں نے قلعہ سے توپ آفنگ کے گولے، آہتی ٹکڑے، ساچے (۹) پی شیشیاہ (پیسے) اور دشمن نفاذ اور آتش گیر مادے اور چھوٹے بڑے پتھر پھینکے کہ حملہ آوروں کو ہر تھکنے اور سہرا ٹھکانے کا موقع نہ ملا، اور ان کی ایک بڑی تعداد قتل ہو گئی، ہندوستانی فوج نے پھر بھی ہمت نہیں ہاری، اور دوسری بار بارش کرنے پر لگے گئے، پھر تیسرے بارش سے قلعہ لگانے کی خاطر ددمے اور مورچاں بنائے، ان کے بنانے میں جانیں قربانی ہوئی تھیں لیکن انھوں نے ہوا و زمین کی تمام مرتبہ عوب، عجم اور ہند کے ہندوؤں نے تختوں اور کھڑکیوں کو رسی سے جوڑا ان کے درمیان پھانٹ کے دامن کے جوت میں جا کر گولوں سے محفوظ ہو گئے لیکن محصورین ان سے بھاگنا نہ سکا، بالاک اور کھنڈ نکلے، انھوں نے مشکوں (خچک) اور دشمن نفاذ بھرا، اور دشمنوں کے تختوں کے برابر عمارت بنایا، پھر ان مشکوں میں تیرکے سیڑھ سواری کے لئے تختوں سے لکڑی سے تھکنے اور درختوں کے پھل چھلکے، ان کی کھانٹ اور پائے کیڑوں کی تھکنے لگا کر ان تختوں پر سردار عروج پیدا کر کے کھڑے ہوئے، ان کے ساتھ لشکر بھی جلی بھن کا خاک چھٹکے، اور پھر عجم کے اندر سے نکلے، ان کے ساتھ کھنڈ اور ددمے کے نیچے لگے اسے بنایا، اور ددمے سے پاس پر چل کر آئی، ٹھکی کھڑکی کی تار مار، کھنڈوں کی

لے نشی ڈکا، قلعہ میں جانناز جوان بھی تھے،

جس سے ہندوستانی فوج کے لئے بڑی رکاوٹیں پیدا ہو گئیں، اسی کے ساتھ دونوں طرف سے گولوں کی بارش بھی جاری رہی، محاصرہ کی مدت پانچ مہینے سے زیادہ رہی، شاہجہانی فوج کی طرف سے تائیں ہزار گولے قلعے پر پھینکے گئے، سرب اور بارود سب ہی ختم ہو گئے، لیکن محصورین کسی طرح منسوب نہ ہو سکے، اور یہاں ہندوستانی فوجوں کو یہ احساس ہوا کہ آلہ کی توہین بہت بڑی اور ترقی یافتہ سی لیکن فوجی اور ایرانیوں کے توپوں کی مقابلہ میں کمتر اور فروتر رہا، پھر سخت تیزی اور ہوشمندی، اور نہر کے ساتھ آتشیں اسلحہ اور آتشگیر مادے ایرانی استعمال کر سکتے تھے یا اپنی مجروح توپوں کی مرمت کر لیتے تھے، ہندو میں اس عروج کی مہارت نہ تھی،

تقریباً نوے سال کے بعد ۱۷۳۹ء میں ایرانی فوج نادر شاہ کی سرگرمی میں ہندوستان آئی تو اس وقت بھی کرناٹک کے میدان جنگ میں ہندوستانیوں کو محصور ہوا کہ ان کی توہین ایرانی توپوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ کارگر اور موثر نہیں، ایرانیوں کو باسکول توپیں چھوٹی اور ہلکی تھیں، ہزار ہا سائیدیا آٹھ فٹ سے زیادہ لمبی نہ تھیں، اور ان کے ساتھ زین پر نصب کرنے کے لئے ذک دار شاخیں ہوتیں، انہوں نے پراسانی سے سر کی جا سکتی تھی، اس سے دوپونڈے گولے دوڑتے تھے، ہائٹ بھی ایسے تربیب یافتہ تھے کہ وہاں کے سے بالکل نہیں بدکتے، ان آٹھوں پرستہ ہاتھی پرستھیں، اسلحہ ہندوستانی فوجی سروراء آجانی سے فٹ لگے گی، ان میں آجاتے تھے، نادر شاہ لشکر میں کئی ہزار جزاؤں پرستھ، اور وہ میدان جنگ کی سولہ میں ایسی تربیب و نظم کے ساتھ کھڑے رہتے کہ اپنے مردار کے حکم کے بغیر ایک پانچ بھی حرکت نہ کرتے، اور یہ وہ حکم دیتے، تب ہی وہ اپنی زمین پر سر کر تے، اسی طرح ان کی بارود و خداداد توپیں ہونے لگی، اور جب ان کو حکم ملتا تو وہ

ملے اس محاصرہ کی تفصیل کے لئے دیکھو: تاریخ الہیاء، ج ۱، صفحہ ۱۰۴ - ۱۰۵، ذکار شاہ

ایسی مہارت سے آتش باری کرتے کہ غنیم کو جواب دینے کا موقع نہ ملتا، ہندوستانیوں کے پاس بڑی بڑی توپیں تھیں، ان میں سے بعض کو پانچ پانچ سو اور ہزار ہزار ہیل کھینچتے تھے، ان کے آزمودہ کار فوجی سردار آصف جاہ نے شروع میں جنگ کا بڑا اچھا نقشہ تیار کیا تھا، اس نے کرناٹل کے میدان میں نہایت مستحکم مورچہ بنا کر ایک دائرہ میں اپنی فوج اتاری اور چاروں طرف توپ خانے کی باڈ لگا دی، اس مدافعتیہ جنگ سے شروع میں ایرانی فوج گھبرا گئی، ان کو میدان جنگ میں ایک قلعہ نظر آیا جس کو پورٹ کر کے سہارا کرنا ان کے لئے مشکل تھا، لیکن آصف جاہ کے حریف امرائے اس طریقہ جنگ کو بزدلی پر محمول کیا، اور آخر میں برہان الملک سعادت خان (والی اودھ) نے مورچوں سے نکل کر ایرانیوں پر حملہ کر دیا، پھر تو ہندوستانی فوج کا سارا نظم و نسق جاٹا رہا اور ایرانیوں کے توپچیوں اور سواروں کے مہارت پر ربط و میل سے ان میں ایسا انتشار پھیل گیا کہ ان کو شکست کھانی پڑی۔

مسلمانوں کے آخری دور تک توپخانے فوج کے اہم اجزاء تھے، اور ان سے میدان جنگ میں ہونا کی پیدا کرنے میں برابر مدد ملی گئی، جیسا کہ آگے ایک باب سے ظاہر ہوگا، اور گو ہندوستانی توپیں ایرانی توپوں کے مقابلہ میں کمزور ثابت ہوئیں، لیکن پھر بھی جیسی بڑی بڑی توپیں ہندوستان میں تیار ہوئیں، ان سے اس صنعت کی غیر معمولی ترقی کا اندازہ ضرور ہوتا ہے، اس کی تفصیل ہم باب اسلحہ میں لکھ چکے ہیں، اور جب فرنگی ہندوستان آئے، تو ان کے ماہروں کی مدد سے اور بھی اچھی اچھی توپیں بنائی گئیں، اور توپچیوں کی کارگزاری میں بھی اضافہ ہوتا گیا، آخری دور میں ٹیپو سلطان کی توپوں اور اس کے لشکر کے توپچیوں کی کارکردگی کا اسرار انگریزوں اور فرسیدیوں نے بھی کیا ہے۔

۱۵۰۰ کا نقشہ جلد نمبر ۵ - ۵۵۲، اردن پریس، جلد دوم ص ۳۵۱ - ۳۵۲،

جنگ میں تو ہیں استعمال ہونے لگیں تو طریقہ جنگ کی نوعیت ہی بدل گئی اور جنگ روبرو دست بہ دست لڑنے اور پش پیش مردانہ ہی تک محدود نہیں رہ گئی، بلکہ جنگی تنظیم میدان جنگ میں فوجی حرکت اور حربی تدبیر کی اہمیت زیادہ بڑھ گئی، جیسا کہ آئندہ ابواسبے ظاہر ہو گا اور گروپوں سے لڑنا مردانگی کی نشانی نہیں سمجھی جائے گی۔ اس لیے کوچھے سپاہی سوار بننا زیادہ پسند کرنے لگے، تو بچپوں کی کارگزاری کے لحاظ سے ہم نے ان کا ذکر پیدل سپاہیوں سے پہلے کرنا بہتر سمجھا ہے۔ اس دور میں تو ان کو پیدل ہی میں شمار کیا جاتا تھا،

پیدل

پیدل فوج میں وہ تمام عناصر ہوتے جو گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار ہو کر نہیں لڑتے، سواروں کے مقابلہ میں پیدل سپاہیوں کی اہمیت زیادہ نہیں تھی، خصوصاً دور دراز مہم پر جانے کے لئے پیدل فوجی مفید نہیں سمجھے جاتے، گو ہر مہم میں ان کا دستہ ضرور ہوتا، فیروز شاہ ٹھٹھک کی مہم پر گیا تو اس کے ساتھ سپاہی بھی تھے، اور غنیم نے میلان جنگ میں چار لاکھ پیدل سپاہی آتارے، اسی طرح شاہجہاں کے زمانہ میں بلخ اور قندھار کی لشکر کشی کی مہم میں بھی پیدل سپاہی تھے، اذریہ ہر زمانہ میں لشکر کے ضروری اجزاء بن کر رہے لیکن بادشاہ یا فوجی افسر کو اپنے پیدل سپاہیوں سے زیادہ سواروں پر بھروسہ رہتا تھا، ایک پیدل سپاہی کی مالی حالت کچھ بھی بہتر ہو جاتی، تو وہ گھوڑے رکھ لیتا تھا، اس سے اس کو دو فائدے حاصل ہوتے تھے، ایک تو اس کی تنخواہ میں اضافہ ہو جاتا، دوسرے اس کو اپنی شجاعت کا جوہر دکھانے کا موقع ملتا تھا جس کے بعد اس کے لئے ہر قسم کی ترقی کی راہیں کھل جاتی تھیں،

پاک | منغل بادشاہوں سے پہلے پیدل سپاہی پاک کہلاتے تھے، امن کے زمانے میں یہ زیادہ محل سراؤں کی درباری کرتے، اور سلاطین کے محافظ ہوتے تھے، ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ محمد تغلق کے دربار میں اس کے دائیں اور بائیں سو سو مسلح جوان ہاتھوں میں ڈھالیں، تلواریں اور کمانیں لئے برابر کھڑے رہتے تھے، صبح الٰہی کے منقبت کا بیان ہے کہ شاہی محل کے اندر اور باہر ترکی غلام

علاء الدین خلجی کی وفات کے بعد محل کے اندر حصول تخت کیلئے جو ریشہ دو انبیاں شروع ہوئیں تو پاکلوں نے بھی نمایاں حصہ لیا، ملک کا فیر نے علاء الدین خلجی کے لڑکوں میں کسی کو تو قید کیا کسی نابینا کر دیا، شہزادے مبارک خاں کو اندھا کرنے کے لئے ایک پاکہ ہی کو بھیجا گیا، لیکن مبارک خاں نے اس کو اپنے گلے کا ایک ہار دے کر اس شقاوت سے باز رکھا، آخر میں ان ہی پاکلوں میں سے بشیر، بشیر، صالح اور منیر نے ملک کا فیر کو ایک رات محل کے اندر تین کر دیا، جس کے بعد مبارک خاں تخت پر بٹھیا، ان پاکلوں میں یہ پندار پیدا ہو گیا کہ وہ سلطان گرہیں، اس لئے اُن کے ان جذبات کو دبا کر کے ان کو ختم کرنا پڑا،

له برنی ص ۵، ۴۰، ۳۶، فتح السلاطین ۳۵ - ۳۸، یزنی ص ۷۰، ۷۱، فرشتہ ص ۱۲۳-۱۲۳، ۳۹، برنی ص ۵۹۳

بنگال کے پاک اپنی ہر د آزمائی کے لئے مشہور تھے، اور فیروز شاہ کے عہد میں یہ بنگالی پاک اپنے کو اب بنگال کہتے تھے، شیر شاہ کے زمانے میں بکسر یہ پیدل فوجوں میں نمایاں تھے، شیر شاہ نے ان کو لڑنے کے لئے اسلحہ میں بند و قیں دے رکھی تھیں،

پیادوں کی جانبازی | بادشاہوں کے محافظوں کی جانبازی کی روایت تیموری دور میں بھی برقرار رہی، اکبر کے چودھویں سال جلوس میں ن تھنوی کی تسخیر کے زمانے میں وہاں کے راجہ نے اپنے دو لڑکوں کو رسم سجدہ ادا کرنے کے لئے اکبر کے پاس بھیجا، ان کی معیت میں کچھ راجپوت بھی تھے، دونوں لڑکے جب اکبر کے حضور میں پہنچے تو ایک راجپوت کو یہ شبہ ہوا کہ کہیں یہ گرفتار نہ کر لئے جائیں، اپنی وفاداری دکھانے کی خاطر اس نے دربار ہی میں اپنی تلوار نیام سے کھینچ لی، اس کو اس طرح برفرو دیکھ کر اکبر کے محافظوں میں سے بی پک داس نے اس کو بڑھ کر روکا، لیکن راجپوت نے بی پک داس پر مختلف ضربیں لگائیں، بی پک داس اپنی جگہ سے نہ ہٹا، راجپوت اکبر کی جان لینے کے لئے آگے بڑھا، پورن ملی اور دوسرے راجپوت اکبر کے لئے سینہ سپر ہو گئے، اور وہ سب زخمی ہوئے اور ہلاک ہوئے، بڑی مشکل سے وہ راجپوت مغلوب ہوا، عالمگیر اپنے سواہیوں سال جلوس میں دہلی میں عبد شعی کی نافرمانی پر محل واپس آ رہا تھا کہ راستہ میں کسی دیوانہ نے اس کو ایک لکڑی ماری، جو اس کے زانو پر لگی، محافظ گریز برداروں نے اس کو فوراً گرفتار کر لیا، اور جب وہ عالمگیر کے سامنے لایا گیا تو اس کو میراجم خسروانہ سے معاف کر دیا گیا،

پیادوں کی صف آزمائی | پیدل سپاہیوں کے کچھ دستے میدان جنگ کی ہر صف میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتے، اس کتاب کے باب میدان جنگ میں فوجوں کی ترتیب کے مطالعہ سے ہو گا کہ پیادے اگر آگے ہوتے تو

صفحہ پرتی ص ۵۹۲، ۵۵۱ اکبر نامہ جلد دوم ص ۳۰۰ - ۳۰۱ -

۵۵۱ آثار عالمگیری ص ۱۰۲

پہلی قطار میں برگستان، جوشن اور سپروالے تیر انداز رکھے جاتے، دوسری قطار میں زرہ پوش، نیزہ باز اور تیغ انداز سپر کے ساتھ ہوتے، تیسری قطار میں تبر اور گرز برداروں کی جماعت ہوتی، چوتھی قطار سیف، شمشیر اور گرز والوں پر مشتمل ہوتی، یہی یہ پیادے سواروں کے پیچھے ہوتے، یہ ہاتھیوں کے ارد گرد زمین ہوتے، اس سے دو فائدے تھے، ایک تو یہ کہ ہاتھیوں کی محافظت ہوتی، دوسرے یہ کہ یہ ہاتھی خوفزدہ ہو کر بھاگنے کی کوشش کرتے، تو یہ پیادے ان کے راستوں کو مسدود رکھتے، پیدل سپاہیوں میں دھانک اچھے تیر انداز تھے، تیماریوں کے دور میں اوزبک بڑے چالاک، چابکدست اور ہوشمند تیر انداز سمجھے جاتے تھے، جیسا کہ آگے ذکر آئے گا،

چٹیش مردانہ | پیدل لشکریوں کی جانبازی اور پامردی کا مظاہرہ اس وقت ہوتا جب لڑائی میں فریقین گڑبڑ ہو کر دست بستہ اور روبرو لڑنے لگتے، اس چٹیش مردانہ میں لڑائی زیادہ تر تیغ و تلوار، خنجر، گرز اور بھالے سے ہوتی،

بعض اوقات سوار، توپچی اور ہاتھی بالکل بے مصرت ثابت ہوتے، تو پیدل سپاہی سرکردہ شہی سے کام لے کر لڑائی کا پانسہ پلٹ دیتے ۱۱۱۱ (۱۱۱۱) میں محمود غزنوی دریا سے راہب (یعنی رام گنگا) کے ساحل پر پور و بے پال (یعنی تیری لوجن پال) کے خلاف معرکہ آرا ہوا، تو دوسری طرف مخالف فوجیں کھڑی تھیں، محمود غزنوی دشمنوں تک پہنچنا چاہتا تھا مگر کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی، دریا گہرا اور دلدل سے بھرا تھا، دن گزر گیا، شام ہو گئی، راہبوتوں میں بھی کچھ سرانگی تھی، رات کے وقت وہ ساحل چھوڑ کر اندر آئیں، جا کر نجاؤ بنانا چاہتے تھے سلطان کو اس کی بھنک لگی، تو اس نے ہوا سے بھر کر مشکیں تیار کیں، اور کچھ جانبازوں کو ان پر بٹھا کر دریا عبور کرنے کے لئے آمادہ کیا، آٹھ لشکر سی اس کے لئے تیار ہو گئے، اور وہ سرکف

دریا کی موجوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے، راجپوتوں نے اُن کو ساحل کی طرف سے روکنا چاہا پانچ ہاتھی اور ایک دستہ اُن کے مقابلہ کے لئے آیا لیکن ان آٹھ لشکریوں نے اتنے متواتر تیر چلائے کہ راجپوت اُن کا راستہ مسدود نہ کر سکے، ان آٹھ سپاہیوں کی سرفروشی دیکھ کر محمود نے اپنے دوسرے لشکریوں کو لٹکارا تو جوش میں آکر سب کے سب دریا میں کود پڑے، اور بڑی بہادری سے آگے بڑھتے گئے، اور کوئی جان ضائع نہ گئی، اور جب اسی طیش و غضب کے ساتھ وہ ساحل پر پہنچے، تو غنیم اُن کا مقابلہ نہ کر سکے۔

اس قسم کی سرفروشی کی مثالیں ہر دور میں ملتی ہیں، علاء الدین خلجی کی فوج ملک کا نور کی سربراہی میں تلک کا محاصرہ کئے ہوئے تھی، تو حصار کے چاروں طرف خندقیں تھیں، اُن میں پانی اس قدر تھا کہ کوئی اس کو عبور کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا، لیکن کچھ لشکری بے خوف و خطر اس میں کود پڑے، اُن کے پیچھے اور دوسرے لشکریوں کی سفین چلیں، اور وہ اس طرح جان پھیل کر حصار کے اندر گھس پڑے۔

اکبر کے اکیسویں سالِ جلوس میں شاہی فوج نے داؤد خاں کے خلاف بنگال میں یورش کی تو دونوں فوجوں کی ٹڈ بھڑاج محل میں ہوئی، پہاڑ کا دامن تھا، اور سارا علاقہ پانی سے غرقاب تھا، شاہی فوج پانی میں ہل کر دشمنوں تک پہنچنا چاہتی تھی لیکن جب کچھ دور آگے بڑھ گئی تو پانی کے اندر ایک عمیق ندی ملی، اب اُن کے لئے نہ آگے بڑھنا اور نہ پیچھے مڑنا ممکن تھا، دشمنوں نے اُن کو اس طرح مصیبت میں دیکھ کر لڑائی شروع کر دی اور ان پر تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی، شاہی فوج کے سرداروں میں بابا خاں تاقو خاں نے اپنی ثابت قدمی پر قرار کھی، وہ پانی ہی میں بڑی مردانگی سے مقابلہ کرتا رہا، اور آخر میں ندی کو عبور کرنے میں کامیاب ہوا، ساحل پر پہنچ کر دشمنوں سے جو لڑائی ہوئی تو ابوالفضل کا بیان ہے کہ نہ ہی خون سے سُرخ ہو گئی، اور اس میں مقتولین

۱۔ تاریخ یعنی بحوالہ ایٹ جلد دوم ص ۱۵۰۔ ۲۔ خزائن الفتح ص ۱۵۰۔ ۳۔ اکبر نامہ جلد سوم ص ۱۸۱۔ ۱۸۰

کے سرگوبے چوگان کی طرح بہتے نظر آتے تھے۔

زم پے | جہانگیر کے چودہویں سال جلوس میں اس کی فوج کشیدار کی مہم پر روانہ ہوئی، تو پیرنپال کے پاس پہونچ کر فوجی سردار، دلاور خاں کو معلوم ہوا کہ آگے گھوڑوں کے گزرنے کا راستہ نہیں ہے، اس لئے گھوڑے تو کشمیر بھیج دیئے گئے، اور تمام لشکریوں نے پایادہ دھاوا کرنا شروع کیا، پہاڑ پر چڑھتے ہوئے وہ نرکوٹ پہونچے جو غنیم کا ایک مورچہ تھا، اس پر تسلط قائم کر کے وہ پہاڑ ہی گھاٹیوں کے نشیب و فراز سے گزر کر دریائے مروت تک پہونچے، اور ایک خونریز معرکہ کے بعد بھندرکوٹ کی طرف بڑھے، وہاں پر ایک پل تھا جس کو عبور کر کے دوسری طرف جانا چاہتے تھے، لیکن بیس روز تک دشمنوں نے ان کو روکے رکھا، کچھ لشکر ہی دریا میں کود کے ساحل پر پہونچے، اور دشمنوں پر ٹوٹ پڑے، دشمنوں نے پل توڑ کر مراجعت کی، شاہی فوج نے از سر نو پل بنایا، اور لشکر کو پار کیا، دلاور خاں نے بھندرکوٹ کی دوسری طرف پہونچ کر اپنی فوج کو آرام دلایا، اور یہاں سے دریائے چناب کی مسافت دو تیر پرتاب کی تھی، لیکن چناب کے کنارے ایک اونچا پہاڑ تھا، جس کی وجہ سے دریا عبور کرنے میں بڑی زحمت پیش آئی، یہ دریا اس طرح عبور کیا گیا کہ موٹی موٹی رسیاں اوپر نیچے پھیلا دی گئیں، دونوں رسیوں کے نیچے اوپر کا فاصلہ ایک گزر رکھا گیا، پھر رسی کا ایک سرا پہاڑ کی چوٹی پر اور دوسرا سرادریا کے ساحل پر باندھ دیا گیا، پھر دونوں اوپر نیچے رسیوں کے درمیان ایک ایک بالشت کی لکڑیاں مضبوطی سے باندھ دی گئیں، تاکہ پیدل سپاہی ان لکڑیوں پر پاؤں رکھ سکیں، اور دونوں ہاتھوں سے اوپر کی رسیوں کو پکڑ کر اوپر سے نیچے اتر سکیں، اور پھر دریا کو عبور کر لیں، اس طریقہ کو کوہستانی فوج میں اصطلاحاً زم پے کہتے تھے۔

حالہ | دلاور خاں کے لشکریوں نے زم پے باندھنے کی کوشش کی، لیکن وہاں دشمنوں نے بندھجیوں

۱۸۰۰-۱۸۰۱ء اقبال نامہ جہانگیری ص ۱۳۳، ۱۳۴

اور تیراندازوں کو متعین کر دیا تھا، اس لئے "زم پہ" نہ باندھ سکے، دلاور خاں جاے (جالما) بنا کر اپنی فوج کو دریا پار کرانا چاہا، مشکیں اور لکڑیاں ایک دوسرے سے ملا کر اس طرح باندھ دی جاتی تھیں کہ وہ پانی پر تیرتی رہتی تھیں، اسی کو جالہ کہتے تھے، دلاور خاں نے جاے بنا کر رات کو اسی بہاؤ اور جواں تہمت سپاہیوں کو ان پر بٹھا کر دریا میں چھوڑ دیا، لیکن وہ نوجوان طفلانی میں غرق ہو گئے، اور جو ساحل پر پہنچے وہ دشمنوں کے نشانے کی زد میں آئے، لیکن دلاور خاں کے استقلال و ہمت میں فرق نہ آیا وہ چار مہینے تک ساحل پر لشکریوں کے ساتھ جہاز ہا، آخر ایک ات "زم پہ" باندھنے میں کامیاب ہو گیا، اور دشمن نافل رہے، تو دو سو سپاہیوں کو سرکھٹ ہو کر ساحل پر پہنچ گئے، دشمنوں کے زرنے میں گھس کر اپنی بہادری کے کارنامے انجام دیے،

کنڈ آرائی | فصیلوں کے اوپر کند اور زردبان کے ذریعہ چڑھنے میں بھی یہ پیدل لشکر ہی بہت مفید ثابت ہوتے، ملک کا غورنے جب حصار انگل کا محاصرہ کیا تو ضیاء الدین برنی کا بیان ہے کہ اس کے سپاہی کند لگا کر حصار کے برج پر پرندوں کی طرح جا پڑے، اور تیغ، نیزہ، ناچھ اور چہار سے محصورین کا حال برا کر دیا،

تیمور نے میرٹھ کے قلعہ کا محاصرہ کیا تو اس کے بہادر سپاہی بھی کند ہی کے ذریعہ قلعے کے اندر گھسے، جہاں جا کر گھسان کی لڑائی لڑے، بابر نے چند یرمی کے قلعہ کا محاصرہ کیا، تو قلعہ کی دیوار بڑی اونچی اور گھٹن تھی اور بہار پر واقع تھا، اس کی ایک سمت کی فصیل دریا کی وجہ سے دہری بنی ہوئی تھی، جو بہار سے نیچے تھی، بابر کے سپاہیوں نے اس طرف سے قلعہ پر دھاوا کرنے کی کوشش کی لیکن محصورین نے پتھر اور آگ برسانی شروع کی، مگر بابر کے جوانمرد سپاہیوں نے اس کی پرواہ مطلق نہیں کی، اور منہ موڑے بغیر اوپر چڑھتے چلے گئے، اور فصیل پر چڑھ کر لڑنے لگے، یہاں تک کہ

۱۵۱۱ء اقبال نامہ جہانگیری ص ۱۴۲-۱۴۳ ۱۵۱۲ء برنی ص ۳۲۹ ۱۵۱۳ء الیٹ جلد دوم ص ۱۴۵

قلعہ کے اندر بہادرانہ یورش | ہمایوں گجرات میں چانپانیر کے قلعہ کو چار مہینے تک گھیرے پڑا رہا، لیکن یہ
تجیز ہو سکا ایک روز وہ قلعہ کے ارد گرد گھوم رہا تھا کہ کچھ آدمیوں کو پاس کے جنگل سے آتے ہوئے
دیکھا، اُن کو بلا کر پوچھا کہ وہ کون ہیں تو انھوں نے بتایا کہ وہ لکڑہارے ہیں، لیکن جب اُن کو نہ یادہ کر دیا
گیا، تو انھوں نے غار کیا کہ وہ قلعہ سے نکل کر غلہ اور تیل خسرید نے جایا کرتے ہیں، اور جب انھوں نے
قلعہ کا وہ راستہ دکھلا دیا تو ہمایوں نے معاونہ کر کے اندازہ کیا کہ وہاں پر قلعہ کی اونچائی ساٹھ ستر گز
لیکن نامہوار نہیں ہے، ہمایوں نے ستر اسی منجیں منگوائیں اور ایک ایک گز کے فاصلہ پر قلعہ کی دیوار
کے دائیں بائیں ٹھکوا دیں، اور پھر بہادر جوانوں کو حکم دیا کہ اُن کے ذریعہ قلعہ کے اوپر چڑھ کر اپنی مردانگی
کا ثبوت دیں، ۳۹ لشکر مر دانہ دارا پر چڑھ گئے اُس کے بعد ہمایوں نے خود پیش قدمی کی لیکن بیرم خان
نے اس کو روک دیا۔ . . . اور خود ہی فیصل کے اوپر چڑھ دیا، اس کے بعد ہمایوں بھی جا دھمکا
اس آہنی زینہ کے ذریعہ تین سو آدمی اوپر پہنچ گئے، نیچے مورچل میں جو شاہی لشکر موجود تھا، اُس کو
اب قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا، مھسورین غافل تھے، شاہی فوج کی اچانک یورش کو روکنے کے لئے
تیار ہوئی رہے تھے کہ یکایک حصار کے کنگروں سے تین سو نو جوان تیزی اور بہادری سے نمودار ہوئے
اور اپنے تیروں کے حملہ سے اُن کو بے بس کر دیا،

یورش میں ہلاکت خیز سپاہی | بعض اوقات ایسی جو اندری کے اظہار میں بڑا نقصان اٹھانا پڑتا،

میں شاہجہانی فوج نے اور گریب کی سگرانی میں بست کے قلعہ کا محاصرہ کیا، تو ایک روز راجہ راجو
نے خبر دی کہ مورچال اسی جگہ پہنچ گیا ہے کہ قلعہ کے اوپر چڑھنا ممکن ہو گیا ہے وہ اجازت دے کر کہہ ادا
اور جانباڑوں کے ساتھ قلعہ کے اوپر چڑھ گیا، اور وہاں سے کرنا پھونکا تو سارے لشکر ہی کند کے ذریعہ

قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر فسیل پر نظر آئے لیکن محصورین نے اُن پر اتنے توپ، تفنگ اور بان چلائے اور
 حقہ آتش، سنگ، روغن اور ہلاکت خیز مصالح پھینکے کہ حملہ آوروں کے کشتوں کے پتے لگ گئے،
 اور جب داراشکوہ کی نگرانی میں تندھار کے قلعہ کا محاصرہ جاری تھا، تو شاہی فوج کو ایک بار پھر
 اسی قسم کی ہزیمت اٹھانی پڑی لشکریوں کی ایک بڑی تعداد حصار پر دھاوا کرنے میں تو کامیاب ہو گئی،
 لیکن محصورین نے ان پر اتنے گولے برسائے کہ ہلاک ہونے والوں کی تعداد کی گنتی نہ ہو سکی، چند روز تک وارث
 اپنے مردوں کی لاش اٹھاتے رہے،

پیدل سپاہیوں میں عرب بڑے اچھے سپاہی اور قابل اعتماد محافظان و نگہبان سمجھے جاتے تھے
 اپنی بہادری کے لئے مشہور تھے، وہاں تک بھیل اور میواتی اچھے تیرانداز سمجھے جاتے، کسریہ کو شمشیر زنی
 میں بڑی مہارت تھی،

لشکر میں پیدل سپاہیوں کے ساتھ جنگ انداز، مشق زن، نشانہ باز، پہلوان، کمار لوہا،
 بڑھتی بھشتی، اور سیدھا بھی ہوتے جن کے کمار ناموں کا ذکر باب کوچ میں آئے گا،

سلطنت عثمانیہ جلد اول ص ۱۱، صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷

بحری بیڑے

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے ہندو راجاؤں کے پاس جنگی کشتیاں ضرور تھیں، مگستھینز کے بیان کے مطابق چندرگپت موریا کے عہد میں جنگی محکموں میں جہازوں کا بھی ایک محکمہ تھا اور کوٹلیا نے جہازوں اور کشتیوں کے ایک افسر اعلیٰ کا بھی ذکر کیا ہے، لیکن یہ کشتیاں جنگی لڑائیوں میں استعمال نہیں ہوتی تھیں، بلکہ وہ صرف بحری ساحلوں کی نگرانی کرتی تھیں، جنگی وصول کرتی تھیں یا جنگ کے موقع پر اسلحہ اور سامان منتقل کرتی رہتی تھیں، گجرات اور کارو منڈل سے تو بڑی بڑی کشتیاں تجارتی سامان لے کر بیرونی ممالک بھی جایا کرتی تھیں، ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد میں بھی بڑی لڑائیوں کے مقابلہ میں بحری لڑائیاں کم ہوئیں۔

غزنوی بیڑہ | البتہ محمود غزنوی نے ہندوستان میں لشکر کشی کی، تو اس نے کہیں کہیں بڑے بیڑے پر کشتیوں سے لڑائیاں لڑیں، مثلاً ۱۱۷۷ء میں اس نے جاٹوں کے خلاف جنگ کی تو مہمان ہنچا پر اس نے حکم دیا کہ ایک ہزار چار سو کشتیاں بنائی جائیں، اور کشتی میں لوہے کی تین سلاخیں منبہوطی سے نصب کی جائیں اس طرح کہ ایک کشتی کے سامنے اور دوسری کے دائیں یا بائیں ہوں، تاکہ جو خیز سلاخوں کے سامنے آئے اُن سے ٹکرا کر ٹوٹ جائے، اور یہ آپ جو جائے جب کشتیاں تیار ہو گئیں، تو کشتی میں بیس بیس آدمی بٹھائے گئے اور ہر شخص کو تیراکیاں سپر اور آتشیں فوٹیا دیے گئے

۱۔ چندرگپت موریا موریا اینڈ ہیراٹمز از پروفیسر ادھاکر دکر جی گھنویہ نمبر سٹی ص ۱۷۹

اس تیاری کے بعد کشتیاں دریا میں چھوڑ دی گئیں، جاٹوں کے پاس بھی چار سے آٹھ ہزار تک کی تعداد میں کشتیاں تھیں، لیکن وہ محمود غزنوی کی طرح باضابطہ جنگی نہ تھیں، اور جب لڑائی شروع ہوئی تو محمود نے دریا کے بالائی حصہ کو اپنے بڑوں سے مسدود کر دیا، اور ساحل پر دونوں جانب ہاتھیوں اور سواروں کے دستے کھڑے کر دیئے تاکہ غنیم کو بھاگنے کا موقع نہ ملے، جاٹوں کی کشتیاں محمود کی کشتیوں کے سامنے آتی تھیں تو سلاخوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتیں اور پانی میں ڈوب جاتیں۔

سلاطین دہلی کے بڑے | بہمن طغزل کی بغاوت فرو کرنے کے لئے لکھنوتی گیا تو برنی کا بیان ہے کہ اس کی مہلت میں دو لاکھ لشکریوں کے ساتھ کثیر تعداد میں بحیرے اور کشتیاں بھی تھیں، جو جہنا اور گنگا ہو کر لکھنوتی پہنچیں، لیکن برنی نے بحری لڑائی کا ذکر نہیں کیا ہے، یہ سب اسلحہ اور سامانِ رسد سے بھری تھیں، فیروز شاہ لکھنوتی کی مہم میں پہلی بار گیا، تو اس کے ساتھ ایک ہزار کشتیاں بھی تھیں، ٹھٹھہ کی مہم میں اس نے پانچ ہزار کشتیوں سے دریائے سندھ کو عبور کیا، اس کے زمانہ میں دریائے جہناں بڑی بڑی کشتیوں کا بیڑہ ہر وقت موجود رہتا، ان میں سے بعض بعض کشتیاں اتنی بڑی ہوتیں کہ سات تا ہزار من مادہ لاد سکتی تھیں، لیکن سلاطین دہلی کے دور میں بھی بحری لڑائیوں کا ذکر نہیں ملتا،

گجراتی بڑے | البتہ پندرہویں صدی میں گجرات کے سلاطین بحری لڑائیاں ضرور لڑتے رہے ۷۲۹ھ میں گجرات کا حکمران احمد شاہ نے سیل سٹ حاصل کرنے کے لئے جو لشکر بھیجا، اس میں ایک بحری بیڑا بھی تھا جس میں، اہواز تھے، پرتگالیوں اور سلاطین گجرات سے برابر بحری لڑائیاں رہیں،

بابری بڑے | بابر بہار اور بنگال کی مہم پر گیا تو دریا کو عبور کرنے کے لئے اس کے ساتھ کشتیاں تھیں، اس کی کشتیوں کے خاص خاص نام تھے، وہ خود لکھتا ہے :

۷۲۹ھ برنی ص ۸۶، ۸۷

۷۲۹ھ برنی ص ۸۶، ۸۷، الہیہ بغداد اولی ص ۲۰

۷۲۹ھ برنی ص ۸۶، ۸۷، الہیہ ۱۹۹ ۷۲۹ھ برنی ص ۸۶، ۸۷

”جب منزل پر پہنچے تو کشتیوں کے نام مقرر کئے، بڑی قدیم کشتی بابر جہاز نام سانگا کی لڑائی سے پہلے تیار ہوتی تھی، اس کا نام آسائش رکھا، اس سال روانگی سے پہلے آرایش خاں نے ایک کشتی نذر کی تھی، اس نے اس سفر میں اس میں ایک اور درجہ بتوایا، اس کا نام آرایش رکھا، سلطان جلال الدین نے جو کشتی پیش کی تھی، اس میں ایک بڑا دالان بنا ہوا تھا، اس دالان پر دوسرا دالان اور بنایا گیا تھا، اس کا نام گنجائش رکھا، ایک ڈونگا جو کھنڈی دار تھا، ڈونگا ہر کام کے لئے بھیجا جاتا تھا، اس کا نام فرمائش رکھا، (بابر نامہ ص ۳۵۱)

ہمارے میں بھوج پورا درہیہ کے پاس جب وہ تھا تو اس کا حال لکھتا ہے :-
 ”جمرات کے دن اس جگہ سے کوچ ہوا، کشتی ہی میں بیٹھا، سب کشتیاں کھڑی کر دی گئیں جب امین ان کے پاس پہنچا تو میں نے حکم دیا کہ ان کشتیوں کا بیڑا باندھ دو باوجود کہ ساری کشتیوں کا بیڑا بندھا تھا، پھر بھی بڑے کی چوڑان دریا کے پاٹ سے بڑھ گئی، چونکہ دریا کہیں کم تھا اور کہیں گہرا کہیں سے بہتا ہوا، اس لئے یہ بیڑا زیادہ نہ چل سکا، بڑے میں ایک گھڑیاں بھی ران کے برابر نظر آیا، ایک مچھلی اس کے خونت سے اتنی اچھلی کہ ایک کشتی میں آ پڑی، اس کو پکڑ لیا، (ص ۳۵۱)

ہمایوں نے خیار کے قلعہ کا محاصرہ کیا تو رومی خاں نے دریا میں کشتیوں ہی پر اپنی توپیں نصب کر کے قلعہ پر گولہ باری کی تھی،

اکبر بڑے | ۵۱۲ | حجون شہر میں اکبر و اودخان کے علاوہ بیٹے اور حاجی پور کی تسخیر کے لئے جہاز
 گنگا کے بحری راستے سے روانہ ہوا تو اس کے ساتھ بے شمار کشتیاں تھیں، اکبر کی وادخند میں کشتیاں دیکھنے سے محل معلوم ہوتی تھیں، کشتیوں پر فوجی سرداروں کے لئے مکان بنائے تھے بعض پر ایسے لاؤنر

لے ذکرہ الاوقات انگریزی ص ۱۳ | ۵۱۲ | سلطان سلطین میں ذکر ایک ہزار کشتیاں تھیں (ص ۱۵۸)

بانات لگے تھے جو زمین پر بھی نظر نہیں آسکتے تھے، مقصدیوں یعنی کارکوں کے لئے ان کشتیوں پر دفاتر بھی بنے تھے بعض پر فوجی سامان اور اسلحہ کے علاوہ ہاتھی لدے تھے، اسی پر سکونہ طریقہ پر شاہی فوج روانہ ہوئی تو برسات کا موسم زوروں پر تھا، اکبر اگرہ سے چل کر اٹاوہ کا لہی اور الہ آباد ہوتا ہوا ۲۶ دسمبر میں بنارس پہونچا، اٹاوہ میں طغیانی کی وجہ سے کئی کشتیاں غرقاب ہوئیں، الہ آباد میں بہت سخت طوفان آیا تو گیارہ کشتیاں ڈوب گئیں، گوتسی اور گنگا کے سنگم کے پاس پہونچ کر سید پور میں شاہی لشکر نے پڑاؤ ڈالا ہیگیاں جو پہونچ دی گئیں، اور اکبر چوٹسا کی طرف روانہ ہوا، جہاں اس نے جنوبی ساحل پر فوج کو دریا سے اتارا، اور ۳۱ اگست ۱۵۵۶ء میں پٹنہ کے قریب پہنچا، پٹنہ میں داؤد خان کی ساری سہد حاجی پور سے آتی تھی، اکبر نے اس پر ضرب کاری لگانے کے لئے پہلے حاجی پور کی تسخیر مناسب سمجھی، جب پٹنہ کے مخالف سمت گنگا کے دوسری جانب شمال میں واقع تھا، اس نے حاجی پور کی بری اور بحری دونوں راستوں سے گھیر لیا، اور پھر کچھ لشکر شمال میں بٹھ کر حاجی پور پر دھاوا بولے، حاجی پور کے قلعہ والوں نے بھی اٹھارہ کشتیوں میں اپنی فوج بٹھائی، اور دونوں طرف سے گھسان کی لڑائی ہوئی، لیکن اکبر کی فتح ہوئی،

تھٹھ بنگال اور آسام کی لڑائیوں میں اکبر نے جنگی کشتیاں برابر استعمال کیں، اقبال نامہ جاکیر میں ہے کہ جاکیری عہد سے پہلے بنگال میں مسلح فوج برابر تیار رہتی تھی، جس میں ۲۰ ہزار سوار، ایک لاکھ پانچ کے علاوہ پانچ ہزار کشتیاں اور جنگی نوارے اور توپخانے بھی ہوتے، (ص ۶۰) خود جاکیری نے اکبر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، تو اٹاوہ میں تیس ہزار سوار اور ایک ہزار ہاتھی کے علاوہ اس کے پاس دو ہزار کشتیاں تھیں،

اکبر نے بڑی بڑی کشتیاں اور جہاز بنانے کے لئے اگرہ بنگال، کشمیر، سندھ، الہ آباد، لاہور،

۱۵ اکبر نامہ جلد سوم ص ۹۰ - ۸۶ - برایونی جلد دوم ص ۸۰ - ۱۷۹ ۱۵ اکبر نامہ جلد سوم انگریزی ترجمہ

مشرقی و مغربی ساحلوں پر پورا انتظام کر رکھا تھا، ۱۵۵۲ء راجہ ٹوڈرل نے بنگال میں بحری قیام کے لئے چند پرگنے مخصوص کر دیئے تھے، اس کے متعلق ایک دفتر تھا جس کے اخراجات ۲۹۲۸۲ روپیے تھے،^۱ پرانے جہازوں کی مرمت میں سالانہ آٹھ لاکھ تینتالیس ہزار چار سو باون روپیے خرچ ہوتے تھے، اس صوبہ میں تین ہزار جہاز اور کشتیاں تھیں جن میں سات سو اڑسٹھ جنگی جہاز تھے، ان کے علاوہ ضرورت کے علاوہ جاگیرداروں سے کشتیاں حاصل کر لی جاتی تھیں، بیڑہ کا صدر مقام ڈھاکہ تھا، جہاں سے لکھ، اراکانی کی غارتگری کی روک تھام ہوا کرتی تھی، شاہی جہازوں کے بنانے کے لئے سلٹ سے شہتیر آتی تھیں جن سے ہر قسم کے جہاز اور کشتیاں بنائی جاتی تھیں، اکبر نے ایک کشتی بنوائی تھی جس میں بندرہ ہزار من تک کی چیزیں لادی جاسکتی تھیں، اس کی لمبائی ۳۰ گز تھی، اس کی تعمیر میں ۱۶۳۳۸ روپیے خرچ ہوئے تھے، یہ بندر لاہری میں رہا کرتی تھی، اکبر کے حکم سے بعض کشتیوں کی شکل جانوروں کی طرح بنائی جاتی تھی، بعض عالی شان گنبد کی طرح نظر آتی تھیں، بعض ایسی تھیں جو دور سے دیکش عمارتیں معلوم ہوتی تھیں، بعض پر سبزہ اور باغات لگا دیئے جاتے تھے، اس زمانہ میں کشتیوں اور جہازوں کے خاص خاص بندر گاہوں کے نام یہ تھے، ست گاہوں یعنی چاٹگاہوں، کھبانت، لاہری سے بڑی تنخواہ کھبانت کے ناخدا کی تھی، یعنی آٹھ سو روپیہ ماہانہ،^۲

بحری بیڑے کے ملازمین | جہاز اور کشتیوں پر حسب ذیل ملازم ہوتے،

(۱) ناخدا - جہاز کا افسر اعلیٰ ہوتا تھا، وہ جہازوں اور کشتیوں کی سمت سفر کو متعین کرتا تھا،

(۲) معلم - یہ سمندر کے تمام راستوں سے واقف رہتا تھا، اور علم نجوم کا ماہر ہوتا تھا،

کو خطرناک راستوں سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری اسی پر ہوتی،

(۳) تبدیل - خلاصیوں کا سردار ہوتا،

لے تفصیل کے لئے دیکھو معارف جنوری سنہ ۱۵۵۲ء، اکبر نامہ جلد سوم ص ۷۱۵،

(۳) ماخذے خشب - یہ جہاز پر چلنے والوں کو لکڑی اور آگ فراہم کرنا اور جہاز کو خالی

کرنے میں مدد دیتا،

(۵) سرنگ - جہاز کے لنگر کو گراتا اور اٹھاتا،

(۶) بھنڈاری - جہاز کے ذخیرے کا محافظ ہوتا،

(۷) کرائی - جہاز کے تمام اخراجات کو لکھتا اور جہاز والوں کو پانی بہم پہنچاتا،

(۸) سکان گیر - یہ علم کی ہدایت کے مطابق جہازوں کی سمت بدلتا رہتا، کبھی کبھی اُن کی

تعداد میں سے بھی زیادہ ہوتی،

(۹) پنجری - پنجری جہاز کے مستول پر بیٹھتا اور راہ کی حفاظت کرتا، ساحل کی خبر

دیتا، اور دوسرے جہاز اور طوفان کی آمد کی اطلاع کرتا،

(۱۰) گمنمتی - جہاز کے پانی کو جو سوراخوں سے آجاتا، نکالتا رہتا،

(۱۱) توپ انداز بحری لڑائیوں میں دشمنوں پر توپ کے ذریعہ سے گولہ اندازی کرتا،

بحری فوج کا سربراہ امیر البحر کہلاتا ہے

نواڑہ | جنگی کشتیوں کو نواڑہ کہا جاتا تھا، اقبال نامہ جاگیر میں ہے،

”کشتی ہائے جنگی را بہ اصطلاح ہند نواڑہ می گویند“ (ص ۲۲۰)

اُن کی کئی قسمیں ہوتیں مثلاً ڈنگی، خراب رس میں بڑی بڑی بندوقیں اور توپیں رکھی

جاتی تھیں (کوس (یہ ایک لکڑی کی ہوتی تھی) جلیا، سلب، بچھری، پریندہ،

کھالو، باقم، چماری۔

مغل بادشاہوں کے جنگی نواڑے زیادہ تر بنگال، آسام، اراکان اور کوچ بہار میں تیار

کئے گئے۔ آئین اکبری جلد اول آئین ۲۶۔ کشتی پرانے والے کو نواڑہ کہتے تھے۔

اُن کی دست درازی یہاں تک بڑھ گئی کہ وہ کچھ دنوں کے لئے چائنگا پر قابض ہو گئے۔ جہانگیر کے زمانے
 میں بنگال کے ناظم ابراہیم خان فتح جنگ اُن پر قابو نہ پاسکا لیکن مسئلہ میں میر جلد ناظم ہو کر بنگال آیا
 تو اس نے لکھ کے حیلوں سے بچنے کے لئے متعدد قلعے، ٹرکیں اور پل تعمیر کرائے لیکن اس کی قبل از وقت
 موت کی وجہ سے یہ سب کچھ کے خلاف کہ فی سوترا کارروائی نہ ہو سکی۔ مسئلہ میں بنگال کا ناظم شائستہ خاں
 ہوا تو اُس نے شاہی جنگی نواز سے کراڑے سرخو تر تیب دیا، مختلف مقامات سے شہتیریں اور لکڑیاں
 منگوائیں اور ڈھاکہ کو جہاز سازی کا ایک اہم سٹور بنایا، اس کا نگران اعلیٰ حکیم محمد حسین تھا۔
 اس کا مشرف سید شہید بنایا گیا، اور اس جہاز سازی کے لئے جو پر گئے ویسے گئے اُن کی نیگوانی کشوداس
 نے کی، ڈھاکہ کے نواوہ، ہنگلی، جیسور، چٹاری، گاماری باری اور بالیشور میں بھی کشتیاں تیار کرائیں
 اور بہت جلد تین سو جنگی جہاز تیار ہو گئے جس کے بعد چائنگاؤں کی قسیر کے لئے باضابطہ فوج روانہ
 ہوئی، ایک سو جنگی جہاز ڈھاکہ میں تعینات کئے گئے، جو ڈھاکہ سے جنوب مشرقی جانب چھ میل بہ
 واقع تھا، دو سو جہاز شکرانم بھیجے گئے، جو ڈھاکہ سے جنوب کی طرف تیس میل کے فاصلہ پر تھا،
 دونوں مقامات ایک ایسی ٹرک سے منسلک تھے، جو سیلاب کے زمانہ میں بڑا بہتیاں ہوتی تھی
 شائستہ خاں نے چائنگاؤں بڑھنے سے پہلے جزیرہ سوندریب پر قبضہ کیا، اور اُس میں ایک ہزار
 لشکر ہی چھوڑ کر اپنی بڑھنے والی فوج کو محفوظ کیا، فرنگی لکھ کے معاون و مددگار بن جاتے تھے،
 اس لئے شائستہ خاں اُن کو تحریریں و ترغیب دے کر اپنے افسدہ میں لایا، اور سب ۲۴ دسمبر ۱۶۶۵ء
 کو ڈھاکہ سے چائنگاؤں کی طرف فوج روانہ ہوئی، تو اُس کے ساتھ ہزار پانچ سو لشکر ہی تھے جن
 میں جنگی نواوہ کی تعداد دو سو اٹھاسی تھی، اس میں اکیس خراب تین، سلب، ایک، سوتا دن
 کوس چھیا ڈو سے جلیا، دو بچھری، اور چھ پر نیدہ تھے، فرنگیوں کے بھی چاہیے جہان تھے، اس کی
 سربراہی شائستہ خاں کے لڑکے بزرگ، میدان خاں نے کی۔ نہ کی جیت میں سید احسان علی خاں، سراندا

فرہاد خاں، قراول خاں، کرن کھچی، راجہ سوبل سنگھ سیسودیہ، ابن حسین داروغہ نوارہ اور میر قنبر خاں داروغہ
 قوہ خانہ وغیرہ تھے، ہلیداروں کی ایک بڑی جماعت بھی ساتھ چلی، اور غلہ فروخت کرنے کیلئے ہویا پاری
 بھی ہمراہ تھے، بزرگ امید خاں نے تیزی سے کوچ کر کے چند روز میں دریائے سندھ کو عبور کیا، اور جہاں
 سے گھ کے علاقے شروع ہوتے تھے، لیکن اسی کے بعد سے ہندوستان ہی دشوار گزار جنگل بھی تھے، ہلیداروں
 نے جنگل کاٹ کر ایک سڑک بنائی اور یہاں ایک خانہ یعنی فوجی اڈہ بنا کر کچھ فوج چھوڑ دی گئی، دریا
 سندھ سے ملتا تھا، اس نے شاہی فوج کو خطرہ ہوا کہ اکیس سندھ کی راہ سے وہ حملہ آور نہ ہو جائیں،
 اس لئے یہ راستے پانی کے ٹوکھالی سے میر قنبر خاں اور فرہاد خاں تو کچھ فوج کے ساتھ خشکی کے
 راستے کوچ کریں، اور ابن حسین داروغہ نوارہ بحری راستے سے آگے بڑھے، اور اس کو میر قنبر خاں
 فرہاد خاں ساحل سے ہر طرح کی مدد پہنچاتے رہیں، اور دونوں دریائے سندھ کی گہرائی پر پہنچ کر
 اس کو قبضہ کر لیں، بزرگ امید خاں ان دونوں کے پیچھے کوچ کرتا رہا، ان تینوں لشکروں کو
 ہی دشوار گزار جنگلوں سے گزرنا پڑا، لیکن قنبر خاں اور فرہاد خاں کی ساحلی فوج اور ابن حسین
 کی بحری فوج میں بڑا تعاون رہا، فرہاد خاں ۱۲ جنوری ۱۷۸۷ء کو جنگل سے پہنچا، اور بحری بیڑہ کما تر
 تک آیا، یہاں پہنچ کر ابن حسین نے اپنے ہمراہ ہلیداروں کو ساحل پر اتار دیا تاکہ وہ جنگل صاف
 کر کے فرہاد خاں کی فوج کے لئے راستہ ہموار کریں، اس طرح دونوں فوجیں ۲۱ جنوری کو ساتھ مل گئیں
 بزرگ امید خاں کچھ پیچھے رہ گیا، فرہاد خاں کی فوج گھنے جنگل کی وجہ سے بہت تیزی سے آگے نہ
 بڑھ سکی، ایک ایک ابن حسین کے قراول نے خبر دی کہ دشمنوں کا نوارہ کٹھالیہ کی طرف بڑھ رہا ہے
 ابن حسین بزرگ امید خاں کو اس کی اطلاع پہنچا کر غنیمت کو روکنے کے لئے آگے بڑھا، سندھ میں ہوا تیز
 اور تند تھی، اس لئے اٹھ کر شاہی نوارہ کو تیز رفتاری سے چھوڑ دیا، اسی حالت میں محمد علی شاہ
 نے ہماز کا بادیاں کھول کر ایک ترکہ کی پیروی میں پہلے پہل پہنچا، اس وقت

اور خوفناک دریا کی ہوائ ناک طغیانی میں کھول رہے ہو لیکن محب بگ اباکش نے جواب دیا "بھائی ! میں پاگل نہ ہوتا تو سپاہی نہ بنتا" فریادناں اور میر مرتضیٰ خشکی کے راستے سے بڑھ کر رہے تھے لیکن گھنے جنگل کی وجہ سے شاہی نواڑہ سے کچھ پیچھے پڑ گئے، غنیم کے دس غواب اور پینیا لیس جلیانے بند تو سے وار شروع کیا، کپتان مور شاہی فوج کی طرف سے پیچھے آگے بڑھا، اور اسی کے ساتھ ابن حسین نے بھی شاہی نواڑہ آگے بڑھایا، غنیم ان حملوں کی تاب نہ لاسکے، وہ غراب سے پانی میں کود پڑے، ان کے جلیے پیچھے کی طرف ہٹ گئے، غرابین تو شاہی فوج کے قبضہ میں آ گئے لیکن ابن حسین نے جلیے قنائب کیا، تو دور سے غنیم کے دو تین جہاز نہ علم لہراتے ہوئے، پھر دکھائی دیے، ان جہازوں میں خاد اور دھم تھے جن پر بڑی بڑی بندوقین تھیں، ان کو دیکھ کر ابن حسین نے اپنے لشکریوں کو مارا مارا، لیکن غنیم کا بیڑہ زیادہ طاقتور ثابت ہوا، ابن حسین نے دشمنوں کو آگے بڑھنے سے روکنے کی خاطر گولہ شروٹ کی، اور ان سب سے زیادہ طاقتور جہاز سلب کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا، رات بھر دونوں طرف سے گولوں کی بارش ہوتی رہی، اسی آسما میں فریادناں اور مرتضیٰ فانی بھی اپنی فوج کے ساتھ پہنچ گئے، صبح کو شاہی نواڑہ پرچم لہراتا، اوڑھن، بوق اور سرنابجاتا ہوا دشمن کی طرف تیزی سے بڑھا، اس کی ترتیب یہ تھی، پہلے سلب اس کے پیچھے غراب اور آخر میں جلیے، اور دونوں طرف کو س تھیں، غنیم اس حملہ کی تاب نہ لاسکے، اور کرن فلی دریا کے دہانہ کی طرف ہٹ کر چابکدڑ کے قلعہ کے پاس جا پہنچے، جان پر شاہی نواڑہ کو روکنے کی کوشش کی، لیکن وہ آگے بڑھتا گیا، دشمنوں نے بانس کے مورچے بنا کر وہاں توپوں، ہاتھیوں، اور لشکریوں کو گھرا کر دیا، تاکہ شاہی بیڑہ آگے نہ بڑھ سکے لیکن ابن حسین نے وہ راستہ چھوڑ دیا، اور دریا کے بائیں حصہ سے جہاز آگے اور راستے سے لشکریوں کو ساحل پر اتار دیا کہ وہ بری راستے سے قلعہ پر ہتھیار کریں، غنیم اس کی تاب نہ لاسکے اور بانس کے مورچوں کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے، پھر تو شاہی لشکر کی ہمت بڑھ گئی، اور نواڑہ کے

ساتھ دشمن کے جہازوں پر ٹوٹ پڑے دشمنوں نے چٹانوں کے قلعہ سے بھی شاہی نواڑہ پر گولہ باری شروع کی لیکن شاہی نواڑہ مختلف سمتوں میں تقسیم ہو کر تیزی سے آگے بڑھا، ایک گھسان کی لڑائی ہوئی جس میں غنیمت پیا ہو کر جہازوں اور کشتیوں سے کود کود کر بھاگے، اور جو بھاگ نہ سکے، انھوں نے سپر ڈال دی، ان کے بہت سے جہاز توپوں کی زد سے پانی میں ڈوب گئے، اور جو سلامت رہے وہ شاہی تصرف میں آئے، ان کی تعداد یہ تھی، اکھاڑ ۲ - غراب ۹ - جنگی ۲۲ - کوس ۲ اہلیا ۶۸ - پالم ۲۲ - بزرگ امید خاں کی پہونچنے میں تاخیر ضرور ہوئی لیکن جب وہ چٹانوں کے پاس پہونچا تو چٹانوں کے قلعہ والوں کی رہی سہی امید بھی جاتی رہی، اور قلعہ اس کے حوالہ کر دیا، اس فتح کی خبر عالمگیر کو پہونچی تو چٹانوں کا نام اسلام آباد رکھا، اور شائستہ خاں خلعت خاص، شیش مرصع اور طویلہ خاص سے گھوڑے عطا کئے، بزرگ امید خاں، اور فرہاد خان کے منصب میں اضافہ کیا، میر مرصی کو علاوہ اضافہ منصب مجاہدان کا خطاب دیا، اور ابن حسین داروئے نواڑہ کو مظفر خاں کے خطاب سے نوازا، اور اس کے منصب میں بھی اضافہ کیا،

بحری قلعے | بحری حملہ آوروں کو مدافعت کے سلسلہ میں دریا کے کنارے بڑے بڑے قلعے بنائے جاتے، ایسے قلعے آسامیوں نے آسام میں زیادہ بنا رکھے تھے، کیونکہ وہاں بحری لڑائیاں زیادہ لڑنی پڑتی تھیں، جوگی گوبھا کی پہاڑی پر برہم پتر کے کنارے ایک بہت بڑا مضبوط قلعہ تھا، اس کی دیوار کا عوض نیچے کی طرف نوگزا اور اوپر کی طرف پانچ گز تھا، اور اس کا دور ایک کروہ سے زیادہ تھا، اس کی پچھلی دیوار پہاڑ کی چوٹی تک گھری ہوئی تھی، اور دکھن کی سمت دریاے برہم پتر سے محفوظ تھی، پررہم کی طرف ایک دوسرا دریا مناس قلعہ کی دیوار سے گذرتا ہوا برہم پتر سے جا ملتا تھا، اوتر کی طرف خندقی کے علاوہ پہاڑ اور گھنا جنگل تھا، حملہ آوروں کی روک تھام کے لئے بانس کی نوکدار تیز سنجیں جا بجا دور

۱۵ عالمگیر نامہ ۹۵۶، ۹۴۰ - نیز دیکھو جادو ماتھ سرکار کی اسٹیزان موغل انڈیا ص ۱۴۸-۱۴۲ -

نصب کر دی گئی تھیں جس کو وہ اپنی زبان میں بھانپتے تھے، اس قلعہ کے اندر پندرہ ہزار فوج مع توپوں کے موجود رہتی تھیں، اور تین سو تین جنگی کشتیاں مع آفات جنگ دریا میں کھڑی رہتی تھیں، پھر دریا کے پار کوہ پنج ترن پر ایک دوسرا قلعہ تھا، اس لئے بنایا گیا تھا کہ اگر پہلے قلعہ میں شکست ہو تو فوج کشتیوں میں بٹھ کر دوسرے قلعہ میں منتقل ہو جائے، اس میں بھی پندرہ سو فوج رہتی تھیں، اس جگہ دریا برہم پتر کی دو شاخیں اس طرح ہو گئی تھیں کہ بیچ میں ٹاپو نکل آیا تھا یہاں بھی کھڑی اور ہانس سے مورچہ بنا لیا گیا تھا، جہاں سے حملہ آوروں پر توپ و تفنگ سے گولہ باری ہو سکتی تھی۔

آسام ہی میں دو اور قلعے تھے جو اپنی چوڑائی، بلندی اور مضبوطی کے لئے مشہور تھے، ایک سری گھاٹ میں تھا جس میں پانچ کوس کا حصار تھا، اور دوسرا برہم پتر کے کنارے کوہ نا ندو کی چوٹی پر تھا، دونوں قلعے پاس پاس ہی تھے، اس لئے دونوں کے درمیان جنگی بیرے رہتے تھے، اور قلعہ کے اندر ایک لاکھ سے زیادہ فوج رہ سکتی تھیں، ان قلعوں کے سر کرنے میں کتنی دشواریاں ہونی ہوگی اس کا صرف اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

ان کے آگے جہاں مشہور قلعہ تھا، جو برہم پتر کے شمالی ساحل پر پہاڑ کاٹ کے تین حصوں کے اندر بنایا گیا تھا، اور اس کے گرد برہم پتر کا پانی چھوڑ دیا گیا تھا جس سے وہ ایک جزیرہ بن گیا تھا، اسی دریا کے جنوبی ساحل پر سیلا گڑھ اور کھلیا بر کے قلعے تھے، یہ ایک ہی قلعہ تھا، حصار بیڑنی کو سیلا گڑھ کہتے تھے اور اندرونی قلعہ کھلیا بر تھا، سیلا گڑھ کی دیوار دریا سے لیکر اس پہاڑ تک جو کھلیا بر کے غائب میں تھا، چار کوس اور شمال کی طرف تین کوس طویل تھی، اس میں کئی بڑی بڑی برجیاں تھیں جن کے آگے حصار کے طور پر ایک اور کھلیا بر دیوار بنی ہوئی تھی، اس کے اندر باہر دونوں طرف گہری خندقیں تھیں، جو پانی سے بھری رہتی تھیں اور جہاں پانی نہ ہوتا وہاں خندق

باریک مٹی ہوتی، اور یہ اندرونی اور بیرونی دونوں قلعے سا ان جنگ سے مرتب تھے،

میر جملہ اور آسام کی | ان قلعوں کو فتح کرنا آسان نہ تھا لیکن میر جملہ ان کی تسخیر کے لئے جنگی نوادہ لے کر
روانہ ہوا تو پہلے جوگی گچھا اور پھر تن قلعے کے پاس پہنچا، یہاں اُس نے اپنی فوج

کا کچھ حصہ دریا کے دوسرے پار اتارا، اور کچھ لشکر کو وہ جوگی گچھا کے عقب میں دریا کے مناسب ایک جنگل
کاٹنے کے لئے مامور کیا کہ اگر آسامی چھوڑ کر بھاگیں تو راستہ نہ پاسکیں، اور لشکر کا کچھ حصہ کشتیوں پر روانہ
کیا، اور یہ کشتیاں ساحل کی فوج سے مدد ملتی ہوئی آگے بڑھتی رہیں، آسامی اس طرح گھر کر ڈاڑھ
کی جنگ کرنے پر مجبور ہوئے، لیکن پسپا ہو گئے، اور وہ کشتیاں، چھوٹی بڑی ۲۴ تو ہیں، بے شمار
بندوقیں اور بارود پیچھے چھوڑ گئے، اس طرح میر جملہ کو گوبائی پہونچنے میں آسانی ہوئی، جہاں اس
نے سری گھاٹ، نامدوا اور کجلی کے قلعوں کی تسخیر میں مذکورہ بالا طریقہ جنگ اختیار کیا، اور ان پر قبضہ
کر کے سیملگڈھ کی طرف بڑھا، راستہ میں طوفان کی وجہ سے اس کی فوج کو سخت نقصان پہنچا لیکن کجلی
طرح سیملگڈھ پہونچکر اور وہ دم نہ بنا کر اس نے قلعہ پر گولے برسائے شروع کئے، محصورین براہ جواب
دیتے رہے لیکن قلعہ کی تسخیر کے لئے حسب ذیل کارروائی کی گئی،

(۱) فریادوٹاں کو قلعے کے نیچے سڑنگ کھودنے پر مقرر کیا گیا (۲) میر جملہ نے خان کو دروازہ
پر توپوں سے حملہ کرنے کے لئے مامور کیا گیا تاکہ دشمن ان کی مددک تھام میں لگے رہیں، اور دوسری طرف
متوجہ نہ ہوں (۳) دلیر خاں کو بری راستے سے ایک کثیر فوج لے کر دونوں کی مدد کے لئے روانہ کیا گیا
تینوں کارروائیاں ایک ساتھ شروع کی گئیں، فریادوٹاں نے سڑنگ کھودنی شروع کی، اور
نے قلعہ کے دروازے پر گولے برسائے شروع کئے لیکن وہر خان کو غنیمت کے ایک ہا سوس غلام بہری
کی اور اس کو راستے سے بھٹکا دیا، اور اس کے لشکر کو ایسی جگہ پہونچا دیا جہاں آسامیوں نے اس پر
شدت سے آتش باری کی لیکن وہر خان نے ہمت نہیں ہاری، اور کسی طرح وہ فیصل تک پہونچ گیا، ایک

لکھو گڑھ سے آگے ایک جگہ پرقبضہ کیا، جہاں آسامیوں نے نواڑہ کا ایک کارخانہ بنا کر کھا تھا، یہاں ایک سو بڑی کشتیاں قبضہ میں آئیں، گوہائی سے پچتر کوس کے فاصلہ سے کھڑا گاؤں تھا، لیکن شاہی لشکر ساڑھے چار مہینے کے طویل عرصہ میں یہاں پہنچا، راجہ نے کھڑا گاؤں چھوڑا تو اپنی توپیں اور رہلے تالابوں اور ندیوں میں ڈبو دیئے اور ہاتھی جنگلوں میں چھوڑ دیئے، لیکن شاہی لشکر نے توپیں اور رہلے پانی سے نکالے اور خشک سے ہاتھی پکڑے، ان کے علاوہ تین لاکھ روپیے کے سونا اور چاندی بھی ان کے ہاتھ لگے، اور عالمگیر نامہ کے مصنف کے اس بیان کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اس تمام مہم میں مذکور ہالابا تھیموں کے علاوہ چھ سو پچتر توپیں بھی ملیں جن میں سے ایک اتنی بڑی تھی کہ اس میں تین من کے قریب گولہ پڑتا تھا، دو ہزار تین سو ستائیس زنبورک بارہ سو راجہ جنگ اور چھ ہزار پانسو ستاون بندو پانچ ہزار من بارود کے دو ہزار صندوق، سات ہزار اٹھائیس ڈھالیں، بے حساب لوہے، تیکے، اور گندھک، ایک ہزار جنگی کشتیاں، اور ایک سو بیس راجہ کی سواری کی کشتیاں ہاتھ آئیں، اس بیان کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آسامیوں کی فوجی اور حربی قوت مغلوں کے کم نہ تھی اور انھوں نے اسی کی بدلت انکارانہ دماغی مقابلہ میرجملہ نے کھڑا گاؤں پر فیصلہ کر کے جا بجا جنگی چوکیاں اور تھانے قائم کئے، بہادر آسامیوں نے میرجملہ کی فتح کے باوجود اپنی شکست تسلیم نہیں کی، اس لئے جنگلوں اور پہاڑوں سے نکل کر ان چوکیوں اور تھانوں پر حملہ کرتے رہے، برسات شروع ہو گئی، آسام کی برسات اور کثرت بارش مشہور ہے، اس لئے میرجملہ نے اپنے توپخانہ کے سردار میر مرتضیٰ اور راجہ امر سنگھ ہاڈاکو کھڑا گاؤں میں چھوڑ کر خود متھرا پور منتقل ہو گیا جو تین چار کوس کے فاصلہ پر تھا، مگر برسات میں جب ہر جگہ پانی ہی پانی ہو گیا، تو آسامیوں کے حملے تیز ہو گئے، اور انھوں نے اکثر مقامات پر قبضہ کر کے لکھو گڑھ اور کچ پور کے درمیان والے دریا دھنگ کے کنارے جا بجا مورچے بنائے اور رسد پہنچنے کا راستہ روک لیا، میرجملہ کو خبر ہوئی تو اس نے راستہ کھولنے کے لئے کچھ فوج دریا کے کنارے کنارے سرانداز خاں اذہب کی نگرانی میں ا

کچھ نوارہ کے ذریعہ محمد مراد بیگ کی ماتحتی میں روانہ کی لیکن دونوں میں تعاون نہ ہو سکا، اس لئے محمد مراد بیگ کو جری فوج سے الگ پا کر آسامیوں نے اس کی فوج پر چھاپا مارا، اور ساری کشتیوں پر قبضہ کر لیا، اور انھوں نے بڑھ کر کھڑا گاؤں کے صدر لشکر پر بھی حملے شروع کر دیئے، سرد سپہنچے کا راستہ مسدود رہا، اور آسامیوں کے حملوں کا زور بڑھتا گیا، میر جملہ کی بھی تمام تدبیریں جاری تھیں وہ رسد کی فراہمی کے لئے راستہ کھولنا چاہتا تھا، اس لئے ایک فوج فرہادوٹاں، راجہ سہان سنگھ اور قراول خاں جیسے سرداروں کی معیت میں پھر بھی، وہ کچھ دور تو مثلاً طمانلوں اور خندووں کو پار کرتی ہوئی آگے بڑھی لیکن سیلاب کی وجہ سے مجبوراً پیچھے ہٹتی لیکن آسامیوں نے پیچھے بھی عیت نہیں کھڑی اس کا راستہ روک دیا، اور جب یہ فوج اس طرح نرہ میں آگئی تو فریق ثانی کی جنگی کشتیوں نے ان توپ و تفنگ کے گولے برسانے شروع کئے، شاہی فوج اب نہ آگے جاسکتی اور نہ پیچھے ہٹ سکتی تھی، فرہادوٹاں نے ہمت سے کام لیا، اور ایک آل پر جو اس نواح میں تھی، اپنی فوج کو لے کر جا چڑھا، جہاں وہ ایک ہفتہ تک بھنسا رہا، کھانے کی کوئی چیز باقی نہیں رہی تو بیل، مویشی ذبح کر کے لشکریوں نے کھانا شروع کیا، بالآخر فرہادوٹاں کی ایک جنگی تدبیر کام آگئی، اُس کے راجپوت سواروں کی طرف بڑھے تو اُس نے راجپوتوں کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا، آسامی آگے بڑھتے چلے آئے یہاں تک کہ ان کی جنگی کشتیاں جو دریا سے جنگ میں تھیں، بہت دور پیچھے رہ گئیں، اس موقع سے فائدہ اٹھا کر فرہادوٹاں نے مڑ کر آسامیوں پر ایک بہت ہی بزدل حملہ کیا، جس کی وہ تاب نہ لاسکے، اور وہ شکست کھا گئے، ان کی کچھ کشتیاں بھی فرہادوٹاں کے قبضہ میں آئیں جن کو بانیس کیلے اور گھاس سے باندھ کر ایک جنگی نوارہ بنایا، اور ان پر جری اور بہادر سپاہیوں کو بٹھا کر طلوع آفتاب سے پہلے غنیم پر چڑھ کر حملہ کیا، آسامی اس چارمک حملہ کو روک نہ سکے، اور وہ بھاگے، تو ان کی اکتالیس کشتیاں فرہادوٹاں کے ہاتھ آئیں، ان ہی کشتیوں کے ذریعہ فرہادوٹاں اپنے لشکریوں کو

ندی اور نامے عبور کرتا ہوا خانہ ناں میر حبلہ سے آ ملا،

لیکن اس کے بعد اتنی شدید بارش ہوئی کہ تھانوں اور چوکیوں تک پہنچنا مشکل ہو گیا، میر حبلہ نے اپنی تمام فوج کو ملا کر کھڑ گاؤں اور متھرا پور میں سمیٹ لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اور باقی تمام مقامات پر آسامیوں کا از سر نو تسلط ہو گیا، اور آسام کا راجہ قلعہ سولہ کڑی میں آگیا، جو کھڑ گاؤں سے چار منزل پر واقع تھا، اور اُس کے نائب بھون نے متھرا پور میں دریاے دھنگ کی ایک معادن ندی کے پاس اپنی مدافعت کے لئے ایک ایسی دیوار بنائی جس کی تفصیل پڑھ کر حیرت ہوتی ہے، یہ دیوار تیس کوس تک لمبی تھی، اس کا ایک سرا پہاڑ سے اور دوسرا دریاے دھنگ سے ملا ہوا تھا، اور بڑی مضبوط تھی، اور آسامیوں نے ایک قلیل مدت میں تیار کر لی، اسی طرح متھرا پور کے نزدیک دوسری جانب چار انگ کے راجہ نے ایک دوسرا مورچہ بنایا، ان مورچوں سے آسامیوں نے کھڑ گاؤں پر ایسے متواتر حملے کئے کہ شاہی فوج کے سرداروں کی طرف ذرا بھی کوتاہی ہوتی، تو وہ مغلوب ہو جاتی، آسامیوں کے حملوں کے ساتھ بارش کی شدت بھی جاری رہی جس سے لشکر میں وبا پھیل گئی، رسد کی بھی قلت تھی، ہل کے گوشت پر فوج کا گزارہ ہو رہا تھا، یہ گوشت بھی یا تو پانی میں جوش دے دیا جاتا، یا اسی کی چربی میں بھون لیا جاتا، یا کبھی لیوں اور مازگیوں سے منہ کا ذائقہ بدل لیا جاتا، بھون کی اور بیمار فوج رات کو مشکل سے سونے پاتی لیکن تمام سرداروں اور سپاہیوں نے ساری مصیبتوں کو بڑی ہمت اور پامردی سے برداشت کیا، اور چھ مہینے کے بعد خشکی اور تری دونوں راستوں سے کھڑ گاؤں میں رسد پہنچی تو قحط کی مصیبت دور ہوئی، برسات ختم ہونے پر آسامی اونچے اونچے پہاڑوں پر جا چڑھے، تو میر حبلہ نے اپنی فوج کی از سر نو تنظیم کی، اور اُس نے آسامیوں کے مورچے پر یورش کر کے ان کو پھر سے قبضہ کرنا شروع کیا، تو یکایک وہ بیمار پڑا لیکن اس مرض الموت میں بھی اُس کی ہمت عالی اور حسن تدبیر میں کمی نہیں ہوئی، مگر اس کے فوجی سردار بارش، قحط اور بیماری سے تنگ آ چکے تھے،

اس لئے جب آسامیوں کی طرف سے صلح کی پیشکش ہوئی تو قبول کر لی گئی، صلح کر کے میر حلقہ اپنی بیماری کی حالت ہی میں کوہستان نامروپ سے بنگال کی طرف مراجعت کی، منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا لکھنؤ گڑھ پہنچا، جہاں دلیر خاں کی سگدانی میں کچھ فوج چھوڑ کر گوبانی کی طرف چل پڑا، اور یہاں سے دامن کوہ کے راستہ سے کوچ کیا، اور دریائے کلنگ سے اتر کر قلعہ کچلی کے نیچے مقیم ہوا، اور وہاں سے کوچ کر کے دریا پار قصبہ گوبانی کے محاذی موضع نامدو میں اترا، اور ضروری امور کا انتظام کر کے موضع نامدو سے کشتی میں بیٹھ کر بری تلاپنچا، جو کوچ بہار میں واقع تھا، یہاں اس کا مرض بہت بڑھ گیا، اپنی زندگی کی امید نہیں دیکھی، تو عسکر خاں کو کوچ بہار کی تسخیر کے لئے مامور کر کے خضر پور کو کوچ کیا اور دو کوس آگے بڑھا ہوگا کہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔

آسام کی ہم ایک سال تک جاری رہی، اس پوری مہم میں میر حلقہ نے وہ تمام اوصاف دکھائے جو ایک بہترین فوجی سردار میں ہونا چاہئے، چنانچہ آثار الامرار کے مؤلف نے لکھا ہے کہ وہ فوجی سرداروں میں اپنی متانت، وقار، دور بینی، دانائی، بہادری، دلیری، کشر کشائی، اور سربراہی میں یکتا اور بے نظیر تھا، برنیر نے لکھا ہے کہ آسام کی مہم کم لیاقت سردار کے ماتحت ہوتی تو بنگالہ کو واپس آنا مشکل تھا کیونکہ مدد بہت مشکل سے ہم پہنچتی تھی، راستہ میں دلدل بہت کثرت سے تھی، سپاہ جلد جلد کوچ نہیں کر سکتی تھی، اور راجہ حستی کے ساتھ پیچھے لگا چلا آتا تھا، مگر میر حلقہ اپنی غیر معمولی ہوشیاری سے لشکر کو ایسے ڈھنگ سے ہٹا لیا کہ اس کے حسن تدبیر کی اور بھی دھوم مچ گئی اور مال و دولت بھی خوب سا کھلایا، اور واپس آئے ہی قلعہ آزو کو خوب مستحکم کر کے ایک جڑا پڑا وہاں اس غرض سے چھوڑ آیا کہ اگلے برس کے شروع میں برسات سے پہلے پھر چڑھائی کی جائے لیکن یہ نامی سردار مرض پیش سے جو اس کے لشکر میں بھڑک اٹھی گیا تھا، مر گیا، اور جیسا کہ ہونا چاہئے تھا۔

اس کی وفات سے تمام ہندوستان میں تسک پڑ گیا،

میر جلد کی محنت اور جانفشانی کا اندازہ اس سے بھی ہو گا کہ آسام کی مہم میں دریائے بنا میں ایک بڑی توپ گر گئی، اس کا نکالنا آسان کام نہ تھا، لیکن جان پر توپ گری بھی میر جلد نے وہاں پر بناس کے ساحل کو کاٹ کر اس کا پانی برہمپور میں منتقل کر دیا، اور پھر حقیقت سے توپ کو پانی سے نکال لیا،

سیواجی کے بحری بیڑے | مالگیری کے عہد میں سیواجی نے جہزہ کے حبشیوں سے برابر بحری ٹاکریں، کچھ حبشی جو سیدی کہلاتے تھے، جہزہ میں آئے، تو رفتہ رفتہ انھوں نے اس کو اپنی کالونی بنائی اور بیجاپور کے حکمرانوں کی اجازت لے کر اس جزیرہ کا نظم و نسق بھی کرنے لگے، وہ بڑے محنتی، جفاکش، بحری راستوں اور دریائی لڑائیوں کے ماہر تھے، وہ جانا بنانے کے ساتھ مزاج میں بدروت بھی رکھتے اور سپریم سے بھی اچھی طرح واقف تھے، اس لئے سپاہی اور ناظم سلطنت کی حیثیت سے قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، جہزہ میں ان کے پاس بڑا اچھا بحری بیڑہ تیار ہو گیا تھا، سیواجی کا سیاحی عروج ہوا، تو وہ جہزہ جیسے پڑوسی مقام پر ایک بیرونی قوت کو اپنے لئے خطرہ سمجھتا رہا، لیکن سیدیوں نے پہلے تو بیجاپور کی حمایت حاصل کی، اور جب بیجاپور کی سلطنت ختم ہو گئی تو اوڑنگ زب کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کر لیا، اور ان کے سردار کا خاندانی خطاب یا قوت خان ہو گیا، اوڑنگ زب بھی سیواجی کے خلاف ان کی پوری مدد کرتا رہا، سیواجی نے سیدیوں کے مقابلہ کے لئے چار سو کشتیوں اور ہزاروں کالکت تیار کر رکھا تھا، ان بیڑوں کے سردار دریا سارنگ اور میان نایک کہلاتے تھے، اور یہ دونوں غالباً مسلمان تھے، میان نایک کا نام تو اس قیاس کی تائید کرتا ہے، سیواجی کی بحری فوج کے سردار دولت خاں کا نام تو براہ آتا ہی، یہ غالباً سیدیوں میں سے تھا، جو ان سے ٹوٹ کر سیواجی سے مل گیا تھا، سیواجی نے اسے منسلک

سفر نامہ برہمپور، ۱۲۹، اردو ترجمہ، مالگیری نامہ ص ۷۷، تفصیل کے لئے دیکھو منتخب کتاب از خانی خاں

جلد دوم ۲۲۵-۲۲۸ و ۲۴۵-۲۵۳

تک برابر سیدیوں سے جنگ کرتا رہا جو اس کے مرنے کے بعد سمجھا جی کے عہد میں بھی جاری رہی، سیوا جی
 انگریزوں اور پرتگیزیوں سے بھی مغربی ساحل پر جنگ کرتا رہا، لیکن مغربی قوموں کے بحری برے
 ہندوستان کے مغلوں اور مرہٹوں کے بحری بیڑوں سے زیادہ طاقت ور ثابت ہوئے، ان دونوں
 کو بحری جنگ کم لڑنی پڑتی تھی، اس لئے وہ اپنی بری فوج کو جتنی زیادہ مضبوط بنا سکتے تھے، بحری فوج
 کو اتنی طاقتور نہ بنا سکے، اسی لئے انگریز پرتگالی، فرانسیسی اور ولندیزی ہندوستان میں قدم جاتے چلے گئے
 لیکن جہاں تک اندرونی بحری لڑائیوں کا تعلق ہے، ان کے لئے مغل حکمران بنگال اور سندھ میں جو بیڑے
 تیار رکھتے تھے، وہ اس زمانہ کے لحاظ سے قابلِ قدر سمجھے جاسکتے ہیں، اور ان کے بحری کارنامے نظر انداز
 نہیں کئے جاسکتے، یہ ضرور ہو کہ وہ ناگزیر حالات میں بحری لڑائیاں لڑتے، اس لئے موجودہ دور کی طرح ان
 کی بحری فوج کی تعلیم و تربیت الگ نہیں ہوتی، بلکہ ضرورت کے وقت بری فوج بحری فوج میں منتقل
 ہو جاتی تھی، اور وہ محض اپنی پامروں، ولیری اور جانیازی کی وجہ سے دریا میں اپنے وہی جوہر دکھائے
 جو میدانِ جنگ میں دکھائے جاسکتے تھے،

۱۷ سیوا جی کے بحری لڑائیوں کا ذکر سیوا جی اینڈ ہنرٹائٹس از جہذاتھ سرکار میں ملے گا، دیکھو ص ۲۵۵، ۲۵۶



تنخواہ

تنخواہوں کا نظام مختلف دور میں مختلف رہا، قدیم ہند میں ہندو راجہ اپنی فوج کو نقد تنخواہ بھی دیا کرتے تھے، مثلاً چندر گپت موریہ کے سینا پتی کی تنخواہ اڑتالیس ہزار پن پر اساتہ کی ۲۴ ہزار نایک کی بارہ ہزار اور مکھیا کی آٹھ ہزار تھی^۱۔

غزنوی نظام | محمود غزنوی بھی اپنی فوج کو نقد تنخواہ دیا کرتا تھا، کیونکہ اس کے حالات میں کہیں مالکِ مفسدہ کو امر پر تقسیم کرنے اور فوجوں کو اراضی دے کر کام لینے کا ذکر نہیں ملتا، اس کے علاوہ اس کی فوج میں دور واز مقامات مثلاً ترکستان، خراسان، ماوراء النہر اور خود ہندوستان سے لوگ آکر بھرتی ہوتے تھے، جو یقیناً نقد رقم اپنی تنخواہ میں لینا پسند کرتے ہوں گے،

شمسی مبنی نظام | ملوکِ سلاطین کے عہد میں جاگیروں ہی کا رواج تھا، شمس الدین ایلٹیش نے دو ہزار سواروں کو دود آبہ کی زمین تنخواہ کے بدلے دیدی تھی، ان سواروں نے ان جاگیروں کو عورتوں بنا لیا تھا، ان میں سے بعض تو مر گئے تھے، اور بعض جنگی خدمات انجام دینے کے لائق مطلق نہ رہے تھے، پھر بھی جاگیروں پر وہ یا ان کی اولاد قابض تھی، غیاث الدین بلبن نے ان بے اختیار ایروں کو پسند نہیں کیا، اس لئے ان اقطاع داران شمس کی تین تہیں مقرر کیں، آول جو پیرائہ سالی کے سبب کسی کام کے نہیں رہتے تھے، ان کی تنخواہ چالیس یا پچاس ٹنکے مقرر کی، اور ان کی جاگیروں کو خالصہ میں

^۱ چندر گپت موریہ اینڈ ہیرٹائمس از داوہا کہہ دو کر جی مس، ۱۶۔

داخل کر لیا، دوم جو اقطاع دار جوان اور ادھیڑ تھے، اُن کی تنخواہ حسب استعداد مقرر ہوئی، مگر جاگیر اُن سے واپس نہیں گئی، تنخواہ ادا کرنے کے بعد جو آمدنی پس انداز ہوتی، وہ شاہی اہل کاروں کے سپرد ہوتی تھی، قسم سوم قیمیوں اور ہواؤں کی تھی، جو اپنے غلاموں کو گھوڑوں اور ہتھیاروں کے ساتھ جنگی خدمات کے لئے بھیجا کرتے تھے، اُن سے جاگیر واپس لے لی گئی، اور ہواؤں اور قیمیوں کی تنخواہ مقرر ہوئی، اس حکم کا جاری ہونا تھا کہ شمسی اقطاع داروں میں کھلی پڑ گئی، انھوں نے ہر ممکن صورت سے اس خلاف صدامے احتجاج بلند کیا، اور آخر کار ملک الامراء فخر الدین کو توال کی وساطت سے سلطان سے یہ حکم منسوخ کرایا، مہینے اپنے محافظ سواروں کو تنخواہیں نقد ہی دیا کرتا تھا،

سابقہ نظام | علاء الدین غلی کے زمانہ میں فوجی تنظیم بہت باضابطہ کی گئی، تاتاریوں کے متواتر حملوں سے ہندوستان کی سلطنت معرض خطر میں تھی، ان بیرونی حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے علاء الدین نے اپنی فوج کی از سر نو تنظیم کی، پائے تخت اور درگاہ مقامات میں بہت سے قلعے اور جنگی مورچے تعمیر کئے، چار لاکھ پچھتر ہزار سواروں کی ایک جہاز فوج مرتب کی، ان سواروں کے لئے کثیر مصارف کی ضرورت تھی، اس لئے خاص طور پر یہ انتظام کیا کہ فوج والوں کو جو تنخواہ دی جائے، اس میں وہ آسانی سے گزارہ کر سکیں، چنانچہ کھانے پینے اور تمام ضروریات کی چیزوں کے سرکاری نرخ مقرر کئے گئے، نرخوں کا اس تعین سے فوج والے اپنی قلیل تنخواہ میں بھی آسانی سے زندگی بسر کر لیتے تھے، عام طور سے درجہ اول کے سواروں کو ۳۳ ٹنکے، درجہ دوم کو ۱۵۶ ٹنکے، اور درجہ سوم کو ۳۷ ٹنکے ملا کرتے تھے، جو سوار ایک سے زیادہ گھوڑا رکھتا تھا، اس کو کچھ ٹنکے سالانہ زیادہ ملا کرتے تھے، مثلاً ۳۳ ٹنکے پانے والوں کو ۷۷ ٹنکے زیادہ ملا کرتے تھے، اتنی کم تنخواہ میں اتنی زیادہ فوج کسی عہد میں جمع نہیں ہوئی تھی، علاء الدین

۱۷ برنی ص ۶۱ ۱۸ برنی ص ۳۰ ۱۹ برنی ص ۳۱۹ فرشتہ ص ۱۱۵

۲۰ برنی ص ۳۲

فوجی سپاہیوں اور سرداروں کو جاگیریں نہیں دیا کرتا تھا، وہ جاگیر کو بغاوت اور سرکشی کا ذریعہ سمجھتا تھا۔
تعلقوں کا نظام | غیاث الدین تغلق بھی تنخواہوں میں نقد رقم ہی دیا کرتا تھا، مگر اسکی نگرانی کرتا کہ
 لشکریوں کو تنخواہ تقسیم کرتے وقت رقم کم نہ دیا جائے،

لیکن سلطان محمد تغلق کے عہد میں خان ملک اور سپہ سالار کو بڑی بڑی جاگیریں دی جاتی تھیں
 لشکر کا سب سے بڑا عہدہ دار خان، پھر ملک اور امیر انکے بعد سپہ سالار ہوتا تھا، مسالک الالبصار کا مصنف
 لکھتا ہے کہ ان افسروں کو عراق جیسی ایک بڑی جاگیر دیدی جاتی تھی، ہر خان کو دو لاکھ ٹنکے کی جاگیر
 ہر ملک کے لئے پچاس ہزار سے لے کر ساٹھ ہزار ٹنکے کی جاگیر مقرر تھی، ہر امیر کے لئے تیس ہزار سے
 لے کر چالیس ہزار تک کی جاگیر اور سپہ سالار کے لئے بیس ہزار یا اس سے کچھ ٹنکے کی جاگیر مقرر تھی
 چھوٹے عہدہ دار اور سپاہی کو پانچ سو ٹنکے سے لے کر دس ہزار ٹنکے دیے جاتے تھے، اس کے علاوہ
 سلطان کی طرف سے ہر سپاہی کو کھانا کپڑا، اور گھوڑوں کے ساز و سامان کے لئے بھی مزید
 ٹنکے ملتے تھے،

فیروز شاہی نظام | فیروز شاہ کے عہد میں جاگیر اور تنخواہ دونوں کا رواج تھا، چنانچہ خانجہاں
 کو جو قطعاع اور پرگنے ملے تھے، اُن کی آمدنی تیرہ لاکھ ٹنکے تھی، اس کے علاوہ اس کی فوج اور اولاد
 کی تنخواہیں اور وظیفے الگ مقرر تھے، خان، ملک اور امیر کو اُن کی یاقت کے مطابق مشاہرہ ملتا تھا،
 کسی کو آٹھ لاکھ کسی کو چھ لاکھ کسی کو چار لاکھ وہ دار لشکر کو اتنی زمین دی جاتی تھی کہ اس کی آمدنی سے
 وہ فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تھے، غیروہ دار سپاہیوں کو خزانہ شاہی نقد تنخواہ ملتی تھی، اور
 جن سپاہیوں کو اس طرح مشاہرہ ملتا تھا، ان کا مشاہرہ اذیامات کی آمدنی پر مقرر کیا جاتا تھا
 جب جب دار سپاہیوں کا اطلاق قطعاع پر ہوتا، تو وہ دار لشکر کی آمدنی کا نصف وصول

کرتے، اس زمانہ میں بعض آدمی ان اطلاعات کو خرید لیتے تھے، وہ ایک تہائی سپاہیوں کو ادا کرتے، اور بقیہ خود لے لیتے، اس سے طرفین کو فائدہ ہوتا تھا، بہت سے خریدار اس طرح اطلاق کے حربے سے بڑے مال دار ہو گئے تھے، اور یہ ایک پر منفعت تجارت ہو گئی تھی۔

فیروز شاہ نے اپنی خداترسی کی بنا پر یہ قانون بھی وضع کیا تھا کہ اگر کوئی فوجی مر جائے تو اس کی وجہ معاش اس کے فرزند کو منتقل کر دی جائے، اور اگر اس کے اولاد ذرینہ نہ ہو، تو داماد وارث ہو، اگر لڑکا اور داماد بھی نہ ہوں تو متوفی کا غلام اس کا وارث قرار دیا جائے اور اگر غلام بھی نہ ہو تو اس کے دوسرے اعزہ وارث تسلیم کئے جائیں، اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو متوفی کی عورتوں کو حق پہونچے، اس قانون سے لشکریوں اور ان کے خاندان والوں کو جو اطمینان اور سکون حاصل ہوا، اس کو شمس سراج عقیق نے بہت سراہا ہے، ^۱ٹھٹھ کی مہم میں کوئچی رن میں بھوک پیاس بہت سے لشکری ہلاک ہو گئے، تو فیروز شاہ ان کی تنخواہیں قائم رکھ کر ان کو ورثاء کو دیتا رہا،

لودیوں کا نظام | لودیوں کے عہد میں بھی فوجی امراء کو جاگیریں ملتا کرتی تھیں، ان کو حکم تھا کہ اپنے منصب کے مطابق سپاہی رکھیں، اور ان میں کم و بیش نہ کریں لیکن لودی حکومت کے آخری عہد میں ان فوجی امراء نے حکومت کی کمزوری سے بے جا فائدہ اٹھانا شروع کیا تھا، انھوں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ جس وقت ان کا ماہانہ مقرر ہوتا تھا، تو وہ لشکر بہت دکھاتے تھے، اور جب ان کو جاگیریں مل جاتی تھیں، تو اکثر سپاہیوں کو جدا کر دیتے تھے، اور جن کو رکھتے بھی تھے، تو ان کی تنخواہیں ادا نہ کرتے تھے، جب کبھی شاہی معائنہ ہوتا تھا، تو وہ ادھر ادھر سے باہر کے آدمیوں کو جمع کر کے دکھاتے تھے، چنانچہ جب وہ اپنی اس غیر منظم فوج کو میدان کارزار میں لاتے تھے، تو بجائے مفید ہونے کے اس کو شکست فاش ہوتی تھی، مگر نرسیت سے ان کو کوئی ذاتی نقصان نہ پہنچتا تھا، وہ

۱۔ سراج عقیق، ۱۰۹-۱۱۰، ۱۱۱-۱۱۲، ۱۱۳-۱۱۴، ۱۱۵-۱۱۶، ۱۱۷-۱۱۸، ۱۱۹-۱۲۰، ۱۲۱-۱۲۲، ۱۲۳-۱۲۴، ۱۲۵-۱۲۶، ۱۲۷-۱۲۸، ۱۲۹-۱۳۰، ۱۳۱-۱۳۲، ۱۳۳-۱۳۴، ۱۳۵-۱۳۶، ۱۳۷-۱۳۸، ۱۳۹-۱۴۰، ۱۴۱-۱۴۲، ۱۴۳-۱۴۴، ۱۴۵-۱۴۶، ۱۴۷-۱۴۸، ۱۴۹-۱۵۰، ۱۵۱-۱۵۲، ۱۵۳-۱۵۴، ۱۵۵-۱۵۶، ۱۵۷-۱۵۸، ۱۵۹-۱۶۰، ۱۶۱-۱۶۲، ۱۶۳-۱۶۴، ۱۶۵-۱۶۶، ۱۶۷-۱۶۸، ۱۶۹-۱۷۰، ۱۷۱-۱۷۲، ۱۷۳-۱۷۴، ۱۷۵-۱۷۶، ۱۷۷-۱۷۸، ۱۷۹-۱۸۰، ۱۸۱-۱۸۲، ۱۸۳-۱۸۴، ۱۸۵-۱۸۶، ۱۸۷-۱۸۸، ۱۸۹-۱۹۰، ۱۹۱-۱۹۲، ۱۹۳-۱۹۴، ۱۹۵-۱۹۶، ۱۹۷-۱۹۸، ۱۹۹-۲۰۰، ۲۰۱-۲۰۲، ۲۰۳-۲۰۴، ۲۰۵-۲۰۶، ۲۰۷-۲۰۸، ۲۰۹-۲۱۰، ۲۱۱-۲۱۲، ۲۱۳-۲۱۴، ۲۱۵-۲۱۶، ۲۱۷-۲۱۸، ۲۱۹-۲۲۰، ۲۲۱-۲۲۲، ۲۲۳-۲۲۴، ۲۲۵-۲۲۶، ۲۲۷-۲۲۸، ۲۲۹-۲۳۰، ۲۳۱-۲۳۲، ۲۳۳-۲۳۴، ۲۳۵-۲۳۶، ۲۳۷-۲۳۸، ۲۳۹-۲۴۰، ۲۴۱-۲۴۲، ۲۴۳-۲۴۴، ۲۴۵-۲۴۶، ۲۴۷-۲۴۸، ۲۴۹-۲۵۰، ۲۵۱-۲۵۲، ۲۵۳-۲۵۴، ۲۵۵-۲۵۶، ۲۵۷-۲۵۸، ۲۵۹-۲۶۰، ۲۶۱-۲۶۲، ۲۶۳-۲۶۴، ۲۶۵-۲۶۶، ۲۶۷-۲۶۸، ۲۶۹-۲۷۰، ۲۷۱-۲۷۲، ۲۷۳-۲۷۴، ۲۷۵-۲۷۶، ۲۷۷-۲۷۸، ۲۷۹-۲۸۰، ۲۸۱-۲۸۲، ۲۸۳-۲۸۴، ۲۸۵-۲۸۶، ۲۸۷-۲۸۸، ۲۸۹-۲۹۰، ۲۹۱-۲۹۲، ۲۹۳-۲۹۴، ۲۹۵-۲۹۶، ۲۹۷-۲۹۸، ۲۹۹-۳۰۰، ۳۰۱-۳۰۲، ۳۰۳-۳۰۴، ۳۰۵-۳۰۶، ۳۰۷-۳۰۸، ۳۰۹-۳۱۰، ۳۱۱-۳۱۲، ۳۱۳-۳۱۴، ۳۱۵-۳۱۶، ۳۱۷-۳۱۸، ۳۱۹-۳۲۰، ۳۲۱-۳۲۲، ۳۲۳-۳۲۴، ۳۲۵-۳۲۶، ۳۲۷-۳۲۸، ۳۲۹-۳۳۰، ۳۳۱-۳۳۲، ۳۳۳-۳۳۴، ۳۳۵-۳۳۶، ۳۳۷-۳۳۸، ۳۳۹-۳۴۰، ۳۴۱-۳۴۲، ۳۴۳-۳۴۴، ۳۴۵-۳۴۶، ۳۴۷-۳۴۸، ۳۴۹-۳۵۰، ۳۵۱-۳۵۲، ۳۵۳-۳۵۴، ۳۵۵-۳۵۶، ۳۵۷-۳۵۸، ۳۵۹-۳۶۰، ۳۶۱-۳۶۲، ۳۶۳-۳۶۴، ۳۶۵-۳۶۶، ۳۶۷-۳۶۸، ۳۶۹-۳۷۰، ۳۷۱-۳۷۲، ۳۷۳-۳۷۴، ۳۷۵-۳۷۶، ۳۷۷-۳۷۸، ۳۷۹-۳۸۰، ۳۸۱-۳۸۲، ۳۸۳-۳۸۴، ۳۸۵-۳۸۶، ۳۸۷-۳۸۸، ۳۸۹-۳۹۰، ۳۹۱-۳۹۲، ۳۹۳-۳۹۴، ۳۹۵-۳۹۶، ۳۹۷-۳۹۸، ۳۹۹-۴۰۰، ۴۰۱-۴۰۲، ۴۰۳-۴۰۴، ۴۰۵-۴۰۶، ۴۰۷-۴۰۸، ۴۰۹-۴۱۰، ۴۱۱-۴۱۲، ۴۱۳-۴۱۴، ۴۱۵-۴۱۶، ۴۱۷-۴۱۸، ۴۱۹-۴۲۰، ۴۲۱-۴۲۲، ۴۲۳-۴۲۴، ۴۲۵-۴۲۶، ۴۲۷-۴۲۸، ۴۲۹-۴۳۰، ۴۳۱-۴۳۲، ۴۳۳-۴۳۴، ۴۳۵-۴۳۶، ۴۳۷-۴۳۸، ۴۳۹-۴۴۰، ۴۴۱-۴۴۲، ۴۴۳-۴۴۴، ۴۴۵-۴۴۶، ۴۴۷-۴۴۸، ۴۴۹-۴۵۰، ۴۵۱-۴۵۲، ۴۵۳-۴۵۴، ۴۵۵-۴۵۶، ۴۵۷-۴۵۸، ۴۵۹-۴۶۰، ۴۶۱-۴۶۲، ۴۶۳-۴۶۴، ۴۶۵-۴۶۶، ۴۶۷-۴۶۸، ۴۶۹-۴۷۰، ۴۷۱-۴۷۲، ۴۷۳-۴۷۴، ۴۷۵-۴۷۶، ۴۷۷-۴۷۸، ۴۷۹-۴۸۰، ۴۸۱-۴۸۲، ۴۸۳-۴۸۴، ۴۸۵-۴۸۶، ۴۸۷-۴۸۸، ۴۸۹-۴۹۰، ۴۹۱-۴۹۲، ۴۹۳-۴۹۴، ۴۹۵-۴۹۶، ۴۹۷-۴۹۸، ۴۹۹-۵۰۰، ۵۰۱-۵۰۲، ۵۰۳-۵۰۴، ۵۰۵-۵۰۶، ۵۰۷-۵۰۸، ۵۰۹-۵۱۰، ۵۱۱-۵۱۲، ۵۱۳-۵۱۴، ۵۱۵-۵۱۶، ۵۱۷-۵۱۸، ۵۱۹-۵۲۰، ۵۲۱-۵۲۲، ۵۲۳-۵۲۴، ۵۲۵-۵۲۶، ۵۲۷-۵۲۸، ۵۲۹-۵۳۰، ۵۳۱-۵۳۲، ۵۳۳-۵۳۴، ۵۳۵-۵۳۶، ۵۳۷-۵۳۸، ۵۳۹-۵۴۰، ۵۴۱-۵۴۲، ۵۴۳-۵۴۴، ۵۴۵-۵۴۶، ۵۴۷-۵۴۸، ۵۴۹-۵۵۰، ۵۵۱-۵۵۲، ۵۵۳-۵۵۴، ۵۵۵-۵۵۶، ۵۵۷-۵۵۸، ۵۵۹-۵۶۰، ۵۶۱-۵۶۲، ۵۶۳-۵۶۴، ۵۶۵-۵۶۶، ۵۶۷-۵۶۸، ۵۶۹-۵۷۰، ۵۷۱-۵۷۲، ۵۷۳-۵۷۴، ۵۷۵-۵۷۶، ۵۷۷-۵۷۸، ۵۷۹-۵۸۰، ۵۸۱-۵۸۲، ۵۸۳-۵۸۴، ۵۸۵-۵۸۶، ۵۸۷-۵۸۸، ۵۸۹-۵۹۰، ۵۹۱-۵۹۲، ۵۹۳-۵۹۴، ۵۹۵-۵۹۶، ۵۹۷-۵۹۸، ۵۹۹-۶۰۰، ۶۰۱-۶۰۲، ۶۰۳-۶۰۴، ۶۰۵-۶۰۶، ۶۰۷-۶۰۸، ۶۰۹-۶۱۰، ۶۱۱-۶۱۲، ۶۱۳-۶۱۴، ۶۱۵-۶۱۶، ۶۱۷-۶۱۸، ۶۱۹-۶۲۰، ۶۲۱-۶۲۲، ۶۲۳-۶۲۴، ۶۲۵-۶۲۶، ۶۲۷-۶۲۸، ۶۲۹-۶۳۰، ۶۳۱-۶۳۲، ۶۳۳-۶۳۴، ۶۳۵-۶۳۶، ۶۳۷-۶۳۸، ۶۳۹-۶۴۰، ۶۴۱-۶۴۲، ۶۴۳-۶۴۴، ۶۴۵-۶۴۶، ۶۴۷-۶۴۸، ۶۴۹-۶۵۰، ۶۵۱-۶۵۲، ۶۵۳-۶۵۴، ۶۵۵-۶۵۶، ۶۵۷-۶۵۸، ۶۵۹-۶۶۰، ۶۶۱-۶۶۲، ۶۶۳-۶۶۴، ۶۶۵-۶۶۶، ۶۶۷-۶۶۸، ۶۶۹-۶۷۰، ۶۷۱-۶۷۲، ۶۷۳-۶۷۴، ۶۷۵-۶۷۶، ۶۷۷-۶۷۸، ۶۷۹-۶۸۰، ۶۸۱-۶۸۲، ۶۸۳-۶۸۴، ۶۸۵-۶۸۶، ۶۸۷-۶۸۸، ۶۸۹-۶۹۰، ۶۹۱-۶۹۲، ۶۹۳-۶۹۴، ۶۹۵-۶۹۶، ۶۹۷-۶۹۸، ۶۹۹-۷۰۰، ۷۰۱-۷۰۲، ۷۰۳-۷۰۴، ۷۰۵-۷۰۶، ۷۰۷-۷۰۸، ۷۰۹-۷۱۰، ۷۱۱-۷۱۲، ۷۱۳-۷۱۴، ۷۱۵-۷۱۶، ۷۱۷-۷۱۸، ۷۱۹-۷۲۰، ۷۲۱-۷۲۲، ۷۲۳-۷۲۴، ۷۲۵-۷۲۶، ۷۲۷-۷۲۸، ۷۲۹-۷۳۰، ۷۳۱-۷۳۲، ۷۳۳-۷۳۴، ۷۳۵-۷۳۶، ۷۳۷-۷۳۸، ۷۳۹-۷۴۰، ۷۴۱-۷۴۲، ۷۴۳-۷۴۴، ۷۴۵-۷۴۶، ۷۴۷-۷۴۸، ۷۴۹-۷۵۰، ۷۵۱-۷۵۲، ۷۵۳-۷۵۴، ۷۵۵-۷۵۶، ۷۵۷-۷۵۸، ۷۵۹-۷۶۰، ۷۶۱-۷۶۲، ۷۶۳-۷۶۴، ۷۶۵-۷۶۶، ۷۶۷-۷۶۸، ۷۶۹-۷۷۰، ۷۷۱-۷۷۲، ۷۷۳-۷۷۴، ۷۷۵-۷۷۶، ۷۷۷-۷۷۸، ۷۷۹-۷۸۰، ۷۸۱-۷۸۲، ۷۸۳-۷۸۴، ۷۸۵-۷۸۶، ۷۸۷-۷۸۸، ۷۸۹-۷۹۰، ۷۹۱-۷۹۲، ۷۹۳-۷۹۴، ۷۹۵-۷۹۶، ۷۹۷-۷۹۸، ۷۹۹-۸۰۰، ۸۰۱-۸۰۲، ۸۰۳-۸۰۴، ۸۰۵-۸۰۶، ۸۰۷-۸۰۸، ۸۰۹-۸۱۰، ۸۱۱-۸۱۲، ۸۱۳-۸۱۴، ۸۱۵-۸۱۶، ۸۱۷-۸۱۸، ۸۱۹-۸۲۰، ۸۲۱-۸۲۲، ۸۲۳-۸۲۴، ۸۲۵-۸۲۶، ۸۲۷-۸۲۸، ۸۲۹-۸۳۰، ۸۳۱-۸۳۲، ۸۳۳-۸۳۴، ۸۳۵-۸۳۶، ۸۳۷-۸۳۸، ۸۳۹-۸۴۰، ۸۴۱-۸۴۲، ۸۴۳-۸۴۴، ۸۴۵-۸۴۶، ۸۴۷-۸۴۸، ۸۴۹-۸۵۰، ۸۵۱-۸۵۲، ۸۵۳-۸۵۴، ۸۵۵-۸۵۶، ۸۵۷-۸۵۸، ۸۵۹-۸۶۰، ۸۶۱-۸۶۲، ۸۶۳-۸۶۴، ۸۶۵-۸۶۶، ۸۶۷-۸۶۸، ۸۶۹-۸۷۰، ۸۷۱-۸۷۲، ۸۷۳-۸۷۴، ۸۷۵-۸۷۶، ۸۷۷-۸۷۸، ۸۷۹-۸۸۰، ۸۸۱-۸۸۲، ۸۸۳-۸۸۴، ۸۸۵-۸۸۶، ۸۸۷-۸۸۸، ۸۸۹-۸۹۰، ۸۹۱-۸۹۲، ۸۹۳-۸۹۴، ۸۹۵-۸۹۶، ۸۹۷-۸۹۸، ۸۹۹-۹۰۰، ۹۰۱-۹۰۲، ۹۰۳-۹۰۴، ۹۰۵-۹۰۶، ۹۰۷-۹۰۸، ۹۰۹-۹۱۰، ۹۱۱-۹۱۲، ۹۱۳-۹۱۴، ۹۱۵-۹۱۶، ۹۱۷-۹۱۸، ۹۱۹-۹۲۰، ۹۲۱-۹۲۲، ۹۲۳-۹۲۴، ۹۲۵-۹۲۶، ۹۲۷-۹۲۸، ۹۲۹-۹۳۰، ۹۳۱-۹۳۲، ۹۳۳-۹۳۴، ۹۳۵-۹۳۶، ۹۳۷-۹۳۸، ۹۳۹-۹۴۰، ۹۴۱-۹۴۲، ۹۴۳-۹۴۴، ۹۴۵-۹۴۶، ۹۴۷-۹۴۸، ۹۴۹-۹۵۰، ۹۵۱-۹۵۲، ۹۵۳-۹۵۴، ۹۵۵-۹۵۶، ۹۵۷-۹۵۸، ۹۵۹-۹۶۰، ۹۶۱-۹۶۲، ۹۶۳-۹۶۴، ۹۶۵-۹۶۶، ۹۶۷-۹۶۸، ۹۶۹-۹۷۰، ۹۷۱-۹۷۲، ۹۷۳-۹۷۴، ۹۷۵-۹۷۶، ۹۷۷-۹۷۸، ۹۷۹-۹۸۰، ۹۸۱-۹۸۲، ۹۸۳-۹۸۴، ۹۸۵-۹۸۶، ۹۸۷-۹۸۸، ۹۸۹-۹۹۰، ۹۹۱-۹۹۲، ۹۹۳-۹۹۴، ۹۹۵-۹۹۶، ۹۹۷-۹۹۸، ۹۹۹-۱۰۰۰، ۱۰۰۱-۱۰۰۲، ۱۰۰۳-۱۰۰۴، ۱۰۰۵-۱۰۰۶، ۱۰۰۷-۱۰۰۸، ۱۰۰۹-۱۰۱۰، ۱۰۱۱-۱۰۱۲، ۱۰۱۳-۱۰۱۴، ۱۰۱۵-۱۰۱۶، ۱۰۱۷-۱۰۱۸، ۱۰۱۹-۱۰۲۰، ۱۰۲۱-۱۰۲۲، ۱۰۲۳-۱۰۲۴، ۱۰۲۵-۱۰۲۶، ۱۰۲۷-۱۰۲۸، ۱۰۲۹-۱۰۳۰، ۱۰۳۱-۱۰۳۲، ۱۰۳۳-۱۰۳۴، ۱۰۳۵-۱۰۳۶، ۱۰۳۷-۱۰۳۸، ۱۰۳۹-۱۰۴۰، ۱۰۴۱-۱۰۴۲، ۱۰۴۳-۱۰۴۴، ۱۰۴۵-۱۰۴۶، ۱۰۴۷-۱۰۴۸، ۱۰۴۹-۱۰۵۰، ۱۰۵۱-۱۰۵۲، ۱۰۵۳-۱۰۵۴، ۱۰۵۵-۱۰۵۶، ۱۰۵۷-۱۰۵۸، ۱۰۵۹-۱۰۶۰، ۱۰۶۱-۱۰۶۲، ۱۰۶۳-۱۰۶۴، ۱۰۶۵-۱۰۶۶، ۱۰۶۷-۱۰۶۸، ۱۰۶۹-۱۰۷۰، ۱۰۷۱-۱۰۷۲، ۱۰۷۳-۱۰۷۴، ۱۰۷۵-۱۰۷۶، ۱۰۷۷-۱۰۷۸، ۱۰۷۹-۱۰۸۰، ۱۰۸۱-۱۰۸۲، ۱۰۸۳-۱۰۸۴، ۱۰۸۵-۱۰۸۶، ۱۰۸۷-۱۰۸۸، ۱۰۸۹-۱۰۹۰، ۱۰۹۱-۱۰۹۲، ۱۰۹۳-۱۰۹۴، ۱۰۹۵-۱۰۹۶، ۱۰۹۷-۱۰۹۸، ۱۰۹۹-۱۱۰۰، ۱۱۰۱-۱۱۰۲، ۱۱۰۳-۱۱۰۴، ۱۱۰۵-۱۱۰۶، ۱۱۰۷-۱۱۰۸، ۱۱۰۹-۱۱۱۰، ۱۱۱۱-۱۱۱۲، ۱۱۱۳-۱۱۱۴، ۱۱۱۵-۱۱۱۶، ۱۱۱۷-۱۱۱۸، ۱۱۱۹-۱۱۲۰، ۱۱۲۱-۱۱۲۲، ۱۱۲۳-۱۱۲۴، ۱۱۲۵-۱۱۲۶، ۱۱۲۷-۱۱۲۸، ۱۱۲۹-۱۱۳۰، ۱۱۳۱-۱۱۳۲، ۱۱۳۳-۱۱۳۴، ۱۱۳۵-۱۱۳۶، ۱۱۳۷-۱۱۳۸، ۱۱۳۹-۱۱۴۰، ۱۱۴۱-۱۱۴۲، ۱۱۴۳-۱۱۴۴، ۱۱۴۵-۱۱۴۶، ۱۱۴۷-۱۱۴۸، ۱۱۴۹-۱۱۵۰، ۱۱۵۱-۱۱۵۲، ۱۱۵۳-۱۱۵۴، ۱۱۵۵-۱۱۵۶، ۱۱۵۷-۱۱۵۸، ۱۱۵۹-۱۱۶۰، ۱۱۶۱-۱۱۶۲، ۱۱۶۳-۱۱۶۴، ۱۱۶۵-۱۱۶۶، ۱۱۶۷-۱۱۶۸، ۱۱۶۹-۱۱۷۰، ۱۱۷۱-۱۱۷۲، ۱۱۷۳-۱۱۷۴، ۱۱۷۵-۱۱۷۶، ۱۱۷۷-۱۱۷۸، ۱۱۷۹-۱۱۸۰، ۱۱۸۱-۱۱۸۲، ۱۱۸۳-۱۱۸۴، ۱۱۸۵-۱۱۸۶، ۱۱۸۷-۱۱۸۸، ۱۱۸۹-۱۱۹۰، ۱۱۹۱-۱۱۹۲، ۱۱۹۳-۱۱۹۴، ۱۱۹۵-۱۱۹۶، ۱۱۹۷-۱۱۹۸، ۱۱۹۹-۱۲۰۰، ۱۲۰۱-۱۲۰۲، ۱۲۰۳-۱۲۰۴، ۱۲۰۵-۱۲۰۶، ۱۲۰۷-۱۲۰۸، ۱۲۰۹-۱۲۱۰، ۱۲۱۱-۱۲۱۲، ۱۲۱۳-۱۲۱۴، ۱۲۱۵-۱۲۱۶، ۱۲۱۷-۱۲۱۸، ۱۲۱۹-۱۲۲۰، ۱۲۲۱-۱۲۲۲، ۱۲۲۳-۱۲۲۴، ۱۲۲۵-۱۲۲۶، ۱۲۲۷-۱۲۲۸، ۱۲۲۹-۱۲۳۰، ۱۲۳۱-۱۲۳۲، ۱۲۳۳-۱۲۳۴، ۱۲۳۵-۱۲۳۶، ۱۲۳۷-۱۲۳۸، ۱۲۳۹-۱۲۴۰، ۱۲۴۱-۱۲۴۲، ۱۲۴۳-۱۲۴۴، ۱۲۴۵-۱۲۴۶، ۱۲۴۷-۱۲۴۸، ۱۲۴۹-۱۲۵۰، ۱۲۵۱-۱۲۵۲، ۱۲۵۳-۱۲۵۴، ۱۲۵۵-۱۲۵۶، ۱۲۵۷-۱۲۵۸، ۱۲۵۹-۱۲۶۰، ۱۲۶۱-۱۲۶۲، ۱۲۶۳-۱۲۶۴، ۱۲۶۵-۱۲۶۶، ۱۲۶۷-۱۲۶۸، ۱۲۶۹-۱۲۷۰، ۱۲۷۱-۱۲۷۲، ۱۲۷۳-۱۲۷۴، ۱۲۷۵-۱۲۷۶، ۱۲۷۷-۱۲۷۸، ۱۲۷۹-۱۲۸۰، ۱۲۸۱-۱۲۸۲، ۱۲۸۳-۱۲۸۴، ۱۲۸۵-۱۲۸۶، ۱۲۸۷-۱۲۸۸، ۱۲۸۹-۱۲۹۰، ۱۲۹۱-۱۲۹۲، ۱۲۹۳-۱۲۹۴، ۱۲۹۵-۱۲۹۶، ۱۲۹۷-۱۲۹۸، ۱۲۹۹-۱۳۰۰، ۱۳۰۱-۱۳۰۲، ۱۳۰۳-۱۳۰۴، ۱۳۰۵-۱۳۰۶، ۱۳۰۷-۱۳۰۸، ۱۳۰۹-۱۳۱۰، ۱۳۱۱-۱۳۱۲، ۱۳۱۳-۱۳۱۴، ۱۳۱۵-۱۳۱۶، ۱۳۱۷-۱۳۱۸، ۱۳۱۹-۱۳۲۰، ۱۳۲۱-۱۳۲۲، ۱۳۲۳-۱۳۲۴، ۱۳۲۵-۱۳۲۶، ۱۳۲۷-۱۳۲۸، ۱۳۲۹-۱۳۳۰، ۱۳۳۱-۱۳۳۲، ۱۳۳۳-۱۳۳۴، ۱۳۳۵-۱۳۳۶، ۱۳۳۷-۱۳۳۸، ۱۳۳۹-۱۳۴۰، ۱۳۴۱-۱۳۴۲، ۱۳۴۳-۱۳۴۴، ۱۳۴۵-۱۳۴۶، ۱۳۴۷-۱۳۴۸، ۱۳۴۹-۱۳۵۰، ۱۳۵۱-۱۳۵۲، ۱۳۵۳-۱۳۵۴، ۱۳۵۵-۱۳۵۶، ۱۳۵۷-۱۳۵۸، ۱۳۵۹-۱۳۶۰، ۱۳۶۱-۱۳۶۲، ۱۳۶۳-۱۳۶۴، ۱۳۶۵-۱۳۶۶، ۱۳۶۷-۱۳۶۸، ۱۳۶۹-۱۳۷۰، ۱۳۷۱-۱۳۷۲، ۱۳۷۳-۱۳۷۴، ۱۳۷۵-۱۳۷۶، ۱۳۷۷-۱۳۷۸، ۱۳۷۹-۱۳۸۰، ۱۳۸۱-۱۳۸۲، ۱۳۸۳-۱۳۸۴، ۱۳۸۵-۱۳۸۶، ۱۳۸۷-۱۳۸۸، ۱۳۸۹-۱۳۹۰، ۱۳۹۱-۱۳۹۲، ۱۳۹۳-۱۳۹۴، ۱۳۹۵-۱۳۹۶، ۱۳۹۷-۱۳۹۸، ۱۳۹۹-۱۴۰۰، ۱۴۰۱-۱۴۰۲، ۱۴۰۳-۱۴۰۴، ۱۴۰۵-۱۴۰۶، ۱۴۰۷-۱۴۰۸، ۱۴۰۹-۱۴۱۰، ۱۴۱۱-۱۴۱۲، ۱۴۱۳-۱۴۱۴، ۱۴۱۵-۱۴۱۶، ۱۴۱۷-۱۴۱۸، ۱۴۱۹-۱۴۲۰، ۱۴۲۱-۱۴۲۲، ۱۴۲۳-۱۴۲۴، ۱۴۲۵-۱۴۲۶، ۱۴۲۷-۱۴۲۸، ۱۴۲۹-۱۴۳۰، ۱۴۳۱-۱۴۳۲، ۱۴۳۳-۱۴۳۴، ۱۴۳۵-۱۴۳۶، ۱۴۳۷-۱۴۳۸، ۱۴۳۹-۱۴۴۰، ۱۴۴۱-۱۴۴۲، ۱۴۴۳-۱۴۴۴، ۱۴۴۵-۱۴۴۶، ۱۴۴۷-۱۴۴۸، ۱۴۴۹-۱۴۵۰، ۱۴۵۱-۱۴۵۲، ۱۴۵۳-۱۴۵۴، ۱۴۵۵-۱۴۵۶، ۱۴۵۷-۱۴۵۸، ۱۴۵۹-۱۴۶۰، ۱۴۶۱-۱۴۶۲، ۱۴۶۳-۱۴۶۴، ۱۴۶۵-۱۴۶۶، ۱۴۶۷-۱۴۶۸، ۱۴۶۹-۱۴۷۰، ۱۴۷۱-۱۴۷۲، ۱۴۷۳-۱۴۷۴، ۱۴۷۵-۱۴۷۶، ۱۴۷۷-۱۴۷۸، ۱۴۷۹-۱۴۸۰، ۱۴۸۱-۱۴۸۲، ۱۴۸۳-۱۴۸۴، ۱۴۸۵-۱۴۸۶، ۱۴۸۷-۱۴۸۸، ۱۴۸۹-۱۴۹۰، ۱۴۹۱-۱۴۹۲، ۱۴۹۳-۱۴۹۴، ۱۴۹۵-۱۴۹۶، ۱۴۹۷-۱۴۹۸، ۱۴۹۹-۱۵۰۰، ۱۵۰۱-۱۵۰۲، ۱۵۰۳-۱۵۰۴، ۱۵۰۵-۱۵۰۶، ۱۵۰۷-۱۵۰۸، ۱۵۰۹-۱۵۱۰، ۱۵۱۱

فوج درست کر کے جاگیردار بنجاتے تھے، اس لئے شاہی خاندان کے زوال سے اُن کی مالی حالت پُر مطلق اثر نہ پڑتا تھا،

شیر شاہی نظام | اس قسم کی بدعنوانیاں شیر شاہ کے زمانہ حکومت میں بھی تھیں لیکن شیر شاہ ایک تجربہ کار اور ہوشمند حکمران تھا، وہ امراء اور سپاہیوں کے مکر و فریب سے اچھی طرح واقف تھا، اس لئے فوجی امراء کی ان چالاکیوں کو روکنے کے لئے اُس نے داغ کا قانون وضع کیا، وہ گھوڑوں پر اپنے سامنے داغ لگواتا تھا، اور داغ کے نشان کے بغیر کسی کو تنخواہ نہ دیتا تھا، یہاں تک کہ خاکروبول اور محل کی ملازماؤں کو بھی یہ داغ لینا پڑتا تھا، اس طرح فوجی امراء کا اپنے منصب کے سپاہیوں میں غیر سپاہیوں کو داخل کرنا قطعی طور پر بند ہو گیا، شیر شاہ سپاہیوں اور گھوڑوں کا چہرہ (Deo-cripitive rolls) باضابطہ لکھواتا تھا، اور اسی حساب سے تنخواہیں تقسیم کرتا تھا، سپاہیوں کی تنخواہ خود اپنی زبان سے مقرر کرتا تھا تاکہ سپاہی کے حق میں امراء دست اندازی نہ کر سکیں، اس کا معمول تھا کہ وہ روز نماز اشراق کے بعد لشکر کا معائنہ کرتا تھا، امراء اور سپاہیوں سے پوچھتا تھا کہ کوئی ان میں سے بغیر جاگیر کے تو نہیں ہے، اگر کوئی ہوتا تو ہم سے پہلے اس کو جاگیر مل جاتی تھی اور اگر کوئی ہم کے وقت جاگیر کے لئے عرض کرتا، تو سزا پاتا تھا، پرانے سپاہیوں کی موجودات لیتا تھا، اور نئے سپاہیوں سے باتیں کرتا تھا، افغانوں سے افغانی زبان میں گفتگو کرتا تھا، ان میں جو کوئی فصاحت سے گفتگو کرتا، اور پھر اپنی کمان کھینچ کر تیر اندازی کی مہارت دکھاتا تھا تو اور سپاہیوں سے اس کو تنخواہ زیادہ دیتا تھا،

انعام و اکرام | لشکریوں کو انعام دینے کا رواج سلاطین دہلی کے عہد میں بھی برابر رہا مثلاً علاء الدین فوج کو کبھی سال بھر یا چھ مہینے کی مزید تنخواہ دیدیا کرتا تھا، علاء الدین خلجی کے بعد

۱۔ ایٹ جلد چہارم ص ۴۴ ۲۔ تاریخ شیر شاہی از عباس خان بکوالہ ایٹ جلد چہارم ص ۴۳ ۳۔ برنی ص ۲۴

نقطہ دین خلی تخت پر بیٹھا تو اس نے لشکر میں چھ مہینے کی تنخواہ بطور انعام تقسیم کیا، فیروز شاہ تغلق جب ٹھٹھ کی مہم پر جانے لگا تو اس نے بغیر وجہ وار سپاہیوں کو تنخواہ سے چار گنی رقم زیادہ انعام میں عطا کی، فیروز شاہ اپنے لشکریوں کے ساتھ بڑی ہمت اور نرمی سے پیش آیا جب وہ دور دراز مہم سے واپس آتے تو ان کو وطن جانے کی رخصت بہت آسانی سے دیدیتا، وہ دوسری بار ٹھٹھ کی مہم میں جانے لگا تو لشکری پہلی مہم کی صعوبتوں اور مشکلوں کو سوچ کر گھبرا گئے، اور ان میں سے اکثر ساز و سامان لیکر اپنے اپنے گھروں کو بھاگ گئے، فیروز شاہ کو خبر ہوئی تو اس نے تمام منزلوں پر چکیاں نصب کیں اور جو پکڑے گئے تو عقیقت کا بیان ہے کہ ان کو سزا سے خسر دانی یعنی قتل اور جلاوطن وغیرہ کے بجائے سزا سے معافی دی، یعنی ان کو تیر ملامت کا نشانہ بنایا،

اکبری نظام | اکبر نے فوج کی تنخواہوں کے سارے سابقہ نظام کا نقشہ بالکل بدل دیا، اور نئے نئے آئین بنائے، جو رد و بدل ہوتے ہوتے ایک خاص نظام ہو گیا، اس نے اپنی فوج کو ڈسپلن سٹم پہنچا سٹھ حصوں میں ترتیب دیا جو وہ باشی سے وہ ہزاری تک پہنچتے تھے، اس منصب داری نظام کی تفصیل پہلے اچکی ہے، اس طرح فوج کو تقسیم کرنے کے بعد اکبر نے ہر منصب دار کی تنخواہ مقرر کی، اور اس کا نام تنخواہ ذات رکھا،

ابو الفضل نے آئین اکبری میں ہر فوجی عہدہ دار کا ماہانہ لکھا ہے جو حسب ذیل ہے (جلد اول ص ۱۳۰-۱۳۵)

ماہانہ			منصب
اول	دوم	سوم	
۶۰۰۰۰	۰	۰	دو ہزاری
۵۰۰۰۰	۰	۰	ہفت ہزاری

۱۰۰۰۰۰ سے ۲۰۰۰۰۰ تک عقیقتاً ۱۰۰۰۰۰ سے ۲۰۰۰۰۰ تک عقیقتاً ۱۰۰۰۰۰ سے ۲۰۰۰۰۰ تک

مناصب			ماهانه		
			آول	دوم	سوم
هفت هزارى			۲۵۰۰۰	.	.
پنج هزارى			۳۰۰۰۰	۲۹۰۰۰	۲۸۰۰۰
چهار هزارى و نه صدى			۲۶۶۰۰	۲۶۴۰۰	۲۶۳۰۰
هشت صدى			۲۶۶۰۰	۲۶۴۰۰	۲۶۳۰۰
ادو هفت صدى			۲۶۸۰۰	۲۶۶۰۰	۲۶۵۰۰
نشت صدى			۲۶۴۰۰	۲۶۳۰۰	۲۶۱۰۰
پانصدى			۲۶۰۰۰	۲۵۸۰۰	۲۵۷۰۰
چهار صدى			۲۵۲۰۰	۲۵۰۰۰	۲۴۸۰۰
سه صدى			۲۴۴۰۰	۲۴۲۰۰	۲۴۰۰۰
دو صدى			۲۳۶۰۰	۲۳۴۰۰	۲۳۳۰۰
يك صدى			۲۲۸۰۰	۲۲۴۰۰	۲۲۳۰۰
چهار هزارى			۲۲۰۰۰	۲۱۸۰۰	۲۱۶۰۰
سه هزار و نه صدى			۲۱۴۰۰	۲۱۲۰۰	۲۱۱۰۰
هشت صدى			۲۰۸۰۰	۲۰۶۰۰	۲۰۵۰۰
هفت صدى			۲۰۲۰۰	۲۰۰۰۰	۱۹۹۰۰
نشت صدى			۱۹۶۰۰	۱۹۴۰۰	۱۹۳۰۰

مناصب			ماہانہ	
			اول	دوم
			سوم	
سہ ہزار و پانچ صدی	۱۹۰۰۰	۱۸۸۰۰	۱۸۶۰۰	
چار صدی	۱۸۳۰۰	۱۸۰۱۲	۱۸۳۰۰	
سہ صدی	۱۸۲۰۰	۱۸۰۰۰	۱۶۹۰۰	
دیک صدی	۱۶۸۰۰	۱۶۶۰۰	۱۶۵۰۰	
سہ ہزار دی	۱۶۰۰۰	۱۶۸۰۰	۱۶۰۴۰۰	
دو ہزار و نہ صدی	۱۶۲۰۰	۱۶۲۰۰	۱۶۱۰۰	
ہشت صدی	۱۵۸۰۰	۱۵۶۰۰	۱۵۵۰۰	
ہفت صدی	۱۵۲۰۰	۱۵۰۰۰	۱۴۹۰۰	
شش صدی	۱۴۶۰۰	۱۴۴۰۰	۱۴۳۰۰	
پانچ صدی	۱۴۰۰۰	۱۳۸۰۰	۱۳۶۰۰	
چار صدی	۱۳۶۰۰	۱۳۴۰۰	۱۳۳۰۰	
سہ صدی	۱۳۲۰۰	۱۳۰۰۰	۱۲۹۰۰	
دو صدی	۱۲۸۰۰	۱۲۶۰۰	۱۲۵۰۰	
ایک صدی	۱۲۴۰۰	۱۲۲۰۰	۱۲۱۰۰	
دو ہزار کی	۱۲۰۰۰	۱۱۹۰۰	۱۱۸۰۰	
ہزار و نہ صدی	۱۱۹۵۰	۱۱۳۵۰	۱۱۲۵۰	
ہشت صدی	۱۱۶۵۰	۱۱۴۰۰	۱۱۳۰۰	

ماهانه			مناصب
سوم	دوم	اول	
۱۰۸۰۰	۱۱۰۰۰	۱۱۲۳۵	هزار و هفت صدی
۱۰۲۰۰	۱۰۴۰۰	۱۰۶۰۰	شش صدی
۹۶۰۰	۹۸۰۰	۱۰۰۰۰	پانصدی
۹۳۰۰	۹۴۰۰	۹۶۰۰	چهار صدی
۹۰۵۰	۹۱۰۰	۹۲۰۰	سه صدی
۸۸۰۰	۸۹۰۰	۹۰۰۰	هزار و دو صدی
۸۴۰۰	۸۵۰۰	۸۶۰۰	یک صدی
۸۰۰۰	۸۱۰۰	۸۲۰۰	هزار ی
۷۱۰۰	۷۲۰۰	۷۳۰۰	نصدی
۶۴۰۰	۶۵۰۰	۶۶۰۰	پشت صدی
۵۸۰۰	۵۹۰۰	۶۰۰۰	هفت صدی
۵۰۰۰	۵۱۰۰	۵۲۰۰	شش صدی
۴۱۰۰	۴۲۰۰	۴۳۰۰	پانصدی
۳۵۰۰	۳۶۰۰	۳۷۰۰	چهار صدی
۳۰۰۰	۳۱۰۰	۳۲۰۰	سه صدی و پنجاهی
۲۵۰۰	۲۶۰۰	۲۷۰۰	دو صدی و پنجاهی
۲۰۰۰	۲۱۰۰	۲۲۰۰	صدی
۱۵۰۰	۱۶۰۰	۱۷۰۰	پنجاهی
۱۰۰۰	۱۱۰۰	۱۲۰۰	پنجاهی

ماہانہ			مناصب
سوم	دوم	اول	
۹۰۰	۹۵۰	۹۷۵	دو صدی
۸۰۰	۸۵۰	۸۷۵	یکصد و پنجاہی
۷۵۰	۷۶۰	۷۸۰	صد و بست و پنج
۵۰۰	۶۰۰	۶۰۰	یوز باشی
۳۵۰	۳۸۰	۴۱۰	چار بستی
۲۷۰	۳۸۵	۳۰۱	سہ بستی
۲۳۰	۲۴۰	۲۵۰	پنجاہی
۱۵۵	۱۶۵	۱۷۵	ترکش بند
۱۱۵	۱۲۵	۱۳۵	بستی
۷۵	۸۲	۱۰۰	دو باشی

ان منصب داروں کے علاوہ فوج کے مختلف آدمیوں کی مختلف تنخواہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں،

ماہانہ بنیان : تمام بنیان منصب داروں کے سوار ہوتے، پانچ سواروں کو چالیس ہزار روپے سالانہ ملا کرتے تھے، یعنی ایک سوار کو ۸۰۰ روپے سالانہ ملتا، چالیس دام ایک روپیہ کے برابر ہوتا، اس لحاظ سے ایک سوار کی تنخواہ ۴۰۰ روپیہ سالانہ یعنی ۱۶ روپیہ دس آنے آٹھ پائی ماہانہ ہوتی ہے۔ ایک سوار جو ایک سے زیادہ گھوڑا رکھتا، کچھ تنخواہ زیادہ پاتا، دو یا تین گھوڑوں والے سوار کو ۱۱۰۰ روپے سالانہ (۲۲ روپیہ ۱۰ پائی ماہانہ) ملتا، تمام بنیان کو منصب داروں سے تنخواہ

ملتی تھی، جو اپنے لئے ان تنخواہوں میں سے پانچ فی صدی وضع کر لیا کرتے تھے، تنخواہ عموماً چھ پانچ چار ماہ پر ملتی تھی۔

پیادوگان، اُن کے چار حصے تھے، اول دوم، سوم، چارم، اول درجہ کے پیادوگان کو پانچویں (۳۲ روپے آٹھ آنے) دوم کو چار سو دام (دس روپے) سوم کو تین سو دام (سات روپے آٹھ آنے) چارم کو دو سو چالیس دام (چھ روپے) ملتے تھے۔

احدی، اُن کی تنخواہیں مختلف ہوتیں، چالیس روپے سے پانچ سو ماہانہ سے زیادہ تک ہوتیں، بندوچی، بندوچیوں کے سرداروں کی چار قسمیں تھیں، اول کو تین سو دام (۷ روپے ۸ آنے) دوم کو دو سو اسی دام (۷ روپے) سوم کو ۲۷ دام (۵ روپے ۱۲ آنے) چارم کو ۲۶ دام (۵ روپے ۸ آنے) ماہانہ ملا کرتے تھے، بندوچی پانچ حصوں میں تقسیم تھے، اور ہر حصہ کی تین قسمیں تھیں، اول کو دو سو چالیس دام (چھ روپے چار آنے) دو سو چالیس دام (چھ روپے) دو سو تیس دام (پانچ روپے ۳ آنے) ملتے تھے، دوم کو دو سو بیس دام (پانچ روپے آٹھ آنے) دو سو دس دام (پانچ روپے چار آنے) اور دو سو دام (پانچ روپے) ملا کرتے تھے، سوم کو ۱۹۰ دام (چار روپے ۱۲ آنے) ۱۸۰ دام (چار روپے آٹھ آنے) ۱۷۰ دام (چار روپے چار آنے) چار آنے) ملا کرتے تھے، چارم کو ۱۶۰ دام (چار روپے) ایک سو چالیس دام (تین روپے بارہ آنے) ایک سو چالیس دام (تین روپے آٹھ آنے) پنجم کو ۱۳۰ دام (تین روپے چار آنے) ایک سو بیس دام (تین روپے) ایک سو دس دام (دو روپے بارہ آنے)

آئین اکبری میں بحری بیڑوں کے ملازموں کی حسبِ ذیل تنخواہیں لکھی ہیں :

ناخدا ۴۰۰ روپے، تندیل معلم ۲۰۰، تندیل ۱۲۰، کرانی ۵۰، ناخدا خشب ۴۰، سرنگ ۳۰

سکان گیر، بھنڈاری ۱۵، خاروہ ۳۰، دیگ انداز ۱۲ روپے

۱۵ آئین اکبری ص ۱۳۳ ۱۵ ایضاً آئین اکبری جلد دوم آئین ۱۶۶

مناصب کی ماہانہ رقموں کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ وہ تنخواہ ذات اور دواب شاہی کے مصارف کا مجموعہ ہیں، آئین اکبری میں جہول مناصب میں ہر ہر منصب کے ساتھ کچھ تعداد گھوڑوں، ہاتھیوں، اونٹوں، بلیوں، خچروں اور چھکڑوں کی بھی مندرج ہے، یہ منصب داروں کے خاصہ لوازم نہ ہوتے تھے، بلکہ یہ شاہی چیزیں ہوتی تھیں، جو دواب شاہی کھلاتی تھیں، ابو الفضل نے ان کی خوراک کی رقم کو بھی تنخواہ ذات کے ساتھ شامل کر دیا ہے، اس مصرف کی شمولیت کی وجہ سے منصب داروں کی تنخواہیں بہت بڑی معلوم ہوتی ہیں، حالانکہ وہ محض مناصب یا دواب مناصب کی ماہانہ تنخواہیں نہیں، آئین اکبری میں ہے،

”بہر کے ازامراء حلقہ ہا سپرد و دید بانی فرمود کہ خورش از سرکار والا تنخواہ شود“

ایک دوسری جگہ ہے:

”چنانکہ ہر حلقہ بدید بانی کہ ازامراء باز گرد ہماں طور ہر فل خاصہ بہ نیاقداری

امیرے نامزد“

شمس العلماء مولوی عبد الرحمن صاحب دہلوی نے تحقیق کے بعد منصب داروں کی تنخواہ کا

ایک اصول وضع کیا ہے، جو یہ ہے، منصب $2 \times$ سوار $2 \times$ + رقم خوراک دواب = ماہانہ منصب وہ لکھتے ہیں:

”یہ فارمولہ میری گھڑت نہیں، اگرچہ اسی گھڑت میں بھی کوئی عیب نہیں ہے، جو میزان

امتحان میں پوری اتر جائے، مگر یہ ضابطہ خود ابو الفضل نے آئین منصب میں بیان کرتا ہے وہ

لکھتا ہے، یوزباشی یا زدوگونہ باشند تخت آن کہ بادے صد سوار بودہ شد، ما ہوارہ مقصد

روپیہ، یا زدو م آن کہ بادے سوارے نبود، پانصد روپیہ زدو میانی را در ہر وہ سوارست

روپیہ یا فرزدہ گردو“

عبدالرحمن صاحب پھر لکھتے ہیں :

”جب یوزباشی با صد سوار ..، پاتا تھا، اور یوزباشی داخلی کے سوار کو .. ۵ ملے تھے تو نتیجہ یہ ہے کہ سواروں پر دو سو روپے منصبدار کے حق ہوتے تھے، یعنی فی سوار دو سو روپے ہی نتیجہ دس سواروں پر بیس روپے سے نکلتا ہے، رہا خرچ و دواب جب اس کو حساب کر کے نکالا تو ۳۰۳ روپے نکلا، اس اضافہ یعنی ۲ روپے کو ذرا حساب سے خارج کر دیجئے، اور پھر دیکھ لیجئے کہ ہم نے جو ضابطہ بیان کیا ہے، وہ صحیح ہے، یا نہیں (منصب $\times ۲ +$ صد سوار $\times ۲ +$ خوراک و دواب $\times ۱۰۰$)، یہی یوزباشی با صد سوار کا ماہوار ابوالفضل نے لکھا ہے) رہا تین، تیرہ کا خدمت، اس قسم کی پیشی تقریباً ہر منصب کے ماہوارہ میں پائی جاتی ہے، اُس نے مجھے بہت دنوں پریشان رکھا، اور آخر یہ معلوم ہوا کہ دواب کی خوراک کی رقم تحقیقی نہیں، بلکہ تقریبی ہوتی تھی، چنانچہ ضابطہ مالگیری نام کی بیاض قلمی میں ہے،

”مبلغ کہ بنا ہر دواب بموجب حساب قرار می باید، آن را از تنخواہ دومہ طلب سرسری نمودہ بموجب تنخواہ در حصہ دواب می گیرند“

”یہ سرسری وہی لفظ ہے جسے ہم سرسری یا تقریبی کہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم آئین میں دواب کا خرچ ہر منصب کا تقریبی پاتے ہیں،“

”رہا ضابطہ ماہانہ منصب وہ آئین کے مناصب کا مل کے اعداد میں خور کرنے سے نکلتا ہے کہ منصب $\times ۶$ برابر ہے ماہانہ منصب کے، اور ماہانہ منصب $\times ۱۲$ اس کا سالانہ ہے، پھر اس میں سے تنخواہ ذات کے نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ منصب کی سالانہ رقم کو دو دفعہ $\frac{1}{2}$ کیجئے، منصب سالانہ تنخواہ ذات بکل آئے گی، یہ $\frac{1}{2}$ کا قاعدہ بلا استثناء تمام مناصب کی تنخواہ ذات میں جاری ہوا ہے، اور ہو سکتا ہے اب یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ منصب $\times ۶$ یعنی یہ چھ کہاں سے آئے

ہو گیا۔۔۔ منصب و سوار کی ہر ہر اکائی پر دو دو روپیہ خود ابوالفضل بناتا ہے، چار تو یہ ہو گئے،
 خوراک و آب جب مناصب کی نکالی تو ہر منصب کے دو چند سے زیادہ نکلی، اس زیادتی کے ساتھ
 ہم نے وہی عمل کیا، جو یوزباشی کی خوراک و آب کے ۳ روپوں کیساتھ کیا تھا، اس لئے یہ دو
 چاروں کے ساتھ مل کر چھ ہو گئے۔

تنخواہ دینے کے طریقے | تنخواہ یا تو نقد یا جاگیر کی شکل میں ملتی تھی، سواروں کی تنخواہ منصبدار ادا
 کرتے تھے، پیادوں اور توپچیوں کو تنخواہ نقد ملتی تھی، یا اسی رقم کے برابر ان کو کچھ جاگیر دیدی جاتی
 تھی، منصبداروں کو عموماً جاگیریں ملتی تھیں اس سے جانبین کو بھی سہولیتیں ہوتی تھیں، حکومت کی
 تنظیم مرکزی ہونے کے سبب دور کے علاقوں کی نگہداشت اچھی طرح ہو نہیں سکتی تھی، چنانچہ دور
 مقامات کی مالگذاری کی تحصیل جاگیرداروں کے حوالہ کر دی جاتی تھی، منصبدار بھی جاگیر کو نعمت
 سمجھتے تھے، کیونکہ اول تو وہ تنخواہ کے معاملہ میں شاہی دربار کی رضا و رغبت سے مستغنی رہتے تھے،
 پھر جاگیر کے حسن انتظام سے کافی رقم پسماندہ کر لیتے تھے، منصبداروں کو جاگیر عموماً دارالسلطنت سے
 دور مقامات پر دی جاتی تھی، اگر جاگیر وسعت اور رقبہ میں بڑی ہوتی تھی، تو جاگیردار خود انتظام کرتے
 تھے، اور ان کا علاقہ نیم خود مختار ہوتا تھا، اگر جاگیر چھوٹی ہوتی تو جاگیردار فوجدار کے حوالے کر دیے جاتے
 جو مالگذاری وصول کر کے ان کو ادا کرتے تھے،

جاگیر یا تنخواہ حاصل کرنے کے طریقے	جس رجسٹر میں فوج کے تمام مصارف کا اندراج ہوتا، اس کو توجیہ
	کہتے تھے، جس درخواست یا سند کے ذریعہ سے جاگیر یا تنخواہ ملتی، اس کو

تعلیقہ کہا جاتا، اس کی تیغ پورے طور پر کی جاتی، جب یہ پیش ہوتا تو عہدہ دار تعلیقہ اس کی
 پشت پر لکھتا کہ تنخواہ کی برادریا کی جائے، اور حکام متعلقہ چہرہ نویسی کے لئے آمادہ رہیں اس
 سند میں گھوڑے کی بھی چہرہ نویسی ہوتی، گھوڑے کی داغ اندیزی کے بعد بخشی بزرگ تعلیقہ کو

اپنے پاس رکھ لیتا، اور اس کے عوض ایک تحریر دیتا جس میں ماہانہ تنخواہ کا اندراج ہوتا اس پر بخشی دستخط کر دیتا، اور اپنی ہر لگا دیتا، اس تحریر کو سر خط کہا جاتا، جو تمام ماتحت بخشوں کے دفاتر میں داخل ہوتے، اسی کے رو سے دیوان سالانہ اور ماہانہ تنخواہ کا حساب لگتا، اور بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا بادشاہ جاز دیدیتا، تو اس پر لکھ دیا جاتا کہ تعلیقہ تن یعنی تنخواہ کی سند تحریر کی جائے، یہ حکم بھی اپنے پاس رکھ لیتا، اور اسی مضمون کی ایک تحریر تیار کرتا جس کو دیکھ کر دیوان لکھتا کہ اس کو دفاتر میں داخل کیا جائے، اور اس پر دیوان بخشی، اور مشرف دیوان کی ہر لگا دی جاتیں، اور حاشیہ پر شاہی عطیہ لکھ کر پھر دیوان کے پاس بھیج دیا جاتا، جو اس پر دستخط کر دیتا، اس کے بعد صاحب توجیہ تعلیقہ کو اپنے پاس رکھ لیتا، اور اس کو فرمان کی صورت میں لکھ کر دستخط کے ساتھ اپنی ہر لگا دیتا، اس کے بعد یہ فرمان مستوفی (اوڈو ٹر جبرل) کے ملاحظہ کے لئے بھیج دیا جاتا، وہ اپنی ہر لگا دیتا، مستوفی کے بعد ناظر و بخشی اپنی اپنی ہر لگا تے، اور آخر میں اس پر دیوان، وکیل اور مشرف کی ہر لگائی جاتیں،

اگر فرمان نقد تنخواہ کے متعلق ہوتا، تو اسی قسم کی کارروائی عمل میں لائی جاتی، البتہ اس فرمان کے لئے برأت کی اصطلاح استعمال کی جاتی، برأت سال میں دو بار تیار کی جاتی، مشرف اس میں تنخواہ کے علاوہ گھوڑوں کے دانہ، گھاس وغیرہ کی قیمت، مقدار، جنس اور خدمت نگاروں کی تنخواہ وغیرہ کی تمام رقمیں اندراج کر کے اپنی ہر لگا دیتا، اور یہ دیوان بیوتات کے پاس چلی جاتی، جو اس کی چھان بین کر کے اس کو مختلف مشرفوں کے پاس بھیج دیتا، مشرف ادائیگی کا حکم لکھ کر اپنی ہر لگا دیتے، نقد ادائیگی کی صورت میں چوتھائی رقم منہا کر لی جاتی جس کے لئے دوسری سند دی جاتی، اس کے پھر پتہ پر صاحب توجیہ، مشرف، ناظر، دیوان بیوتات، دیوان کل، خانہ سامان، مشرف دیوان، اور وکیل اپنے اپنے دستخط کرتے اور ہر لگا تے، ان کارروائیوں کے بعد شاہی ہر لگتی، اور مشرف اس کی رسید لکھتا جو مختلف دفاتر میں محفوظ کر لی جاتی ہے

جرمانے | فوجی تہذیب میں اگر کسی قسم کی بے اعتدالی ہوتی، تو جرمانے کئے جاتے، جرمانے تین چیزوں پر

ضرور عائد کئے جاتے (۱) تفاوتِ اسپ (۲) تفاوتِ اسلحہ (۳) تفاوتِ تابیان،

۱۔ تفاوتِ اسپ: اگر داغ کے وقت گھوڑوں کی نوعیت میں فرق ہوتا، تو ایک مقررہ رقم منصبہ کی تنخواہ سے کم کرنی جاتی تھی، مثلاً، ایک ترکی گھوڑے کے بجائے عراقی دکھلایا جاتا، تو بارہ روپے ترکی کے بجائے "مصح" تو چھ روپے، تازی کے بجائے ترکی تو آٹھ روپے، یا بوکے بجائے ترکی تو نو روپے کم کئے جاتے، اسی طرح ترکی، یا بوکے تازی کے بجائے خنکی گھوڑے دکھائے جاتے تو بارہ روپے اور آٹھ روپے علی الترتیب کم کئے جاتے،

۲۔ تفاوتِ اسلحہ: ملاحظہ کے وقت سواروں، سپاہیوں، ہاتھیوں یا گھوڑوں کے ساز و سامان میں کسی قسم کی کمی ہوتی، تو جرمانے کئے جاتے تھے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

رقم جرمانہ مندرجہ ذیل سامان نہ رہنے کے سبب														منصب
خود			بکتر			پاکھر			رانک			سہ اسپ		
روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی
۲	۰	۰	۵	۰	۰	۴	۰	۰	۲	۰	۰	۰	۰	۰
۲	۰	۰	۴	۰	۰	۱۲	۰	۰	۱	۰	۱۲	۰	۱۵	۰
۱	۱۲	۰	۴	۰	۰	۸	۰	۰	۱	۰	۸	۰	۱۲	۰
۱	۸	۰	۳	۰	۸	۴	۰	۰	۱	۰	۴	۰	۱۳	۰
۱	۰	۰	۳	۰	۰	۳	۰	۰	۱	۰	۰	۰	۱۲	۰

تفاوتِ تابیان | اسی طرح ملاحظہ کے وقت مقررہ تعداد سے حاکم کچھ کم رہتے، تو بھی جرمانے کئے جاتے تھے، چار مہینے کی تنخواہ سے ڈھائی روپیہ، پانچ مہینے کی تنخواہ سے تین روپیہ، چھ مہینے کی تنخواہ سے

چار روپیے، سات فیصد کی تنخواہ سے سات روپیے اور آٹھ فیصد کی تنخواہ سے ۸ روپیے حذف کر لئے جاتے تھے،

توقفِ تصحیح | ایک مقررہ مدت کے درمیان شناخت (Verification) نہ ہوتی، تو منصبداروں کی پوری اور احدیوں کی آدھی تنخواہ تخفیف کر لی جاتی،

گھوڑوں کی بطرانی اور قفل | جب سواروں میں سے کسی کے گھوڑے مر جاتے یا بیکار ہو جاتے، تو ان کو ایک اسپ اور دو اسپ کی شرح سے رقم ادا کی جاتی، یعنی اگر ایک سوار کا ایک گھوڑا مر جاتا، یا بیکار ہو جاتا تو اس کو ایک اسپ کے حساب سے ادا کیا جاتا تھا، اور اگر اس کے دونوں گھوڑے بیکار ہو جاتے یا مر جاتے تو اس کو ایک ماہ تک تنخواہ دی جاتی، اور اس کے بعد وہ کوئی گھوڑا بہم نہ کرتا، تو اس کی تنخواہ رک دی جاتی تھی،

اگر کسی احدی کا گھوڑا مر جاتا، تو منشی ایک ساقط نامہ لکھ دیتا تھا جس سے اس کی تنخواہ مل جاتی تھی، اور اگر اس کا گھوڑا صدر مقام سے دور نہیں مرنے، تو مردہ گھوڑے کے داغ کا نشان اور دم صدر مقام بھیج دی جاتی،

غیر حاضری | اگر کوئی سپاہی چوکی سے تین متواتر حاضریوں میں غائب رہتا، تو اس کی تنخواہ تخفیف کر دی جاتی، اور اگر چوتھی بار وہ حاضر نہ ہوتا، تو وہ معزول کر دیا جاتا، اور اس کی ساری تنخواہیں ضبط کر لی جاتی تھیں۔ رات کی ڈیوٹی یا جائزہ میں سے کوئی غائب رہتا تو ایک دن کی تنخواہ کاٹ لی جاتی اور اگر شاہی معاملہ یا عیدین کے روز وہ غائب ہوتا تو اس کی آدھے دن کی تنخواہ جاتی رہتی،

بیماری | بیماری کے سبب چوکی سے تین بار غیر حاضری معاف کی جاتی تھی لیکن اس کے بعد تنخواہ روک لی جاتی تھی، اور ایک بیماری نامہ (مدیکل سرٹیفکیٹ) طلب کیا جاتا تھا، جس کے بعد رخصت عطا کی جاتی تھی،

اگر کوئی اپنے کام سے رخصت لیکر جاتا، تو اس کو ایک مہینہ کی رخصت نصف تنخواہ کے ساتھ دی جاتی تھی، اور اگر وہ ایک مہینہ سے زیادہ دن رہتا، تو اس کو تنخواہ کا ۱/۲ یا ۱/۳ ادا کیا جاتا تھا، مہینہ کی غیر حاضری کے بعد وہ مفردین میں شامل کر لیا جاتا تھا، شادی یا غم کے موقع پر ایک سپاہی اپنی ڈیوٹی سے صرف ایک مرتبہ غیر حاضر ہو سکتا تھا، اور اگر کچھ زیادہ دیر ہو جاتی تو اس کی تنخواہ کاٹ لی جاتی تھی،

فزاری | اگر کوئی لشکر سے تنخواہ لینے کے بعد فرار ہو جاتا تو اتنی رقم اس کے قبض (تنخواہ کا بل) کے حاشیہ پر لکھ لی جاتی تھی، اور اس کی ضمانت والی رقم سے وصول کر لی جاتی تھی، اگر ایک بندوچی ایک افسر کی ملازمت چھوڑ کر دوسرے کے ماتحت چلا جاتا، تو اس کی نصف ماہ کی تنخواہ ضبط کر لی جاتی تھی، اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ میر وہ یا سزا دل نے اس کو ورغلا کر اپنے یہاں ملازم رکھ لیا ہے، تو پھر اسے افسروں کو خود جہانے ادا کرتے ہوتے تھے،

فوتی | اس کے لئے مختلف قوانین مروج تھے، عموماً یہ ہوتا کہ اگر کوئی فطری موت مرا تو اس کے وارثوں کو ایک مہینہ کی تنخواہ ادا کی جاتی، اور اگر کوئی سرکاری خدمت انجام دیتے ہوئے مارا جاتا، تو اس کے وارثوں کو پورے مہینہ کی تنخواہ دی جاتی تھی، مگر اس کے لئے قاضی کے یہاں سے وارث نامہ چل کر ہاڑتا تھا،

اکبر کے بعد جہانگیر اور شاہجہان کے عہد میں منصب داروں اور فوجوں کی تنخواہوں کا معیار تھوڑی سی کمی و زیادتی کے ساتھ قریب قریب ہی رہا، شاہجہانی عہد میں ایک سواری کی تنخواہ بیس روپے

۱۔ یہ تمام تفصیلات آئین اکبری میں موجود ہیں، اور نیز دیکھو، آرمی آف دی انڈین مونگلز از ولیم ارون ۱۷۷۵ء
تذکرہ جہانگیری میں جہانگیر لکھتا ہے:

”بطریق عموم حکم کردم کہ مناسب جاگیر ہائے نوکران پر من رقرار باشد بعد ازاں بقدر

تھی، دکن کی مہم کے زمانہ میں ان کی تنخواہ گھٹا کر، اسے ۱۵ روپے تک کر دی گئی، لیکن اوزنگ زیب نے اس کے خلاف احتجاج کیا کہ اگر تنخواہ گھٹا دی گئی تو لشکر کی معاشی تنگی میں مبتلا ہو جائیں گے، خصوصاً دکن میں گھوڑوں کی قیمت بڑھ گئی ہے، شاہجہاں نے اوزنگ زیب کے اصرار پر شکریوں کی ساتھ تنخواہ برقرار رکھی،

عالمگیر کے زمانہ میں یورپین ستیاج برابر آتے رہے، انھوں نے عالمگیری فوج پر وضاحت کے ساتھ تبصرہ کیا ہے، منوکی نے فوجوں کی جو سالانہ تنخواہ اپنی کتاب میں درج کی ہے، وہ حسب ذیل ہے،

اول	دوم	سوم	
۲۰۵۰۰۰	۱۰۲۵۰۰۰	۶۸۰۶۳۰	پنچہزاری
۲۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	۶۶۶۰۰	چار ہزاری
۱۵۰۰۰	۷۵۰۰۰	۵۰۰۰۰	سہ ہزاری
۱۰۰۰۰	۵۰۰۰۰	۳۳۳۳۳	دو ہزاری
۵۰۰۰	۲۵۰۰۰	۱۶۶۶۶	ہکزاری
۳۳۷۵۰	۱۶۸۷۵	۱۱۲۵۰	نہ صدی

(بقیہ حاشیہ ص ۲۰۸) حالت ہر کسی بہ منصب ہاے ایشیاں افزودہ ازودہ دوازودہ کم نہ وتامادہ شعی چل

افساد شکر گشت، علوفہ جمیع اعدیاں را از فرادادہ پائژدہ و ماہیانہ کل شاگرد پیشہ دوازودہ

فرمودم..... و مدو معاش اہالی ائمہ ممالک فرودہ را کہ لشکر دہانہ یک قلم مطابق فرامین کردہ

برقرار و مسلم گذشتہم (ص ۶۶ ذیل کتب)

لے آداب عالمگیری بحوالہ مہتری آٹ اوزنگ زیب ازودہ دوازودہ قلم سرکاری جلد اول ص ۱۹۶ - ۱۹۷

مناصب	اول	دوم	سوم
ہشت صدی	۳۰۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۰۰۰۰
ہفت صدی	۲۶۲۵۰	۱۳۱۲۵	۸۷۵۰
شش صدی	۲۲۵۰۰	۱۱۲۵۰	۷۵۰۰
پنج صدی	۱۸۷۵۰	۰	۶۲۵۰
چار صدی	۱۵۰۰۰	۷۵۰۰	۵۰۰۰
سہ صدی	۱۱۲۵۰	۵۶۲۵	۴۷۵۰
دو صدی	۷۵۰۰	۴۷۵۰	۲۵۰۰
یک صدی	۴۷۵۰	۱۸۷۵	۱۲۵۰
چار ہستی	۳۰۰۰	۱۵۰۰	۱۰۰۰
سہ ہستی	۲۲۵۰	۱۱۲۵	۷۵۰
دو ہستی	۱۰۰۰	۷۵۰	۵۰۰

لیکن اردن نے دستورالائشا اور دستور العمل کے حوالہ سے اس عہد کی جو سالانہ اخراجات

لکھی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

مناصب	اول	دوم	سوم
ہفت ہزاری	۳۵۰۰۰۰	×	×
شش ہزاری	۳۰۰۰۰۰	×	×
پنج ہزاری	۲۵۰۰۰۰	۲۳۲۵۰۰	۲۳۵۰۰۰
چار ہزاری و پانچ صدی	۲۰۷۵۰۰	۲۰۷۵۰۰	۲۱۰۰۰۰

مناصب	اول	دوم	سوم
چار ہزاری	۲۰۰۰۰	۱۹۲۵۰۰	۱۸۵۰۰۰
سہ ہزاری و پنج صدی	۱۷۵۰۰۰	۱۶۷۵۰۰	۱۶۰۰۰۰
سہ ہزاری	۱۵۰۰۰۰	۱۴۲۵۰۰	۱۳۵۰۰۰
دو ہزاری و پنج صدی	۱۲۵۰۰۰	۱۱۷۵۰۰	۱۱۰۰۰۰
دو ہزاری	۱۰۰۰۰۰	۹۲۵۰۰	۸۵۰۰۰
یک ہزاری و پنج صدی	۷۵۰۰۰	۶۷۵۰۰	۶۰۰۰۰
یک ہزاری	۵۰۰۰۰	۴۷۵۰۰	۴۵۰۰۰
نصف صدی	۳۷۵۰۰	۳۶۲۵۰	۳۵۰۰۰
ہشت صدی	۳۱۲۵۰	۳۰۰۰۰	۲۸۷۵۰
ہفت صدی	۲۷۵۰۰	۲۶۲۵۰	۲۵۰۰۰
شش صدی	۲۳۷۵۰	۲۲۵۰۰	۲۱۲۵۰
پنج صدی	۲۰۰۰۰	۱۸۷۵۰	۱۷۵۰۰
چار صدی	۱۲۵۰۰	۱۲۰۰۰	۱۱۵۰۰

برئیر کا بیان ہے کہ عہدِ عالمگیری میں ایک اسپہ سوار کو پچیس روپیہ اور دو اسپہ سواروں کو نسبتاً کچھ زیادہ تنخواہ ملتی تھی، لیکن سواروں کو کم یا زیادہ دینا بہت کچھ امیروں کی فیاضی پر موقوف تھا، پیدل سپاہ کی تنخواہ میں پندرہ یا دس روپیہ ہوتی تھی، گولہ اندازوں کی تنخواہ بہت زیادہ تھی، خصوصاً فرنگی گولہ انداز بہت زیادہ تنخواہ پاتے تھے، اُن کی تنخواہ دو سو روپیہ یا ہوا تک ہوتی، مگر جب منغلوں کو اُن کی ضرورت نہیں رہی تو عالمگیر ان فرنگیوں کو مشکل سے نوکر رکھتا تھا، اور رکھتا بھی تو

میں روپیہ سے زیادہ تنخواہ نہیں دیتا تھا،

مالِ غنیمت میں فوج کا حصہ | اسلام کا قانون یہ ہے کہ لڑائی میں مالِ غنیمت چل بوتو اس میں سے ۱/۵ ریاست کا اور ۴/۵ لشکریوں کا حق ہوتا ہے لیکن ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں نے اس

پر بہت کم عمل کیا علاء الدین خلجی دیوگری سے چھ سو من سونا، سات من مردارید، دوزن لعل، یاوت، الماس، زمرد، ایک ہزار من چاندی، چار ہزار من ریشم، اور دوسرے قسم کے قیمتی کپڑے دہلی لایا لیکن یہ سب اسی کی ملکیت رہی جس کو اُس نے تخت پر بیٹھنے کے بعد شاہی خزانہ میں داخل کر دیا، جو اس کے جانشینوں کی فضول خرچی کے باوجود فیروز شاہ تغلق کے عہد تک بہت کچھ باقی رہ گیا تھا، لیکن علاء الدین خلجی ہی کے زمانہ میں جب انغخاں اور نصرت خاں گجرات فتح کر کے واپس آ رہے تھے تو اس کے لشکر نے محس کا مطالبہ کیا اور بغاوت پر آمادہ ہو گیا تھا لیکن یہ بغاوت بڑی ظلم کیساتھ دبا دی گئی اور جب فیروز شاہ نے اسلامی قوانین کا نفاذ کرایا، تو اُس نے یہ بھی حکم جاری کیا کہ غنیمت میں ریاست صرف ۱/۵ حصہ لیا کرے اور جاہنگر کی فہم میں اس نے مالِ غنیمت میں سے ۱/۵ حصہ اپنے لشکر میں تقسیم کر کے اس قانون پر عمل کر کے بھی دکھا دیا، لیکن اس کے بعد یا مغلوں کے زمانہ میں اس کی پابندی بالآخر اہم نہیں ہوئی، گواکبر نے بھی اپنے فوجدار کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں مساوات برتی جائے، اور کل مال کا پانچواں حصہ شاہی خزانہ میں داخل کیا جائے

۱۵ سفرنامہ برہیلہ اور ترجمہ انگلہ اور ابراہیم پریس ص ۹۰ - ۹۱ ۱۵ برنی ص ۲۲۳، فرشتہ جلد اول ص ۱۹۶

۱۵ برنی ص ۵۲ - ۵۱ ۱۵ آئین اکبری جلد اول دفتر سوم آئین ص ۳

بھرتی

سپہگرمی طرہ افخار | غزنویوں، غلاموں اور غلجیوں کے زمانے میں فوجی بھرتی عارض ممالک کے ذریعہ
ہوا کرتی تھی، یہ زمانہ سپہگرمی کا تھا، اس لئے زیادہ سے زیادہ اشخاص فوج میں بھرتی ہونا پسند
کرتے، اور اپنے سپاہیانہ کارنامے دکھا کر نہ صرف اپنے لئے امتیازی شان پیدا کرتے، بلکہ اپنے
نسلی، قبائلی، اور وطنی عزت و وقار کو بھی بڑھانے کی کوشش کرتے،

ذریعہ معاش | روزی کمانے کا بھی اچھا اور معقول ذریعہ سمجھا جاتا تھا، اس لئے جب اور جس وقت
کسی بادشاہ کو ایک لشکر تیار کرنے کی ضرورت ہوتی تو بے شمار لشکر ہی آسانی سے مل جاتے تھے،
جذبہ جہاد | اور جب کسی جنگ کے موقع پر لوگوں کے مذہبی جذبات ابھار دیئے جاتے تھے
تو جہاد میں شرکت کرنے کی خاطر لوگ جوق در جوق فوج میں بھرتی ہو جاتے، محمود غزنوی کے ساتھ
بہت سے ایسے لشکر ہی تھے جو بلا تنخواہ لڑتے، اور مالِ غنیمت پر اکتفا کرتے، اس کے ساتھ بیچ
کی محم میں ہزار ایسے سپاہی تھے جو ترکستان، ماوراء النہر اور خراسان سے شوقِ جہاد میں اس
کے ہمراہ ہو گئے تھے،

فوجی امرا کا تعاون | غلجیوں کے عہد تک فوجوں کا زیادہ سے زیادہ تعداد میں ہم پونچانا عارض
ممالک ہی کے ذریعہ رہا، تعلقوں کے زمانہ میں جاگیردار امرا بھی لشکر ہی فراہم کرتے، اور یوں کے

زمانے میں بادشاہ اُن کی بھرتی فوجی امرار کے ذریعہ کرتا، اور ان ہی پر بھروسہ کرتا، شیرشاہ اپنی ہوشمندی سے فوجی امرار پر بھروسہ نہ کرتا، بلکہ وہ خود بھرتی کرتا،

حلیہ و داغ | بھرتی کرتے وقت لشکری سوار اور گھوڑے کی شکل و صورت، خاص خاص نشانات

ولدیت، سکونت اور دوسری تفصیلات لکھ لی جاتیں جس کو اصطلاح میں حلیہ کہتے تھے، علاء الدین نے سواروں کے گھوڑوں پر داغ بھی لگواتا شروع کیا تھا، تاکہ لشکر کے گھوڑوں کے علاوہ کوئی دوسرا گھوڑا وہ معائنہ کے وقت دکھا کر فریب نہ دے سکیں۔^{۱۵} فرزند شاہ نے اپنے زمانہ میں حلیہ

اور داغ کی پابندی ختم کر دی تھی، لیکن سکندر لودی نے اپنے عہد میں حلیہ پر پھر زور دیا جس کو اصطلاح میں چہرہ نویسی کہتے تھے، شیرشاہ نے داغ کے قانون کو اپنے دور میں از سر نو مرتب کیا،^{۱۶}

منصب داروں | منفلون کے عہد میں منصبی نظام قائم ہوا، تو منصب داروں کے ذریعہ لشکریوں کے ذریعہ بھرتی کی فراہمی ہوا کرتی تھی، اس لئے جب کوئی شخص فوج میں بھرتی ہونا چاہتا تو

کسی منصب دار کے ساتھ منسلک ہو جاتا، جو اس کو میرنخشی کے پاس لے جا کر حاضر کرتا، اور وہ اس کا نام درج کر لیتا، عموماً افغانی کسی افغانی منصب دار ایرانی کسی ایرانی منصب دار راجپوت

کسی راجپوت منصب دار (علیٰ بن القیاس) کے دامن میں پناہ لیتا، مادار النہر کا کوئی امیر منصب دار ہوتا، تو اپنے ساتھ منغل لشکری رکھتا، ایرانی منصب دار پہ منغل پہ افغانی اور بقیہ تعداد

میں تیند، شیخ، اور راجپوت کو ترجیح دیتا، افغانی منصب دار نصف افغانی، نصف منغل اور کچھ شیخ رکھتا، راجپوت منصب داروں کے ساتھ زیادہ تر راجپوت ہی رہتے، اسی طرح سادات

اور شیوخ میں سے کوئی منصب دار ہوتا، تو اپنے ہی فیصلے کے افراد کو اپنے ساتھ رکھنا پسند کرتا، جو منصب دار جس ملک اور علاقہ کا ہوتا، تو وہاں کافی روپے بھیج کر اور ہر قسم کی تحریص و ترغیب دلا کر

آدمیوں کو بلاتا، اور فوج میں بھرتی کرتا،

صوبیداروں اور زمینداروں | ایک مقررہ تعداد صوبے، سرکار اور دستور وغیرہ میں بھی متعین کر دی جاتی
سے مدد جو ضرورت کے وقت وہاں کے عہدیداروں اور زمینداروں کے ذریعہ

سے طلب کر لی جاتی، آئین اکبری میں پوری تفصیل موجود ہے کہ ہر سرکار اور ہر دستور میں کتنے ہاتھی سوار
اور پیادے مقرر ہوتے، اس کی تفصیل باب "تعداد" میں آگے آئیگی، عہد اکبری میں مالک محروسہ کے زمیندار
اور راجاؤں کے پاس چار لاکھ سے زیادہ فوج تھی، جو ضرورت کے وقت ایک مقررہ تعداد میں طلب
کر لی جاتی تھی

سلحہ دار و بارگیر | جو لشکری اپنے ساتھ اسلحہ بھی لاتے وہ سلحہ دار کہلاتے، اور جس کو حکومت دیتی اس کو
بارگیر کہا جاتا، اکبر کے زمانہ میں بارگیر کو صرف گھوڑے دیئے جاتے، لیکن بعد میں ان کو اسلحہ بھی دیئے
جانے لگے تھے، آئین اکبری میں ہے:

”قبلہ عالم اپنی قد شناسی سے اکثر اشخاص کو سواری کا مستحق و سزاوار خیال فرماتے ہیں،

لیکن ان افراد کو گھوڑوں کا بہترس محافظ نہیں سمجھتے، جہاں پناہ نے چند طویلے جدا

کر کے داروغگان کے سپرد فرمائے، میں، اور ان طویلوں کے جداگانہ مشرف کا تقرر

فرمایا ہے، ضرورت کے وقت تنگی کی تحریر کے مطابق ان اشخاص کو سواری کے لئے جانوں

عطا ہوتے ہیں، اور یہ بلا نگہداشت کی تکلیف برداشت کئے ہوئے آرام حاصل کرتے ہیں ایسے

افراد کو بارگیر سوار کے لقب سے یاد کرتے ہیں،

لے ناوہ الزمانی از خوشحال چند بحوالہ آرمی آف دی انڈین مونگلز از دلیم اردن ص ۳۶ ۱۵۵ آئین

اکبری جلد اول و فردوم آئین ۱۵۵ آئین اکبری جلد اول آئین ۱۵۲ نیز دیکھو اردو ترجمہ عثمانیہ

یونیورسٹی ص ۲۶۱

آبنیان | جو سوار منصب دار کے تابع ہوتے اُن کو آبنیان کہتے تھے اُن کی بھرتی منصب دار کرتے لیکن وہ اصولاً بادشاہ کے ملازم ہوتے۔

کملی | کچھ منصب داروں کو بادشاہ بطور مدد (یاوری) لشکر ہی دیتا، ایسے لشکر ہی کو کملی کہتے تھے۔

احدی | بعض جرمی اور قابل قدر سوار کو منصب دار تو نہیں بنایا جاتا، لیکن اُن کو کسی منصب دار کے ماتحت بھی نہیں رکھا جاتا، ایسے فوجی خدمت گاروں کو احدی کہا جاتا، یہ سوار صرف بادشاہ کا حکم براہ راست بجالاتے اور وہ اپنی خاص حیثیت کی وجہ سے ممتاز نظر آتے، اُن کی بھی بڑی تعداد ہوتی، اس لئے اُن کے لئے دیوان اور کچھٹی علیحدہ مقرر ہوتے، احدی ملازمت میں داخل ہونے کے وقت اپنا گھوڑا آپ لاتا، لیکن اُس کے مرنے کے بعد اس کو حکومت کی طرف سے گھوڑا دیا جاتا، گھوڑے کے مرنے کے بعد وہ سند پیش کرتا جس کو اصطلاح میں سقط نامہ کہا جاتا،

منصب دار کا تقرر | ایک منصب دار کا تقرر فرمانِ مہمبتی کے ذریعہ ہوتا، جس کے بعد اس کو منصب جاگیر ملتی، اس کی تفصیل باب "تنخواہ" میں جاگیر حاصل کرنے کے طریقے میں بیان کی جا چکی ہے،

تاجی قدر لشکر | ترک جاننا، سپاہی ہوتے، مغل اپنی زیر کی اپا مردی اور تنظیمی صلاحیتوں کے لئے مشہور تھے، یہاں وہ اپنے اپنی شہسوار ہی اور تیر انداز مائی ہیں اپنا جواب نہیں دیتے تھے، انفا شہسوار مائی ہیں، جسے لشکر، کچھ جانتے تھے، اور کچھ اسرار مائی بڑے، اچھے تیر انداز ہوتے اور بہت قابل اعتماد و محافظ کی حیثیت سے قدر کئے جاتے، راجپوت اپنی جانیں پھینک کر لڑتے، یہ بڑے اچھے تیر انداز بھی ہوتے، ہندیلے اپنی بہادری کے لئے مشہور تھے، دھانک بھیل اور سواتی بڑے، تیر انداز ہوتے، بکسریہ کو تمشیر زنی میں مهارت تھی، ایرانی اور فرنگی بڑے اچھے گورانداز ہوتے،

بھرتی کرتے وقت ان تمام لوگوں کی بڑی مانگ ہوتی،

سربندی | جنگ کے موقع پر کچھ دن کے لئے لشکری بھرتی کر لئے جاتے، جس کو سربندی کہا جاتا،

یہ لشکری زیادہ تربیت یافتہ نہ ہوتے،

لشکریوں کی بدعنوانی اور فریب ہی کی روک تھام کا پورا انتظام تھا، جس کی تفصیل باب سُنّہ

میں آئے گی،

۱۵ باب نامہ اردو ترجمہ ص ۲۶،



معائنہ

نونی عہد کا معائنہ | نونیوں کے دور میں فوجی معائنہ کی ذمہ داری صاحب دیوان عرض یا عارض پر ہوتی تھی، وہ تمام لشکریوں کے حالات اور تفصیلات کے حسبِ طرہ لکھتا تھا جس میں اُن کی حاضری، غیر حاضری، رخصت، بیماری، اور موت وغیرہ باضابطہ درج رہتی تھی، صاحب دیوان عرض کے فرائض میں ایک فرض یہ بھی تھا کہ وہ فوج کی کارکردگی کے اعلیٰ معیار کو برقرار رکھنے، اسی لئے وہ فوج کا معائنہ برابر کرتا رہتا تھا، یہ معائنہ سال میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور ہوتا تھا، لشکر کے تمام افراد حدِ سلطنت کے اندر اور باہر سے اگر نونہیں کے پاس شاہیہ کے میدان میں جمع ہوتے تھے، اور پوری فوج صاحب دیوان عرض کے سامنے گزرتی تھی، کبھی کبھی سلطان بھی اس موقع پر چتر شاہی سر پر ڈالے ہاتھی پر سوار موجود رہتا تھا، سلطان محمود کے زمانہ کے ایک فوجی معائنہ کی تصویر گردیزی نے اس طرح کھینچی ہے :

”مستعملین (سلطان) نوڈ (نونی) کے برابر لشکر کا معائنہ کیا جائے، ۳۰ ہزار سوار شاہیہ کے میدان عرض کے لئے حاضر ہوئے، ان میں مملکت کے باہر کے سوار اور دیوان کے شیعہ بھی تھے، ہاتھی معائنہ کے لئے آئے تھے، ان میں برگشتہ اور سب سے مستعمل ترین سوار بھی آئے، اور سواروں کے ساتھ ساتھ اونٹوں اور گھوڑوں کی تعداد کی کوئی حد نہ تھی۔“

۱۵ بہمنی ۵۳۲ھ بھوال محمود آف نونا: مصنفہ ڈاکٹر ناظم الدین، جلد دوم، ص ۱۵۰، انہیں لاخبر

ہاتھیوں پر سلطان محمود کی خاص توجہ تھی، جب لشکر کے ہاتھی غزنین میں رہنے کی وجہ سے
وہ بٹے اور لاغر ہو جاتے تو ان کو کچھ دنوں کے لئے ہندوستان بھیج دیا جاتا، جہاں کی آب و ہوا ان کے
لئے مناسب ہوتی،

عہد ملوک میں معائنہ | ملوک سلاطین کے یہاں بھی فوجوں کا معائنہ غزنوی اور غوری بادشاہوں
کی روایت کے مطابق ہی ہوتا تھا، لیکن سلطان شمس الدین ملتیش کے بعد فوجی عہدیدار اپنی اپنی جاگیروں
کو موردی بنا کر اس قدر آسودہ حال اور آرام طلب ہو گئے تھے، کہ معائنہ میں حاضر ہونا ضروری نہیں سمجھتے
معائنہ کے وقت دیوان عرض، نائب عارض ممالک اور اس کے دفتر کے لوگوں کو رشتہ میں مثلاً نرہ
بکری مرغ، بکوتر، روغن، غلہ وغیرہ دے کر غیر حاضر ہا کرتے تھے، ملہن نے اس کے خلاف سخت
رویہ اختیار کیا، تو انا اور مندرست لشکریوں کی جاگیریں بند کر دیں، گو اس کو یہ حکم بعد میں منسوخ
کرنا پڑا، لیکن معائنہ میں سختی ہونے لگی، ملہن کی یہ ہدایت تھی کہ فوج کی کیفیت روزانہ اس کے سامنے
پیش کی جائے، اور اس کے لئے وہ دیوان عرض ممالک کے عہدہ پر بہت زیرک اور ہوشمند جان
یا ملک کو مامور کرتا تھا، امیر خسرو کے نانا عماد الملک رادت نے دو قرن تک یہ خدمت انجام دی، ملہن
نے اس پر بھروسہ اور اعتماد کر کے اس کو بالکل مطلق العنان بنا دیا تھا، عرض یعنی معائنہ کے وقت جو
سوار مستعد اور چالاک نظر آتا، عماد الملک اس کی تختہ راہ میں اضافہ کر دیتا، اس کو خلعت دیتا، اور
دوسری عنایتوں سے نوازتا، اگر کسی سوار کا گھوڑا یا ہتھیار ضائع ہو جاتا، تو عماد الملک اپنی جیب
خاص سے اس کی مدد کرتا، اگر کسی کا گھوڑا لاغر نظر آتا تو پہلے اس سوار کے متعلق دریافت کرتا کہ
شراب خواری یا کسی اور علت میں تو مبتلا نہیں ہے، اگر بری عادتوں سے پاک پاتا تو اس کو اپنی چاکر
سے فرج گھوڑا یا اس کی قیمت دیتا، ضیاء الدین برنی کا بیان ہے کہ عماد الملک اپنے لشکریوں پر اس طرح

مہربان تھا، جس طرح ماں باپ اپنے بچوں پر ہوتے ہیں، وہ خود کہا کرتا تھا کہ میں فوج کا سردار ہوں، اگر ان کی فریاد نہ سنوں تو پھر میرا وجود ان کے لئے بیکار رہے، وہ ہر سال دیوانِ عرض کو اپنے یہاں مدعو کرتا، اور دفتر کے تمام کارکنوں کو بھی بلاتا، ان کو خلعت دیتا، اور انعام میں بیس ہزار ٹپکے تقسیم کرتا اور ان میں سے ہر ایک کو اپنے پاس بلا کر اس کے ہاتھ پر بوسہ دیتا، اور ان کو بڑی نرمی سے مخاطب کر کے کہتا کہ

تم لوگ بادشاہ پر جو فوج کا مالک ہے، مجھ پر کہ میں فوج کا عارض ہوں، لشکر پر جو سلطنت کی رعایا کا نگہبان ہے، رحم کرو، اور لشکریوں سے رشوت کے طور پر کوئی چیز حاصل کرنے کی امید نہ رکھو، اگر تم میں سے ملوک اور احرار کے نائب عرض اپنا حق سمجھ کر لشکریوں سے کوئی چیز حاصل کریں، تو پھر ان کے نائب دو گنی تین گنی چیزیں لشکر سے وصول کریں گے، اور ان کو اپنا حق سمجھ کر لشکریوں کی تنخواہ سے وضع کریں گے، اس طرح یہ لشکر ہی ۱۰ یا ۱۲ تو تم کو دیں گے اور ایک ثلث خود رکھیں گے، اس طرح پورا لشکر تباہ ہو جائے گا، لیکن تم اس کو جائز نہ رکھو کہ لشکر کی تنخواہ میں سے ایک چٹیل بھی کم ہو، یا ان پر کسی قسم کا بھی ظلم ہو، یا ان کو کوئی بھی تکلیف پہنچے۔

وہ اپنی مجلس کے حاضرین سے برابر کہتا کہ

”سلطنت کا نگہبان اور بادشاہ کی مملکت کا مددگار میں ہوں، میرے ہاتھ میں فوج دی گئی ہے، ان کے تمام مشکلات کو حل کرنا میرے سپرد کیا گیا ہے، اگر میں ان کے کاموں میں غفلت کروں، اور دن رات ان کی فکر میں نہ رہوں تو دنیا میں حرام خوری میری طرف منسوب ہوگی، اور عقیقی میں شرمسار ہوں گا۔“

عہد ملائی میں معاہدہ | سالانہ معاہدہ کے علاوہ جب کسی مہم پر فوج بھیجی جاتی، تو روانگی سے پہلے معاہدہ ہوتا تھا، کوچ کے درمیان بھی فوجوں کا جائزہ لیا جاتا تھا، چنانچہ ملک کا فورجب دہلی سے انگل کی مہم پر جارہا تھا، تو شاہی فوج نے کھنڈا میں قیام کیا وہاں چودہ دن میں لشکر کا عرض ہوا، میدان جنگ میں معرکہ آرائی سے پہلے بھی معاہدہ کیا جاتا،

علاء الدین خلجی کے عہد میں فوجی معاہدہ میں بڑی سختی کی جاتی تھی، ایک سوار کی غیر حاضری پر اس کی تنخواہ بڑی مدت تک وضع کر لی جاتی تھی، اس کے بارہ میں علاء الدین کا یہ حکم تھا،
 ”در باب سوارے کہ در عرض نرسد سه سال موجب است دراک بستاند حکم

کردہ ام“ (ص ۲۹۵)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تین سال کی تنخواہ وضع کر لی جاتی تھی، فرشتہ نے اس کو ان الفاظ میں لکھا ہے :

”سه ساله موجب باز یافت می کرم“

لیکن یہ منرا بڑی سخت معلوم ہوتی ہے شاید ایک مہینہ کی تنخواہ تین سال تک وضع کر لی جاتی ہو۔

داغ و حلیہ | سواروں کی چالاکی اور فریب سے محفوظ رہنے کے لئے علاء الدین نے ہر سوار کے گھوڑے پر داغ لگانا بھی شروع کیا تاکہ عوض کے وقت وہ دوسرا گھوڑا نہ دکھاسکے، اور ایک ہی گھوڑے کو مختلف سوار بار بار پیش نہ کر سکیں، داغ کے وقت گھوڑے کے حلیہ کی تفصیل لکھی جاتی تھی، اس طرح سوار اور گھوڑے دونوں کے حلیے صاحب دیوان عرض کے یہاں محفوظ رہتے جس رجسٹر میں یہ اندراج ہوتا تھا، اس کا نام ہی اصطلاح میں حلیہ پڑ گیا تھا، حلیہ عتبا مکمل طریقہ پر مرتب کر کے

۱۔ خزائن الفتوح ص ۱۲، ۲۔ ایضاً ص ۲۴، ۳۔ عقیقت ص ۲۰۱، ۴۔ برنی ص ۲۱۵،

رکھا جاتا، اتنے ہی فوج کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا، برنی کا بیان ہے، (ص ۴۳۸)

حلیہ سر جملہ استقامت حشم است

حلیے میں لشکری اور اس کے گھوڑے کی تفصیل نہایت وضاحت سے ہوتی تھی، اُس کا نام، باپ کا نام، قومیت، چہرہ کا رنگ، اگر چہرہ پتل، مس یا داغ ہوتا، تو اس کی بھی وضاحت ہوتی تھی، ابرو، آنکھ، ناک، کان، رخسار، مونچھ، داڑھی، سب کا حلیہ ہوتا، گھوڑوں کے حلیے میں اُن کی نسل کے اقسام بھی لکھے جاتے تھے، ایسے ہی ہاتھی کا حلیہ اور اس کے اقسام درج کئے جاتے،

عہد تعلق میں معائنہ | غیاث الدین تغلق کے زمانے میں علاء الدین کی یہ روایت برقرار رکھنے کی کوشش

کی گئی، اور جو لشکری کاہل ہوتا، یا جنگ میں جانے سے گریز کرتا، یا لشکر میں حاضری نہ دیتا تو اُس کو نہایت سخت سزا دینے کا حکم تھا لیکن فیروز شاہ تغلق اپنی رحم دلی، اور لہنت کی وجہ سے معائنہ میں سختی نہ کرتا تھا، اس کے لشکر میں تقریباً اسی ہزار سوار تھے، جو بارہویں مہینے تنخواہ پاتے تھے، اُس نے داغ کی رسم ختم کر دی تھی، اس لئے سوار ادنیٰ درجہ کے گھوڑے دیوان عرض کو دکھا کر تنخواہ پانے کے مستحق ہو جاتے، اگر سلطان کے پاس اس کی شکایت پہونچتی تو وہ سن کر خاموش رہتا، بعض اوقات سال ختم ہو جاتا، مگر کاہل سوار اپنے گھوڑے معائنہ کے لئے نہ لاتے، اس لئے وہ درج نہ ہوتے، بادشاہ کو خبر ہوتی تو وہ مزید دو مہینے کی مہلت دیدیتا، اس پر بھی کچھ سوار گھوڑے پیش کرتے، اور کوئی نہ کوئی بہانہ کر دیتے، فیروز شاہ اُن کے خلاف تاویسی کا روٹا اور اُن کو برطرف کرنے سے اس لئے گریز کرتا کہ اُن کی ملازمت ختم ہو جانے پر اُن کی معاشی حالت بری ہو جائے اور اُن کے گھروں میں ماتم برپا ہو جائے گا، اس لئے وہ حکم دیتا کہ جو سوار حاضر نہیں ہو سکتا، تڑو

لے برنی ص ۴۳۸ تھ شمس سراج عیفت نے اس موقع پر انگ کی اصطلاح استعمال کی ہے، انگ

شستن سے مراد شاید معائنہ ہی کی کوئی قسم ہو، (ص ۴۳۸)

اپنے اقطاع کے دیوان عوض کے یہاں اپنے گھوڑے کا معائنہ کرائے یا اپنی جگہ پر کسی اور کو بھیج دے اور اگر اُس کے پاس گھوڑا نہ ہو تو نیا گھوڑا ہی پیش کر دے، یہ نرمی فوج کے لئے بالکل ہی مناسب نہ تھی لیکن عقیف کا بیان ہے کہ فیروز شاہ کی اس شفقت و مہربانی کی وجہ سے معائنہ میں خرابی پیدا نہیں ہوئی، اور اُس کے چل سالہ دور حکومت میں کوئی بھی لشکر می ایسا نہ تھا جس کا عوض ہوا ہو۔

”چوں مزاج شہنشاہ بریں بود مدت چل سال یحج کے در دیوان عوض ناگذشتہ نماند“

(عقیف ص ۳۰۰-۲۹۸)

جشن عید کے موقع پر شاہی لشکر بڑے بڑے تزک و احتشام کے ساتھ معائنہ کے لئے پیش کیا جاتا، اس موقع پر پورا لشکر بادشاہ کو سلامی دیتا، فیروز شاہی عہد میں عید کے موقع پر جس طرح فوج پیش کی جاتی تھی، اس کا ذکر شمس سراج عقیف نے اس طرح کیا ہے :

”چاشت کے وقت بادشاہ کی تشریف آوری ہوئی، اور وہ محل کو شک میں قیام کرتا، اس وقت ملک نائب بار بک بھی باہر آتا، سب سے پہلے شمشیر باز سپاہی حاضر ہوتے اس کے بعد اکیس چتر مینہ اور میرہ میں رکھے جاتے تھے، جن میں دس چتر بادشاہ کے دایاں اور دس بائیں جانب ہوتے، اور ایک خاص بادشاہ کے سر پر ہوتا، ان سب رنگ میں بڑا تنوع ہوتا تھا، بعض چتر سرخ بعض بنر بنی سیاہ بعض سفید بعض کچھ (؟) بعض نیلج (؟) ہوتا تھا، برسات کے موسم میں سیکھ (مہلک) رنگ کا چتر بادشاہ کے سر پر سپاہی لگن ہوتا جب چتر اپنی اپنی جگہ پر لٹک رہے ہوتے تو بھگت اور مکمل نشانات بادشاہ کے سامنے گھماتے، نشان پیاو کو اس دن پیش کرنے کی اجازت نہ تھی، اور مکائی (؟) نشان جو تعداد میں ایک سو ساٹھ یا ایک سو ستر ہوتے تھے، بہت خوب صورت نظر آتے اس طرح تمام تلبردار اپنے اپنے مراتب کے مطابق محل کے اندر جاتے تھے، اس کے بعد پانچواں

کے زین پوش گھوڑے محل میں داخل ہوتے، اس کے بعد طلائی اور نقرئی جھول سے آراستہ ہاتھی
تخت کے سامنے زمین بوس ہوتے، سلام کرنے اور دعا دیتے، پھر اپنی اپنی جگہ سمینہ و میسرہ میں
کھڑے ہو جاتے،^۱

عہد لودی میں معائنہ | سکند لودی نے اپنے دور میں علیہ رکھنے کا قاعدہ پھر سے جاری کیا، اور اس کی
اصطلاح چہرہ ہو گئی، اس میں بھی جیسا کہ آگے ذکر آئے گا بڑی تفصیل ہوتی،

ابراہیم لودی کے زمانے میں حکومت کی کمزوری سے امرا نے بے جا فائدہ اٹھانا شروع کر دیا،
جب جاگیر کی صورت میں ان کا ماہانہ مقرر ہوتا تو وہ اپنے ساتھ رکھنے والے لشکریوں اور گھوڑوں
کی کثیر تعداد دکھا دیتے، اور جب ماہانہ مقرر ہو جاتا تو بیشتر لشکریوں کو علیحدہ کر دیتے اور جن کو اپنے ساتھ
رکھتے بھی ان کو تنخواہ دینا ضروری نہیں سمجھتے، معائنہ کے وقت ادھر ادھر سے کچھ آدمی اور گھوڑے
جمع کر کے پیش کر دیتے، اس طرح یہ لشکری نہ اچھی تربیت پاتے، اور نہ ان میں کوئی نظم ہوتی، اسی لئے
جب ابراہیم لودی بابر کے خلاف پانی پت کے میدان میں اترا تو گوبابار کے مقابلہ میں اس کی فوج کی
تعداد اور زیادہ تھی لیکن وہ زیادہ دیر تک جم کر نہ لڑ سکی، بابر پانی پت کی لڑائی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا
ہے کہ سنیم کا لشکر جتنا سامنے تھا، اس کا تخمینہ ایک لاکھ کیا جاتا تھا، اور ہزار کے قریب ہاتھیوں کی تعداد
بیان کی جاتی تھی، بابر یہ بھی لکھتا ہے کہ ہندوستان میں یہ طریقہ ہے کہ جس وقت جنگ ہوتی ہے، اس
وقت کچھ دن کے لئے فوج بھرتی کر لیتے ہیں، اس کو سر بندی کہتے ہیں، ایسی فوج ظاہر ہے کہ زیادہ تر
کار آمد نہیں ہو سکتی، بابر کے پاس اس لڑائی میں پندرہ ہزار سے زیادہ فوج نہ تھی، لیکن جتنی تھی، وہ
تربیت یافتہ تھی، اس لئے جب وہ ابراہیم کی غیر تربیت یافتہ فوج سے لڑی، تو ان کے پاس ساٹھ ہزار
سپاہیوں کو نہایت آسانی سے مغلوب کر لیا،^۲

شیر شاہی عمدہ | شیر شاہ لودھی سلطان دہلی کے عہد کی ان بدعنوانیوں سے اچھی طرح واقف تھا، اس لئے وہ اپنی فوج کی تنظیم و ترتیب میں بڑا محتاط رہا، اس نے داغ اور چہرہ کے رواج کو پھر سے جاری کیا، گھوڑوں پر اپنے سامنے داغ لگواتا تھا، اور اس نشان کے بغیر کسی کو تنخواہ نہ دیتا، سپاہیوں اور گھوڑوں کا چہرہ بھی اپنے سامنے باضابطہ لکھواتا تھا اور اسی حساب سے تنخواہ دیتا تھا، اس کا منہ تھا کہ نماز اشراف کے بعد لشکر کا معائنہ کرتا، امرا اور سپاہیوں سے پوچھتا کہ ان میں کوئی بغیر جاگیر کے تو نہیں ہے؟ اگر ہوتا تو ہم سے پہلے اس کو جاگیر دیتا، اگر کوئی سپاہی ہم کے وقت جاگیر کے لئے عرض کرتا تو نہز پاتا، پرانے سپاہیوں کے لشکر کی حاضری اور نئے سپاہیوں کا امتحان خود لیتا، اگر ان سے مطمئن ہو جاتا تو ان کی تنخواہ میں اضافہ کر دیتا۔

معائنہ کا طریقہ | آدابِ حرب میں جنگ کے موقع پر معائنہ کی تفصیل اس طرح درج ہے: لشکر کشی یعنی لشکر کو پہلے میسرہ، پھر قلب، پھر مہینہ کا عرض کرنا چاہئے وہ کسی بلند مقام پر بیٹھ جائے تاکہ پورے لشکر کو دیکھ سکے، اس کے سامنے سوار گھوڑے، پیادے، اسلحہ اور دوسرے ساز و سامان ہوں، پہلے سوار، اس کے لباس اور اسلحہ کا عرض کرے، پھر پیادوں کا معائنہ ہو، اور ان کو نعت آرائی کی ہدایت دیدے تاکہ میدانِ جنگ میں اسی ترتیب سے کھڑے ہوں، بڑے بڑے فوجی اہلکار کا بھی عرض ہو، پھر ان اہلکار کا بھی معائنہ ہو، جو کس و علم نہ رکھتے ہوں، پھر سرنگ اور خیل کو دیکھے، ہر شخص سے لطف و کرم سے بولے، اور ان کو انعام و اکرام کی ترغیب تحریریں دے، تاکہ وہ پوری رغبت سے جنگ کریں، اور وہ کسی حال میں شکستہ دل اور بد دل ہو کر دشمن سے نہ مل جائیں، لشکر کو عارض پر پورا اعتماد ہونا چاہئے، عارض اس کا بھی خیال رکھے کہ اس کے لشکر کی تعداد جاسوسوں کے ذریعہ سے معلوم ہونے پائے۔

لغاتِ شیر شاہی از عباس خاں بکوالہ ایٹ ہلد چارم ص ۴۱۳ عارض کی تفصیل مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کے محکمہ نسخہ کے بابِ ہر دوم میں ملے گی،

بابری عہد کا معائنہ | بابری عہد میں گزری، اس لئے وہ اپنی فوجوں کا معائنہ

قدیم روایت کے مطابق کرتے تھے، کبھی مہم سے پہلے، کبھی کوچ کے درمیان، کبھی میدان جنگ میں، ۹۳۲ھ

میں جب بابر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا، اور بگرام کے پاس دریائے سیاح کے پاس پہنچا تو امیروں، خشیوں

اور مصاحبوں کے چھ سات حصے کر کے ان کو نیلاب کے گھاٹ اترنے والے لشکر کا جائزہ لینے اور ان کا شمار

کرنے کے لئے مقرر کیا، انھوں نے جائزہ لینے کے بعد بادشاہ کو لشکر کی صحیح تعداد سے مطلع کیا، دوسری

جگہ بابر لکھتا ہے کہ جب فوج تیار ہو کر چلنے لگتی ہے تو کمان یا چابک ہاتھ میں لے کر

دستور کے موافق اس کا تخمینہ کیا جاتا ہے اور اسی کے بموجب حکم لگایا جاتا ہے کہ اتنا لشکر ہے،

ہمایونی عہد میں معائنہ | جب ہمایوں شیرشاہ سے جنگ کرنے کو تیاری کی طرف روانہ ہوا تو ابھے پور میں

اس کی فوج ٹھہری، اس نے یہاں فوج کا جائزہ لیا، سواروں کی تعداد نوے ہزار تھی، ان میں سے بعض

کے گھوڑے اور اسلحہ خاطر خواہ نہیں تھے، اس لئے ہمایوں نے ان کو گھوڑے اور اسلحہ دینے کا حکم دیا،

اعلیٰ عہدیداروں کو خلعت، اور دوسرے اعزاز سے سرفراز کیا، اور ہونے والی جنگ کے لئے ان میں

جوش و خروش پیدا کرنے کی کوشش کی،

اکبری عہد میں معائنہ | اس قسم کا فوری معائنہ اکبر سے لے کر آخری دور منلیہ تک برابر ہوتا رہا، اکبری عہد

سے عرض کا نظام بہت مرتب ہوتا گیا، اور داغ کا قانون روز بروز اہم بنتا گیا، ابن اکبری میں قانون

داغ کی تفصیل ایک جگہ اس طرح بیان کی گئی ہے کہ داغ اندازی کے وقت کبھی نظر اور کبھی داغ

کا لفظ اور کبھی سات کا ہندسہ گھوڑے پر لکھ دیا جاتا، سرکاری گھوڑے کے چہرے کے دائیں جانب

لکھایا جاتا تھا، اور جب ہ شاہی صہیل میں واپس ہو جاتا تو بائیں جانب داغ دیا جاتا، کبھی گھوڑے کی قیمت بھی لکھ

دی جاتی، عورتی و محبس گھوڑے کی قیمت داسنے اور ترکی اور تازی گھوڑے کی قیمت بائیں رخسار پر

درج ہوتی، مثلاً اگر دس ہزار کا گھوڑا ہو، تو دس ہندسہ لکھ دیا جاتا، اگر تیس ہزار ہو، تو ۲۰ لکھا جاتا،

اگر بخشی کے وقت اس کی قیمت میں اضافہ یا کمی ہوتی تو پرانے نقش کو مٹا کر جدید قیمت کے لحاظ سے داغ اندازی کی جاتی ہے

لیکن داغ کے نشانات خود اکبری کے دور میں وقتاً فوقتاً بدلتے رہے، ابو الفضل کا بیان ہے کہ ابتدا میں جب داغ لگانے کا رواج ہوا تو گھوڑے کی گردن کے دائیں طرف سین کے دندانوں کی شکل (۳) کا ایک نقش بنا دیا جاتا تھا، اس کے بعد کچھ عرصہ تک نشان کی شکل دو الف کی ہوتی تھی، جو ایک دوسرے کو زاویہ قائمہ پر قطع کرتے تھے، (H) الف کے سرے چلی ہوتے تھے، اور یہ نشان گھوڑے کی داہنی ران پر ڈالا جاتا تھا، اس کے بعد کمان کی شکل کا نشان بنایا جاتا جس کا چلہ اترتا ہوا ہوتا تھا، لیکن آخر میں ہندسوں سے داغ ڈالنے کا طریقہ جاری کیا گیا، یہ نشانات بھی گھوڑے کی داہنی ران پر لگائے جاتے تھے، پہلی مرتبہ داغ لگانے میں ایک کا ہندسہ گھوڑے کی ران پر بنا دیا جاتا تھا، اور دوسری مرتبہ دو کے ہندسے سے داغ دیا جاتا تھا، اور اسی طرح جس قدر داغ ڈالے جاتے، اسی اعتبار سے ہندسوں میں اضافہ ہوتا رہتا تھا، بعد میں اکبر نے شہزادوں، شاہی خاندان والوں، سپہ سالاروں اور دوسرے درباریوں کے جانوروں کے لئے علیحدہ علیحدہ نشانات مقرر کئے، داغ لکھ رکے وقت اگر سوار نیا گھوڑا لاتا تو یہ درخواست کرتا کہ اسے آخری تنخواہ پانے کے بعد سے گھوڑا لانے کے وقت تک کی کل بتایا رقم دی جائے جس کو بخشی دلواتا تھا،

دور اکبری میں ہر تیسرے سال نقش پذیر کی تجدید ضروری تھی، اگر کوئی عہدے دار داغ ڈلوانے میں تاخیر کرتا تو اس کی جاگیر کا دسواں حصہ ضبط کر لیا جاتا، بہت سے چکی اور ایسے ملازمین کی اپنی جاگیر کا انتظام کرنے کی مہلت نہ ملتی، سرکاری خزانے سے نقد وصول کر لیتے، اور ڈیڑھ برس کے بعد اپنے جانوروں پر داغ ڈلواتے، جو منصب داروں کی مخالفت سے دور رہتے، ان کے لئے طویل

۱۳۴-۱۳۵ عہد اکبری ص ۱۱۳۲

تہ متقرر تھی لیکن اگر نقش پذیری مسلسل چھ سال گزر جاتے تو جاگیر کا دسواں حصہ ضبط کر لیا جاتا جس
امیر کے منصب میں اضافہ ہوتا، اور اس کے جانوروں کو نقش پذیری کو تین سال گزر چکے ہوتے تو اس
کی ذاتی تنخواہ میں اضافہ کر دیا جاتا، لیکن اس کے اضافہ شدہ سوار اور سپاہی کی تنخواہیں داغ پذیری
کے بعد جاری کی جاتیں۔ اس داغ پذیری کے بعد ترقی یافتہ امیر کے لئے اور پُرانے ملازم اپنی مقر
رہ وصول کرتے، اگر تجدید کے وقت کوئی سوار کسی نقش پذیر گھوڑے کے بدلے دوسرا عمدہ گھوڑا لا
تو نیا جانور بادشاہ کے سامنے پیش ہوتا، اور شاہی حکم کے مطابق قبول کر لیا جاتا۔

پنجتاری امرار اور ان سے اوپر کے منصبداروں کے لئے داغ کے قانون کی پابندی ضروری نہی
تھی لیکن وہ اپنی فوج کو معاونہ کے لئے ضرور پیش کرتے تھے جس کے لئے محلی کی اصطلاح تھی لیکن
عام طور سے داغ کے لئے بھی ”داغ محلی“ ہی کی اصطلاح رائج تھی۔

ابو الفضل کا بیان ہے کہ اکبر کی حکومت کے ابتدائی دور میں لشکریوں میں بڑی بے ایمانی اور
جہالت تھی بعض صبیح دار سوار اپنے عمدہ گھوڑے فروخت کر کے یا پیادوں میں شامل ہو جاتے یا عمدہ
گھوڑے کے بجائے ادنیٰ درجہ کے گھوڑے خرید کر سواروں میں شامل ہو جاتے، اور پوری تنخواہ
طلب کرتے، اگر تنخواہ ملتی تو یہ وہ گواہی کر کے تشدد پر آمادہ ہو جاتے، گھوڑوں کو عاریتاً ایک
دوسرے کو دینا سواروں کے لئے عام بات تھی، اور اس سے فوج میں بڑی بدستھامی اور
بے قاعدگی پیدا ہو گئی تھی لیکن ابو الفضل کا بیان ہے کہ داغ اندوزی اور چہرہ نویسی سے یہ خرابی جالی
رہی، مگر ملا عبد الفتادریونی صورت حال کی اس ترقی پر زیادہ مطمئن تھے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”شہبازخان میر بخشی نے داغ و محلی کے رواج کو از سر نو جاری کیا جس کو سلطان

عبداللہ بن لہجی نے جاری کیا تھا، اور بعد میں شیر شاہ کی نسبت بھی یہ طے ہوا کہ ہر امیر بستی کے منصب

سے آئیں اگر کسی ص ۱۲۵-۱۲۶ ایضاً آئین سپاہ آبادی و فرد دوم،

سے اپنے عہدہ کا آغاز کرے، اور اپنے تابینانہ کے ساتھ کشک، جاد (۹) اور ملجاری کے لئے حاضر رہے، اور جب ضابطہ کے مطابق وہ اپنے بیس سواروں کو داغ کے لئے حاضر کرے، تو یک صدی یا اس سے زیادہ کا منصب وار بنا دیا جائے، اور دستور کے مطابق ہاتھی گھوڑے اور اونٹ کھانے ان کے معائنہ اور استعداد کے شرائط پوری کرنے کے بعد اس کو ہزاری، دہ ہزاری بلکہ پنہزاری منصب دیا جائے، اور اگر معائنہ میں پورا نہ اترے تو پھر اس کا درجہ کم کر دیا جائے لیکن اس نئے ضابطہ سپاہیوں کی حالت اور بہتر ہو گئی، کیونکہ امراسب کچھ اپنی خواہش ہی کے مطابق کرتے تھے، وہ عرض کے وقت اپنے خاص ملازمنوں اور بارگیروں کو سپاہی کا لباس پہنا کرے آتے، اور اپنے منصب کو بجالا رکھتے، اور جب ان کو جاگیر مل جاتی تو بارگیر کو علیحدہ کر دیتے، اور جب پھر ضرورت ہوتی، تو وقتی طور پر بہت سے سپاہی جمع کر لیتے اور ضرورت پوری ہو جانے کے بعد انکو رخصت کر دیتے اس طرح منصب دار کے خزانہ و جمع خرچ میں کسی قسم کی کمی نہ ہوتی لیکن سپاہی بچا پریشانی میں مبتلا استعداد سے کام کرنے کے لائق نہ رہتے، اہل حرفہ میں سے ہندو اور مسلمان جو لاہے، ہنداف، بنجارے، بھال کرایہ پر گھوڑے لے آتے، اور ان پر داغ ڈلو کر منصب پا جاتے، یا کہ وری یا اھدی یا داخلی کے زمرہ میں داخل ہو جاتے، مگر کچھ دنوں کے بعد ان موہوم گھوڑوں اور ان کی زمین کا کیس پتہ نہ ہوتا، اور سوا پیدا سپاہی بن جاتے، ایسا بھی ہوتا کہ معائنہ کے وقت بادشاہ دیوان خانہ خاص میں اپنے سامنے سپاہیوں کو مع ان کے لباس کے وزن کراتا، اور وہ کم و بیش ۲ یا ۳ من بھی ہوتے لیکن سپاہی بھی کرایے کے ہوتے، لباس وغیرہ بھی مانگے کا ہوتا، بادشاہ کو اس کی واقفیت ہوتی تو کہتا کہ میں اس کو جو کچھ دیتا ہوں وہ دیدہ و دانستہ اس کی گزراوقات کے لئے دیتا ہوں کچھ دنوں کے بعد اھدیوں کو دو اسپہ یک اسپہ اور نیم اسپہ میں تقسیم کیا گیا، نیم اسپہیں دو سوار کے درمیان ایک گھوڑا ہوتا اور وہ دنوں برابر تنخواہ پاتے۔۔۔۔۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود بادشاہ

اپنے اقبال کی بندی کے سبب تمام دشمنوں پر غالب آیا، اس کو زیادہ سپاہیوں کی چداں ضرورت بھی نہ ہوتی تھی، اور امرابھی اپنے لشکریوں کی بیجا ناز برداری سے محفوظ رہے۔

مگر اس میں شک نہیں کہ لشکریوں کی خیانت اور بے ایمانی پرداغ کا قانون ایک بڑا قدغن تھا، آخر دوتک اس کا اہتمام رہا، داغ شدہ گھوڑوں کے سوار لشکر کے بہترین سپاہی سمجھے جاتے، سوار کے بار میں وضاحت کے ساتھ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ ایک منصب دار اگر اسی صوبہ میں ہے، تو اپنے منصب سوار کی مقررہ تعداد کا ایک حصہ داغ لگانے کے لئے حاضر کرتا، اور اگر ایسے صوبہ میں ہے، جو اس کی جاگیر میں نہیں ہے، تو وہ اپنے منصب سوار کا ایک حصہ داغ کے لئے پیش کرتا، تفصیل باب مذکور میں ملے گی،

عالمگیری عہد میں معائنہ | اوزنگ زیب نے داغ کے لئے خاص خاص نشانات مقرر کئے تھے، مثلاً پنجہ مرغ (یعنی مرغ کے پنجہ کا نشان) میزان (ترازو کا نشان) چار پہا، کھڑی اور پڑی لکیریں وغیرہ، جب جنگ جاشینی کے لئے اوزنگ زیب کا لڑاکا عظیم شاہ دکن سے روانہ ہوا، تو اس کے گھوڑوں پر اعظمہ منقوش تھا، والا جاہ کے جانوروں پر خیل اور اعلیٰ تبار کے گھوڑوں پر آنکھ کے داغ تھے، بعض امرا نے اپنے نشانات ملحدہ بنائے تھے، مثلاً تیموری سلطنت کے آخری عہد کے مشہور امیر سید عبداللہ کے گھوڑے پر عہد کا نشان تھا،

داغ کی تصحیح ہو جاتی تو وہ تصحیح کہلاتا، داغ کی نگرانی اور اس کی تصدیق تصحیح کرنیوالا داروغہ داغ تصحیح کہلاتا تھا، ان کے ماتحت امیر اور مشرف ہوتے، جو میر بخشی کے ماتحت مقرر ہوتے تھے۔
چہرہ نویسی | تیموریوں کے دور میں چہرہ نویسی کا مکمل انتظام تھا، لشکریوں اور گھوڑوں کی تفصیل باضابطہ لکھی جاتی تھی، اگر ملازمت میں داخل ہوتا تو اس کا نام، اس کے باپ کا نام، اس کی سکونت اس کی قومیت لکھی جاتی، مثلاً اگر مسلمان ہے تو منغل یا ٹھکان ہے، اگر سید ہے تو حسنی یا حسینی، شیخ بنو

کوچ

محمود غزنوی کی فوج کی کامیابی عموماً کوچ کی غیر معمولی سرعت اور تیز گامی پر بھی منحصر ہوتی تھی، محمود تیز گامی غزنوی کی فوجیں اپنی تیز رفتاری کے لئے مشہور تھیں، اس نے ہندوستان پر دوسری

بار یورش کی تو غزنی شوال ۳۹۱ھ (مطابق ستمبر ۱۰۰۱ء) میں چھوڑا، اور ۶ محرم ۳۹۲ھ (مطابق ستمبر ۱۰۰۱ء) کو وہ جے پال کے خلاف پشاور میں جنگ کر رہا تھا، پشاور کی فتح کے بعد وہ ہند جا کر لڑا، اور وہاں سے فارغ ہو کر اپریل ۱۰۰۲ء میں غزنی واپس پہنچ گیا، چوتھی بار وہ ۶ ربیع الثانی ۳۹۹ھ (مطابق ۳۱ دسمبر ۱۰۰۸ء) کو غزنی سے رخصت ہوا، وہ ہند کے مقام پراند پال اور اس کے دوسرے ہمراہی راجوں کی ایک زبردست فوج سے معرکہ آرا ہوا، ان کو شکست دے کر ان کے تھانے میں ننگر کوٹ تک گیا، جہاں کے قلعہ کا محاصرہ کیا، یہ قلعہ کانگڑہ کے پاس پہاڑی علاقہ میں واقع تھا، دیاسے بان گنگا سے گھرا ہوا تھا، اس کی تسخیر میں اس کو بے شمار دولت حاصل ہوئی، اس کو ۷ کر ۳۹۹ھ کے اختتام پر (مطابق جون ۱۰۰۸ء) اس کی فوجیں غزنی پہنچ گئیں، پانچویں بار محمود ۳۹۹ھ کے موسم بہار میں (مطابق مارچ ۱۰۰۸ء) غزنی سے روانہ ہوا، ناروین میں بہیم پال سے گھمسان کی لڑائی لڑا، انداک کے قلعہ کو تسخیر کیا، پھر بہیم کے پاس تری لوچن پال سے جنگ کی۔ ہر جگہ فاتح دکا مران ہو کر ۵۰۰ھ کے موسم

۱۰ مارچ فرشتہ ص ۲۴ ۵ گردیزی ص ۶۶ ۳ گردیزی ص ۶۶ ۴ گردیزی ص ۶۹ ۵ عینی

ص ۲۲۶ بحوالہ محمود آف غزنہ از ڈاکٹر محمد ناظم ص ۹۰

میں (مطابق جولائی۔ اگست ۱۱۸۷ھ) غزنی پہنچ کر آرام لے رہا تھا، ناروین کی فہم کا کوچ اس لحاظ سے بہت ہی صبر آزماتھا کہ جب لشکر ہند کی سرحد پر پہنچا تو اتنی بڑی باری ہوئی کہ پہاڑی درون کے راستے مسدود ہو گئے، پہاڑوں اور وادیوں کی سطح برابر ہو گئی، سڑکیں نظر نہیں آتی تھیں، دائیں بائیں آگے پیچھے کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی تھی، مجھ و ہمت نہیں ہارا اور اپنی فوج کے ساتھ سرحد پر مقیم ہو کر رسد کے تمام سامان ادھر ادھر سے فراہم کرتا رہا، اور اس کے مختلف علاقوں کے فوجی سردار لشکریوں کی کی بڑی تعداد بھی لاتے رہے اور جب بر خباری ختم ہوئی، تو پھر لشکر، پہاڑ، دریا اور جنگل کو طے کرتا ہوا مندر (۱) مقصود کو پہنچا، قنوج فتح کرنے کے لئے محمود ۱۳ جمادی الاول ۵۹۷ھ (مطابق ۲۲ ستمبر ۱۱۸۷ھ) غزنی سے روانہ ہوا، ۲۰ رجب ۵۹۷ھ (مطابق ۲ دسمبر ۱۱۸۷ھ) کو اس نے جٹا عبور کر کے دواب میں مختلف لڑائیاں لڑیں، پھر قلعہ سرسوا، یرن، بہا بن، متھرا کو فتح کرتا ہوا، شعبان ۵۹۷ھ (مطابق ۲۰ دسمبر ۱۱۸۷ھ) کو قنوج پہنچا، سو منات تھ کی مشہور اور تاریخی جنگ کے لئے وہ ۲۲ شعبان ۵۹۷ھ (مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۱۸۷ھ) کو غزنی سے روانہ ہوا، ۱۵ اردو مضان المبارک (مطابق ۹ رجب ۵۹۷ھ) کو ملتان پہنچا، کچھ دنوں ٹھہر کر وہاں سے ۲ شوال (مطابق ۲۶ نومبر) کو روانہ ہوا، اور بہت ہی مشکل گزارا اور غلہ اور جنگلوں کو طے کرتا ہوا، ۲۴ ذیقعدہ (مطابق ۶ جنوری ۱۱۸۷ھ) کو سو منات پہنچا،

غوری کی رفتار | شہاب الدین غوری کی فوج میں محمود کے لشکریوں کی طرح تو تیز گامی نہیں تھی، لیکن اس کی روایت شہاب الدین غوری کے سامنے برابر ہی، ہندوستان سے آخری بار وہ غزنی کو روانہ ہوا، تو لاہور سے ۱۶ رجب ۵۹۷ھ کو چلا، ۲ شعبان ۵۹۷ھ کو دریائے جہلم کے پاس دیمک پہنچا، ۳ شعبان کو وہیں شہادت پائی، اس کی فوج اس کا خباڑہ سدا کریم شہاب کو غزنی پہنچی،

۱۷ گرویزی ص ۲، ۱۸ ایٹ ہلد دوم ص ۳، ۱۹ گرویزی ص ۷، ۲۰ ناظم ص ۱۰۸، ۲۱ طبقات، صری ص ۱۲۴

ایک کی قطع مسافت | قطب الدین ایک کے عہد میں شہر میں جہان نے ہنسی میں نصرت الدین کے

خلاف علم نباوت بلند کیا، تو قطب الدین اس کو فرو کرنے کے لئے دہلی سے روانہ ہوا، اماں کا بیان کہ وہ اپنی فوج لے کر ان کے ساتھ رات بھر میں بارہ فرسنگ کی مسافت طے کرتا تھا،

”خسر و فیروز جنگ کہ غلبہ افروز دکھا، او بر تر از گنبد مرو ماہ باد و یک شب و وارہ فرنگ

یوانہ و سپہ کتہ کہ مرغ از فراز کسار آن و شوار گزشتے و با و از مساحت وشت آن عاجز

آہستہ“

بختیار خلجی کی برق رفتاری | قطب الدین ایک کے ایک فوجی سردار بختیار خلجی نے بہار اور بنگال کی

تسلیر خط اپنی تھکی بھر فوج کی برق رفتاری ہی کی وجہ سے کی، وہ بہار سے حیدر آباد کی طرف بڑھا، اور میر

سے دو سو سواروں کے ہمراہ وہی آباد (جہاں اب بہار منترین ہے) کے قلعہ کے پاس بجلی کی طرح پہنچا،

اور یہاں کے تمام لوگ اس کی اچانک آمد سے ششدر ہو گئے، اور ان کے لئے اس کی اطاعت قبول

کر لینے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا، اور جب نہ یہ کی طرف اس کی یورش ہوئی، تو اس کی تیز رفتاری نے وہاں

کے باشندوں کو اور بھی حیرت میں ڈال دیا، بہار سے وہ چھار کدھ کے، یعنی اور دو سو ارکھ اور بنگال کے

سے ہو کر تیزی کی طرف بڑھا، اس کی فوج پیچھے رہ گئی، تو وہ کل اٹھارہ سواروں کے ہمراہ بے لکھنیا

کے محل کے سامنے یکایک نمودار ہوا، اور اس کا محاصرہ کر ڈالا، راہ کو پیچھے دروازہ کو محل چھوڑنا پڑا،

اس کے بعد لکھنؤ میں بختیار خلجی نے ایک ایسی حکومت قائم کی جو تین سو برس تک برابر قائم رہی،

سار الدین خلجی کا زمانہ | سار الدین خلجی نے جلال الدین خلجی کے عہد میں کمرہ (اور وہ) سے دیوگیری کی طرف

بہن طرح کو پہنچ کر کے پورن کی ہے، وہ اس عہد کا عجیب و غریب فرج کا زمانہ ہے، کمرہ سے دیوگیری

سے سنویں ہے اس وقت تک وہاں دہلی کی نئی حکومت کی کر کے فوج نہیں پہنچی تھی، سار الدین

سے جہان نامہ ص ۱۰۰

چپ چاپ کرہ سے آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہوا، راستے میں دشوار گزار جنگل تھے، اور کوہ ذہیا کے پہاڑی علاقوں کو بھی طے کرنا آسان نہیں تھا، راہیں تنگ اور پتھر تھیں، جہاں کھانے پینے کا کوئی سامان نہیں، میسر ہوتا تھا، پھر پہاڑی علاقوں کے باشندے بڑے اچھے تیر انداز ہوتے تھے، جن کے پتھر حملوں سے ادھر سے گزرنے والے لشکر کے لئے ہلاکت اور موت کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ ہوتا لیکن علاء الدین ان ہی راستوں سے گزرتا ہوا چذیری اور بھنسیا ہوتا ہوا ایچ پور پہونچا، راستے میں اس نے فوج کو سستانے کا موقع نہیں دیا، ایچ پور میں دو روز ٹھہر کر آرام لیا، اور وہاں سے بچم کی طرف مڑ کر گھاتی بھورا کے درے کو عبور کرتا ہوا دیوگیر پہونچا، اسی پرش اور نعم کے بعد علاء الدین غلی کی جرات اور بہکری اور جابازی کی دھاک بٹھ گئی،

خزان الفتوح میں امیر خسرو نے لکھا ہے کہ علاء الدین کی فوجیں ضرورت کے وقت کوچ میں دن اور رات کا فرق نہ کرتی تھیں، اور اس کے سوار جیسا کہ باب سوار میں ذکر آچکا ہے، بڑے بڑے دریا کو دے پھاندتے نکل جاتے، اور دشوار گزار ساحلی علاقوں پر بطوں کی طرح گزرتے ہوئے نظر آتے، لیکن بعض اوقات اس فوج کی رفتار سست بھی ہو جاتی، مثلاً علاء الدین ہی کے عہد میں اس کی فوج دہلی سے مسر بارہ مہینے میں پہونچی، یہ رفتار زیادہ تر نعم کی اجماعت کی نسبت کھٹتی پڑھتی رہتی تھی،

کوچ میں ہونے کی بعض اوقات کوچ میں لشکریوں کو بڑی مولا کی اور ہلاکت خیزی کا سامنا کرنا پڑتا، محمد غلی نے قرہیل کی مہم میں ایک بہت بڑی فوج بھیجی جس کی تعداد اسی ہزار سے ایک لاکھ بتائی جاتی ہے، رسد کی فراہمی کے لئے جابجا چوکیاں قائم کر دی گئی تھیں، لیکن ان کی تعداد مندرجہ ذیل ایک پونچے کے لئے پہاڑی علاقوں کے راستے بہت ہی دشوار گزار تھے، اور قرہیل میں صرف

۱۲۳۰ خزان الفتوح ج ۱ ص ۱۲۳

ایک درہ تھا، اس کے نیچے دریا بہتا تھا، پہاڑ پر ایک آدمی سے زیادہ ایک دفعہ نہیں چڑھ سکتا تھا لیکن پھر بھی شاہی لشکر تہمت کر کے اوپر چڑھا گیا، اور ایک مقام ونگل نامی کو قبضہ میں کر لیا لیکن برسات شروع ہوئی، تو لشکر میں بیماری پھیل گئی، گھوڑے مرنے لگے، اور کمائیں نئی کی وجہ سے بیکار ہو گئیں، لشکر کو مجبوراً دامن کوہ کی طرف مراجعت کرنا پڑا، غنیم نے اس مراجعت سے فائدہ اٹھایا، وہ غاروں اور تنگ ناگوں ہیں، اگر چھپ گئے، اور بڑے بڑے درخت کاٹ کر پہاڑ پر سے لڑھکا دیتے تھے، جس سے دب کر بہت سے لشکر ہی ہلاک ہو جاتے تھے، سات روز تک ان لشکریوں کو کوئی رسد بھی نہ ملی، فائدہ بیماری، اور غنیم کی جنگ سے سارے لشکر ہی لغو اجل بن گئے، اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کثیر فوج کے صرف دس آدمی زندہ رہ گئے جن سے اس غم کی ہولناک تفصیل معلوم ہو سکی ہے۔

نیرودشاہ ٹھٹھ کی غم سے مراجعت کر کے گجرات کی طرف روانہ ہوا، تو اس کے ساتھ کچھ ایسے سندھی راہبر ساتھ تھے، جو دوست کے بچاے دشمن نیچے، اور ان راہبروں نے پورے لشکر کو کوچی کی طرف موڑ دیا، جہاں نہ کھانے کی کوئی چیز ملتی تھی، اور نہ پینے کو پانی، اور اگر ملتا تو وہ اس کی نمکین ہوتا، کہ چند قطرے بھی کوئی پیتا تو خلق اور زبان پھل جاتی، بھوک اور پیاس سے لشکر ہی ہلاک ہونے لگے، فوج ہمت کر کے آگے بڑھتی تو درگھے جنگل میں چلی آتی، جہاں نہ کھاس ہوتی، اور نہ درخت، اور یہ زندہ لشکر مردہ بن کر حرکت کر رہا تھا، اور جب سب اپنی زندگی سے ناامید ہو چکے تھے، تو یہ ایک بارش ہو گئی، جس سے لشکر میں جان پڑی، اور اسی مصیبت اور پریشانی میں لشکر کسی طرح گجرات پہنچا۔

لکڑی ہاروں وغیرہ کی فوج کے ساتھ لکڑی ہار سے اور بلیڈ بھی ہوتے، لکڑی ہارے کوچ کے موقع پر جنگل صاف کر کے فوجوں کے لئے راستہ ہوا، اور کرسٹہ رہتے، اور بلیڈ، ضرورت کے وقت کنو

کھو کر پانی فراہم کرتے، بڑھی بھی ساتھ ہوتے جو موقع موقع لکڑی کے پل اور کشتی بنا کر فوجوں کو دریا عبور کراتے، بلین کی فوج کسی دریا کے پاس پہنچتی تو وہ خود دریا کے کنارہ آکر کھڑا ہو جاتا، اور امرار او ارکان دولت کو حکم دیتا کہ وہ اپنی نگرانی میں لشکر کو عبور کرائیں، پہلے مریضوں عورتوں، بچوں اور کمزور جانوروں کو پار کرایا جاتا، جن کی مدد توانا اور سندرست لشکر ہی کرتے، اس کے بعد گھوڑے ہاتھی، اور دوسرے جانور پار ہوتے، پھر عام لشکریوں کو موقع دیا جاتا، اس طرح کئی روز صرف ہو جاتے، فیروز شاہ تغلق اپنی فوج کو ہاتھیوں کے سہارے ندی کی پرشور لہروں سے گزارے جاتا تھا، ندی کے دونوں کنارے ہاتھی کھڑے کر دیے جاتے، اور موٹی موٹی ڈوریاں ان میں باندھی جاتیں، اور ان ہی کے سہارے لشکر ہی ندی پار کرتے، اور لہروں میں غرقاب ہونے سے محفوظ رہتے تھے

ساعت مبارک | اہم فوجی مہم میں سلطان خود ساتھ ہوتا، وہ نہ ہوتا، تو کوئی شہزادہ، یا دربار کا کوئی ممتاز امیر یا اہم فوجی عہدیدار ہوتا، فوج کی روانگی مبارک ساعت پر ہوتی، روانگی سے پہلے یا کوچ کے درمیان اولیاء اللہ اور بزرگان دین سے فیوض و برکات بھی حاصل کئے جاتے، ایٹمسٹن تو حضرت بختیار کاکی کا مرید اور خلیفہ بھی تھا، اس لئے اُن کی دعاؤں کا برابر طلب نگاہ رہا، علاء الدین خلجی اپنی دکنی مہم میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کی دعاؤں کا خواستگار ہوا تھا، فیروز شاہ ٹھٹھہ جارا تھا، تو حضرت فرید الدین گنج شکر کے مزار مبارک پر حاضر ہو اُن کے فیوض کا طالب ہوا تھا،

بابری کوچ | بابر کے جانشینوں نے بہت دشمنان میں فوجی مہم کے کوچ میں تیموری کی تیز گامی اور محنت کوشی کی روایت کو برقرار رکھنے کی کوشش کی، تیمور اپنے لشکر کو ہفت تہائی اور پنج ہستہ علاقہ سے لے کر گزرتا تو ہر وقت کے توہے اس کی راہ میں جائل نہ ہوتے، اور راستہ کو جب بہت جم جاتی تو ڈ

۱۰۰۰ ہری ص ۱۰۰، ۱۰۰۰ آئین فرشتہ جلد اول ص ۶، ۱۰۰۰ عقیق ص ۱۰۰، ۱۰۰۰ ایضاً ص ۱۹۴، ۱۰۰۰ ایضاً ص ۱۹۸

سواروں کو اسی برٹ پر چل کر راستہ طے کرنے کا حکم دینا، لیکن دن کو جب برٹ گھٹنے گستی، تو ان سواروں کو آگے بڑھنے سے روک دیتا، وہ اپنی فوجوں کو ریگستانوں، بیابانوں اور بخر سیاڑیوں میں سے بھی کامیابی کیساتھ نکال بیجاتا تھا ساہرا کے پھر اسے ایک لشکر کیساتھ گندرا کے ساتھ اونٹوں کی ٹائیاں تھیں جن میں فوجیوں کا سامان تھا، ہر دس سپاہی کے ساتھ ایک خیمہ اور ہر خیمہ کے سامان میں دو بھٹا وڑے، ایک آری، ایک تیر، ایک دھاتی، ایک کچھاڑی، اور ایک رسیوں کا ٹھہن، ایک دگمچ، اور ایک نمط (تیل کا چمڑا) خوراک کے لئے ہلکی اور مختصر جنس، آٹا، جو، خشک، میوے، اور ایسے ہی اور چیزیں تھیں، ہر سو کو سواری کے گھوڑے کے علاوہ ایک کوتل گھوڑا بھی دیا گیا تھا، فوجوں کے دستے صف آرائی کے قواعد کے مطابق حرکت کرتے تھے، لشکر گاہ میں جب فوجیں اترتی تھیں، تو صفوں کی ترتیب کو قائم رکھتی تھیں، رات کی تاریکی میں بھی یہ اہتمام برقرار رکھا جاتا، جس وقت سوار کوچ کرنے ہوتے تو آرام سے گھوڑوں پر بیٹھے بات چیت کرتے تھے، لیکن ان کے سرداران کو ایسا چوکنا رکھتے تھے کہ اس کا حکم سننے ہی جنگ کی ترتیب اختیار کر لیتے، لشکر کی صفیں میلوں تک پھیلی ہوتیں، و دریک صف آرائی کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا کہ گھوڑوں کو چرائی کے لئے زمین زیادہ مل جاتی تھی، ریت میں جہاں کہیں سیرہ ہوتا تھا، وہاں گھوڑے کچھ دیر آسانی سے چر لیتے تھے،

تیمور کا قول تھا کہ اس کا موقع کبھی نہ دیا جائے، کہ دشمن پہلے چڑھ آئے، اور خود اپنا بچاؤ کرنا پڑے، اس لئے لشکر کو سیز رفتار کر کے دشمن پر خود ہی دھاوا کرنا چاہئے، اگر ٹھیک موقع پر دس آدمی بھی ساتھ ہوں تو یہ بہتر ہے کہ دس ہزار لشکری ساتھ ہوں، لیکن ٹھیک موقع پر غیر حاضر ہوں، تیز رفتاری سے حملہ کر کے دشمن کے زور کو توڑ دینا ہمیشہ مفید ہوتا ہے، تیمور یہ بھی کہا کرتا تھا کہ لڑائی پر

جاتے وقت صرف اتنی فوج ساتھ ہونی چاہیے جس کے زاوراہ کے لئے کافی سامان رسد میا کرنا ممکن ہو۔
 تیمور کی اولاد مندرجہ بالا اصولوں کی پابندی کرنے کی کوشش کرتی رہی، بابر چھوٹے یا بڑے لشکر
 کے ساتھ کسی مہم میں جاتا تو محض اپنی فوجی قیادت سے اس کو مشکل گزار دیتوں، وادیوں، اور پہاڑوں
 سے کامیابی سے کوچ کراتا چلتا، سمرقند کی مہم کے سلسلہ میں لکھتا ہے :

”وہ کھرو دین اکرم اوپر کی جانب چلے، ان تنگ راستوں عمیق گڑھوں، اور نہایت
 خوفناک گھاٹیوں میں ہمارے بہت سے گھوڑے اور اونٹ تھک کر چلنے کے قابل نہ رہے تین
 چار منزلیں طے کر کے ہم سرہ تاق کی گھاٹی میں پہنچے، گھاٹی اور کس بلا کی گھاٹی! میں نے کبھی
 ایسی ڈھلوان اور تنگ گھاٹی نہیں دیکھی تھی، اور کبھی ایسے تنگ راستوں اور مشکل گڑھوں
 میں سے مجھے چلنے کا اتفاق نہ ہوا تھا، بڑی تشویش اور صعوبت کے ساتھ ان خطرناک گڑھوں
 سے نکل کر نہایت رنج و مشقت اٹھانے کے بعد ادبچی اور بچی تنگ اور ہلک گھاٹیوں کو طے
 کر کے فان کی نواح میں پہنچا ہوا“

بابر کی سواری کے گھوڑے تھک کر گر جاتے یا مر جاتے، لیکن خود بابر تھکان سے ہمت نہیں
 ہارتا، اندجان کی مہم میں کئی گھوڑے تھک کر اس کی ران کے نیچے مر گئے، لیکن بابر گھوڑے بدل کر آگے
 بڑھتا رہا، وہ ایسے ڈھلوان پہاڑ کے اوپر بھی گھوڑے کو لے جاتا، جہاں گھوڑوں کا قدم نہ ٹک سکتا تھا
 اسی سلسلہ میں وہ لکھتا ہے :

”جہاں تک گھوڑوں کی طاقت دیکھی، وہاں تک دوڑاے چلے گئے، جس کا گھوڑا بچا“

اسے یہ تفصیلات ہیریڈ ایمپ کی ”تیمور سے مستعار میں“ میں کما کر دو ترجمہ عنایت اللہ صاحب نے کیا ہے

اور محارث پریس ہی میں چھپی، اسے تزک بابر میں اردو ترجمہ ص ۸۱

اسے ایضاً اس میں ۱۱۹-۱۲۰

ہوتا گیا، وہ رہتا گیا، دوست بیگ کا گھوڑا بھی تھک کر رہ گیا، اور جس گھوڑے پر میں سوار تھا، وہ بھی سستی کرنے لگا، قنبر علی نے اپنا گھوڑا دیا، میں اس پر سوار ہو گیا، قنبر علی میرے گھوڑے پر چڑھ گیا، اور پیچھے رہ گیا، خواجہ حسینی لنگر اٹھا، وہ پشتوں کی طرف بھاگ گیا، اب صرف میں اور مرزا قلی کو کھانا شہ رہ گئے، ہمارے گھوڑوں میں قوس بنا کر اڑنے کا دم نہ رہا تھا، مگر گمراہ پوچھنے ہوئے چلے گئے، مرزا قلی کا گھوڑا بھی کمی کرنے لگا، میں نے اس سے کہا: تجھ کو اکیلا چھوڑ کر کہاں جاؤں؟ جلد آ، ہمارا تیرا ایک ہی جگہ مرزا جیسا بہتر ہے۔ وہ برفسانی پہاڑوں میں کس طرح سفر کرتا تھا، اس کا حال بھی لکھتا ہے:

”تقریباً ہفتہ بھر برف کاٹتے ہوئے چلے اور کوس ڈیڑھ کوس سے زیادہ نہ چل سکے“

میں دس پندرہ مصاحبین سمیت جن میں قاسم بیگ سے اپنے دونوں بیٹوں کے اور قنبر علی اپنے دو تین نوکروں کے ساتھ تھے، پیدل ہو گئے، ہم سب مل کر برف کاٹتے تھے، ہر قدم پر کمر اور سینہ تک برف میں دھنس جاتے تھے، اور برف کھودتے تھے، چند قدم چلنے کے بعد جو آگے ہوتا تھا، وہ تھک کر اور چل کر کھڑا ہو جاتا تھا، دوسرا آگے بڑھتا تھا، ہم بھی اس پندرہ آدمی برف کھودنے والے تھے، یہ حال تھا کہ ایک خالی گھوڑے کو کھینچ لائے تھے، رکاب اور غوگیر تک وہ برف میں دھنسا رہتا تھا، دس پندرہ قدم پر چل کر ٹھہر جاتا، اس کو کونے میں کھڑا کر دیتے تھے، اور دوسرے کو بڑھالائے تھے، اسی مصیبت سے یہ دس پندرہ آدمی برف کاٹتے تھے، اور اپنے گھوڑے گھسیٹ لائے تھے، باقی تمام اچھے سپاہی اور وہ لوگ جو سردار کھلاتے تھے، گھوڑوں پر سے کھسکے، تھے، کھدے ہوئے اور صاف راستے سے سر جھکائے ہوئے چلے آتے تھے، یہ موقع ایسا نہ تھا کہ کسی کو تکلیف

دی جائے جس کو بہت ہو وہ خود پل پڑے، خیر اسی طریق سے برف کا ٹٹے ہوئے اور راستہ بناتے ہوئے تین چار روز میں کوتل زمیں کے آخری خوال قوی نام ایک مقام ہے، اس میں آئے، اس دن بڑی پریشانی ہوئی، اسی برف پڑی کہ سب کو موت دکھائی دینے لگی، یہاں والے غار اور کھو کو خوال کہتے ہیں، اس خوال کے پاس جو پہنچے تو اور بھی پریشانی پیدا ہوئی، اس خوال کے پاس ٹھہر گئے، برف بلند، راستہ چھپا ہوا، کھدی ہوئی راہ میں بھی گھوڑے وقت سے چلتے، دن تھوڑا رہ گیا، آگے چلنے والے دن دن میں خوال کے پاس جا پہنچے، مغرب سے عشا تک تو لوگ آگئے، پھر نہ آ سکے، جو جہاں تھا وہیں رہ گیا، ہستیوں نے تو گھوڑوں کی بیٹھ پر رات گزار دی، خوال بھی چھوٹی معلوم ہوئی، میں نے خوال کے منہ تک پاس برف ہٹا کر تکیہ نمود کے برابر اپنے لئے جگہ نکالی، اور وہیں سمٹ کر بیٹھ گیا، سینہ تک برف کھودی تھی، پھر بھی برف نہ نکلی، ہوا کا بچاؤ ہو گیا، میں وہیں بیٹھ گیا، کئی آدمیوں نے کہا کہ اندر چلے جائیے میں نے دل میں کہا کہ سب تو برف اور پریشانی میں ہیں، اور میں گرم مکان میں چلا جاؤں اور آرام کروں، ساری قوم مصیبت و پریشانی میں مبتلا ہے، اور میں لمبے پاؤں پسار کر سوؤں، یہ تو مردت اور یک جہتی سے بعید ہے، جو تکلیف گزرے، میں بھی اس کا مزہ چکھوں، جس طرح اور خدا کے بندے نصیبتیں سہیں، میں بھی سہوں، غار سی مثل مشہور ہے، ”مر بیا راں عید است“ اسی ٹھنڈ اور گرٹھے میں جو کھو دلیا تھا میں بیٹھا رہا، عشا کے وقت اتنی برف پڑی کہ میں جو گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے بیٹھا تھا، لیکن میری پیٹھ پر برف سر پر اور کانوں پر چار چار انگل برف تھی، اسی رات میرے کانوں میں سروی بیٹھ گئی، عشا کے وقت کچھ لوگوں نے غار کو ٹوٹا، وہ چائے کہ کھو بہت فراخ ہے، سب کو جگہ ملی جائے گی، یسن کر سر اور منہ پرست برف جھاڑ کر میں کھو کے اندر چلا گیا، جو لوگ کھو کے باہر اور درگزر

سروی کھا رہے تھے، اُن کو بھی بلایا، چالیس پچاس آدمیوں کو فراغت سے جگہ مل گئی تھی۔
 ہمراہیوں کے ساتھ بابر کے اسی حسن سلوک کی وجہ سے اس کے ارد گرد ساتھ چلنے والے لشکر
 ہمیشہ اُس کے فدائی بنے رہے، اور اس کی معیت میں بر فانی علاقوں، پہاڑی دروں اور خطرناک
 جنگوں میں جان کی بازی لگا کر کوچ کرنے میں تامل نہ کرتے،

بابر ہمایوں کو نصیحت کیا کرتا کہ وہ ضرورت کے وقت خطرہ مول لینے میں نہ ہچکچائے، مشقت کا
 عادی رہ کر تن آسانی اور راحت پسندی سے باز آئے، اور فوج کے نظم و نسق کو ہر حال میں برقرار
 رکھے، لیکن ہمایوں کو بابر سے یہ چیزیں وراثت میں نہیں ملیں، اسی لئے بابر جس تیزی اور سرعت
 کے ساتھ اپنی فوج ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا تھا، وہ ہمایوں کو وراثت میں نہیں ملی، وہ جہاں
 قیام کرتا، وہاں ضرورت سے زیادہ ٹھہر جاتا، وہ جب ۱۵۵۲ء میں بنگال کی مہم پر جا رہا تھا، تو جہاں
 میں اکراتنے زیادہ دن مقیم ہو گیا کہ بنگال میں اس کے حریف

شیر خاں نے اس تاخیر سے پورا فائدہ اٹھا لیا، اور جب وہ بنگال پہنچا تو گورنر میں آکر بھول گیا
 کہ وہ ایک بادشاہ ہونے کے ساتھ ایک فوجی سردار بھی ہے، اور وہاں سے برق رفتاری کے ساتھ
 چوٹا کی طرف پٹنے کے بجائے گورنر کے محل میں عیش و عشرت میں پڑ گیا، اگرچہ سنا پہنچے ہیں عجب ترقی و ترقی
 ہاتھوں اس کی ہزیمت نہ ہوتی، یہ کاہلی اور راحت پسندی اس کے آخری دنوں میں جاتی رہی
 تھی، اور جب وہ ہندوستان کا تخت و تاج کھو بیٹھا، تو اُس نے پھر بابر ہی کے غم، ارادے،
 حوصلے کی پختگی دکھائی، جس کے بعد ہندوستان میں از سر نو حکومت قائم کر سکا،

اکبر کی بزرگانی | اکبر اپنی تیز گامی کے لئے مشہور رہا، وہ اپنے چھٹے سال جلوس میں آگرہ سے
 مارہ اپنی فوج کے ساتھ شکار کھلتا ہوا سولہ روز میں گیا، وہاں کل چار دن قیام کیا، اور پھر آگرہ

متواتر کوچ کرتا ہوا سترہ روز میں واپس آگیا، اسی طرح اپنے دسویں سال جلوس (۱۷۹۷ء) میں قنوج سے لکھنؤ ایک دن اور ایک رات میں پہونچا، اس کے فوجی افسر اسی کی تقلید کرتے، اور ایک رات میں وہ لشکر کے ساتھ چالیس چالیس کوس کوچ کر جاتے تھے، ۱۷۹۸ء اور اٹھارہویں سال جلوس میں اکبر سائیکھ (نزدجے پور) سے فتح پور سیکری ایک دن دو رات میں متواتر کوچ کر کے پہونچا، اور اسی سال وہ اگرہ سے احمد آباد نور د میں گیا،

اورنگ زیب کی کارکردگی | منسل بادشاہوں کے زمانے میں تمدن کے لوازم جتنے بڑھتے گئے، اتنا ہی فوجی کیمپ کے ساز و سامان میں بھی اضافہ ہوتا گیا، جس کی تفصیل آئندہ باب میں معلوم ہوگی، اس کوچ کرنے کی رفتار کبھی کبھی سُست ہو جاتی، لیکن کوچ میں فوجوں کی رفتار کی تیزی اور سستی زیادہ فوجی سرداروں کی کارکردگی پر منحصر ہوتی، جنگ نشینی کے سئے اورنگ زیب اگرہ کی طرف بڑھا تو دوبرہاؤ سے ۲۰ مارچ ۱۷۹۷ء کو روانہ ہوا، ۳۱ مارچ پر پل کو عبور کیا، اور پھر آجین کی گھاٹیوں کو طے کرتا ہوا ۳۱ مارچ کو مراد سے جا ملا، اور ۴ مارچ کو دھرمات میں جسونت سنگھ کے خلاف معرکہ آرا ہو گیا، اور یہاں سے پایہ تخت اگرہ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ دارانے اگرہ سے کوچ کر کے دھول پور پہونچ کر دریائے چنبل کی ناکہ بندی کر دی کہ اورنگ زیب دریا کو عبور نہ کر سکے، دارا یہاں اپنے لڑکے سلیمان شکوہ کی کمک کا بھی منتظر رہا، لیکن سلیمان شکوہ کی فوج سُست رفتار سی کیوجہ سے ٹھیک وقت پر اسکی مدد کو نہ پہونچ سکی، چنبل کی ناکہ بندی کے سلسلہ میں دارانے دریا کے ہر قابل عبور مقام پر بڑی بڑی توپیں لگا دی تھیں، لیکن اورنگ زیب نے غیر معمولی فوجی قیادت سے کام لیا، گوالیار میں اس کو روکا ہوا کہ دھول پور سے چالیس میل پورب جانب دریا پایاب ہے، اس نے اپنے توپخانہ کو اس مقام پر

۱۷ اکبر نامہ جلد دوم ص ۱۴۴ ۱۷ ایضاً ص ۲۵۲ ۱۷ اکبر نامہ جلد دوم ص ۲۵۲ ۱۷ ایضاً جلد سوم ص ۲۸

۱۷ ایضاً ص ۱۵۱

پہلے روانہ کر دیا، اور حکم دیا کہ لشکرات کو کوچ کر کے فجر سے پہلے وہاں پہنچ جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور خود گوالیار سے صبح کو روانہ ہوا، اور چالیس میل کی مسافت میں صرف دو جگہ دم لینے کے لئے ٹھہرا۔ رات بہت ہی ناہموار تھا اگر می شدت کی بھتی، پیاس سے بہت سے لشکری ہلاک ہو گئے لیکن اورنگزیب نے غیر معمولی ہمت اور جرات خود دکھائی، اس لئے اُس کے لشکری بڑھتے چلے گئے، اور دارا باہل بے خبر رہا۔ اور جب اورنگ زیب نے دریائے چنبل کو عبور کر لیا، تو دارا چوکتا ہوا، اُس کی ساری ماکہ بندی بیکہ ثابت ہوئی، کوچ کے موقع پر اورنگ زیب کی فوجی قیادت دیر اندہ رہائی اور سپاہی احتیاط کی اعلیٰ مثالیں شاہجہانی عہد میں ملیج اور قندھار کی مہلوں میں ملتی ہیں، ملیج کی غم میں اورنگ زیب اور اس کے لشکر کے کھانے دس روز تک متواتر تھپیوں کی پٹھ پر پکتے رہے، اور فوج کو پڑاؤ کر کے کھانے پکانے میں وقت ضائع کرنے کی نطلق اجازت نہ تھی، اسی غم میں آتچ کی سپاہیوں اور گھائیوں میں اورنگ زیب تیر اندازوں اور چھپ چھپ کر لڑنے والوں سے اورنگ زیب تیر اندازوں کو جس طرح بچا کر نچ لے گیا ہے، وہ بھی اس کا بڑا فوجی کارنامہ ہے، اگر می شدت کی پڑ رہی تھی لیکن اورنگ زیب سب سے شام تک لو کی لپٹ میں اپنی فوج بڑھاتا چلا جاتا، دو پہر کو خود بھی آرام نہ کرتا، اور نہ لشکر کو دم لینے دیتا، رات کو لشکر کا کہیں پڑاؤ ہوتا، تو فوجی سردار رات بھر گھوڑوں کی پیٹھ پر سوار ہو کر کمپ کے ارد گرد خندق کھدوانے میں مشغول رہتے، کیونکہ اورنگ زیب تیزی سے آکر حملہ کرتے اور فرار ہو جاتے، اورنگ زیب دو دن متواتر کوچ کرنے کے بعد لشکر کو کچھ دم لینے کی اجازت دیتا، اس کے لئے خود منہ مرام بھی تھ ملیج کی میدان جنگ میں تو اورنگ زیب کامیاب رہا، لیکن جب وہ ہندوستان کی طرف لوٹا تو اُس کے لشکر کی پریشانیوں کی کوئی حد نہیں رہی، ہندو کش کے درے جاڑوں میں برف کے تو دوں سے بھر گئے، سرد کی فراہمی

۱۷۰۰ء تا ۱۷۰۷ء خانی خاں جلد دوم ص ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱

نہ ہو سکی، اور جب لشکر میں قحط کا سامنا ہوا تو اوزنگ زیب واپس چلا، غزنی یک کے درے بڑی نصیبت میں پار کئے گئے، پہاڑی قابل جو ہزارہ کہلاتے تھے، برابر چھاپہ مارتے رہے، دریائے سرخاب کی گھائیوں میں راستے بہت ہی تنگ اور نامہوار تھے، کوہ ہندوکش میں برف کے تودے جے تھے اُن ہی کو پار کرنا تھا، اوزنگ زیب خود تو غزنی یک، غوری، دریائے سرخاب، ہنک شہر، چار چشتیہ درہ ہندوکش، غور بند، چری کر ہوتا ہوا اپنے ہمراہی لشکریوں کیساتھ کابل پہنچ گیا، لیکن اس کے بعض فوجی سردار برف باری کی وجہ سے اوزنگ زیب کا ساتھ نہ دیکے، جے سنگھ، ذوالقدر خاں، اور بہادر خان پیچھے رہ گئے، ذوالقدر خاں پہاڑ کی برفستانی چوٹی پر سات دن تک قیام کر کے اپنے پیچھے ساتھیوں کا انتظار کرتا رہا، بہادر خاں کو پہونچنے میں اس لئے بھی تاخیر ہوئی کہ پہاڑی اس پر چھاپہ مار کر لوٹ مار بھی کرتے رہے، ان برفستانی راستوں کو عبور کرنے میں اونٹ، گھوڑے، برف میں دب کر مر گئے، اور بہت سے لشکر ہی ٹھٹھڑ ٹھٹھڑ کر جان دیتے رہے، اور جب پورا لشکر کابل پہونچا تو ان دروں کو گھائیوں میں دس ہزار جانیں بے گور و کفن تلف ہو کر رہ گئیں،

۶۹۹ء میں وہ بہا پوری (اسلام پوری) سے مرہٹوں کے قلعے کی تسخیر کے لئے چلا تو اُس کو منزل مقصود پر پہونچنے کی بڑی عجلت تھی، اس لئے اُس نے حکم دیا کہ وہ خواہ بیمار ہی کیوں نہ ہو جائے لیکن حمید کے علاوہ کسی روز فوج کہیں قیام پذیر نہ ہو راستہ میں وہ دوبار بیمار پڑا، لیکن حمید کے علاوہ کسی روز فوج کہیں نہیں ٹھہری، خواص پر پہونچ کر جمہرات کی شب کو اس کے گھٹنے میں چوڑا آگئی، اُس نے کوچ کا نثارہ بجانے کا حکم دیا، اس کے ایک فوجی امیر حمید الدین خاں نے کہا کہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی، اوزنگ زیب نے سن کر کہا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ حمید کے روز فوج قیام کرنے یہیں کہا تھا کہ کوچ نہ کرے میرے اس حکم میں کوئی منطقیہ نقیض نہیں (اکے ڈونس آف اوزنگ زیب از حمید و ناتھ سرکیم رص ۱۰۰)

کوچ میں صف آرائی | پایہ تخت سے فوج روانہ کی جاتی تو وہیں اس کی صف آرائی ہو جاتی، اور ہر بازو کے فوجی سردار وہیں مقرر ہو جاتے، اور فوج اسی تنظیم کے ساتھ کوچ کرتی، اور میدان جنگ میں صف آرا ہوتی، ... تیمور کا بھی یہی دستور تھا، شاہجہاں بلخ اور قندھار کی مہم میں پایہ تخت میں بٹھکر صف آرائی میں ترمیم اور تبدیلی کا فرمان جاری کرتا رہتا تھا،

قائد کی پر شکوہ | اہم مہم میں بادشاہ خود لشکر کی قیادت کرتا، یا پھر یہ خدمت شہزادہ یا کسی منصفدار کو سپرد کی جاتی، اور یہ فوجی رہنما سچ سچا کہ جب خوش و خرم روانہ ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ موت کے منہ میں جانے کے بجائے ایسی جگہ جا رہے ہیں جہاں شوکت اور جنت ان کے قدموں پر نثار ہو کر رہے گی، بادشاہ گھوڑے یا ہاتھی پر روانہ ہوتا، آخری زمانہ میں بادشاہ کے پایہ تخت رواں کی سواری بھی ہوا کرتی تھی،

مبارک ساعت | لشکر کی روانگی سے پہلے مبارک اور نیک ساعت کا بھی لحاظ رکھا جاتا، بخوبی اگر کسی دن کو منحوس بتا دیتے تو اس دن روانگی ملتوی کر دی جاتی، اگر تو بخوبیوں اور پنڈتوں کا کچھ ایسا قائل ہو گیا تھا کہ وہ فوجی مہم سے واپسی پر دارالسلطنت میں داخل بھی نیک ساعت میں ہوا کرتا تھا، ۹۸۱ء میں وہ سانگانیہ سے فتح پور سیکری بڑی تیزی سے اپنی فوج کو کوچ کراتا ہوا واپس آیا، لیکن جب فتح پور سیکری آٹھ کوس رہ گیا، تو ایک جوتشی تین دن تک آگے بڑھنے سے روک دیا، اکبر وہیں مقیم رہا، اور شیخ سلیم چشتی اور اعیان سلطنت اس سے آکر وہیں بیٹے رہے، لشکر کی روانگی مبارک ساعت میں ممکن نہ ہوتی، تو کم از کم تھوڑی سی فوج بھی کچھ دور آگے بھیج دی جاتی، اکبر اور جگمگ تو دیوان حافظ سے نال بھی لکھا کرتے تھے،

۱۔ عملِ صالح جلد اول ص ۴۶۰، ج ۲ ص ۴۶۲، بادشاہ نامہ جلد اول ص ۴۰۵ جلد دوم ص ۴۸۲، ۳، ۵، ۶
۲۔ اکبر نامہ جلد سوم ص ۸۲۲، اکبر نامہ جلد سوم ص ۳۸، اکبر نامہ جلد دوم ص ۶۲، ترک جہانگیری

مزار پر حاضری | صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری دے کر ان سے مدد و طلب کی جاتی، اکبر نے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار اقدس پر معلوم نہیں کتنی بار حاضری دی، وہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کے مرقہ مبارک پر بھی جایا کرتا تھا، جہاں گیر توان بزرگوں کے علاوہ اپنے باپ کی قبر پر بھی حاضر ہوا کرتا تھا، اور یہ روایت آخر وقت تک قائم رہی، فرخ سیر حب پنجاب سے اگر روانہ ہوا، تو جھوسی میں شاہ تہی الدین کورہ شاہ بدیع الدین اور کھن پور میں شاہ مدار کے مرقہ کی خاک پاک کو آنکھوں سے لگایا،

جاسوس | پاپہ تخت سے لشکر کوچ کرتا تو ابتدائی منزل کی رفتار سست رہتی تاکہ جو فوجی کسی وجہ سے پیچھے چھوٹ جاتے، وہ آکر مل جاتے، فوج کا ایک چھوٹا دستہ جو کبھی مقدمہ بجیش، کبھی منقلہ یا کبھی طلبہ کہلاتا، آگے روانہ کر دیا جاتا، تاکہ وہ غنیم کی فوجوں کی خبر رکھے، اور راستہ کے محفوظ ہونے کی خبر دیتا رہے، لشکر کے چاروں طرف دور دور تک جاسوس بھیج دیے جاتے، جو ہر قسم کی خبریں پہنچاتے رہتے، ان جاسوسوں کو اس زمانہ میں ہر کارہ کہا جاتا،

بلیداروں وغیرہ کی | بلیداروں، بڑھیوں، لکڑہاروں کی جماعت بھی ساتھ رہتی تاکہ وہ راستوں کا رگزاری کو ہموار کر کے لشکر کو آگے بڑھنے میں معاون ہوں، اگر دریا کے ساحل پر فوج مقیم ہوتی، تو بلیدار ہی کے ذریعہ ساحل کاٹ کاٹ کر غنیم کی طرف لشکر میں پانی بہا کر اس میں سرسبکی پھیلا دی جاتی،

ستہ سال جلوس میں اکبر نے بلیداروں ہی کے ذریعہ کلاندر میں دریا سے راوی پر پل بنا کر اپنی فوج کو پار کیا، اقبال نامہ جہانگیری کے مصنف نے لکھا ہے کہ لشکر عبور کرانے کے سلسلہ میں پل بنایا

۱۵ اکبر نامہ جلد دوم ص ۳۵۰-۳۵۶، جلد سوم ص ۱۶۳، ۵۲، ۵۳ وغیرہ ۱۵ نزک ص ۲۶،

۱۶ اکبر نامہ جلد سوم ص ۲۴۸ ۱۷ اکبر نامہ جلد سوم ص ۳۴۹

کا طریقہ یہ تھا کہ تار کے بڑے بڑے درخت پانی کی سطح پر ڈال دیے جاتے تھے، اور ان کے دونوں سروں کو پتھر سے باندھ کر مضبوط کر دیا جاتا تھا، اور اس کے اوپر لکڑی کے چوڑے تختے ڈال کر ان میں میخیں ٹھونک دی جاتیں، اور پھر ان کو مضبوط رسیوں سے باندھ کر مستحکم کر دیا جاتا تھا یہ تیار ہو جاتا تو تھوڑی تھوڑی مرمت کے بعد برسوں قائم رہ جاتا، پل بناتے وقت غنیم کی یورش روکنے کے لئے لوہے سے گولہ باری کی جاتی تھی،

بار برداری کے جانور | فوجی سامان کی بار برداری کے لئے لشکر کے ساتھ گھوڑے، اونٹ، چرہیل

وغیرہ سب ہی رہتے، اونٹ چرہیل پر تمام سامان لادے جاتے، چنانچہ اونٹوں اور چرہیل کی اچھی سے اچھی نسل تیار بھی کی جاتی، اور اجیر جو دھپور، ناگور، بیکانیر، جلیمر، مہنڈا میں اونٹوں کی اچھی نسلیں پیدا کرنے کی کوشش کی گئیں، اور ایک ایک شخص کے پاس دس دس ہزار اونٹ ہوتے تھے۔ اچھے اونٹ لڑائی میں بھی استعمال کئے جاتے، اور ان کی پیٹھ پر سے شتر مال چھوڑی جاتی، اونٹوں کے نگہبان کو داروغہ شتر نامہ کہا جاتا، شاہی لشکر میں جو اونٹ ہوتا، اس کا مالانہ خرچ اکبری عہد میں ۲۴۰ دام ہوتا، اس کو پیرغلہ روئے دیا جاتا، گھاس کے لئے ایک دام، ساز و سامان کے لئے ۲۰ دام اور شتر بان کی تنخواہ کیلئے ۴۰ دام ہوتا، ان پر چھ سے دس من تک کے سامان لادے جاتے تھے،

چتر گپت کھلی میں ہوتے، مگر یہ سوار می کے لائق نہ ہوتے تھے، عبدالکبری میں اس کی نسل کو اس قدر ترقی ہوئی، کہ ہزار روپے تک اس کی قیمت پہنچی، اور لوگوں کو اس کی سواری سے عار نہ رہا، لشکر کی نارتگری سے تحفظ | جب فوج کوچ کرتی، تو اس کے سردار حتی الوسع کوشش کرتے کہ وہ علاقہ اور علاقہ کے لوگوں کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں، اور اگر وہ کوئی ظلم و ستم کرتی تو اس کو پوری مراد سجاتی، مثلاً

۱۳۲۸ء تک باری ص ۱۳۲۸

۱۳۲۸ء اقبال نامہ جانیگری ص ۱۳۲۸

۱۳۲۸ء آئین اکبری جلد اول ص ۱۳۲۸، ۱۳۲۸ء دفتر دوم، آئین ۲، ۱۳۲۸ء آئین اکبری جلد اول ص ۱۳۲۸

۹۲۵ء میں بابر کی فوج بھیرہ میں داخل ہوئی تو وہ لکھتا ہے کہ

”لوگوں نے غرض کی کہ کچھ سپاہیوں نے بھیرہ والوں کو ستایا ہے، اور ان پر ہاتھ ڈالا ہے“

فوراً ان سپاہیوں کو گرفتار کر کے بعض کو سزائے موت کا حکم دیا، اور بعض کی ناکیں کٹا کر شہر

کرایا، اس ملک کو تو ہم اپنا ہی جانتے تھے، اس وجہ سے اس کو بالکل محفوظ مامون رکھا،

شیرشاہ کی فوج بھی اگر کہیں ظلم و ستم کرتی تو یہ بھی اسی قسم کی سزا لیا کرتا تھا،

جہانگیر اپنے تیرہویں سال جلوس جب احمد آباد گیا تو اس کا کاٹا خاص طور پر رکھا کہ شاہی لشکر کا کوئی

فرد وہاں کے باشندوں پر ظلم نہ کرنے پائے اپنا چھ روزانہ تین گھنٹے جھروکہ میں بیٹھ کر مظلوموں کی فریاد سناتا

اور ظالموں کو سزا دیتا تھا، احمد آباد میں وہ ٹلیل ہو گیا تھا لیکن علالت کے زمانہ میں بھی جھروکہ کی نشست ختم

نہیں کی، وہ ایسے موقع پر جسمانی راحت کو حرام سمجھتا تھا،

عبدحمید لاہوری کا بیان ہے کہ شاہجہاں ۱۶۲۲ء میں لاہور جا رہا تھا تو اس نے بخششوں کو حکم دیا

کہ وہ تیر اندازوں کو لے کر راستہ کے ایک جانب کی حفاظت کریں اور میر آتش کو بند و قچیوں کے ساتھ راستے

کی دوسری سمت تعینات کیا تاکہ شاہی فوج کھیتوں کی فصل کو نقصان نہ پہنچا سکے لیکن یہ بھی احتمال تھا کہ

اس انتظام کے باوجود فصل کو کچھ نہ کچھ نقصان ضرور پہنچ جائے گا، اس لئے پہلے ہی داروغہ مشرف اور

نقرر کردینے لگے تھے، کہ رعایا اور ایک ہزار سے کم کے جاگیرداروں کے نقصان کا معاوضہ دیا جائے، ایک

شاہی فوج ۱۶۲۹ء میں قندھار کی طرف جا رہی تھی جس سے غزنی میں کھیتوں کو بڑا نقصان پہنچا، چنانچہ

وہاں کے کاشتکاروں کو اس معاوضہ میں دو ہزار اشرفیان دی گئیں، کاشتکاروں کی بڑی پاسداری کی

جاتی، کیونکہ ان ہی پر حکومت کی اصلی آمدنی کا انحصار تھا،

۱۵ تزک بابر ص ۲۲، ۱۶ تزک جہانگیری ص ۲۲ ۱۷ بادشاہ نامہ جلد اول صفحہ ۲۰۱

۱۸ ایٹ ص ۵۵ ہفت نامہ جلد سوم ص ۱۱، ۱۹ آثار اور عجائب ص ۱۱۰

قاضی لشکر | ہر فوج کے ساتھ ایک قاضی ہوتا، جو قاضی اردو یا قاضی عسکر کہلاتا، قاضی نماز کے اوقات میں شکر پڑھنے کی امانت کرتا، منلوں کے زمانہ میں قاضی عسکر کے لئے میر عدل کی بھی اصطلاح استعمال ہوتی رہی وہ شکر پڑھنے کے باہمی جھگڑاؤں کو چکاتا، سلاطین دہلی کے عہد میں لشکریوں کے جھگڑے چکانے کے فرائض امیر دادیا دادیک کے ذمہ تھے۔

۱۔ طبقات ناصری ص ۴۴، عقیقہ ۵۰، اکبر نامہ جلد سوم ص ۷۷، آثار ابراہیمہ اول ص ۵۴

۲۔ برقی ص ۳۶۱-۳۵۸



جھنڈے

سلاطین دہلی کے جھنڈے | غوریوں کی فوج میں دوزنگ کے علم ہوتے تھے ہیمنہ (وائیں بازو) میں غوری لوک و امراء کے ساتھ سیاہ رنگ کا علم ہوتا تھا، اور میسرہ (بائیں بازو) میں ترک لوک و امراء کے ہمراہ سرخ رنگ کا علم لہراتا تھا، ان ہی دونوں رنگ کی تقلید مملوک حکمرانوں نے بھی کی، تاج المآثر کے مصنف کا بیان ہے کہ قطب الدین ایبک کے جھنڈوں پر بھی شیر، کبھی اردر، کبھی عقاب، اور کبھی ہلال کی بھی تصویر ہوتی، علاء الدین خلجی کے علم پر ہلال کا نشان ہوتا تھا، غیاث الدین تغلق جب ناصر خسرو کے خلاف جنگ کر رہا تھا، تو امیر خسرو نے تغلق نامہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے،

علم ماہی داود با فر شاہی چو سدا کبر اندر برج ماہی
غیاث الدین تغلق کبھی پر طاؤس بھی لگا دیا کرتا تھا،

محمد تغلق کے زمانہ میں شاہی علم کے علاوہ خوانین و امراء کے بھی امتیازی جھنڈے ہوتے تھے بعض خوانین کو سات علم رکھنے کی اجازت تھی، اور بعض امراء تین علم رکھتے تھے، فیروز شاہ نے جب بنگال کی فتح پر کیا، تو اس کے ساتھ پانچ سو نشانات یعنی جھنڈے تھے بعض نشانات فیروز شاہ

۱۰ طبقاتِ ناصری ص ۱۲، ۱۱ ایضاً ص ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ خزائن الفتح ۱۰ و ۱۱ تغلق نامہ ص ۱۲۲

۱۱ صبح الاعشی بحوالہ مدارف نمبر ۶ جلد ۲ ص ۱۱۱، ۱۱۲ ۱۲ تاریخ فیروز شاہی از شمس سراج عقیق ص ۱۱۱

کے ایجا کر دو تھے، دوپیل کے نشانات تھے جن کا وزن ایک من تھا، اسی طرح دو لوہے کے نشانات بھی وضع کئے تھے، جن کے وزن تیس تیس سیر تھے، یہ نشانات فوج کے دائیں بائیں ہاتھوں پر لہراتے تھے، ہاتھی کی پیٹھ پر ایک صندوق رکھا جاتا تھا، صندوق میں نشان رکھا کر دیوڑیوں سے ہاتھی کی پیٹھ سے باندھ دیا جاتا تھا، اور دو آدمی صندوق میں بیٹھ کر نشان کو کپڑے سے لپیٹتے تھے۔ اس طرح یہ نشانات دو تین کوس کے فاصلے پر دکھائی دیتے تھے۔

علم و نشانات کا محافظ قور بیگ کہلاتا تھا، فوج کے دائیں بائیں دونوں طرف ایک قور بیگ ہوتا تھا، جس جگہ علم و نشانات رہتے وہ قور خانہ کہلاتا تھا، مغلوں کے دور میں قور خانہ اسلحہ خانہ کو کہتے تھے، شاہی علم کی محافظت پر پورا زور دیا جاتا تھا، اس کے چاروں طرف جانباہ لشکر میں اس کی حفاظت کے لئے کھڑے رہتے تھے، جب تک یہ لہرا رہتا، لشکریوں کے پاؤں میدان جنگ میں اکھڑنے نہیں پاتے تھے، غیاث الدین تغلق ناصر خسرو سے لڑ رہا تھا، تو نا حشر کی فوج نے تغلق کے بہت سے جھنڈوں کو کاٹ کاٹ کر گرا دیا، جس سے تغلق کی فوج میں سرسکلی پھیل گئی، اور وہ منتشر ہونے لگی، لیکن تغلق نے اپنے علم خاں کو جس پر بھیلی کی شکل بنی ہوئی تھی، ایستادہ رکھنے کی کوشش کی، اس نے علمبردار سے کہا کہ اگر تو نے علم کو قائم رکھا تو تیرے قدم اوپارو پیسے کا ڈھیر لگا کر تھک چھلی کی طرح تیرا دوں گا، کیونکہ یہ علم قائم رہا تو مجھ کو دشمن کی صفوں کا بھی خوف نہیں ہے، علمبردار نے بہت سے کام لے کر علم کو اپنی جگہ پر برقرار رکھا، امیر خسرو کا بیان ہے کہ تغلق کی اس حکمت کی بدولت اس کے جو سوار منتشر ہو گئے تھے، علم کو ایستادہ دیکھ کر پھر پٹ آئے، اور اس جاں بازی سے لڑے کہ ہاری بازی جیت گئے۔

علم منیہ کے نشانات | منیہ علم کے نشانات حسب ذیل تھے :

علم منیہ دربار میں ۱۳۰۰ سال قبل مسیح میں مبارک شاہی علم ۱۳۰۰ سال قبل مسیح میں ۱۲۹ - ۱۳۰

(۱) علم :- شاہی سواری کا خاص نشان تھا، اس کی تعداد کم از کم پانچ ہوتی تھی، یہ ریشمی غلاف میں ملفوف رہتا تھا، لیکن میدان جنگ میں غلاف سے باہر نکال لیا جاتا تھا،
 (۲) چتر توق : یہ ذرا چھوٹا ہوتا تھا، اور تبت کے باز کی دم سے بنایا جاتا تھا،

(۳) من توق : یہ چتر توق ہی کی طرح ہوتا، لیکن نسبتاً کچھ لمبا ہوتا،

(۴) جھنڈا : یہ ایک ہندوستانی علم تھا،

ان میں پہلے دونوں صرف بادشاہ و تبت کے لئے مخصوص تھے، بقیہ امراء اور فوجی سرداروں کو بھی بطور امتیاز عطا ہوا کرتے تھے،

اکبر کے علم پر چاند کی شکل بنی ہوتی، جو شاہجہانی اور عالمگیری عہد کے علم پر بھی رہی،

علم کی اہمیت | کبھی میدان جنگ میں شاہی علم (قور) کے نیچے جمع ہو کر باہمی مشورے کئے جاتے تھے

علم کی حفاظت | میدان جنگ میں شاہی علم کی حفاظت پورے طور پر کی جاتی، اور اس کو کسی حال میں سرنگوں ہونے نہیں دیا جاتا، بلکہ اس کو بند رکھنے کی خاطر فوجی سردار اپنی جان کی بازی لگا دیتا، جہانگیر کے عہد میں ۱۵۸۵ء میں عثمان خاں افغانی نے بنگالہ میں بغاوت کی تو اس کو فرو کرنے کے لئے جہانگیر نے شجاعت خان کی سرداری میں لشکر بھیجا، میدان جنگ میں عثمان خاں

۱۵ آئین اکبری حصہ اول آئین ۱۵۹۱ء اکبر نامہ جلد دوم ص ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱ء بادشاہ نامہ

جلد اول ص ۲۹۶، جلد دوم ص ۵۲۶ء عالمگیری نامہ ج اول ص ۶۱

۱۵ اکبر نامہ جلد سوم ص ۴۸۲،

کی فوج نے شاہی لشکر کو کافی نقصان پہنچایا، اور جب اُس کے جرنیل (باباں بازو) برنیل (دایاں بازو) اور سہراول (اکلی صفت) میں کافی انتشار پھیل گیا، تو انسانی قول (مرکز) کی طرف بڑھ کر شجاعت خاں پر حملہ آور ہوئے، اور ایک مست ہاتھی گجبت نامی کو اس پر چھوڑ دیا، شجاعت خاں نے پہلے اپنے برچھے کی ایک زد ہاتھی پر لگائی لیکن ہاتھی پیچھے نہ ہٹا، غصہ میں شجاعت نے اپنی تلوار نکال کر ہاتھی پر دو دو ہاتھ لگائے، پھر بھی ہاتھی سپانہ ہوا اس کے بولاس نے جھدھر کے دو وار کئے، لیکن ہاتھی نے نہ نہیں موڑا، اور شجاعت کو مع گھوڑے کے زمین پر دے مارا، شجاعت خاں نے گھوڑے سے جدا ہوتے ہی جہانگیر شاہ کا نعرہ لگایا، پھر اٹھ کھڑا ہوا، اس کے ایک جلودار نے بڑھ کر ہاتھی کے انکھنے پاؤں پر دوستی تلوار کی ایک ضرب لگائی جس سے ہاتھی زمین پر گر پڑا، جلودار نے نیل بان کو بھی مغلوب کر لیا اور ہاتھی پر اسنے وار کئے کہ وہ اٹھ کر چلیا ہوا اپنی فوج کی طرف بھاگا، شجاعت خاں گھوڑے پر سے گرا، تو خود بھی صحیح سالم اٹھا، اور گھوڑے کو بھی اٹھایا، اور اس پر سوار ہونا ہی چاہتا تھا کہ دشمنوں نے اس کے علم بردار پر دوسرا ہاتھی دوڑا دیا جس سے علم بردار اپنے گھوڑے پر سے نیچے آگیا، شجاعت خاں علم کو نیچے گرتے دیکھ کر بے مد مضرب ہوا لیکن اسی وقت اُس نے ایک کرہک کر نعرہ لگایا اور علم بردار کو لکھارا، "مردانہ باش! من زندہ ام"

اس کو سن کر شاہی فوج کے لوگ بتر، جھدھرا در تلواریں لیکر ہاتھی پر ٹوٹ پڑے تاکہ علم باباں نہ ہو سکے، شجاعت خاں بھی مردانہ وار علم بردار کے پاس پہنچ گیا، اور کرہکسی ہوئی آواز سے اس سے اٹھنے کیلئے کہا اور نہ ہی سکواٹھا کر دوسرے گھوڑے پر سوار کیا اور علم کو پھر بلند کیا، اور پھر اسی علم کی حفاظت کے لئے علم بردار کے پاس بڑی خوریز جنگ ہوئی جس میں شاہی لشکر نامی رہا جہانگیر نے شجاعت خاں کو اس بہادری پر رستم خاں کا خطاب دیا۔

بابے

سلاطین دہلی کے عہد کے بابے | لشکر کے ساتھ جنگی بابے بھی ہوتے تھے، سلاطین دہلی کے عہد کی تاریخوں میں حسب ذیل بابوں کے نام ملتے ہیں،

(۱) کوس (۲) بوق (۳) چنگ (۴) ارغون (۵) سرنا (۶) نفیری (۷) دامہ (۸) دہل،

پہلے چھ بابے تھے، اور آخری دو نفا رے اور ڈھول تھے، دامے عموماً اذنوں، گدھوں اور گھوڑوں پر لاد کر بجائے جاتے تھے، فیروز شاہ نے دو اتنے بڑے دہل ایجاد کئے تھے کہ وہ نہ ہاتھی ہی پر رکھ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتے تھے، اور دو آدمی اپنی پوری قوت سے ان پر ضرب لگاتے تھے، جنگی نفا رخانہ شاہی خیمہ کے سامنے کسی اونچی جگہ پر ہوتا، دہل کی آواز سے لڑائی کا آغاز ہوتا، پہلی آواز میں لشکر اپنے جنگی ساز و سامان سے تیار ہو جاتا، دوسری آواز میں صفوں کی ترتیب ہو جاتی، اور تیسری آواز میں لشکر می اپنے اپنے فوجی سرداروں کے حکم کے منتظر رہتا، چارٹھ نفیری پھونکتا، تو لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔

دہل زن کی پامردی | میدان جنگ میں فوجی بابوں کی بڑی اہمیت ہوتی، بعض دہل زن کی شجاعت اور پامردی کی وجہ سے جنگ کا نقشہ بدل جاتا، غیاث الدین تغلق امیر خسرو کے مقابلہ میں

۱۔ عقیقت ص ۱۴۵۔ ۲۔ ایضاً ص ۳۷۰۔ ۳۔ آداب الحرب والشجاعہ تغلق نامہ ص ۱۲۲۔
۴۔ اس وقتوں میں۔

پسپا ہو رہا تھا تو اس کی سب سے بڑی فکر یہی تھی کہ فوجی دہل زن اور علمبردار اپنی اپنی جگہیں نہ چھوڑیں
وہ دہل زنوں کو لٹکارتا رہا کہ وہ اپنے گھوڑوں پر پوری مستعدی سے سوار نہیں اور پھر ان کو
انعام و اکرام کا بھی لالچ دلایا،

زہر عیش روز و روزگار ت

دہل پر زرفشانم درکنار ت

تعلق کی اس ترغیب پر دہل زن پوری پامردی کے ساتھ... اپنی جگہوں پر قائم رہ کر
ذوبت بجاتے رہے، جس سے مستشار اور پیراگندہ فوجیں جمع ہو کر دلیری سے لڑیں، اور
فتحیاب ہوئیں،

عہدِ غلیہ کے باجے | منلوں کی لڑائیوں میں بھی جنگی باجے کی اہمیت قائم رہی، جس وقت بوق
ونفیر کی آوازیں بلند ہوئیں، تو سواروں کے گھوڑے بدکتے اور بھڑکتے، سوار سختی سے راہیں
کھینچ کر ان کو شاییتہ بناتے، عالمگیر نامہ کے مؤلف کا بیان ہے کہ فوجی باجے سے غنیم کا پتہ پانی
ہو جاتا، اور شاہی لشکر کے جوانوں کو غیرت آجاتی، اور ان کی مردانگی کا جوش بڑھ جاتا،
اکبر نے اسلحہ میں زمین خاں کو کہہ کر جو بھڑکی مہم پر بھیجا، تو کندھی کھار کے پاس تارکیوں کے
قبیلہ نے شاہی فوج کو آگے بڑھنے سے روکا، اور اپنے قلعہ کنشان کے پاس ایک زبردست مورچہ
بنایا، اور راستے کو پتھروں سے اس قدر زامہوار بنا دیا کہ سواروں کا گزر ناممکن ہو گیا، لیکن
زمین خاں کو کہہ کر نے تختہ بگ، مسیح خاں اور حیدر علی عرب کے ہمراہ، اپنے ہراؤں کو بھیجا کہ کسی
مناسب مقام کو لڑائی کے لئے منتخب کریں، تارکیوں نے بڑھ کر اس پر حملہ کیا، اور قریب تھا
کہ ہراؤں کو شکست ہو جائے کہ زمین خاں ان کی مدد کے لئے آگے بڑھا، اور جنگی باجوں کو زبردستی

لے تعلق نامہ ص ۱۲۵ لے عالمگیر نامہ ص ۱۱۰ لے

بجوانا شروع کیا، ان باجوں کی آواز سن کر شاہی ہراول کی ہمت بڑھی، اور اُن کے اکھڑے ہوئے پاؤں
پھر سے جم گئے،^۱

پہلے ذکر آچکا ہے کہ مالگیری عہد میں میر جملہ آسام کی مہم پر گیا تو یہاں لڑائیاں جری اور بری
دونوں فوجوں سے ہوئیں، ایک موقع پر کھڑ گاؤں کے پاس بحری اور بری فوج کا تعاون نہ ہو سکا
اس سے فائدہ اٹھا کر آسامیوں نے شاہی بیڑے پر حملہ کر دیا، اور قریب تھا کہ شاہی بیڑہ کو
شکت ہو جائے کہ میر جملہ نے دور سے لڑائی کی تدبیروں کی گرج سن کر اپنے ایک فوجی سردار محمد مون
کو مدد کے لئے روانہ کیا، موخر الذکر غنیم کے پاس پہونچا تو اُس نے اپنے کرنا جیوں کو زور سے
کرنا بجانے کا حکم دیا، اُن کی آواز سن کر غنیم کو یقین ہو گیا کہ بری فوج مدد کے لئے آہونچی ہے اور
پھر اُن کی ہمت اسی پست ہوئی کہ وہ جیتی بازی ہار گئے،^۲

مغلوں کے عہد میں حسب ذیل باجے اور نقارے میدان جنگ میں بجاتے جاتے تھے،
(۱) نقارہ: اس کے کم بیش ہس جوڑ بجائے جاتے تھے، اُس کی آواز سخت اور بھاری ہوتی
تھی بعض نقار خانے سونے اور چاندی کے بنائے جاتے تھے،^۳

(۲) دہل: ایک ساتھ چار بجائے جاتے تھے، چھوٹے دہل کو کوس اور بڑے کو کورا کہ بھی

کہتے تھے، (اکبر نامہ جلد سوم ص ۱۳) و اقبال نامہ جہانگیری ص ۱۲۶

(۳) کرنا: یہ چاندی، سونے اور مٹی کے بنے تھے، اور چار سے کم نہیں بجائے جاتے تھے،

(۴) سرنا: اس کی دونیس ہوتی تھیں، پارسی اور ہند کی، یہ نو عدد ملا کر سہارے

جائے تھے،

(۵) نفیر: تین تہم کے ہوتے، پارسی، فرانسیسی اور ہندی، اور ہر قسم میں سے چند عدد

۱۔ اکبر نامہ جلد سوم ص ۱۳۔ ۲۔ مالگیری ص ۱۴۔ ۳۔ اقبال نامہ جہانگیری ص ۱۲۶

لے کر ساتھ بجاتے تھے،

(۶) سینک : اس کو تانبے سے بناتے تھے، اس کی شکل گھائے کی سینک کی ایسی ہوتی

تھی، اور دو کو ساتھ بجاتے تھے،

(۷) سنج : اس کے تین جوڑ کو ملا کر بجاتے تھے،

۱۵ آئین اکبری جلد اول آئین ۱۵



کیمپ

تزک و اقشام | شاہی فوج جب میدان جنگ کو جاتی تھی، تو بہت آراستہ و پیراستہ ہو کر اُن کی حکومت اس سرزمین میں جتنی زیادہ مستحکم ہوتی گئی اتنی ہی اُن کی فوج کی شان و شوکت میں اضافہ ہوتا گیا، تیموری عہد سے پہلے کے مورخوں نے تو اپنے عہد کی فوجی شان و شوکت کی تفصیل بیان کرنے میں بخل سے کام لیا، لیکن ہیں ذرا بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس دور کے لشکریوں کی کارکردگی اور نبرد آزمائی تیموری عہد کی فوج سے کسی کاٹا سے بھی فروتر نہیں تھی، اگر اس دور میں بھی کوئی ابوالفضل یا عبدالحجید لاہوری یا کاظم شیرازی ہوتا، تو اس زمانے کے فوجی کارنامے بھی تیموری عہد ہی کی طرح پر شکوہ معلوم ہوتے، لیکن اس دور کے مورخوں کی خاموشی کے باوجود سلاطینِ دہلی کے فوجی و بدبے کا جو غلغلہ بیرونی ممالک میں بلند ہوتا رہا، اس کو وہاں کے بعض اہل قلم نے بڑے دلورہ انگیز طریقے پر لکھا ہے، چنانچہ صبحِ الٰہی کے مصنف کا بیان ہے کہ سلطان محمد تغلق جب کسی فوجی مہم پر جاتا تھا، تو بڑے تزک و اقشام سے روانہ ہوتا تھا، ایک سوار تاج شاہی پر چتر لگائے رہتا تھا، سلاح و ازرق برق لباس میں ملبوس چکیلے ہتھیار سنبھالے ہوئے سواروں کے پیچھے ہوتے تھے، تقریباً بارہ ہزار خدام یا پیادہ رہتے تھے، سواروں کے آگے تپل بچا جاتا تھا، تپل میں ۲۰۰ نقارے، ۴۰ کوس، ۲۰۰ بوق اور ۱۰ چنگ ہوتے تھے، سلطان کے ساتھ دوسرے اعیانِ سلطنت اپنے اپنے امتیازی جھنڈوں کے ساتھ ہمراہ ہوتے تھے، بعض خزانہ کو ساتھ ساتھ جھنڈے رکھنے کی اجازت ہوتی تھی، اعیانِ حکومت کے چند دوسرے امتیازات خصوصی بھی ہوتے تھے،

مثلاً خوانین عام طور پر دس کوئل گھوڑے اپنے ساتھ رکھ سکتے تھے، اور امرار کو ۲۰ کوئل گھوڑوں کی اجازت ہوتی تھی،

نیچے | لشکر کوچ کرتا تو ہاتھیوں، سواروں، اونٹوں، پیادوں، بار برداری کے جانوروں، بلیداروں، بنجاروں اور لوہاروں اور بنجاروں وغیرہ کی ٹولیاں علیحدہ علیحدہ ہوتی تھیں، اور خاص فوجی نظم کے ساتھ آگے بڑھتی تھیں، پڑاؤ کے لئے بڑے نیچے ساتھ ہوتے، ابن بطوطہ نے تغلق کے عہد کے خیموں کے دو نام لکھے ہیں، سراجہ اور صیوان، شاہی سراجہ کا رنگ سرخ اور امرار کے سراجہ کا رنگ سفید ہوتا تھا جس پر نیلے رنگ کا نقش بھی ہوتا، صیوان سراجہ کے اندر سایہ کے لئے لگایا جاتا تھا، جو د بڑے بانس پر کھڑا ہوتا تھا، فیروز شاہ کے خاص خاص خیموں کے نام یہ تھے، دہلیز، بارگاہ، خوابگاہ، فیروز شاہ کی ایک ایجاد گنبد سفید بھی تھا، جو بارگاہ کے ساتھ نصب کیا جاتا تھا جس کے نیچے وہ پوری شان و شوکت کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا،

خیموں کی ترتیب | جب نیچے پڑاؤ پر نصب کئے جاتے تو ان کی ترتیب میدان جنگ ہی کی طرح دی جاتی تھی، یعنی آگے تو مختلف قسم کی فوجوں کے نیچے ہوتے، اوزیح میں بادشاہ، فوج کے اعلیٰ عہدیداروں اور حرم کی عورتوں کے نیچے ہوتے، ان کے پیچھے اسلحہ خانہ، بار برداری کے جانور اور فوج کے دوسرے متعلقہ ہوتے، اس کا بھی لحاظ رکھا جاتا، کہ فوج کی پشت پر حفاظت کے لئے یا تو پہاڑی ہو یا ندی، اور اگر اس قسم کی حفاظت کا فطری سامان نہ ہوتا، تو خندقیں کھودی جاتیں، یا خاردار شاخوں کی باڑ لگا دی جاتی، اکبر کا کہنا ہے | تیموری دور کے فوجی کیپے ساز و سامان کی بہت واضح تفصیلات ملتی ہیں، اکبر کے زمانے میں یہ دستور تھا کہ فوج کے ٹھہرنے کی جگہ پیران مندرل منتخب کرتا، یہ جگہ ۵۳۰ گز لمبی ہوتی، اس

۱۵ صبح الائنی ترجمہ معارف نمبر ۶ جلد ۲، ص ۲۲۴ ۱۵ سفرنامہ ابن بطوطہ اردو ترجمہ ص ۲۲۴ ۱۵ تاریخ

فیروز شاہی از شمس سراج عقیقت،

اگلے حصہ میں قول کی فوج ٹھہرتی، اور دائیں بائیں بازو میں جہاننار اور برائنار کا لشکر ہوتا، قول کے پیچھے اکبر کے محل کی بڑھی عورتوں (مثلاً مریم مکانی، نگلہ بن بگم وغیرہ) کی قیامگاہ ہوتی، اس کے بعد قنات کا ایک حصار بنایا جاتا، اس کو گلال بار کہا جاتا تھا، جو سو گز مربع ہوتا تھا، اس حصار کے اندر شرعی جانب داخل ہونے کے لئے دو خیمے ہوتے، جو سر نہ کھلاتے تھے، ان میں ۵۵ خانے ہوتے تھے، ان دو خیموں کے بعد ایک بڑی چوہی راوٹی ہوتی تھی، جس کے گرد سراپردہ ہوتا، اس کی چوہی راوٹی متصل ایک دو منزلہ خیمہ کھڑا کیا جاتا، جہاں بادشاہ عبادت کرتا، اور صبح کو امرا کا مجرا قبول کرتا، چوہی راوٹی کے بعد چوہی راوٹیاں اور کھڑی کی جاتیں، ان میں سے ہر ایک دس گز لمبی اور چھ گز چوڑی ہوتی، یہ سب گات کے لئے مخصوص ہوتیں، یہ حصہ شہستان اقبال کہلاتا تھا، اس کی بعض راوٹیاں زینت اور محل سے تیار کی جاتی تھیں، اسی متصل کینزوں اور سلج عورتوں (اردو بگی) کے لئے بھی سراپردہ گلہمی نصب کرتے، جس کے اندر کئی خیمے ہوتے، شہستان اقبال کے ہر ایک چوڑا صحن چھوڑ دیا جاتا جو متابی کہلاتا، اس صحن کے دونوں طرف ایک سرچہ نصب کیا جاتا تھا، جو چھ گز لمبے ڈنڈوں کے اوپر تانا جاتا، اور یہ ڈنڈے ہر دو گز پر نصب کئے جاتے، ان کے سر پر ایک قبتہ ہوتا، پاسبانیں کھڑے ہو کر پرہ دیتے، اس صحن کے وسط میں ایک چبوترہ بنایا جاتا، جس پر ایک نگیرہ سایہ فگن رہتا، شام کے وقت بادشاہ اپنے مخصوص امراء کے ساتھ یہاں بیٹھتا، اس کے بعد دو تختیان خاص کا خیمہ ہوتا، جو بارگاہ کہلاتا، اس کو خیر افراش ایسا وہ کرتے تھے، اس میں ۲۰ کمرے ہوتے اور اس کے گرد بار بار گز کے پچاس شامیانے کھڑے کئے جاتے تھے، اس حصہ کو مختلف رنگ کے قلمینوں سے ایسا سجایا جاتا کہ ایک کھلا ہوا چمنستان معلوم ہوتا، یہ دیوان خاص کہلاتا، جہاں امراء مشورے کے لئے بلائے جاتے، اس سے ساڑھے تین سو گز کے فاصلے پر ایک دوسرا خیمہ ہوتا، جو دیوان عام کہلاتا تھا، اسی کے سامنے اکاس دیو پالیس گز کے ستون پر روشن رہتا،

پھاٹک پر نقار خانہ ہوتا، اس کے دائیں اور بائیں جانب زرین خانہ اور دفتر خانہ رہتا تھا۔ زرین خانہ کے سامنے صطبل، دار وند اسپان، اور مشرت صطبل ذیل خانہ کی جگہ ہوتی، اسی طرح دفتر خانہ کے سامنے سکھ پال، توپخانہ اور چپہ خانہ کے لئے جگہیں مخصوص ہوتیں، حصار کے بیرونی حصہ کے دائیں اور بائیں جانب اور پشت پر تین تین سو گز کے قطعے چھوڑ دیئے جاتے تھے، جن میں شہزادوں کے خیمے نصب کئے جاتے تھے، شاہی خیمہ کی پشت پر نور خانہ اور محافظوں کا دستہ تعینات رہتا، اور اس سے متصل اکبر کے محل کی بڑھی عورتیں مثلاً مریم مکانی اور گلبدن وغیرہ کے خیمے لگائے جاتے، جس کے آگے قول کی فوج ہوتی، حصار کے بیرونی حصہ کے دائیں جانب یعنی شہزادوں اور امراء کے خیموں سے متصل روزانہ کی ضروریات کے سامان مثلاً مشعل خانہ، چراغ خانہ، توشک خانہ، خوشبو خانہ، آفتابچی خانہ وغیرہ کے علاوہ علیحدہ علیحدہ چھوٹے چھوٹے خیمے ہوتے، اسی کے بغل میں جواننار کی فوج ہوتی، اسی طرح حصار کے بیرونی حصے کے بائیں جانب آبدار خانہ، شرب خانہ، مینول خانہ، میوہ خانہ، رکاب خانہ، مطبخ، حواج خانہ وغیرہ وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے خیمے ہوتے، اور اسی کے بغل میں جواننار کی فوج ہوتی، حصار کے چھ گوشوں پر پہرہ دار تعینات رہتے، اور حصار کے تیس گز کے فاصلے پر چاروں کونے پر بازار لگائے جاتے، بازار کے چاروں طرف اراکین دربار اپنے اپنے عہدوں کے مطابق قیام پذیر ہوتے تھے، کیمپ کے ساز و سامان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں سو ہاتھیوں، پانچ سو اونٹوں چار سو غرابے (گھاڑیاں) اور ایک سو کھاروں کی ضرورت ہوتی تھی، پانچ سو مہندار، احدی اُن کے جلو میں رہتے تھے، اُن کے علاوہ ایک ہزار ایرانی، تورانی، اور ہندی فراش، پانچ سو ہندو، سو ستے، پچاس بڑھی خیمہ دوز، پچاس موچی، اور ڈیڑھ سو خاکروب بھی ساتھ ہوتے تھے۔

سلسلہ تفصیل کے لئے تصویر آئین اکبری، متعلقہ ص ۲۰، نوکشر پریس، ڈیشی ص ۲۰، ۲۱

سلسلہ ایضاً ص ۱۱۶

ضرورت کے مطابق ان کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی،

یہ لشکر کوچ کرتا تو نشان کا ہاتھی آگے ہوتا، اس کے بعد ادراہا تھیلوں کی قطار ہوتی، پھر اسی مرتبہ اور نشانوں کے دوسرے ہاتھی ہوتے جنگی ہاتھیوں کی فولادی پاکھریں ہوتیں، ان کی پیشانی پر ڈھالیں لٹکتی رہتیں، بعض کی مشکوں پر نقش ڈنگار ہوتا، بعض کے چہروں پر گینڈوں اور بھینسوں اور شیروں کی کھالیں کھوں سمیت چڑھی ہوتیں، وہ اس ہیبت ناک اور ڈراؤنی صورت کے ساتھ سونڈوں میں گزربرجھے اور تلواریں بھی لئے ہوتے، جو غاصے کے ہاتھی ہوتے، ان پر جھلا بور جھولیں ہوتیں، جن پر موتی اور جواہر ٹنگے ہوتے، وہ زیوروں میں لدے پھندے، سونے چاندی کی زنجیریں سونڈوں میں ہلاتے، جھومتے جھاتے خوش مستیاں کرتے چلے جاتے تھے، ان کے ساتھ سواروں کے دستے، پیادوں کے قشون ہوتے، ترک سپاہی ترکی داتا ماری لباس میں ملبوس اور راجپوت سورما کیسری دنگے پہنے، اور تھیلوں میں ادبچی بنے آگے بڑھتے تھے، دھینوں کے ساتھ دھنی سامان ہوتے، فوجی سرداروں کے علم، چتر توغ، تن توغ اور جھنڈے نضایں لہراتے رہتے، کبھی نقارے کی آواز سنائی دیتی، کبھی دہل بجتے، کبھی کرنا، مہرنا، نفیر، سینگ اور سنج کی باہمی آوازیں نضایں گونجتیں، راجپوت شہنایوں میں کڑکے گھاتے، اور سب دماغے پر ڈنگا پڑتا تو سینوں میں دل دل جاتے،

اورنگ زیب کا کیپ | اورنگ زیب کے ایک ہم عصر فرانسیسی مورخ نے اُس کی ایک فوج کے کوچ کرتے وقت کے ساز و سامان کی تصویر اس طرح کھینچی ہے،

”بڑی بڑی توپیں پہلے بھی گئیں، یہ گویا ہر اول کا دستہ تھا، اس کے پیچھے ساز و سامان ترتیب

کے ساتھ روانہ کیا گیا، پہلے ادنیوں کی قطار تھی جن پر شاہی خزانہ لدا تھا، سوا ادنیوں پر سونا، اور

دوسرے چاندی کے سکے تھے، ہر ادنی پر پانچ سو پونڈ سے زیادہ کا بوجھ تھا، ادنیوں کے پیچھے

ملہ محمد حسین آزاد کی اصطلاح ہے، جو آئین اکبری میں استعمال کی ہے ملہ ایضاً،

شکاری کتے تھے، یہ ہرنوں اور چیتوں کے شکار کے لئے ساتھ رکھے گئے تھے، ان کے بعد انٹی اونٹوں
تیس ہاتھیوں اور مین گھاڑیوں پر سرکاری کاغذات بار تھے، منٹل بادشاہوں کا دستور تھا کہ
وہ غریبی کاغذات کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے، ٹھیک اس قطار کے بعد پچاس اونٹوں پر
بادشاہ اور شہزادوں کے پیئے کے لئے پانی تھا، ان اونٹوں کے پیچھے اونٹوں پر شاہی تبلیغ کاٹا
تھا، دودھ کے لئے پچاس گائیں بھی ساتھ تھیں، کیونکہ اورنگزیب زیادہ تر دودھ بنی استعمال
کرتا تھا، ایک سو باورچی پیچھے پیچھے گھوڑوں پر سوار تھے، ہر باورچی علیحدہ قسم کا کھانا پکاتا
تھا، اس کے بعد بادشاہ اور حرم کی بگیاں، کے لباس و پوشاک کا ساز و سامان تھا، جو
پچاس اونٹوں اور ایک سو گھاڑیوں پر بار تھا، تیس ہاتھیوں پر بگیاں کے جواہرات، خنجر،
شمشیریں تھیں، یہ خنجر اور شمشیر بادشاہ اپنے نجی انسرود کو تحفہ دیا کرتا تھا، توپوں کے آگے
آگے دو سو ہلدار راستوں کو ہموار کرنے کے لئے تھے، اونٹوں اور ہاتھیوں کے پیئے سے راستے
میں جونا ہموار ہی پیدا ہو جاتی تھی، اس کے لئے ایک ہزار ہلدار علیحدہ تھے، ساز و سامان کے
پیچھے سواروں کا دستہ تھا، سواروں کے بعد بادشاہ کی سوار ہی تھی، جو زیادہ تر ہاتھی پر
سفر کرتا تھا، ہاتھی کے ہرج با ایک کرہ تھا جس میں شیشے کی کھڑکیاں تھیں، ان
آرام کرنے کے لئے ایک پگنگ بھی تھا، ہاتھی کے ساتھ ساتویں پگنگیں بھی تھیں، تاکہ جین دنگ
کا دل جاسے، ان پر بھی سفر کر سکے، ہاتھی کے پیچھے بادشاہ کی سوار ہی کے لئے کچھ گھوڑے
بھی ساتھ ساتھ تھے، کیونکہ اورنگزیب شہسوار کا بہت تامل تھا، اور ہر تامل میں
بھی اپنی سلطنت کو سب سے بہتر شہسوار سمجھا جاتا تھا، اس لئے اس کے ہاتھ میں ایک گھوڑا
تھے، جن پر ان گنت خیاں رکھی تھیں، ان میں نہ شہسوار کے لئے ہر گز کم عمر کی ہاتھی تاکہ
بادشاہ کے سفر کا راستہ معطر ہے، اس کی سواروں کے لئے ساز و سامان پر شاہی مانت

کے دستے تھے، شاہی سواری کے پیچھے حرم کی بیگمات تھیں، ہاتھی پران کے ہودج ایسے باریک ٹیل سے ڈھکے تھے کہ وہ باہر کی سب چیزیں دیکھ سکتی تھیں لیکن ان پر کسی کی نظر نہیں پڑتی تھی حرم کی برقعہ پوش خادماں گھوڑوں پر پیچھے پیچھے تھیں، عقب میں بکثرت آدمی تھے، ان میں کچھ تو ہاتھیوں، اونٹوں اور گھوڑوں سے متعلق خدمت گزار، کچھ خیمہ بردار، کچھ فوجی عہدیداروں کے غلام و چاکر تھے لیکن یہ بھی فوجی تنظیم کے ساتھ قطاروں میں آگے بڑھتے تھے۔

اوزنگ زیب کے زمانے کے ایک فوجی کیمپ کا ذکر کرتے ہوئے ایک انگریز مورخ گرانٹ ٹون لکھتا ہے: "انگریزوں نے دکن کی طرف (مرہٹوں کے خلاف) کوچ کیا تو اُس نے اپنی قوت کا مظاہرہ ایسے پرشکوہ اور شاندار طریقہ پر کیا کہ اس سے زیادہ مظاہرہ بہت کم ہوا ہے، اس کی فوج میں غیر ملکیوں کے علاوہ اُس کے سواروں کے دستے میں کابل، قندھار، ملتان، لاہور، راجپوتانہ اور اُس کی وسیع مملکت کے دوسرے صوبوں کے لشکری تھے، اور وہی اس کی فوج کے کھدستے بنے ہوئے تھے، ان کی صفوں میں قوی سیکل سوار اور گھوڑے سب کے سب اسلحہ سے آراستہ تھے، ظاہر ہے کہ ان کا مقابلہ ہلکے ہلکے ہتھیار رکھنے والے کوئی مشکل سے کر سکتے تھے، اوزنگ زیب کے پیادے بھی بکثرت تھے جن میں توپچی، بندوچی، اور تیرانداز تھے، وہ بھی اچھی طرح مسلح تھے ان میں بندیلوں اور میواتیوں کا بھی گروہ تھا، جو مرہٹوں کے پہاڑی علاقوں میں لڑنے کے عادی تھے، اور کوئی ہزار کرناٹک سے بھی پیدل لشکری شامل کرنے لگے تھے، میدان توپیں بھی شاہی خیموں کے ساتھ ساتھ تھیں، کئی سو توپیں ہندوستانیوں کی نگرانی میں تھیں لیکن ان کی رہنمائی فرنگی توپچی کر رہے تھے، ان توپوں کے ساتھ ہر قسم کے کارنگر بھی تھے، جنگی ہاتھیوں کا لشکر بھی پیچھے بہت سے اور ہاتھی بھی تھے، ان پر شاہی حرم کی بیگمات تھیں، یا تو بڑے بڑے خیمے تھے جو اونٹوں پر لادے نہیں جاسکتے تھے، شہنشاہ کی سواری کے گھوڑے کی تعداد بہت تھی، ان پر

شاہد ارجھولیں پڑی تھیں، دنیا کے منتخب اور نادار جانور بھی ساتھ تھے، اور اس شان و شوکت کے اضافہ کے لئے باز، کتے، شکاری شیر اور تربیت یافتہ ہاتھی بھی تھے، جو شکادیش کا مآل تھے، شاہی خیموں کا حصار ۲۰۰ گز کا تھا، جس کے اندر وہ تمام کمرے اور حجرے تھے جو بڑے سے بڑے نل میں ہوا کرتے ہیں، دیوان عام بھی تھا، دیوان خاص بھی، ان کے ساتھ اور دوسرے دوسرے کمرے بھی منسلک تھے جن میں ہر ایک کی زینت و آرائش بہتر سے بہتر طریقہ پر کی گئی تھی، اسی میں ایک جگہ بادشاہ کا تخت بھی تھا جس کے چاروں طرف سنہرے ستون تھے، اور پٹیل کا شامیانہ تھا، جس میں درسی کا بہتر سے بہتر کام تھا، ایک علیحدہ خیمہ میں مسجد اور عبادت خانہ تھا، غسل خانہ بھی الگ الگ تھا، تیر اندازی کی بھی گیلری سی بنی ہوئی تھی اور ش کے لئے بھی خیمہ تھا، اور حرم سرا تو دہلی کے محل سے کم نہ تھا، ایرانی قایم، شہر نش اور منش پر دے بھی تھے، فرنگی محل اور ساٹن کی بہاریں بھی نظر آتی تھیں، چینی ریشمی کپڑے بھی جا بجا تھے، ہندوستانی نل اور زردوزی کے کپڑے بہت ہی لطافت اور نزاکت کے ساتھ تمام خیموں میں دکھائی دیتے تھے، شاہی خیموں کو اپر نہری گنبہ میں اور بچے تھے ان خیموں کے بیرونی صفوں میں طرح طرح کے رنگہ نظر آتے تھے جس سے شہر کے میں مزید اضافہ ہوتا تھا، شاہی قیامگاہ کے حدود میں داخل ہونے کے لئے ایک وسیع پھاٹک تھا، جس کے دونوں طرف دروازے تھے، اندر ان دونوں خیموں کے اندر کئی چوپوں کی قطا تھی جس کے آخر میں فوجی نقارے اور بابے تھے، ان کے آگے ایک محافظ تھا، جو امرات ہی میں سے ہوتا، حصار کے دوسرے جانب علیحدہ مسجد و خیموں میں مسلم خاندان اور جنگی ساز و سامان تھے، پھر ایک خیمہ میں پانی تھا، جو شور سے برابر ٹھٹھکا، کیا باتا ایک دوسرے خیمہ میں پھل تھے، تیسرے میں مٹھائیاں تھیں، چوتھے میں پان تھا، اور اسی طرح باوجود

اور اصل کے لئے جاگس مقرر تھیں، عیش و عشرت کے اتنے سامان کیمپ میں شکل سے تصور کئے جاسکتے ہیں، اس کے علاوہ ہر خیمہ کا منشی ہوتا جو کوچ سے پہلے روانہ کر دیا جاتا تھا کہ ٹھنڈا کے پہونچنے سے پہلے وہ نصب کر دیئے جائیں، وہ کوچ کرتا تو ایک شاندار جلوس بن جاتا اور جب وہ اپنے خیمہ میں داخل ہوتا تو پچاس یا ساٹھ توپوں کی سلامی دی جاتی، اور وہ ان تمام آداب و مراسم کا پابند ہوتا، جو پائے تخت کے دربار میں ضابطہ کے ساتھ عمل میں آتے رہتے تھے، اور نگ زیب خود تو سادہ بلکہ زہدانہ زندگی بسر کرتا تھا، لیکن کیمپ میں شان و شوکت کا مظاہرہ اپنی قوت دکھانے کی خاطر کرتا تھا کہ اس کی رعایا اس کے دربار سے مرعوب رہیں۔

کیمپ کا ضبط و نظم | لشکر پورے ساز و سامان کے ساتھ کوچ کرتا تو معلوم ہوتا تھا کہ ایک پورا شہر حرکت میں ہے، لیکن اس میں ضبط و نظم قائم رکھنے کی پوری کوشش کی جاتی، ڈاکٹر رام پشاور پڑھا ہونے کے فوجی کیمپ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”مغلون کے فوجی نظام میں ایک نمایاں چیز ان کا کیمپ ہے، ترک اور نعل فسلا خانہ بدوش

تھے، لیکن انھوں نے کیمپ کے ساز و سامان کو اعلیٰ فروغ دیا، اگر یہ کیمپ نہ ہوتے تو اچھا سے اچھا حکمران اپنی نیک نیتی کے باوجود فوج کی لوٹ مار اور تشدد کو روکینے میں ناکام رہتا، مغل کیمپ کوچ کرتے وقت عظیم الشان چیز تھی، یہ ایک شہر بن جاتا، اور پانچ سے بیس میل تک یا اس سے زیادہ کا رقبہ گھیر لیتا، اس میں ایک دو لاکھ آدمی ہوتے، یہ متحرک کیمپ اس زمانہ کے یورپ کے کسی بڑے شہر کے برابر ہوتا، اور لندن سے تو یقیناً بڑا ہو جاتا، اور یہ بلاشبہ مغلون کے نظم و نسق کی صلاحیت اور کارکردگی کی دلیل ہے کہ آدمیوں کے اتنے کثیرانہوہ میں وہ ضبط و نظم

قائم رکھتے، جہانگیر کے زمانے میں جوڑوین (Jurdain) نے لکھا تھا کہ اس کیپ
میں ہم لوگ اپنے کو گھروں ہی کی طرح محفوظ پاتے ہیں نے کیپ میں جیسی بہتر حکومت ہوتی ہے
میں نے کہیں اور نہیں دیکھی۔

یہ کیپ اتنی اعتیاد اور عمدگی سے نصب کر لیا جاتا کہ لوگوں کو ایک جگہ سے دوسری
جگہ جانے میں کوئی مشکل نہ ہوتی، ان کو معلوم ہوتا کہ وہ کسی مستقل آبادی ہی میں چل پھر رہے
ہیں، بہت ہی تیزی سے کیپ کھڑا کر لیا جاتا، اس میں چار گھنٹے سے زیادہ نہ گزرتے
کہ شاہی کیپ کو غنیمت کی توہوں کی زد سے محفوظ رکھنے کی خاطر اس کے آگے توہوں کی صف
کھڑی کر دی جاتی جس کو رمکھ بار کہتے تھے۔

رسم کی فراہمی | اگر فوج دارالسلطنت سے قریب ہی کسی قصبہ پر ہوتی تو لشکریوں کے خورد و نوش
کما سامان دارالسلطنت سے بھیجا جاتا تھا، اور اگر دور دراز مقام پر ہوتی تو لشکر کے ساتھ ہتھیار سے اور سوار
چلتے جن کے لئے ضیاء الدین برنی نے سوار وایاں کی اصطلاح استعمال کی ہے برنی ص ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶
سوداگر غلے وغیرہ کی دوکانیں فوجی کیپ کے ارد گرد لگاتے تھے، کبھی اس پاس کے علاقے کے مقلع یا
یا باجگہ اور ریاستیں بھی رسم سستی قیمت پر فراہم کیا کرتی تھیں، کبھی غصہ علاوہ سے مال غنیمت کے
طور پر غلہ حاصل ہو جاتا تھا، جو پورے لشکر میں تقسیم کر دیا جاتا،

غلام الدین خلجی نے اپنے سپاہیوں کو اڑاں قیمت پر اجناس فراہم کرنے کے لئے باضابطہ قوانین جاری
کئے تھے، اور اس کے عہد میں ہر جگہ فوجیوں کو سستی چیزیں مل جاتی تھیں، مثلاً ایک لشکر سی ساڑھے سا
چیتل میں ایک من گیہوں چار چیتل میں ایک من جو، پانچ چیتل میں ایک من چنا، اور پانچ چیتل میں ایک من آٹا
لے گا، ایسا مال آٹ دی من میں اپنا اور مہر پر شاہ و تیر پانچ من ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹ سے اگر مال ویش آٹ دی من میں آٹ دی

خرید سکتا تھا۔

تیمور جب اپنی فوج لے کر ہندوستان آیا تھا، تو پہلے آس پاس کے علاقے سے غلہ کا ذخیرہ جمع کر لیا، تب لڑائی چھیڑتا، یا کسی قلعہ کا محاصرہ کرتا، جب تیموریوں کی باضابطہ سلطنت قائم ہو گئی، تو ان کے فوجی کیمپ کے ساتھ سفری بازار ہوتا، جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، اس بازار میں بنیے اپنی دوکانیں لگاتے، اور بنجارے باہر سے غلہ لاتے، کبھی دارالسلطنت سے غلہ بھیجا جاتا، کبھی خورد و نوش کا سامان لشکریوں کے ساتھ ہوتا، ہر سپاہی چار روز کا آؤتہ ساتھ رکھتا تھا، کبھی ارد گرد کے علاقہ سے بھی فراہم کر لیا جاتا، فوج کی روانگی کے وقت اس کا ضرور لحاظ رکھا جاتا کہ آس پاس کے علاقہ سے غلہ آسانی سے فراہم ہو جائے۔

ورنہ ہم متوسی رہتی۔

اگر رسد کی فراہمی کا مستحکم انتظام نہ ہوتا، تو فوج ہلاکت و مصیبت میں مبتلا ہو جاتی، بختیار خلیج جب لکھنؤ سے تبت کی مہم پر روانہ ہوا، اور راہ کی دشواری کی وجہ سے اس کو لوٹنا پڑا، تو وہ ایسی ہی دشمنوں نے راستے کے تمام علاقہ کو اس طرح جلا کر خاک سیاہ کر دیا تھا کہ اس کے لشکریوں اور گھوڑوں کو کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہیں مل سکی، اس لئے مجبوراً لشکریوں نے گھوڑوں کو ذبح کر کے کھانا شروع کیا، فیروز شاہ تغلق ٹھٹھہ کی پہلی مہم میں محض اس لئے ناکام رہا تھا کہ اس کی فوج میں غلہ کی کمی ہو گئی، اور اس کا زرخ ایک ٹنکہ یا دو ٹنکے فی سیر ہو گیا تھا، اور لشکری مردار جانوروں کا گوشت کھانے، اور کچے چمڑے کو پانی میں جوش دے کر سکم پری کرنے پر مجبور ہو گئے تھے، اس پر

۱۵ تفصیل کے لئے دیکھو برنی ص ۳۰۵ ۱۵ ملفوظات تیموری الیٹ جلد سوم ص ۳۴ ۱۵ اکبر نامہ جلد دوم

ص ۳۴ و اقبال نامہ جہانگیری (اردو ص ۱۱) ۱۵ بہ ایونی جلد دوم ص ۳۴، ۳۵، ۳۶ ۱۵ ایضاً

ص ۱۰۲ ۱۵ سیراۃ مخدوم ص ۵، ۶ ۱۵ بادشاہ نامہ جلد ۱ ص ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷

۱۵ طبقات ناصری ص ۱۵۲

بھی لشکر کے زیادہ تر سپاہیوں کی جانیں فاتے سے تلف ہو گئیں، خود شاہی خاندان کے افراد نے کھڑی لکھا کر جان بچائی۔

ہمایوں اور سلطان بہادر گجراتی سے جب ماندو میں جنگ ہوئی، تو سلطان بہادر توپوں کا ایک مستحکم مورچہ بنا کر ہمایوں سے دو مہینے تک لڑا تا رہا، مگر آخر میں ہمایوں نے سلطان بہادر کی فوج کی رسد پہنچنے کے تمام راستوں کی اس طرح ناکہ بند کر دی کہ سپاہیوں کے لئے غذا ایندھن اور جانوروں کے لئے چارہ پہنچنا مشکل ہو گیا، جس سے سلطان بہادر کی فوج میں قحط کے ساتھ وبا بھی پھیل گئی، اور بے شمار لشکریوں اور جانوروں کی جانیں تلف ہونے لگیں، یہاں تک کہ سلطان بہادر لشکر چھوڑ کر فرار ہو گیا۔

اکبر کے ۳۴ ویں سال جلوس میں شاہی فوج جانی بیگ کے خلاف ٹھٹھ گئی، تو رسد کی بڑی کمی ہو گئی، جس سے ساری فوج کو بڑی پریشانی اٹھانی پڑی، اور شاہی فوج کے دستے ادھر ادھر جا کر باضابطہ جنگ کرتے تو کھانے پینے کی کچھ چیزیں مل جاتیں۔

۳۵ ویں سال جلوس میں اکبر کی فوج نے جب قلعہ اسیر کا محاصرہ کیا تو محصورین کے لئے غذا آنے جانے کے تمام راستے مسدود کر دیئے گئے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فاقہ اور وبا سے چالیس ہزار محصورین موت کے گھاٹ اتر گئے، شاہجہاں کے زمانہ میں جب اورنگ زیب بلخ کی مہم پر گیا، تو اشنائے جنگ میں غذا کی ایسی قلت ہو گئی کہ ایک ایک روٹی دو دو روپیے میں بکنے لگی تھی، اس پر بھی کسی کو ملتی، اور اگر کسی کو نہیں ملتا، مگر اورنگ زیب نے اپنی غیر معمولی مستقل مزاجی، ہمت اور برداشت سے کام لے کر فوج کو بہت بارے سے بچائے رکھا۔

سفر می اسپتال | ہر لشکر کے ساتھ زخمی سپاہیوں کی مرہم پٹی کے لئے ضروری سامان بھی ہوتا، اور اس کا

۱۵۷۰ تا ۱۵۷۱ فیروز شاہی از شمس سراج خفیف ۱۰-۸-۱۵۷۰ طبقات اکبری ص ۳۳-۳۴ اکبر نامہ جلد

سوم ص ۶۰۸ ایضاً ص ۸۱۰-۸۱۱ شہ نائی خاں جلد ۱ ص ۲۶۶

اہتمام ہر دور میں رہا، غیاث الدین تغلق جب اپنے حریف اور تخت وہلی کے دعویدار خسرو خان پر غالب آیا، تو موخر الذکر کے بہت سے سپاہی اور سردار میدان جنگ میں اس کے سامنے پیش کئے گئے، ان کے ساتھ وہ بہت لطف و کرم سے پیش آیا، زخمیوں کی مزاج پرسی کر کے ان کی ہمت بڑھائی، ان کے علاج معالجہ کا انتظام کیا، اور بعض سرداروں کی خود تیمارداری کی، ان ہی میں ایک سردار تھوڑا جھلک گیا تھا کہ غیاث الدین تغلق کے سپاہی قتل کر دینا چاہتے تھے لیکن خود غیاث الدین تغلق نے اس کو بچا لیا، اور اپنے ہاتھ سے اس کے زخموں میں ٹانکے دیئے، دوا ٹپکائی، اور اس کی برابر خبر گیری کرتا رہا، چنانچہ امیر خسرو تغلق نامہ میں فرماتے ہیں :-

دوا ہا بہر راحت ہاشمی بست	بہت خود جہ راحت ہاشمی بست
دے از تکیہ گاہ اد نشد دور	بتکیہ پیش خویش داشت معذور
ازیں بہ بخشش خود چوں توان داد	دلش داد و بجا بخشش جاں داد
نوازش کرد پیش از قدر و مقدار	برisan دیگران رانیز بسیار

چو ہر مجروح را مرہم رسانید

دوا سے جان ہر دور ہم رسانید

اکبری عہد میں منعم خاں خانخانان شاہی لشکر لے کر دواؤ خاں کی سسر کو بی کے لئے اڑسیہ گیا، تو بھجور میں ایک بڑا معرکہ ہوا، اور شاہی لشکر کے سپاہی زخمی ہوئے، تو ان کے علاج معالجہ کیلئے خانخانان کو وہاں کچھ دنوں ٹھہرنا پڑا، منتخب المتواضع میں ہے :-

”خانخانان دران منزل چہ روزے توقف نمودہ جدا دوا سے جہ راحت خود و سائر مجروحان

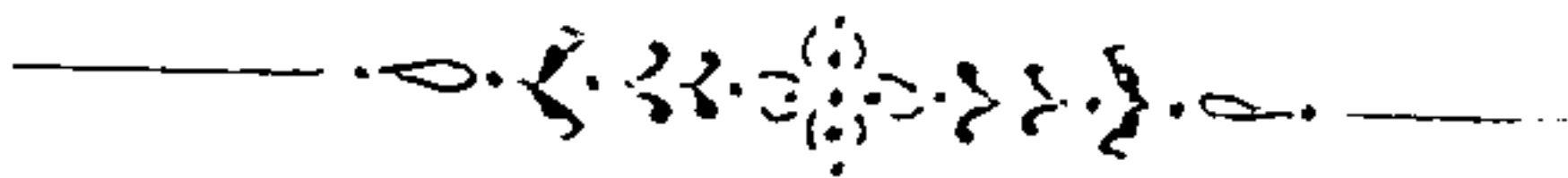
پہرہ داشت“ (جلد دوم ص ۱۹۶)

لے غلق نامہ ص ۱۰۱ مرتبہ سید ہاشمی فرید آبادی،

سموگٹھ کی لڑائی میں شہزادہ مراد وار کے خلاف بڑی دلیری اور پامردی سے لڑا تھا، اس کے جسم اور چہرہ پر بہت سے کاری زخم لگے تھے، لڑائی ختم ہونے کے بعد اوزگ زیب اس کے پاس گیا، اور بڑی شفقت سے پیش آیا، میدان جنگ میں فوراً ہر جراحوں کو طلب کر کے علاج معالجہ کا سامان کیا۔

منتخب للباب میں ہے،

”چوں بریدن و چہرہ محمد مراد بخش زخمہائے تیر بسیار رسید بود بر ہم لطف دولہاری ظاہر
اد کشیدہ جراحان چاہکہ ست را حاضر ساختہ، سراد بر زانوے شفقت خود گذاشتہ ببلای
زخمہا پرواختہ“ (جلد دوم ص ۲۹)



انتخاب میدان

انتخاب میدان کے شرائط | عام طور سے معرکہ کارزار کے لئے ایک بہت ہی وسیع اور کشادہ میدان منتخب کیا جاتا تھا جس کے لئے حسبِ قیاس چیزوں کا خاص طور سے کاغذ رکھا جاتا تھا،

- (۱) میدان آبادی سے زیادہ دور اور نہ نزدیک ہو،
- (۲) اُس کی زمین سخت ہو لیکن پتھر ملی نہ ہو تاکہ گھوڑوں کے کھڑنچی نہ ہونے پائیں،
- (۳) زمین گیلی اور ریتیلی نہ ہو، تاکہ فوجوں کی نقل و حرکت میں آسانی ہو،
- (۴) زمین پر زیادہ گرد و غبار نہ ہو تاکہ جنگ کی شدت کے وقت گرد کے بادل اس میں ہاراج نہ ہوں،

- (۵) اس کے آس پاس پانی آسانی سے دستیاب نہ ہو جاتا ہو،
 - (۶) اس کے ارد گرد دشمن کین گاہ نہ بنا سکتے ہوں،
- میدان جنگ میں نظری سہولت اور مدافعت بھی مد نظر رکھی جاتی تھی، مثلاً خسر و خاں، نشانِ تنق سے جنگ کرنے کے لئے سیرِ سی سے باہر آیا، تو اُس نے حوضِ علائی کے پاس جنگ کے لئے اس طرح میدان منتخب کیا کہ حوضِ علائی کے سامنے بانات تھے، اور پشت پر دہلی کا حصار تھا، محمد اُتلق اور دود کے عالم

۱۵ آداب الحرب: مسلم یونیورسٹی کے ملکی نسخہ میں اُس کی تفصیل بابِ بیست و سوم میں ملے گی،

۱۵ برنی ص ۱۴۱،

بین الملک کی بغاوت فرو کرنے کے لئے قنوج پہنچا تو لڑائی کے وقت اُس کے لشکر کی پشت پر شہر قنوج
اُس کی محافظت کر رہا تھا،

میدان جنگ کے لئے | کبھی غنیم کے راستہ کو مسدود کرنے کے لئے لشکر گاہ اور میدان جنگ کے چاروں طرف
خندق کھود دی جاتی تھی، اور خندق کے گرد بکڑی سی کا حصار بنایا جاتا تھا، علاوہ

مغلوں سے سیرمی کے پاس جنگ کرنے آیا تو مولانا برنی رقمطراز ہیں،

”سلطان علاؤ الدین باندک سوارے کہ در شہر داشت از شہر بیرون آمد و در سیری لشکر کا
کرد و از غلبہ منسل و هجوم منسل سلطان را ضرورت شد کہ گرد و برگرد لشکر خود خندق کا دانیہ و برگرد
خندق از تحت ہائے درہائے خانہ سوارے مردماں حصار چوبی بیدانیہ و راہ در آمد مغلان را اور
لشکر گاہ خود مسدود کرتے“

شیر شاہ ہر جنگ میں اپنے لشکر گاہ کے ارد گرد خندق کھدواتا، اور مٹی کا حصار بنواتا تھا، اس کا حریف
ملو خاں (والی ننڈو، اجین، ساکنگ پور وغیرہ) سپر ڈال کر اس سے بیٹے آیا تو عباس خاں مدنی
کا بیان ہے کہ

”شیر شاہ نے ملو خاں کو اپنے تمام لشکر کی ترتیب دکھائی جس کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا
کبھی اُس نے ایسی فوج نہیں دیکھی تھی جس وقت بادشاہ کا چتر سواروں کو دکھائی دیا تو
وہ اپنا تلوارین میان سے نکال کر چتر کی طرف دوڑے آئے، اور گھوڑوں سے اترے سواروں
کے کھل دستوں نے اس طرح سلام کیا کہ وہ لڑائی کے دن کیا کرتے تھے، جب اس کو معلوم ہوا
کہ ہر منزل میں سپاہی ایسی محنت و مشقت کرتے ہیں کہ لشکر کے گرد خندق کھودتے ہیں، اور قلعہ
بناتے ہیں، تو اُس کے ہوش اٹ گئے، اُس نے افغانوں سے کہا اللہ اکبر کیسی محنت کرتے ہو، مجھ پر

آرام لینا حرام جانتے ہو، افغانوں نے کہا کہ ہمارے بادشاہ کا بھی اسی طرح محنت کرنے کا دستور ہے، اس لئے ہم کو بھی محنت و مشقت کی ایسی عادت ہو گئی کہ اس سے کلفت مطلق نہیں معلوم ہوتی ہے، سپاہی کو چاہئے کہ اس کا بادشاہ جیسی بھی محنت و مشقت و خدمت لینی چاہئے اسکو کرنے سے وہ ننگ نہ آئے، آرام کرنا عورتوں کا کام ہے، نیک مردوں کے واسطے آرام کرنا شرم کا مقام ہے،

آگے چل کر عباس خاں سروانی کا بیان ہے کہ شیرشاہی لشکر کے گرد خندق کھودنے میں بڑے بڑے امرا بلیداروں کی طرح پھاڑے چلاتے تھے، ملو خان کو خوف ہوا کہ کہیں اس کو بھی بلیداری نہ کرنی پڑے، اس لئے شیرشاہ کو چھوڑ کر اپنے اہل و عیال کے ساتھ فرار ہو گیا، سنہ ۹۵۷ھ میں شیرشاہی لشکر ناگور، اجمیر، اور جو دھپور کی طرف روانہ ہوا، تورگستانی علاقوں میں ریت کی وجہ سے قلعہ اور خندق تیار نہ ہو سکی، شیرشاہ کے پوتے محمد خاں بن عادل خاں نے پھر یہ ترکیب کی کہ تھیلیوں میں ریت بھر کر قلعہ بنایا،

انتخاب میدان میں	مندرجہ بالا باتوں کا خیال تیموریوں کے زمانہ میں بھی کیا جاتا تھا، تیمور تزدک
تیمور کی ہدایت	جنگ و جدل کے سلسلہ میں لکھتا ہے،

”وامر نمودم کہ امیرالامرا و وزیرین جنگ گاہ چہار چیز ملاحظہ نمایند اول آب آن نهرین دوم زمینے کہ سپاہ رانگاہ دارد، سپہوم کہ بر غنیم مشرت باشد و آفتاب روبرو نباشد تا شمس آفتاب چشم سپاہ را خیر نگردد و اند، چہارم پیش روے جنگ گاہ کشادہ دوا باشد“

۱۔ تاریخ شیرشاہی، دستہ عباس خاں سروانی بحوالہ ایٹ، جلد چہارم ص ۹۲-۹۳، نیز دیکھو ص ۳۱۹
 ۲۔ جلد سوم مصنف شمس العلماء محمد ذکیر اللہ ص ۲۱۰-۲۱۱ ایٹ جلد چہارم ص ۴۰۵، ذکر اللہ ص ۳۱۹
 ۳۔ تزدک تیموری ص ۱۹۱

میدان جنگ میں مذکور ہالا سہولتیں میسر ہو جائیں تو تیموری لشکر کے سپاہی ایک بے پناہ قوت
 بنجائے دشمنوں سے لڑتے، اور فتح و کامرانی حاصل کرتے، چنانچہ میدان جنگ میں اُن کی ہر داندانی، اور
 معرکہ آرائی کا خوف اور رعب اُن کے مخالفوں پر ہر زمانہ میں رہا۔

خواب میدان کی وجہ
 سے دقتیں

اگر مذکورہ بالا سہولتیں میسر نہ ہو جائیں تو شاہی لشکر کو بڑی دقتیں اور مشکلیں پیش
 آتیں چونکہ جنگ میں ہمایوں کو شیر خاں کے مقابلہ میں جو شکست ہوئی، تو اس
 کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ ہمایوں کی فوج کو خاطر خواہ میدان جنگ نہیں ملا، دونوں مخالف فوجیں
 گنگا کے ساحل پر قیم ہوئیں، دونوں کے درمیان گنگا کی ایک شاخ بچس گز چڑی بہتی تھی، شیر خاں
 نے سبقت کر کے ایک ایسے مقام پر اپنی فوج کو لا کر کھڑا کیا، جو اس کے لئے ہر طرح مفید ثابت ہوا،
 ہمایوں کی فوج کو مجبوراً ایسی جگہ قیام کرنا پڑا، جہاں کی زمین بہت ہی ڈھلوان تھی، اس کی گہرائی میں
 کیچڑ اور دلدل ایسی تھی کہ سوار اور گھوڑے اس میں پھنس کر رہ جاتے تھے۔

اکبری عہد میں گدہ کی رانی درگاوتی کے خلاف فوجاً صفت خاں نے لشکر کشی کی تو رانی
 درگاوتی نے کھلے ہوئے میدان میں آنے کے بجائے گری کے پاس اپنی فوج کا بڑا دوس طرح ڈالا۔
 کہ اس کے چاروں طرف سر نہالک پہاڑ تھے، ارد گرد درختوں کے گٹے جنگل تھے، سامنے دریائے گوہ
 تھا، اور اس کے دوسری طرف دریائے نربدا تھا، اس دیا کے پاس ایک پہاڑی پشتہ (گریوہ) تھا جس
 سے ہو کر نہری کا راستہ جاتا تھا، لیکن یہ راستہ بہت ہی تنگ اور ہولناک تھا، چنانچہ رانی درگاوتی
 کے لشکر کے ناکے بہت ہی دشوار گزار تھے، تیموری فوج کو رانی کے لشکر تک پہنچنے کے لئے بھٹا
 کوئی درپہ میسر نہ تھا، مگر شاہی فوج کے سپاہی جاں ناز سی سے کام لے کر پہاڑی پشتہ پر

۲۹۳
 ملے، نارتھ شیر شاہی، عباس خان، سردار فی از عباس خاں، سردار فی بھو، رانیٹ جلد چارم، خاں، وڈکارا، اللہ جلد ۴

ہو بچ گئے، اور یہاں اپنی توپوں کا ایک مورچہ بنا کر زبردست آتشباری کی؟
 ابراہیم حسین مرزا کے خلاف اکبر گجرات میں معرکہ آرا ہوا تو اُس کی سب سے بڑی دقت میدان
 جنگ کی سرزمین تھی، جو بہت ہی خراب اور کانٹوں سے بھری تھی، دو سو اور پچاس پہلو ساتھ گذر
 نہیں سکتے تھے، ان خاوار جھاڑیوں سے فائدہ اٹھا کر غنیم کے دو سو سواروں نے اکبر پر حملے کئے، اکبر
 کے فوجی سردار پاس ہی کھڑے تھے، مگر جھاڑیاں پیچ میں داخل تھیں، اس کی مدد کو نہ پہنچ سکے، لہذا
 نے غیر معمولی سرعت سے جھاڑیوں کے اوپر سے اپنے گھوڑے کو جست کرایا، اور دشمنوں کا مقابلہ کیا،
 خانِ اعظم مرزا کو کہنے سلطان مظفر گجراتی کے خلاف لشکر کشی کی، تو دونوں فوجیں سا برہتی کے
 پاس مقابل ہوئیں، لیکن شاہی لشکر کو زمین کے نشیب کے باعث پیچھے ہٹنا پڑا۔

اور یہی میں افغانوں نے اکبری فوج کا مقابلہ کیا، تو ملتا پڑیں، انھوں نے اپنی فوج کو اس
 طرح کھڑا کیا، کہ بیچ میں جنگل تھا، اور اس کے چاروں طرف ایک دریا بہتا تھا، شاہی فوج کی
 باگ راجہ مان سنگھ کے ہاتھ میں تھی، اُس نے پیش قدمی کر کے غنیم کی فوج کے نزدیک ایک سرکوب
 پر قبضہ کر لیا، اور وہاں فوراً ایک قلعہ تعمیر کر لیا، جہاں سے توپوں کی آتشباری کر کے دشمنوں
 کو پسا کیا۔

شاہجہانی عہد میں اوزبکوں نے شاہی فوج کا تسلط اور اقتدار بدخشاں اور بلخ میں اترنے
 قائم نہیں ہونے دیا، کہ وہ دروں میں چھپ چھپ کر شاہی فوج کی مارگری کرتے تھے، مانگیر
 عہد میں آسام کے علاقوں میں گھوم گھوم کر فوج کی مخالفت محض اس لئے جاری رہی کہ وہ جنگلوں اور
 بحری دروں میں لڑنے کے عادی تھے، مرہٹے پہاڑیوں میں چھپ چھپ کر شاہی فوج کا مقابلہ
 کرتے رہے، اس لئے مانگیر اُن پر قبضہ حاصل نہ کر سکا۔

۱۷۷۱ء تا ۱۷۷۲ء
 ۱۷۷۲ء تا ۱۷۷۳ء
 ۱۷۷۳ء تا ۱۷۷۴ء
 ۱۷۷۴ء تا ۱۷۷۵ء
 ۱۷۷۵ء تا ۱۷۷۶ء
 ۱۷۷۶ء تا ۱۷۷۷ء
 ۱۷۷۷ء تا ۱۷۷۸ء
 ۱۷۷۸ء تا ۱۷۷۹ء
 ۱۷۷۹ء تا ۱۷۸۰ء
 ۱۷۸۰ء تا ۱۷۸۱ء
 ۱۷۸۱ء تا ۱۷۸۲ء
 ۱۷۸۲ء تا ۱۷۸۳ء
 ۱۷۸۳ء تا ۱۷۸۴ء
 ۱۷۸۴ء تا ۱۷۸۵ء
 ۱۷۸۵ء تا ۱۷۸۶ء
 ۱۷۸۶ء تا ۱۷۸۷ء
 ۱۷۸۷ء تا ۱۷۸۸ء
 ۱۷۸۸ء تا ۱۷۸۹ء
 ۱۷۸۹ء تا ۱۷۹۰ء
 ۱۷۹۰ء تا ۱۷۹۱ء
 ۱۷۹۱ء تا ۱۷۹۲ء
 ۱۷۹۲ء تا ۱۷۹۳ء
 ۱۷۹۳ء تا ۱۷۹۴ء
 ۱۷۹۴ء تا ۱۷۹۵ء
 ۱۷۹۵ء تا ۱۷۹۶ء
 ۱۷۹۶ء تا ۱۷۹۷ء
 ۱۷۹۷ء تا ۱۷۹۸ء
 ۱۷۹۸ء تا ۱۷۹۹ء
 ۱۷۹۹ء تا ۱۸۰۰ء

میدان جنگ کی حفاظت | میدان جنگ میں فوجیں صف آرا ہوتی ہیں تو تیموری بھی لشکر گاہ کی مدافعت کے لئے مختلف تدبیریں اختیار کرتے تھے، اسیر تیمور جب محمود غزنوی کے خلاف جہنا کے کنارے جنگ کرنے آیا، تو اس کے لشکر گاہ کے چاروں طرف خندق کھودی گئی، وہ خود لکھتا ہے،

”واذین جہت در دور لشکر خندق کندم، میدان خندق خود را استوار ساختم“

ہاتھیوں کو پسپا کرنے کے لئے تیمور نے نصف لشکر کے آگے چہروں سے حصار بنایا، اور اس کے گرد خندق کھودی، خندق کے سامنے بھینسیوں کی گردنوں اور ٹانگوں کو چڑے سے باندھ کر ان کو کھڑا کیا، اور آہنی کانٹے بنا کر پیادوں کو دیئے کہ ہاتھی حملہ آور ہوں تو یہ کانٹے راستہ میں کھیر دیئے جائیں۔ بارہنے پانی پت کے میدان میں اپنے لشکر گاہ کا تحفظ اس طرح کیا کہ دائیں طرف پانی پت شہر کے محلے اور مکانات کی آڑ لی، سامنے توپوں کے اراپے اور مٹی کے توپے رکھے، بائیں طرف خندق کھود کر درختوں کی شاخوں کی باڑ لگائی، گنواہرہ کی جنگ کے موقع پر بھی بارہنے اپنے لشکر گاہ کو اراپوں اور خندقوں سے مستحکم کیا تھا، ہمایوں کے خلاف سلطان بہادر شاہ سور میں صفت آرا ہوا تو اس نے لشکر کے گرد خندق ہی کھود کر ہمایوں کا مقابلہ کیا، طبقات اکبری میں ہے،

”رومی خان نے جس کے اختیار میں سلطان بہادر کا توپ خانہ تھا، کہا کہ صفوں کی جنگ

میں توپ و تفنگ کام نہیں آتے، توپ خانہ تو کافی فراہم کر لیا گیا ہے، چنانچہ فیصلہ روم کے سوا اس قسم کا توپ خانہ کسی اور کے پاس نہیں، لیکن مناسب یہ ہے کہ لشکر کے گرد خندق کھودی جائے، اور ہر روز جنگ ہو اور جب محلوں کے لشکر مقابلہ میں آئیں گے، تو توپ و تفنگ کی ضرب سے ان میں سے اکثر ہلاک ہو جائیں گے، سلطان بہادر نے یہ رائے پسند کی، اور اپنے لشکر کے گرد خندق کھوونے کا حکم دیا، اور اہل کی مدت تک دونوں لشکر ایک

طریقہ ترک تیموری میں، اس طرز نامہ جہد و در میں ۲۲۲ صفحہ ۱۰۱ پر مذکور ہے، یہاں سے

دوسرے کے مقابل میں پڑے رہے،

ابو نفص کا بیان ہے کہ خندق کے چاروں طرف اراہ کا حصار بھی بنایا گیا، اور حصار پر توپیں نصب کر دی گئیں، مگر توپوں کی یہ قلعہ بندی کام نہیں آئی، ہمایوں نے حصار کے باہر توپوں کی زد سے دور تیر اندازوں کی ایک بڑی جماعت دشمنوں کی رسد کو تاراج کرنے کے لئے مقرر کر دی، چنانچہ ہر طرف سے سلطان بہادر کی فوج کی رسد بند ہو گئی، جس سے لشکر میں بڑی سرائی پھیل گئی، اور یہ توپخانہ کا قلعہ قید خانہ بن گیا، بالآخر سلطان بہادر ملکی سی جھڑپ کرنے کے بعد توپخانہ میں آگ لگا کر فرار ہو گیا۔

۹۹۲ء میں اکبر نے سلطان مظفر گجراتی سے احمد آباد کے پاس ستر گج میں جنگ کی، تو شاہی فوج کے ایک طرف شہر اور دوسری طرف دریا تھا، میدان جنگ کو غاردار شاخون سے استوار کیا، اور پھر ان غاردار شاخون کو مٹی کی دیوار بنا کر مستحکم کیا، اکبر کے اکتالیسویں سال جلوس میں صادق خان نے نظام الملک کے خلاف دکن میں فوج کشی کی تو جنگ و جدل کا مقام مکر واقع دریا سے بان گنگا (شاخ گو داوری) تھا، شاہی فوج نے لشکر گاہ کو اس طرح ترتیب دیا کہ سامنے دریا، اور پشت پر ایک رو دبار تھا، جہانگیر کے اٹھارویں سال میں شاہی فوج گجرات میں عبداللہ خان کے خلاف معرکہ آرا ہوئی، تو نزک جہانگیری میں ہے۔ (ص ۳۰۳)

”از اتفاقات حنہ جائے کہ لعنت اللہ (یعنی عبداللہ) فرود آورہ بود، زمین پست

و بند بود، از قوم زارانبوہ و کوچہاے تنگ داشت بنا بریں سلسلہ افواج او انتظام شایستہ

نیافت

سلسلہ بطاعت اکبری جلد دوم ص ۵۳۵ اکبر نامہ جلد اول ص ۱۳۱۵ ایضاً جلد سوم ص ۲۲۵ ایضاً ص ۱۵۱، ۱۵۲

شاہجہانی عہد میں دارا اور اورنگزیب کی جنگ جانشینی کی پہلی لڑائی میں دارا کی طرف سے
 ہمارا بہ حیونت سنگھ نے نردا کے ساحل پر دستبرد میں میدان جنگ منتخب کیا لیکن اس کی زمین
 بہت ہی تنگ، بہت ناممکن اور شیب و فراز سے پُر تھی، ہمارا بہ حیونت سنگھ نے سب معمول
 لشکر گاہ کے پاروں کی طرف خدق کھدوائی، اور میدان کی زمین پر لٹی ڈال کر اسکو کھجڑ بنادیا،
 جو سواروں کے گھڑوں کے لئے مفید ثابت ہوئی،

خدق خود کر لشکر گاہ کو محفوظ کرنے کی تدبیر آخر وقت تک قائم رہی، بہادر شاہ اول کی وفات
 کے بعد اس کے لڑکوں میں جانشینی کی جنگ شروع ہوئی، تو شہزادہ عظیم الشان نے لاہور کے پاس
 کے ساحل پر اپنے لشکر کی قیادت کی، کوہیں طرح طرح سے ترتیب دیا، وہ خانی ناں کے الفاظ میں ملاحظہ ہو،
 "پشتہ بہر اسد را و تن و اوہ سرور آمد و دوزخ را لشکر کندن خدق فرمود و طرف

دیگر لشکر عظیم الشان در ہوا، اللہ اعلم"

فرخ سیر اور جہاں اور شاہ ایک دوسرے سے بہرہ یکساں ہوئے تو بہادر شاہ نے پہلے اپنے لڑکے
 غزالہ پور کو چار ہزار سواروں سے فرخ سیر کے مقابلہ کے لئے بھیجا، غزالہ پور نے اپنے لشکر کی
 قیادت سنبھالی، لشکر کے گرد اس نے بڑی کھدوائی، جو پندرہ فٹ چوڑی اور دس فٹ گہری تھی،
 خدق کی مٹی لشکر کے طرف ڈال دی گئی، جس کی اونچائی قدامت کے برابر تھی، اس اونچائی پر مورچے
 بنائے گئے، تفصیل کے لئے دیکھو خانی خوار، جلد ۱۰ ص ۶۵۰

مخبر، کٹر بکریوں کے لئے جو مورچے تیار کئے جاتے وہ بچا یا مورچل یا مورچال کہلاتے
 تھے، گویا اسلحہ یا توں قلعہ اور حصہ دار کی جگہ کے سلسلہ میں زیادہ استعمال کی گئی ہیں، جیسا کہ آئندہ
 ذکر آئے گا، مگر یہ جنگ بہت ہی کم ہو کر تو پور کی مورچہ بند کے لئے بچا اور مورچل بنائے

مقامات، انگریزوں کے پاس ۱۸۵۸ء لاہور ڈسٹرکٹ میں منتخب القاب جلد سوم ص ۶۸۶

مثلاً شاہجانی عہد میں شہزادہ اورنگ زیب ملحق کی ہم میں اورنگوں سے لڑ رہا تھا، تو تیمور آباد کے پاس اُس نے اپنے لشکر گاہ کے گرد پجار ہا تعمیر کئے، بادشاہ نامہ میں ہے،

”وہا شاہ و آن والا گوہر بردار آن نظر آین کوہ تمکین بردور اردو پجار ہا مقرر نمودہ و در ہر جانب با سپاہیاں نبرد گزید مرا سم حفظ و حراست بقدر عزم رسانیدہ شب گزرا نیندہ“
داراشکوہ اپنی جنگ جانشینی کی دوسری لڑائی کے سلسلہ میں اورنگ زیب کو لڑنے کے لئے دھوپور پہنچا تو عاقل خاں کا بیان ہے،

”دیر سا حل آب چیل خیمہ و خرگاہ تا گند نیلوں برا فراشت و ہر مساک و معاہدہ مورچال مقرر کردہ جا بجا افواج تو پخانہ تعبیر نمود از جانب و اطراف راہ عبور ہر موکب منصور مسدود ساختہ“

پانی کی کمی سے نقصانات
داراشکوہ جب دھوپور سے بڑھ کر سموگڑھ میں معرکہ آرا ہوا، تو میدان جنگ میں اس کی فوج کو پانی کی کمی کی وجہ سے شدید نقصانات پہنچا، اورنگ زیب کی وفات کے بعد جب اُس کے لڑائیوں میں تخت و تاج کے لئے قتال و جدال کا میدان گرم ہوا، تو جاجو کی جنگ میں شہزادہ اعظم شاہ کے لشکریوں کو بھی پانی کی قلت کے سبب بڑی صعوبت اور مصیبت اٹھانی پڑی،

گر دو غبار سے نقصانات جاجو کا میدان اعظم شاہ کی فوج کے لئے اس کی گرد آلود زمین کے باعث بھی نہایت مضر اور ہلاکت خیز ثابت ہوا، جنگ جب انتہائی شدت کو پہنچ گئی، تو جاجو

لہ بادشاہ نامہ جلد دوم ص ۲۰۵ تک واقعات لکھیری ملت سے منتخب الباب جلد دوم ص ۱۰۵ تک لکھیری میں

فوج جانی بگڑنے لگا، شاہجانی (ٹھٹھ) کے قریب جنگ کر رہی تھی تو شاہی فوج کو گرد آلود زمین کی وجہ سے

میں بہت فتنے اٹھانی پڑیں جنگ کے درمیان تیز ہوا چھٹنے لگی تو آتشیں بارود خاک و دھواں بگڑ گئی

(اکبر نامہ جلد دوم ص ۱۰۵)

اعظم شاہ کی مخالف سمت بہت تیز اور تند ہوا چلی کہ گردوغبار کی کثرت سے لڑائی کوا میدان لشکریوں کی آنکھوں میں ایسا سیاہ اور تاریک ہو گیا کہ اپنے اور بگیانے کی تیر باقی نہیں رہی لیکن یہی ہوا اعظم شاہ کے حریف معظم شاہ کے لئے فتح و کامرانی کی وجہ بن گئی، موخر الذکر کے لشکر سے جو تیر بھینکا جاتا تھا، وہ ہوا کی مدد سے اول الذکر کے فوجیوں کے زرہ و بکتر میں تیزی سے پیوست ہو جاتا تھا، اور جو سنگ ریزہ بادِ سمر سے اڑ کر اس کے لشکر میں پہنچتے، وہ گولیوں کی طرح لشکریوں کے چہروں پر لگتے تھے، برخلاف اس کے اعظم شاہ کی طرف سے جو بان تیر اور گولہ بھینکا جاتا تھا، وہ مخالف ہوا کی وجہ سے یا تو چند قدم پر جا کر گر جاتا، یا لمپٹ کر خود اسی کی صف میں چلا آتا تھا، (خانی خاں جلد دوم ص ۵۹)۔

بہادر شاہ کی وفات کے بعد شہزادہ عظیم الشان لاہور کے پاس راوی کے کنارے جہاندار شاہ سے جنگ کر رہا تھا کہ یکایک ایک آندھی آئی اور راوی کی ریت ہوا میں بادل کی طرح چھا گئی، لشکریوں کو غبار کے سوا کوئی چیز نظر آرہی تھی، وہ مشکل سے اپنی آنکھیں کھول سکتے تھے، وہ صرف توپوں کی صدائیں سن رہے تھے، اور بے حس و حرکت کھڑے تھے، اس تاریکی اور بے بسی سے فائدہ اٹھا کر کچھ لشکریوں نے عظیم الشان کے خزانے کو لوٹنا شروع کر دیا،

مجلس مشاورت

مجلس ملکی | لڑائی شروع ہونے سے پہلے اعلیٰ فوجی عہدیداروں کی ایک مجلس مشاورت منعقد ہوتی تھی، سلاطینِ دہلی کے زمانہ میں اس قسم کی مجلس کے لئے امیر خسرو کبھی صرف مجلس، اور کبھی مجلس ملکی، اور عصامی نے انجمن کی اصطلاح استعمال کی ہے، امیر خسرو نے اس مجلس میں شریک ہونے والوں کو رائے زمان لشکر کہا ہے، یہ مجلس سر لشکر کی صدارت میں منعقد ہوتی، فوج کے اکثر ملوک کبار، مردانِ رزم و کار اور دیوان سال خود وہ اس میں شریک ہوتے کیونکہ مهم کی کامیابی کے ذمہ دار ہی ان پر بھی ہوتی تھی، عارض اور اس کی عدم موجودگی میں نائب عارض اس مجلس میں ضرور یک ہوتا، اہم فیصلے غور و خوض اور بحث و مباحثہ کے بعد کئے جاتے، کیونکہ اگر لشکریوں کی اکثریت کو یہ یقین ہوتا کہ سر لشکر کے کسی حکم سے ان کی جانیں محض تلف ہو جائیں گی، تو وہ اس کے حکم کو بجا لانے سے انکار کر دیتے، اس لئے آدابِ حرب و شجاعت کے مولف غزنی نے لشکر کے نگہبانوں کے لئے یہ ہدایت لکھی ہے کہ فوج کی کثرت اس وقت تک مفید اور موثر نہیں ہو سکتی ہے،

۱۔ تعلق نامہ ص ۴۴۱ خزائن الفتوح ص ۴۴۱ ۲۔ فتوح السلاطین ص ۲۵۴ ۳۔ خزائن الفتوح ص ۴۴۱ ۴۔ تعلق نامہ ص ۴۴۱ ۵۔ مجلس مشاورت کی مثالوں کے لئے دیکھو تاریخ فرزند شاہی از عباس شرروانی (جلد چارم ص ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۱ وغیرہ)

جب تک کہ باتا عدہ مشوروں سے ہم میں کافی احتیاط اختیار نہ کی جائے
تیمور اور شہسور سے | تیموریوں کے زمانہ میں بھی لڑائی کے موقع پر جنگی مشاورت کی خاص مستی
 تھی، امیر تیمور نے نزدیک تیموری میں اُن کے متعلق جو اپنے خیالات جا بجا ظاہر کئے ہیں، وہ ملاحظہ ہو:

”بچہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ مخالفوں پر غالب آنا نہ لشکر کی کثرت سے اور نہ اُن
 سے مطلوب ہونا فوج کی کمی سے ہوتا ہے بلکہ غلبہ صرف تائید اور تہہ سے حاصل ہوتا ہے“
 بچہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ راستے تہہ بیر اور مشورہ عقلند اور ہوشیار آدمی سے کرنا
 چاہئے، اگرچہ کامیابی کا راز پر وہ تعذیر میں چھپا ہوا ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
 کے موافق میں نے جو کام کیا، مشورے سے کیا، جب اربابِ رائے و اصحابِ مشیرہ اکٹھا
 ہوئے تو ہر سے بچے، نفع و نقصان اور پیش آنے والے کاموں کے کرنے یا نہ کرنے کے
 مشورے میں نے اُن سے گفتگو کی، اور جب اُن کی باتیں سنیں، تو دونوں پہلوؤں پر
 غور کیا، اور نفع و نقصان کو سوچا، اور اس کام کے خطرات کو غور سے دیکھا، جس کام
 میں بچے کو در خطر سے نظر آئے، اس کو نظر انداز کر دیا، اور جس کام میں صرف ایک خطرہ
 تھا، اس کو اختیار کر لیا.....

میں نے تمام کاموں میں مشورہ سے کام لیا، اور اس کام کے انجام دینے میں
 ”صحیح تدبیر کی“ اور اس کام کے پورے کرنے کی راہ پر غور کرنے کے بعد اس کام کو شروع کیا
 اور تہہ بیر، غم صحیح، احتیاط، انجام دہی، اور دوراندیشی سے اس کام کو پورا کیا، بچہ تجربہ
 سے معلوم ہوا کہ صاحبِ مشورہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں، جو باتفاق اپنے قول و فعل پر مصمم غم
 کریں، اور اس کام کو کسی وجہ سے نہ چھوڑیں، اور اگر یہ کہیں کہ ہم اس کام کو نہ کریں گے،

تو انہیں کے لئے دیکھو مسئلہ تدبیر میں ملے گا کہ ہر ایک کی تسخیر باب میں ہو۔

تو اس کے پاس بھی نہ پھٹکیں گے۔

مجھ کو تجربہ سو معلوم ہوا کہ مشورہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک زبان سے دوسرا تہ دل سے
میں نے جو زبانی مشورہ سنا اس کو صرف کان سے سُن لیا، اور جو مشورہ تہ دل سے سُنا، اُس کو
کان اور دل دونوں میں جگہ دی،

فوج کشی کے وقت میں نے صلح و جنگ دونوں کے متعلق گفتگو کی، اور اپنے امرا کے
دل کی بات کا سراغ لگایا کہ وہ جنگ چاہتے ہیں یا صلح اور اگر انھوں نے صلح کا مشورہ
دیا، تو صلح کے فوائد کا مقابلہ جنگ کے نقصانات سے کیا، اور انھوں نے اگر جنگ کی بات
چسپت کی تو اُس کے فائدے پر صلح کے نقصان کے متعلق غور کیا جس میں فائدہ زیادہ نظر آیا،
اسی کو اختیار کر لیا، اور وہ مشورہ جو فوج میں نا اتفاقی پیدا کرتا تھا، اُس کے سننے سے میں
اُتراڑ کیا، اور جس صاحب مشورہ نے بے اختیارانہ مشورہ دیا، اُس کو سُن لیا، اور جس شخص
نے عاقبتانہ اور مردانہ بات کی، اُس کو بھی سُنا،

میں نے مشورہ ہر شخص سے طلب کیا لیکن ہر بات کی بھلائی اور بُرائی پر غور کیا، اور اس

کے صلح و صواب کے پہلو کو اختیار کیا،

مجالس کنکاش | تیمور کے ہانشین مذکورہ بالا دریں مشوروں سے برابر مستفید ہوتے رہے، اُن کے عہد
میں لڑائی کے موقع پر مجالس کنکاش، اور انجمنوں کی مثالیں بکثرت ہیں، میدان جنگ میں بادشاہ کی
موجودگی میں اسی انجمن اور مجالس کنکاش کا انعقاد اسی کی صدارت میں ہوتا، وہ نہ ہوتا تو صدارت کے
فرائض پہ سالار انجام دیتا، اور اس میں امرائے قومی الاقتدار اہل اعتبار و خبرت گزریانِ کابِ

۱۵ تذکرہ تیموری ص ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰

کارا گاہان، سران لشکر یعنی قشون اور تومان کے سردار وغیرہ شرمکے ہوتے، اس انجمن مشاورت میں خوب برابر بنے ہوتے، اور ہر ایک فرد آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کرتا، ضرورت کے وقت یہ انجمن بین الاقوامی کے دوران میں بھی مستعد کی جاتی، اس وقت اجتماع شرعی اور کے نیچے ہوتا، مباحثے میں میں نہ یا وہ تربہ و آزمانی حملہ آوری اور صحت نسکینی کے قواعد وغیرہ بطا اور دنا و ہجا کے رسوم و آداب پر گفتگو ہوتی۔

مجلس شورت میں پر جوش | اس مجلس اور انجمن میں بعض اوقات ولولہ انگیز تقریروں سے لشکر کی تقریریں | سرداروں اور ہمدیداروں میں غیر معمولی جوش و خروش پیدا کرنے کی

کوشش کی جاتی، بعض مثالیں ملاحظہ ہوں،

نہضان کی تقریر | علاء الدین خلجی کی فوج کیلی میں مغلوں کے مد مقابل ہوئی، تو خطر خاں نے فوجی سرداروں کی ایک انجمن منعقد کی، اور ان کو مخاطب کر کے کہا، اے سران سپاہ! میدان جنگ میں کون سی تدبیر اختیار کرنی چاہئے، اگر ہم ان کا رخ سے جان بچا کر فرار ہو جائیں، تو ہم اپنے سلطان کو کیا منہ دکھائیں گے، اور اگر ہم لڑنے کو آمادہ ہو جائیں، تو دس ہزار فوج کے مقابلہ میں ہمارے پاس ایک ہزار فوج ہے، ہم عجیب کشمکش میں ہیں، دو بھڑائیوں کے درمیان ایک بھیڑا گئی ہے، نہ چھیچھنے اور نہ لڑائی لڑانے میں چین ہے، لیکن میں وہی کروں گا جو اس مجلس میں از مود و کار صاحب مجھکو کرنے کو کہیں گے، فتوح السلاطین میں اس تقریر کو اس طرح منظم کیا گیا ہے،

بہشاں گفت اے سران سپاہ	چہ تدبیر باید دریں حرب گماہ
ازیں فوج کا فرگر بگزمہ	چہ رویش صفندار عالم بریم
ورآید دیک پچیم دژ کا رزار	کجا یک ہزار دکجا وہ ہزار

نقص اکبر از جلد سوم ص ۱۴۸ | ملفوظات تیموری ایضاً جلد سوم ص ۲۴۲ | ذکاۃ

بدستور ص ۲۵۱، ۲۵۲

عجب کار مارا بہ پیش آمدہ است دو گرگ از پس و پیش پیش آمدہ است

نہ در عطف خیرے نہ در کار زارہ کنیم انجہ گو سینہ مردان کار

اس تقریر کو سن کر اصحاب انجن نے کہا اے خان! مغلوں کو پسا کرنے میں تمہاری

شہرت بہت ہی دور تک پھیل چکی ہے، اس لئے اگر تم لڑائی کئے بغیر سلطان کے پاس گئے، تو

تمہاری شان میں کمی نہ ہوگی، اور سلطان تم سے ناخوش نہ ہوگا،

گر وہ ہے نہ اصحاب انجن بگفتہ کا اے خان! فرخندہ فن

شکستی سر اسر منغل را سپاہ زما ہی رسید ایرا خبر تا بہ ماہ

کنوں عطف شایان تر از کار زما کہ شہ را بہ است و چشم است چا

ظفر خاں شجاعت بہاوری، اور معرکہ آرائی کے لئے اپنے زمانہ میں بہت مشہور ہو چکا تھا،

اُس نے بزدلی، اور کم ہمتی سے میدان جنگ چھوڑ کر واپس جانے میں ذلت اور خواری محسوس کی، اس کے

اپنے فوجی سرداروں کا جواب پسند نہیں آیا،

چوں زماں قوم بشید خاں ایں سخن خود شید و جوشید چوں اہر من

ظفر خاں نے اُن کو مخاطب کر کے پھر کہا جب ایک دن مرزا ہے تو دشمنوں پر حملہ کر کے مرزا

بہتر ہے میں تو اس ہندوستان میں ناموروں کی موت مروں گا، اور آج ہی کی لڑائی میں جان

دون گا تاکہ میرا نام تاریخوں میں زندہ رہے، جو شخص اس نازک موقع پر وفادار رہنے کا ارادہ

رکھتا ہے، وہ تو فوجیوں کے ساتھ آگے بڑھے تاکہ مرو و فاک کی کتاب میں اس کا نام باقی رہے

اور جو مراجعت چاہتے ہیں، وہ واپس ہو جائیں، اُن کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نہیں ہیں وہ

لڑائی شروع ہونے سے پہلے محفوظ مقام پر پہنچ جائیں، فتوح السلاطین کے مصنف کی بانی

بھی اس تقریر کو ملاحظہ فرمائیں!

بگفتا کہ اسے قوم آشفۃ را ہے
 ہمد حال چوں جاں بیا بد سپرد
 من امر وز آید چہ نام آوران
 ہم خنکے آید کہ در روزگار
 کراہے کہ بامادرین دقت تنگ
 ہم بہت ہمراہ اول غوا
 گروہے کہ وارند بر عطف را ہے
 سپہ تانکود است بر جنگ ساز
 ندانید فرقتی نہ سرتا ہا ہے
 بیا بد نمودن یکے دست برد
 کخم ختم در ملک ہندوستان
 بماند بہ شہنا ہما یادگار
 وفاسے نماید ہنگام جنگ
 بود نقش نامش بہ مژدہ نا
 نہ بستہ است شازکے دست پا ہے
 سلامت ہیں دم گردند باز

ظفر خاں کی تقریریں کر تمام فوجی سردار بے حد متاثر ہوئے، کیونکہ ان ہو کر بولے کہ ہم جان دینے اور آگ میں کودنے کے لئے بھی تیار ہیں،

کہ تاجان بود جان سپاری کنیم
 بفرمان خاں جملہ راضی شویم
 بہشت سرخورد بنجاک انگنیم
 اگر خاں فرستد در آتش دہیم

غازی ملک کی تقریر: غازی ملک (یعنی غیاث الدین تغلق) جب خسرو خاں کے خلاف جنگ کرنے کیلئے دہلی کی طرف بڑھا، تو خسرو خاں نے پیشقدمی کر کے سرس کے پاس اس کو روکنا چاہا۔ خسرو خاں کے پاس کثیر فوج تھی، لیکن غازی ملک نے اپنی پریشانی اور سراسیمگی کا اظہار نہیں کیا، بلکہ اپنے لشکر کے سرداروں کو بلا کر ایک پر جوش تقریر کی جس کو اسے خسرو نے تغلق نامہ میں اس طرح منظم کیا ہے:

ملک در پیش یک یک رطب کرد
 پس از دل قصہ را نہان لب کرد

کہ مارا چرخ پیش آورد و کارے
 کرا نیردے پل است و دل شیر
 نخت از خون خود خیزد چو لاله
 تہ خجربندہ اول سہر خویش
 بلے مرداں بہر سازے و سوزے
 بود ہر روز عشرت را شمارے
 بکارے نایداریاں در اں روز
 بود تیرا ز برائے رزم نچیر
 گماں گربشکنہ ہنگام پیکار
 اگر شاہیں زبوں گرد و زشارک
 بیایں آن کہ دارد کار با ما
 شود گر غمہ ہا محکم بہ سو گند
 دگر یارے ندارد و میل یاری
 دریں یاری کہ دارد کار با من
 بدیں دل کاہنیں ستایت برپائے
 مرا یا در پس است و ہم ترا زد
 شنیدم بود رستم چیرہ دستے
 نہ آن رستم ز من در کار پیش است
 چون بر نام نہاں تکیہ کردم

کہ گردش ہست در و چرخ و اس
 کہ ہم باز و شود با ما بہ شمشیر
 پس از خونِ عد و شود پید پیالہ
 کشد پس بدو گرسیر خجربخیش
 کساں را پرورند از بہر روزے
 فتہ او بعد عمرے کار را زے
 بسوزش دل کہ نبود یار و لسوز
 تو بے آن چو بہ و اں چو بہ تیر
 زبے کے یا بد اذ لب ہاے سو فاد
 کھ گھل مرغ را زید بتارک
 شوید از عہد و چماں یار با ما
 بکار جان شویم از جان کمر بند
 کہ دشوار است کاہ باں سپاری
 دل من ہست آخر یار با من
 کخم گر سد آہن باشد از جائے
 دو بازوے من و تو نہ بازو
 کہ گاہ حملہ تنہا صفت شکستے
 کہ ہر کس رستے در عہد خویش است
 یقین است آن کہ تنہا چیرہ کردم

مرا و من چو جزو میں را فرج نیست من و ایں کار بر غیرے حرج نیست

اس تقریر سے جو اثر پیدا ہوا، وہ بھی سننے کے لائق ہے،

چو بشنیدند مردان سراسر از نہ مخدوم خود ایں حرف سرائد از

سراسر چوں ہمہ سر باز بودند بروئے خاک سر ہا باز بودند

پس انگار از سراسر بازی خویش سر خود خدستے بودند در پیش

فرو گشتند کاسے سرور سراں را بزیر پایے تو سر سر در اں را

ہمیشہ باد سر ہا رکلا ہت کلمہ گوشہ کشید ہ سر ہا ہت

سرے کز دولت عمرے کلمہ داشت نہ کمارت چون توان اکنون نگہ داشت

بسر بازی چو مارا مژدہ دادی سر مار در کلمہ ناید ز شادی

نہا آن سر سری آریم پشت کہ نہ ہم ارفقہ سر ہاے خوشت

چہ باشد یک سرما زیر خنجر ہزاراں پارہ گرو و جملہ یک سر

نہر پارہ جدا بر خیزد آواز کہ باز از بہر تو کردیم سر باز

کمر بستیم و پیمان نیز بستیم، بر آن پیمان رگ جان نیز بستیم

کہ تا جان در تن است و سر گردن نخواہم از درت سر دور گردن

چو مارا سر جدا گشت اندرین کار تو دانی خواہ صلح و خواہ پیکار

بابر کی تقریر | بابر نامہ سائنگا سے جنگ کرنے کو کٹواہ کے میدان کی طرف بڑھا، تو اُس نے

اپنے فوجی اہل اور سرداروں میں سراپگی، بددلی، اور کم ہمتی کے آثار دیکھے، لیکن اس نازک موقع پر اُس نے

لے تعلق نامہ ص ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، اسی جنگ میں ایک اور موقع پر غیاث الدین تغلق نے ایک تقریر کی تھی، جو تعلق نامہ

غیر معمولی ہوشمندی سے کام لیا، اپنے ہمراہیوں میں شجاعت و بہادری اور جوش و خروش پیدا کرنے کی کوشش کی اور ایک مجلس کنکاش منفقہ کی، اور فوجی عہدیداروں کے سامنے حسب ذیل تقریر کی:

”اے امراء اور سردارانِ فوج !

ہر کہ آمد بجاں اہلِ فنا خدا بد بود آنکہ پائندہ و باقی است خدا خواہد بود

جس نے ماں کا پیٹ دیکھا ہے وہ ضرور ایک دن قبر بھی دیکھے گا، جو دنیا میں آیا ہے وہ یہاں سے جائے گا بھی، بدنام ہو کر جینے سے نیک نام ہو کر مرنا بہتر ہے،

بنامِ نیکو گر میرم رواست مرا نام باید کہ تن مرگ است

جانتے ہو کہ یہاں سے ہم لوگوں کا وطن اور شہر کتنی دور ہے؟ کئی مہینوں کا راستہ ہے خدا وہ دن نہ دکھلائے، کہ ہم کوشکت ہو جائے، اور اگر ہم کوشکت ہو گئی، (نعوذ باللہ) تو پھر ہم کہاں کے رہیں گے؟ کہاں ہمارا وطن؟ کہاں ہمارا شہر؟ ہم ابنیوں اور بیگانوں کے ساتھ پڑے ہوں گے، جانتے ہو اگر ہم کوشکت ہو گئی تو مسلمان بادشاہ جو دنیا کے ہر گوشہ میں موجود ہیں، کیا کہیں گے، اور ہم کو کس زبان سے یاد کریں گے، اہل دنیا کی گفتگو اور طعنِ ملامت کو چھوڑ دو، قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں کیا عذر پیش کر سکوں گا، کہ ایک سلطنت مسلمان بادشاہ کے ہاتھ سے نکل گئی ہے، اس سلطنت کا بادشاہ اپنے بہت سے ہم مذہبوں اور ہم قوموں کو قتل کر کے بن بٹھا تھا، اور آج غیر مسلموں سے جنگ کئے بغیر، کم از کم بغیر عذر شرعی کے واپسی کا راستہ تلاش کروں؟ آخر ان کے ہاتھوں اس ملک کے باشندوں پر کیا کیا مصیبتیں نہ آئیں گی، افسوس اب وہ وقت ہے کہ دل میں شہادت کی ٹھان کر جہاد کے لئے بڑھیں،

چوں جانِ آخر از تن ضرورت رود ہماں بہ کہ باری بعزت رود

سرا بنجام گیتی ہمیں است پس کہ نامی بہ نیکی بماند ز پس

اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ سعادت عطا کی ہے اور یہ دولت عنایت فرمائی ہے کہ اگر

ہم غنیم پر غالب آئے تو غازی کھلائے، اور اگر مرے تو شہید ہوئے، دونوں

حال میں ہم کو بڑا درجہ اور بلند مرتبہ ملتا ہے، آؤ ہم سب مل کر حلف اٹھائیں

کہ ہم موت سے نہ بھاگیں گے، اور جب تک دم میں دم ہو اس لڑائی سے نہ نہ پھریں گے،

اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ سرداروں، نوکروں، چھوٹوں اور بڑوں نے کلام پاک کو ہاتھوں

میں لے کر قسمیں کھائیں کہ وہ میدان جنگ سے کسی حال میں بھی منہ نہ موڑیں گے، چنانچہ لڑائی

ہوئی تو ان کو فتح و نصرت حاصل ہوئی:

شیرشاہ کی تقریر | شیرشاہ ہمایوں کے خلاف قنوج میں معرکہ آرا ہوا تو جنگ سے پہلے اُس نے

اپنے لشکریوں کو اس طرح مخاطب کیا،

”میں نے بہت سعی کر کے تم کو جمع کیا ہے اور تمہاری تربیت میں حتی المقدور کوتاہی

نہیں کی، آج ہی کے دن کے لئے تمہاری لگا ہوا داشت کی ہے، آج ہی امتحان کارِ مذہبی

آج ہی کے دن جو میدانِ حرب میں غالب ہوگا، اپنا رتبہ بڑھائے گا، ایسی کوشش کرو

کہ ہمت کا رزار میں سب افغان یک دل و یک زبان ہوں، افغانوں کی فوج میں

اتفاق ہو تو شمشیر زنی میں کوئی اُن کے برابر نہیں، میں اپنے عزیزوں سے یہ التماس

کرتا ہوں کہ حسدِ خصومت اور اختلاف کو جانے دو، سلطانِ ابراہیم کے عہد میں یہ حسد

فی صمت، اور اختلاف ہی کی وجہ سے افغان مغلوب ہوئے جس کا فرہ انھوں نے خوب

اس تقریر کا ترجمہ اردو ترجمہ (ص ۳۱۰-۳۰۹) ہمایوں نامہ از نگین بیگم (ص ۱۶)، اور طبقاتِ اکبری

جلد دوم ص ۲۶، کے مختلف ٹکڑوں کو ملا کر تیار کی گئی ہے،

پچھلا، لشکر کو فیروز مندی اور بلندی اس کی یک دلی سے حاصل ہوتی ہے، اسے عزیز و
 تم کو یہ معلوم رہے کہ میں نے غزم جزم کر لیا ہے کہ اس رزم گاہ سے اس وقت زندہ
 نکلوں گا کہ فتح و نصرت ہو اور نہ میرا سر دشمنوں کے گھوڑوں کے سم سے کھلتا نظر آئے گا،
 مرزا مسلم ہے، بہتر ہے کہ ایسے کام میں مریں کہ نیک نام ہوں، اسے عزیز و اہل و اقارب
 رزم گاہ میں اس طرح جاؤ کہ سر کے ساتھ پاسبانی کلاہ رکھو، سپاہ کے لئے اس سے
 زیادہ کوئی بدنامی اور شرمندگی نہیں ہے کہ اس کا آقا مارا جائے، اور سپاہی اور
 خدمت گزار زندہ رہیں، اس جنگ میں ثبات قدم کے لئے تخریص کرتا ہوں، کیونکہ
 ملک ہند کا ہاتھ انا، اور مغلوں کے ہاتھ سے اہل و عیال کا رہائی پانا اسی پر موقوف
 ہے، میں بڑھا ہو گیا، ہوں، ہزاروں دقتوں سے افغانوں کو جمع کیا ہے، اگر خدا بخواید
 اس معرکہ میں یہ لشکر شکست کھا کر پراگندہ ہو گیا، تو پھر اس کا دوبارہ جمع ہونا محال
 ہے، ہوا سے جو کلیاں درخت سے جھڑ جاتی ہیں، پھر وہ شاخا پر جمع نہیں ہوتیں!

اس تقریر کو سن کر افغانوں نے پامردی اور جان نثاری دکھانے کا وعدہ کیا،

اکبر کی تقریر | سلسلہ جلوس شاہی میں اکبر نے دوسری بار احمد آباد میں محمد حسین مرزا کے خلاف اپنی
 فوج صف آرا کی تو لڑائی شروع ہونے سے پہلے اس نے اپنی فوج کی تہمت اُن افغانوں سے بڑھائی
 "غینم کی تعداد یہ ظاہر بہت ہے لیکن درگاہ الہی کے اس نیاز مند کی طرف ۔۔۔"

خداوند کار ساز کی عنایت اس سے بھی زیادہ ہے، جتنی کہ انسانی عقل کے احاطہ میں آ جاتی ہے۔

۱۵ تاریخ شیر شاہی مؤلفہ عباس خاں سروانی بحوالہ ذکار اللہ، جلد سوم ص ۳-۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸

تھارا طریقہ یہ ہو کہ تم اپنے کو عاطفتِ ربانی کی مضبوطی سے جکڑ لو۔ تذبذب اور
مزلیوں کے شائبہ کو دل میں مطلق نہ لاؤ، یک دل، یک رو، اور ایک راہ ہو کر اپنی
پاکدگی کو اپنے سے دور رکھو، غنیم کی فوج کا جھنڈا سُرخ ہے، اُن کے سر پر خون سوا
ہے، تم نصرت کے ہمرکاب ہو کر اُن کے پاس پہنچ جاؤ، میدانِ جنگ میں بہادری
کو جوش میں لڑائی اور تجربے کے سلک سے باہر نہیں ہونا چاہئے، اور جب ہم اس کوشش
کا کام تمام کر لیں گے، تو دوسرے بدبختوں سے چھٹکارا پالیں گے۔

نور جہاں کی تقریر | ۱۹۳۷ء میں جہانگیر کشمیر سے کابل جا رہا تھا، تو دریائے جہلم کو عبور کرتے وقت مناسبت
خاں نے سازش کر کے جہانگیر کو اپنی حراست میں لے لیا، نور جہاں بھی ساتھ تھی، جہانگیر کا قید ہونا
تھا کہ شاہی فوج میں انتشار پھیل گیا، لیکن نور جہاں اپنی فراست اور تدبیر سے کام لے کر مناسبت خاں کے
پہنچنے سے بچ نکلے، اور دریا کی طرف اپنے بھائی آصف خاں سے جا ملی، وہاں پہنچ کر ارکانِ دولت کو
طلب کیا، اور نہایت ہی خشکیوں ہو کر اُن کے سامنے ایک ملامت آئینہ تقریر کی کہ

"تمہاری غفلت اور ناتجربہ کاری سے ایسی بات پیش آئی جو کسی کے تخیل میں بھی نہیں
آ سکتی تھی، تم اب خدا اور خدا کی مخلوق کے سامنے شرمندہ ہو، لیکن یہ شرمندگی اس وقت
دور ہو سکتی ہے کہ جو کچھ ہو چکا ہے اُس کا تدارک ہونا چاہئے، بتاؤ اب کیا کرنا ہے۔"

اس ملامت بھری تقریر کو سن کر نور جہاں کے ہمراہیوں نے بالاتفاق مناسبت خاں کی فوج کو
حکم کرنے کا فیصلہ کیا،

اورنگزیب کی تقریر | ۱۷۰۷ء میں دارا اور اورنگزیب کی فوجوں کا اجتماع ہوا، تو لڑائی سے ایک
راستہ پہلے اورنگزیب اپنے لشکر کے مبارزانِ نصرت کشیں اور "دیرانِ صف شکن" میں یہ کمکر جوش و خروش

۱۷۰۷ء کا نامہ جلد سوم ص ۵۵۵ | قبائلِ پنجاب کی تاریخ ۱۷۰۷ء

پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

”کل بہادری اور مردانگی دکھانے کا دن ہے، اس جگہ سے ہمارا پایہ تخت بہت دور ہے،

یک دل اور یک رو ہو کر دشمنوں پر حملہ کرو، اور اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کی ضرب سے حکومت

حاصل کرو، فتح پا کر، اور دشمنوں کو پسا کر کے دنیا میں نام پیدا کرو،

بکوشید کوشیدن مردوار رگ جاں بکوشش کنید استوار

اگر دست بردیم مارا ست ملک دگر ما شدیم آن دارا ست ملک

کچھوہ کی جنگ میں جبوت سنگھ کی سرداری میں راجپوت سپاہی آئین و فاکے خلاف اور گزیم

کو چھوڑ کر شجاع سے جا ملے، جبوت سنگھ کے ہاتھ میں اورنگ زیب کی فوج کے بہن یعنی دائیں بازو کی کان

تھی، اس نے لڑائی سے ایک رات پہلے شجاع سے سازش کر لی کہ رات کو میں عقب سے اورنگ زیب کی

فوج پر حملہ آور ہوں گا، اور تم سامنے سے حملہ کر دینا، اس طرح ہم دونوں مل کر اورنگ زیب کو پس پا لیں گے،

چنانچہ جس وقت اورنگ زیب کو جبوت کی بے وفائی کی خبر ملی تو اس وقت وہ تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا، اس

کی فوج میں انتشار پھیل گیا، لیکن اس کی پیشانی پر بل نہ آیا، اس نے اطمینان کے ساتھ تہجد کی نماز ختم

کی، پھر غصہ و ہمت اور وقار و تحمل کا پیکر بن کر تخت روان پر سوار ہوا، اور اپنے امرا اور ہمراہوں کو

جمع کر کے ان سے اس طرح مخاطب ہوا:

”اچھٹند، اس واقعہ سے منافقوں اور دوستوں کی تفریق ہو گئی، اور اس کو میں مردانہ

سمجھتا ہوں، اور اب یہی چیز میرے لئے فتح و کامرانی کی باعث ہو گی، بعض کو تہ اندیش اور جہل

منافقوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اب غنیم کا غلبہ ضرور می ہے، اور اسی لئے وہ دشمنوں سے

جا ملے ہیں، لیکن وہ اپنے اعمال اور خیال خام کی سزا پائیں گے،“

اس تقریر سے اوزنگ زیب کے لشکر میں جوش و خروش کی لہر دوڑ گئی، اور اپنے آقا کا سکون اور طینان
 نکل دیکھ کر اُس کو ڈھارس ہوئی، تقریر کے بعد اوزنگ زیب نے نفاذِ ہجرت کا حکم دیا، اور اپنی سواری کا ہاتھی
 منگوایا، تمام رات اسی ہاتھی پر سوار ہو کر اپنی فوج کی نگرانی کرتا رہا، آفتاب طلوع ہوا تو اُس نے حکم دیا
 کہ اس کا ہاتھی شجاع کے ہاتھی کی طرف بڑھایا جائے، مرشد قلی خاں نے روکا کہ اتنی جرأت بادشاہوں کے دستور
 کے خلاف ہے، لیکن اوزنگ زیب نے کہا کہ

”کوئی شخص یونہی بادشاہ نہیں ہو جاتا، اسی قسم کی جرأت سے بادشاہت ملتی ہے، اگر بادشاہت
 بننے کے بعد جرأت میں کوئی فرق آجائے، تو سلطنت باقی نہیں رہ سکتی۔“
 عروسِ ملک کسے درکنار گیر و تنگ
 کہ بوسہ بربِ شمشیر آبِ دارِ دلہ

۱۔ احکامِ مالگیری بحوالہ مقدمہ رقعات مالگیر معارف پریس ص ۴۴، ۴۵

صف آرائی

غزنیوں کی فوج کی	غزنیوں کے عہد میں لڑائی کے موقع پر فوجوں کی ترتیب میں حسب ذیل صفیں
صف آرائی	ہوتی تھیں،

(۱) مقدمہ (۲) میمنہ (۳) میسرہ (۴) قلب،

تاریخ یمنی کے مصنف عقی کا بیان ہے کہ ناردین کی معرکہ آرائی کے موقع پر سلطان محمود غزنوی نے اپنی فوج کی ترتیب اس طرح قائم کی،

”سلطان جب اپنی منزل مقصود کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے سواروں کو صفوں

میں مرتب کیا، اور مختلف حصوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ میمنہ میں اپنے بھائی امیر نصر بن باطلہ

کو جانا زبہادرون کے ساتھ مقرر کیا، میسرہ میں ارسلان اباجاؤب کو طاقمور زو جان کے

سامور کیا، اور مقدمہ میں عبداللہ محمد بن ابراہیم طے تھا جس کے ساتھ غیف و غضب سے بھرے

ہوئے عرب سوار تھے، قلب میں التون تاش شاہی حاجب تھا، اس کے ہمراہ شاہی غلاموں

کی ایک بڑی تعداد پہاڑ بن کر کھڑی تھی،“

مقدمہ فوج کی اگلی صف، میمنہ، دائیں صف، میسرہ بائیں صف، اور قلب مرکز کے کچھ حصے تھے۔

لے ایٹ جلد دوم ص ۷۲ تاریخ یمنی کا فارسی نسخہ پیش نظر نہیں ہے، اس لئے ایٹ کی انگریزی عبارت

میسرہ اور قلب کی اصطلاح قیاساً لی گئی ہے،

(۴) میمنہ، اس کے دونوں بازو دست راست میمنہ و دست چپ میمنہ کہلاتے تھے،

(۵) قلب اس کے دائیں بائیں سجھتے دست راست قلب اور دست چپ قلب

کہلاتے تھے،

(۶) سقہ یا خلف، (پچھلی صف)

ہر صف کی نگرانی علیہ علیہ عہدہ داروں کے ذمہ ہوتی تھی، انکی صف کا نگران مقدم یا سر لشکر مقدم کہلاتا تھا، میمنہ اور میسرہ کے نگران علی الترتیب سرفوج میمنہ یا سرفوج میسرہ کے لقب سے ملقب ہوتے تھے، قلب میں بادشاہ یا اس کا قائم مقام عہدہ دار ہوتا تھا، بادشاہ کے ارد گرد علماء، ائمہ، اطباء منجین اور ان کے بعد تیرانداز پرے جمائے کھڑے رہتے تھے، شاہی علم، طبل، بوق، دھماکے، نفیری، ارغون، سرنا وغیرہ بادشاہ کے سامنے ہوتے تھے، بادشاہ جنگ میں شریک نہ ہوتا تو ساری فوج سر لشکر کے ماتحت ہوتی، جو یا تو وزیر اعظم یا کوئی بہت ہی اعلیٰ رکن سلطنت ہوتا، مقدم، سرفوج میسرہ اور سرفوج میمنہ کوئی معزز خان ہوتا تھا، اس کے ماتحت ملک ملک کے ماتحت امیر، امیر کے ماتحت سپہ سالار، اور سپہ سالار کے ماتحت سرخیل ہوتے تھے، ایک ملک زیادہ سے زیادہ دس ہزار سوار، ایک امیر ایک ہزار سوار، ایک سپہ سالار ایک سو سوار، اور ایک سرخیل

(بقیہ حاشیہ ص ۲۹۸) چو قلب و جناح و یار و ہیں

و د سوشہ مرتب در او دست کیں

۱۵ فوج السلاطین ص ۲۵۰، دہرانی ص ۸۹، ۱۵۰ ہرنی ص ۲۶۰، ۱۵۱ فوج السلاطین و جوان موارث

نمبر ۹ جلد ۲۶ ۱۵۱ آداب العرب ۱۵۱ ہرنی ص ۳۰۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴

یا ایک عارف دس سواروں کی نگرانی کرتا تھا، قلب میں خاصہ خیل یعنی بادشاہ کے خاص محافظوں کی نگرانی سرجا بند کرتے تھے، اور وہ قلب کے دونوں بازوؤں پر ہوتے تھے، اس لئے سرجا بندار مہینہ اور سرجا بندار میسرہ کہلاتے تھے، لشکر میں شاہی غلمان ہوتے، تو وہ امیر غلمان مہینہ و میسرہ کے ماتحت ہوتے تھے،

اس عہد کے پیادوں کے نگران کے لئے اصطلاحات معلوم نہ ہو سکیں، سہم، بخشم و نائب سہم، بخشم، شہد، شہم، فوج کے بعض عہدے تھے، شہم شہم سے مراد اگر پیادے ہوں تو شاید یہ عہدے پیادہ فوج ہی سے تعلق ہوں گے،

ہر حصہ میں گھوڑوں کی نگہبانی کے لئے ایک اخربک، ہاتھیوں کے لئے ایک شخہ پیل، اڈیٹوں کے لئے ایک شخہ، نفر، ہتھیاروں کے لئے ایک سرسلا صادر ہوتا تھا، ایک چاوش بھی متین رہتا تھا، جو اس کی نگرانی کرتا کہ ہر لشکر کی اپنی اپنی جگہ پر موجود ہے، ایک نقیب احکام سنانے کے لئے مامور ہوتا تھا، غواہ اور احکام کی خلاف ورزی یا صفوں میں بے ترتیبی پیدا کرنے کے سلسلہ میں سخت سے سخت سزا مقرر تھی، علاء الدین خلجی کی فوج کیسی میں مفکوں کے مقابلہ میں صف آرا ہوئی، تو اس نے اپنی فوج کو یہ حکم سنایا،

کس از سر فرازاں نجبہ زجاے مگر ہم بہ فرمان فرماں رواے
وگر خود کہے بگذرد ز زین سخن سر خود نہ بیند بہ پہلوئے تیغ

صفوں کی ترتیب میں پیادوں، سواروں، اور ہاتھیوں کے تقدم و تاخر میں کسی یکساں ضابطہ کی پابندی نہیں ہوتی تھی، مصالح اور موافق کی بنا پر کبھی پیادے کبھی سوار، اور کبھی ہاتھی آگے

نیز برنی ص ۵۴، مبارک شاہی ص ۲۰، تہذیب برنی ص ۳۰، مبارک شاہی ص ۲۰، و برنی ص ۳۰، تہذیب

نیز برنی ص ۵۴، تہذیب برنی ص ۲۵۰،

رکھے جاتے،

پیادے اگر آگے ہوتے تھے تو پہلی قطار میں برگستوان، جوشن اور سپردالے تیرا نڈا رکھے جاتے،
دوسری قطار میں زرہ پوش، نیزہ باز اور تیغ انداز سپر کیا ہوتے تھے دوسری قطار میں تیرا درگزر برداروں
کی جماعت ہوتی تھی قطار سیف، شمشیر اور گرز والوں پر مشتمل ہوتی، تمام قطاروں کے درمیان اتنی
جگہ چھوڑ دی جاتی کہ عقب کے سوار اور دوسرے لشکر ہی سامنے لڑائی کے نشیب و فراز کو دیکھ سکتے تھے
یا ضرورت کے وقت ان جگہوں سے ہو کر آگے بروکے لئے بڑھ سکتے تھے، یا آگے بڑھ کر اپنی مقررہ جگہ
پر واپس آ سکتے تھے،

سوار اگر آگے ہوتے تو زرہ، خود، جوشن، دستوانہ، اور برگستوان میں ملبوس، تیرکمان، تیغ نیزہ
اور تبر سے لڑتے،

ہاتھی کبھی آگے ہوتے تو ان کے پیچھے سوار ہوتے، غیاث الدین تغلق اور خسرو شاہ کی جنگ کا
کرتے ہوئے امیر خسرو دہلوی الذکر کی فوج کی صف آزمائی کا حال لکھتے ہیں،

صف پہلاں چو صف ابر آزار	ہر ابر سے برق، جملہ، باد و رفتار
نہ موز ہر پہل چوں کو ہے ہاشک وہ	بر و برگستوان چوں ابر ہر کوہ
بہشت پہل تر کاں تیر و رشت	چو کوہ ہے کو بہشت کو بہشت
پس پہلان سواراں صف کشیدہ	بجوش از پشت ماہی تف کشیدہ

کبھی ہاتھی ہر صف کے آگے ہوتے، علاء الدین خلجی منلوں کے خلاف کبلی میں جنگ کر رہا تھا
تو فتوح السلاطین کے مولف کا بیان ہے کہ

بہر موج و دبستگاں پہل مست	یقین کردہ آن خسرو چہرہ دست

لے آداب الحرب، صفہ تغلق، ص ۹۲-۹۳،

اذاں شندہ پیدانِ شمرزہ شکار
 کہ کس برنگوہ دریں کارزار
 بفرمود پس شاہ و الائبار
 شدہ پیش ہر صفت کیے کو ہمار
 کس از سر فرازاں بجنبہ زجاء
 مگر ہم بہ فرمانِ فرمانروائے
 مگر ہاتھی نمودا بادشاہ کے ساتھ قلب میں ہوتے، صبحِ الاغشی کا مصنف محمد تفلق کی لشکر
 ترتیب کے سلسلہ میں رقمطراز ہے :

”سلطان خود قلب میں ہوتا ہے..... اس کے سامنے ہاتھیوں کا جھنڈ ہوتا ہے،
 ہاتھیوں پر برجوں سے ڈھکے ہوئے آہنی ہو درج رکھے جاتے ہیں جن پر تیر انداز سوار ہوتے
 ہیں، اور پھر ان ہی برجوں کی ہرست میں سوراخ بنے ہوتے ہیں جن سے تاک تاک کر نشانے
 لگائے جاتے ہیں، اور ان ہی ہو درجوں میں روغنِ لفظ ہوتا ہے، جو شیشہ کی نمکیوں سے ڈھنکوا
 پراچھا لاجاتا ہے، جس سے شعلے پیدا ہوتے ہیں“

محمد تفلق امیر تمور کے خلافتِ معرکہ آرا ہوا تو اس کی فوج کے قلب ہی میں ہاتھی تھے، ابراہیم
 لودی پانی پت کی جنگ میں صفت آرا ہوا، تو قلب ہی میں اُس نے ہاتھی رکھے تھے،

قلب کے پیچھے آخری صفت یعنی ستھ یا خلف ہوتی، اس کی بھی کئی قطاریں ہوتی تھیں، پہلی قطار
 میں شاہی حرم کی بیگیاں ہوتیں، اُن ہی کے ساتھ شاہی خزانے، اسلحہ خانے، اور باورچی خانے وغیرہ
 ہوتے، دوسری قطار میں فاضل گھوڑے، اڈٹ اور مویشی، قیدی اور زخمی سپاہی رکھے جاتے،
 پھر تیسری قطار میں فوج کا ایک دستہ ہوتا جو عقب سے دشمنوں کے حملہ کی مدافعت کے لئے تیار رہتا

۱۵ فوج، تہذیب ص ۲۵۰، نیز دیکھو برنی ص ۳۰۱ سیری کی جنگ میں بھی سارا الدین کی فوج کے ہر حصہ میں ہاتھی

تھے، برنی کا بیان ہے: ”و در ہر فوجی، لنگی پنجگان پل بر گستاہا کردہ ایتا دانبد“

۱۵ صبحِ الاغشی کچھ از سواران جلد ۲۹، باب ۵۔ ۱۵ نظر نامہ جلد دوم ص ۱۰۶

تھا، خلف قلب سے چند کروہ پر واقع ہوتا ہے

ان مختلف صنفوں کے علاوہ کمین گماہوں میں بھی فوجیں پوشیدہ رکھی جاتی تھیں، جو دشمنوں پر اچانک حملہ کرتی تھیں، کوئی صنف کمزور دکھائی دیتی تھی، تو اس کی مدد کو بھی پہونچتی تھیں، علاوہ ان خفیہ کسلی میں منگولوں کے خلاف صف آرا ہوا تو اس کی ہر صنف کے پیچھے کمین گماہ تھے،

آداب الحرب کے مصنف نے کچھ جزوی باتیں بھی قلمبند کی ہیں، مثلاً قلب اونچی جگہ پر ہوتا کیونکہ میمنہ اور میسرہ دکھائی دیتا، اڑانی میمنہ سے شروع کرنا بہتر ہوتا، اڑانی شروع کرتے وقت قلب، میسرہ اور سواروں کے لئے کچھ علامتیں ہوتیں جن سے سر لشکر کا حکم آسانی سے سمجھ میں آ جاتا، منتخب سوار میدان جنگ سے علیحدہ بھی کھڑے رہتے، کہ وہ اچانک کمین گماہ سے حملہ کر دیتے، کچھ علامتی نشان بھی ہوتا، کہ اس سے دوست اور دشمن کی پہچان ہوتی، کچھ دیر سپاہیوں کو مختلف صنفوں میں اس لئے مامور کیا جاتا کہ وہ میدان جنگ میں لشکریوں کی ہمت بڑھاتے، لفظ انداز قلب کے دست چپ اور منتخب اور عاودہ والے دست راست پر ہوتے تھے

یتمہ کی فوج کی صف آرائی | امیر تمپور نے اپنے لشکر کی صف آرائی کے لئے خاص خاص قوانین وضع فرمایا۔
مرب کئے تھے، اگر اس کی فوج بارہ ہزار سوار پر مشتمل ہوتی، تو اس کی صف آرائی حسب ذیل طریقہ پر ہوتی،

(۱) قراول (ہراول کے آگے) کا حلقہ جو چھوٹی ٹکڑیوں سے جھڑا ہوا کرتا،

(۲) ہراول (راگلی صف)

(۳) چراغوار (بایں بازو) اس کے پٹن سے ہوتے، ہراول چراغوار (بایں بازو) کی

ملکہ آداب الحرب لکھ طبقات مادی میں ۱۲۲ لکھ فتوح الدین علی بن تیمور لکھ سلطنت تیموری علی گڑھ

کے کسی نسخہ میں صف آرائی کو مختلف باتوں سے بیان کیا گیا ہے۔

اگلی صف (چیا ول جرائنار (بائیں بازو کا دایاں حصہ) شقا ول جرائنار (بائیں بازو کا دایاں حصہ)
 (۴) برائنار (دایاں بازو) اس کے بھی تین حصے ہوتے، ہراول برائنار (دائیں بازو کی اگلی
 صف) چیا ول برائنار (دائیں بازو کا بائیں حصہ) شقا ول برائنار (دائیں بازو کا دایاں حصہ)
 (۵) قول (مرکز)

اور اگر فوج کی تعداد بارہ ہزار سے چالیس ہزار یا اس سے زیادہ ہوتی تو اس کی صف
 آرائی کا نقشہ یہ ہوتا،

(۱) قراول (ہراول کے آگے کا حصہ) قراول دست راست (دائیں بازو کا اگلا حصہ)
 قراول دست چپ (بائیں بازو کا اگلا حصہ)

(۲) ہراول بزرگ (اگلی صف کا اصلی حصہ) ہراول (اگلی صف کا اگلا حصہ)
 (۳) جرائنار (بایاں بازو) ہراول جرائنار (بائیں بازو کی اگلی صف) شقا ول جرائنار
 (بائیں بازو کا دایاں حصہ) ہراول شقا ول جرائنار (بائیں بازو کے دائیں حصہ کی اگلی صف)
 (۴) برائنار (دایاں بازو) ہراول برائنار (دائیں بازو کی اگلی صف) چیا ول برائنار (دائیں
 بازو کا دایاں حصہ) ہراول چیا ول برائنار (دائیں بازو کے بائیں حصہ کی اگلی صف)
 (۵) قول (مرکز) دست راست قول (مرکز کا دایاں بازو)

(۶) عقب (پچھلی صف)

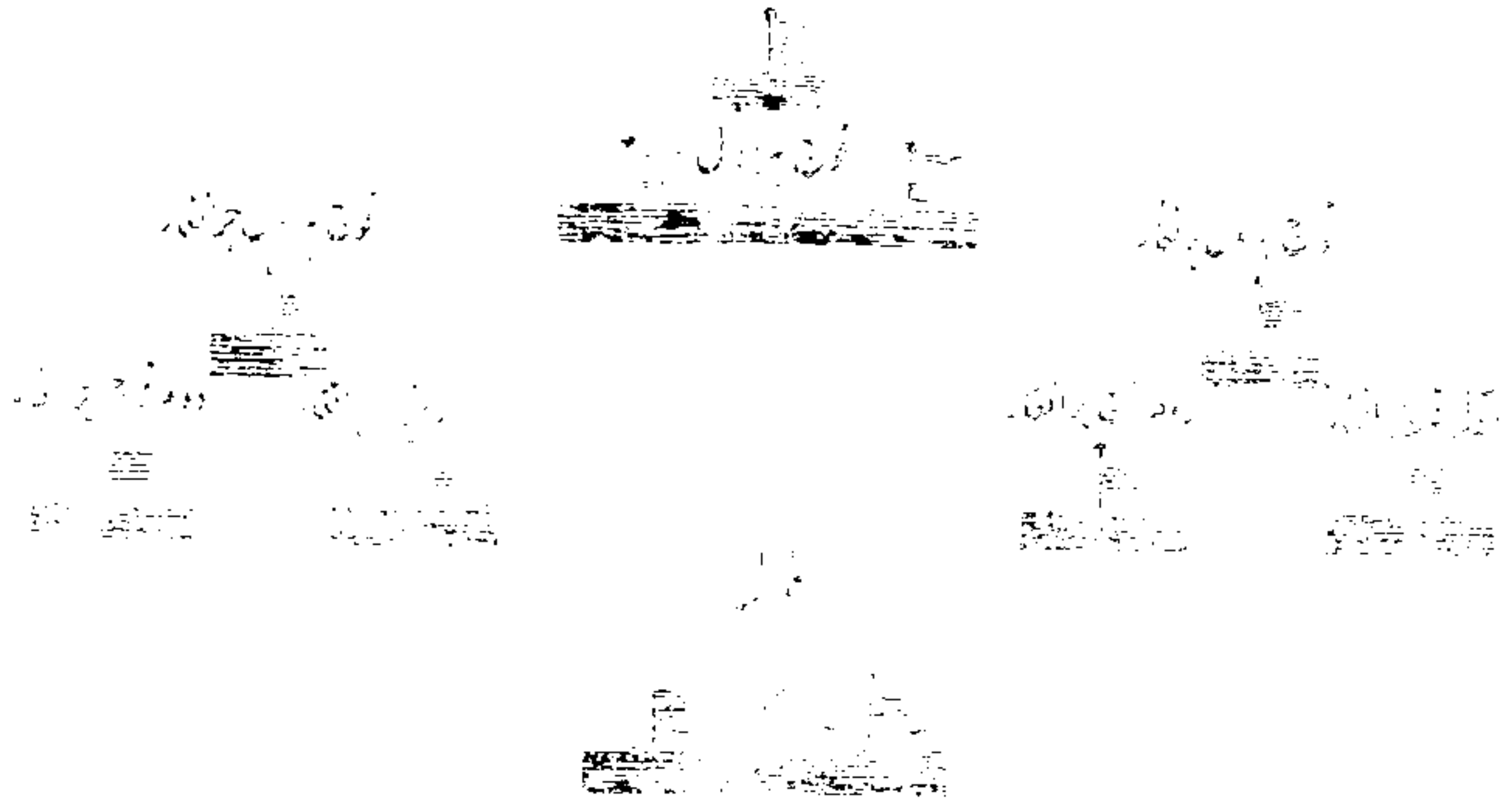
قراول یعنی فوج کے آگے آگے رہنے والا دستہ، ہراول کے راست و چپ، ہنیم کے لشکر کی
 دید بانی کے لئے ہوتا، ہراول بزرگ کے آگے بھی ایک ہراول ہوتا جس میں فوج کا صرف
 ایک دستہ ہوتا، ہراول ہراول کے پیچھے ہراول بزرگ کی فوج چھ دستوں میں منقسم ہوتی، اسی
 طرح جرائناریں چھ دستے ہوتے، ہراول جرائناریں صرف ایک دستہ شقا ول میں چھ دستے



تیمور کے پاس تھوڑی فوج رہتی تو اس کی ترتیب اس طرح ہوتی

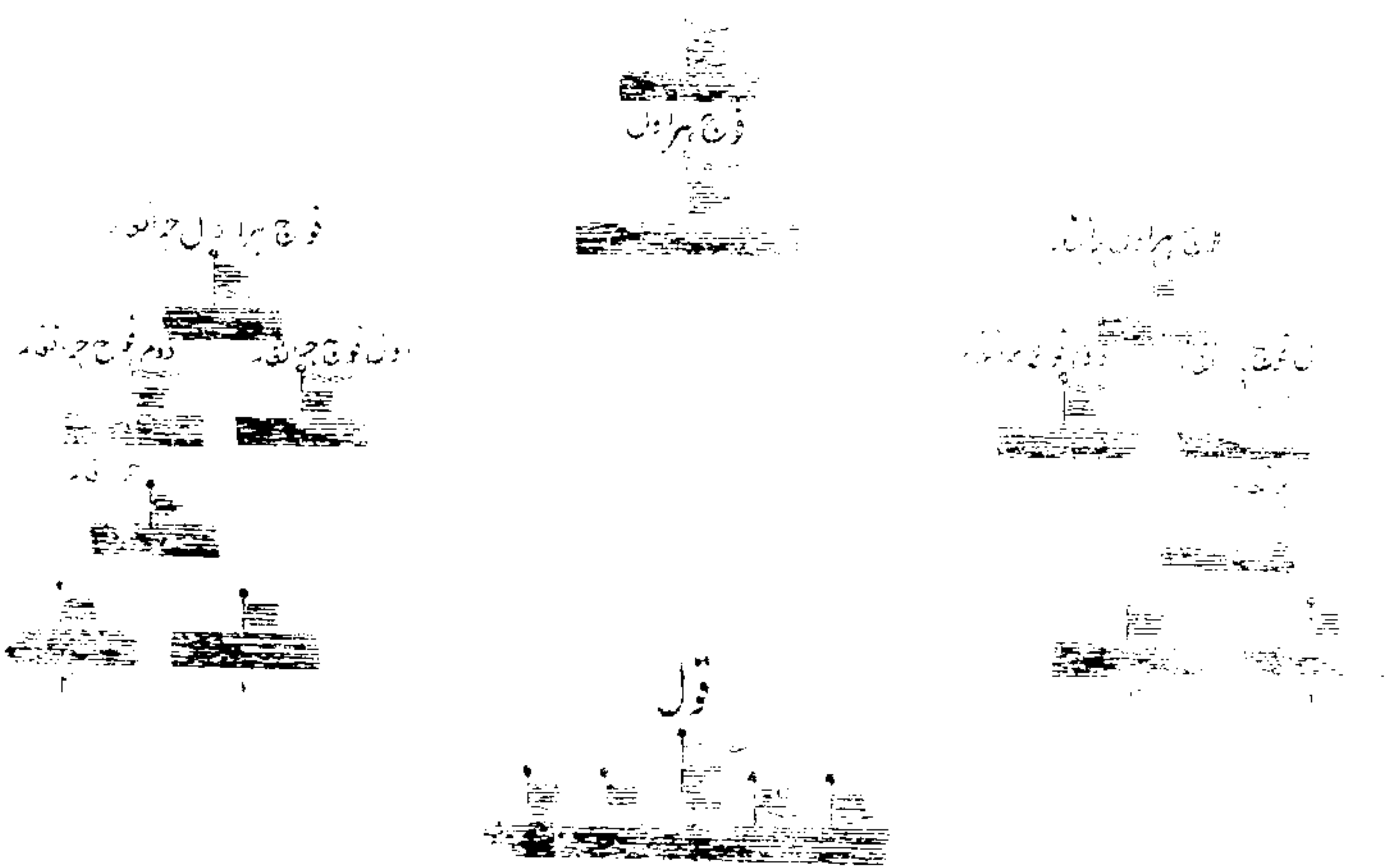
(۱)

فوج قراول



(۲)

فوج قراول



بابر کی فوجوں کی صفت آرائی کی یہ اصطلاحیں بدلتی رہیں، پانی پت کی جنگ میں خود بابر کے بیان کے مطابق حسب ذیل صیفیں تھیں،

(۱) قراول

(۲) ہراول، اس کے ساتھ فوج محفوظ کی صفت طرح ہراول کہلاتی تھی،

(۳) برانغار، برانغار کے اوج یعنی اس کی داہنی طرف بالکل کنارے پر فوج کا ایک ایسا دستہ تھا، جو پٹ کر غنیم کے عقب پر تیروں سے حملہ کرتا تھا، اس کو توڑتے اور فوج حرا انغار کہلاتا تھا، حرا انغار کے ساتھ ایک فوج محفوظ بھی تھی، جو طرح حرا انغار کہلاتی تھی،

(۴) حرا انغار حرا انغار کے ساتھ بھی تو لقمہ اوج برانغار اور طرح برانغار تھی،

(۵) قول یا غول یعنی مرکز، اُس کے دو حصے تھے، دست راست قول، دست چپ قول

(۶) طرح قول یعنی فوج محفوظ، قول کے پیچھے صفت آرا تھی،

کنوارہ کی جنگ میں بابر کی فوج کے حرا انغار اور برانغار میں دائیں اور بائیں بازو بھی تھے، جن کے لئے پچھلے حرا انغار، پیسار حرا انغار، پچھلے برانغار اور پیسار برانغار کی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں،

برکے پانٹینوں کی تیموریوں کی سلطنت ہندوستان میں باضابطہ قائم ہوئی، تو خود بابر کے فوجوں کی صفت آرائی کے موقع پر مصنفوں اور آرائی کی اصطلاحات میں تبدیلیاں بھی نمودار ہوئی ہیں

(۱) قراول جو کبھی مقدمہ، کبھی منقلہ، اور کبھی غلیعہ یا ہمارا یہ کہلاتا تھا،

۱۵۰۰ بابر نامہ، رد و ترجمہ ص ۳۱۳-۳۱۴ و بابر نامہ انگریزی دوم ص ۵۰۵-۵۰۶، یادگار، ص ۱۰۰

۱۵۰۱ اکبر نامہ، جلد دوم ص ۳۶۰-۳۶۱، بدایونی جلد دوم ص ۵۰۵، تہذیب اکبر ص ۳۵۰-۳۵۱، بادشاہ، ص ۱۰۰

۱۵۰۲ ازبک نامہ، جلد دوم ص ۱۲۱-۱۲۲، وغیرہ وغیرہ ۱۵۰۳ اکبر نامہ جلد دوم ص ۳۶۰، جلد سوم ص ۵۰۶، یا عمل، ص ۱۰۰

۱۵۰۴ اول ص ۶۰، منتخب القباب ص ۵۰۹

(۲) ہراول، اس کے کبھی کبھی دیوازو، راست ہراول اور چپ ہراول ہو جاتے ہدایونی نے
جوزہ ہراول کی ایک اصطلاح استعمال کی ہے اور جو ہراول سے بھی آگے ہوتا جیسا کہ ہدایونی نے خود
لکھا ہے :

و چند نفر حبسید و بگزیدید بهمرازی سید با شتم بار به پیشتر از هراول نامزد شدند که آنرا اجزوه

سرفروش می نامیدند"

مگر یہ اصطلاح کسی اور مورخ نے استعمال نہیں کی ہے۔ ہراول کی فوج محفوظہ کو اہمیت دیتے ہیں۔

(۴) جوانان! اس کو کبھی دست چپ کبھی میسرہ کبھی صرف یسار کہا جاتا تھا، اس کے دائیں

ہاں باز بھی ہوتے تھے جو دست راست چراغدار اور دست چپ چراغدار کہلاتے تھے، چراغدار

کے ساتھ تو اللہ جل جلالہ اور طرح طرح کی باتیں

(۴) برائے خارجہ کے لئے کبھی دست راست کبھی میمنہ اور کبھی صرف یمن کی اصطلاح استعمال

کی جاتی تھی، اس کے بھی دست راست برائے غار اور دست چپ برائے غار ہوتے تھے، اس کے ساتھ ہی

تو لقمہ یا لقمہ اور طرح ہوتی تھی،

(۵) قول یا غول یا قلب، اس کا بایں بازو دست چپ قول اور دایں بازو دست راست قول

(یا میرہ قول یا مینہ قول) کہلاتا تھا، ان دونوں بازوؤں کے پیچھے کچھ فوجیں محفوظ رکھی جاتی

تختیں، جو طرح دست راست اور طرح دست چپ کہلاتی تھیں،

۱۵ باب اولی جلد دوم ص ۱۳۱ ۱۶ اکبرنامه جلد سوم ص ۴۸۲، ۳۳۲، ۳۲۵، ۱۷ اکبرنامه جلد سوم ص ۲۲

۵۱۰ ب التوازیخ از خانی خاں حصہ دوم ص ۴۰ ، عملِ صالح جلد دوم ص ۲۵۵ ، المیزان

ص ۶۵، ص ۹۶، ۱۰۵ بادشاہ نامہ از عبد الحمید لاہوری جلد اول ص ۴۰۶، اکبرنامہ جلد سوم

دھرم اور اوصاف

(۶) چند اول جس کو بھی چند اول یا سقہ بھی کہتے تھے، یہ فوج کی پچھلی صف ہوتی تھی، جو فوجی سامان، شاہی حرم کی ہنگامات اور فوجی کیمپ کی محافظت کے لئے متعین ہوتی تھی، صفوں کو ترتیب دینے کا ذمہ دار بخشی الممالک ہوتا تھا، جنگ سے ایک روز پہلے وہ بادشاہ یا شہزادہ یا جنگ کے حاکم اعلیٰ کے سامنے فوجوں کی تعداد اور مختلف فوجی سرواروں کی متعینہ جگہوں کا نقشہ پیش کرتا تھا، اسی نقشہ کے بموجب وہ میدان جنگ میں مختلف عہدہ داروں کو مختلف صفوں میں متعین کرتا تھا، لڑائی میں کوئی سردار جنگی خطا کرتا تو اس کی جگہ پر دوسرے کو متعین کرتا، بخشی الممالک کے ماتحت نائب بخشی بھی ان کاموں میں ان کی مدد کرتے تھے، کبھی صف آرائی کی خدمت امیر تونک کے بھی ذمہ کی جاتی تھی، کبھی بادشاہ دارالسلطنت سے فوجوں کی صفوں کو ترتیب دینے کے لئے روانہ کرتا، فوجیں اسی ترتیب کے ساتھ میدان جنگ میں کھڑی ہوتیں، اہم سرداروں میں بادشاہ یا شہزادہ فوجوں کی صف آرائی بنفس نفیس نمود کرتے، جانشینی کی جنگ کے مواقع پر شہزادہ خود ہی صفوں کو ترتیب دیتے،

سلف تونک تیسری ص ۱۹۲-۱۹۱، دبا برنامہ اردو ترجمہ ص ۳۱۳، ۳۱۴، میں جنگ کے مواقع پر نظام آرائی خلیفہ میر بخشی کی صف آرائی، دبا برنامہ انگریزی جلد دوم ص ۵۶۰، ۵۶۱، سے عالمگیر نامہ جلد اول ص ۲۳۵ سے عمل صالح جلد اول ص ۴۰، جلد دوم ص ۴۶۲، بادشاہ جلد اول ص ۴۰، جلد دوم ص ۸۲، میں مثال کے لئے دیکھو دارا اور تونک زیب کی جنگ عالمگیر نامہ ص ۵۵، ۵۶، ۵۷، منتخب الباب جلد دوم ص ۲۶۵، ۲۶۶، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱

ہر صف کا نگران ایک سردار یا سالار ہوتا تھا، پھر ہر صف کے لشکری مختلف حصوں میں منقسم کئے جاتے تھے، یہ تھے قشون (قوشون) یا تو مان (تومان) یا کبھی چوکی اور کبھی توپ کھاتے تھے ہر قشون کا محافظ ایک علیحدہ سپہ سالار ہوتا تھا، آج کی فوج میں ان عہدوں کی نگرانی کسی سلطان یا بگیک یا میر کے ذمہ ہوتی تھی، انگریزی دور میں جب انصہدارسی نظام قائم ہوا تو پھر فوجوں کے قشون اور تومان کی نگرانی کوئی معزز منصب دار کرتا تھا، وہ ہزارہی منصب دار کی رہنمائی میں فوجی سیکرٹری منصب دار تک ہوتے تھے، اسی طرح ہشت ہزارہی کے ماتحت ہشت صدی تک ہفت ہزارہی کے ماتحت ہشت صدی تک، پانچ ہزارہی کے ماتحت پانچ صدی تک، پانچ صدی کے ماتحت ایک صدی تک مقرر کئے جاتے تھے، جنگ میں بادشاہ یا شہزادہ شرکت کرتا، تو سارے منصب دار اس کے ماتحت ہوتے، بادشاہ یا شہزادہ نہ ہوتا تو سارے سردار یا سالار سپہ سالار کی نگرانی میں ہوتے تھے، مختلف لشکریوں کا سر

سے نزدیک تیموری ص ۳۰۰، جنگ کے موقع پر مختلف سرداروں اور سالاروں کے نام کے لئے دیکھو اکبر نامہ

جلد سوم ص ۲۳، بونٹلی ص ۱۶۹، جلد دوم ص ۶۲، بادشاہ نامہ جلد اول ص ۵۰، جلد

دوم ص ۲۰۰، اکبر نامہ جلد دوم ص ۵۵، وغیرہ وغیرہ سے نزدیک تیموری ص ۲۰۳، الیٹ جلد

سوم ص ۱۰۰، اکبر نامہ جلد دوم ص ۶۲، بادشاہ نامہ جلد دوم ص ۴۳، ص ۴۰، سیرت خرمین جلد

۱ ص ۱۰۰، اکبر نامہ جلد سوم ص ۴۰، اکبر نامہ جلد دوم ص ۶۰، اکبر نامہ

جلد سوم ص ۱۰۰، اکبر نامہ جلد سوم ص ۴۰، اکبر نامہ جلد دوم ص ۶۰، اکبر نامہ

جلد سوم ص ۱۰۰، اکبر نامہ جلد سوم ص ۴۰، اکبر نامہ جلد دوم ص ۶۰، اکبر نامہ

جلد سوم ص ۱۰۰، اکبر نامہ جلد سوم ص ۴۰، اکبر نامہ جلد دوم ص ۶۰، اکبر نامہ

جلد سوم ص ۱۰۰، اکبر نامہ جلد سوم ص ۴۰، اکبر نامہ جلد دوم ص ۶۰، اکبر نامہ

جلد سوم ص ۱۰۰، اکبر نامہ جلد سوم ص ۴۰، اکبر نامہ جلد دوم ص ۶۰، اکبر نامہ

اکبر نامہ جلد سوم ص ۱۰۰، اکبر نامہ جلد سوم ص ۴۰، اکبر نامہ جلد دوم ص ۶۰، اکبر نامہ

عموماً ان ہی کی قوم کا کوئی منصبہ نہ ہوتا تھا، مثلاً راجپوتوں کی چوکی ایک راجپوت منصبہ نہ ہوتا تھا،
 کا تو مان ایک افغانی منصبہ، مخلوں کا قشون ایک منغل منصبہ اس کے ماتحت ہوتا، توپچی برقی انداز
 تفنگچی اور دیگر انداز وغیرہ ایک ایسے منصبہ کی نگہ رانی میں رہتے تھے جو میرانشاہ کہلاتا تھا،

صفت آرائی میں تفنگچی، برقی انداز، سواہ، ہاتھی، اور پیادے کے تقدم و تاخر میں کسی یکساں
 منابطہ کا تحریر کیا مشکل ہے، مگر بڑی بڑی لڑائیوں کے موقع پر عام طور پر ہراول کی پہلی قطار میں
 توپچی، برقی انداز، گولہ انداز اور دیگر انداز ہوتے تھے، توپیں کبھی بڑے بڑے چھکڑوں پر لٹائی جاتی تھیں اور
 رکھی جاتیں، ان سے دور دھچکے سے زخمی اور چرے سے متصل کر دیے جاتے، درمیان کے
 درمیان اتنی جگہ چھوڑ دی جاتی کہ اس میں چھ ماٹھائی سے بھر سکتے ہوئے توپیں رکھی جاتی تھیں
 تفنگچی ان چھکڑوں اور توپوں کے عقب میں پناہ لے کر تفنگ انداز میں کرتے تھے، کبھی توپوں کو
 آہنی زنجیروں سے اس طرح منسلک کر دیا جاتا تھا کہ دشمن یلغار اور پورش کر کے لکھنے نہ پاتے تھے۔

۱۵۵۵ء میں تیمور کی فوج کے ہراول میں اورچیاں، دشمنیہ دروازاں و نیزہ دروازاں و بہادران آرمیوارہ کا، ہوتے اور
 ۱۵۵۵ء میں دیکھو بارنامہ اردو ترجمہ ص ۲۶۴، طبقات اکبری جلد دوم ص ۱۳، منتخب التواریخ جلد اول
 ص ۳۴، لفظ توپہ اس کے معنی میں اختلاف ہے، اکبر نامہ جلد اول ص ۱۵۹ میں توپہ کے بجائے توپ
 ہے، بارنامہ کے اردو ترجمہ میں اس کے معنی جای لکھے گئے ہیں، اس سلسلہ میں طبقات اکبری کی عبارت درست
 ”درمیان ہر دو راہش ہفت توپہ تبسہ نمائند تا تفنگ اندازاں ہر دو معرکہ در پناہ ہاں“

دوپہ ہفراغت تفنگ تو اندازاں خت

منتخب التواریخ میں یہ عبارت اور بھی واضح طریقہ پر لکھی گئی ہے،

”درمیان ہر دو راہش ہفت توپہ پر خاک تبسہ نمود تا ہر دو معرکہ تفنگ اندازاں“

در پناہ ہر دو توپہ پر خاک ہفراغت تو اندازاں خت

ہوتے تھے، راجپوت سوار عموماً برچھے سے لڑتے تھے، مغل سواروں کا ہتھیار تیر و کمان تھا، ہر سوار کی کمر میں شمشیر یا تیغ یا تلوار آویزان ہوتی، کمر کی دوسری طرف کبھی کٹار یا خنجر ہوتا، بایں کاندھے پر سپرنی ڈھال ہوتی، جو لڑتے وقت بایں ہاتھ میں پکڑ لی جاتی، سواروں کے عقب میں پیادے ہوتے، تیموریوں کے زمانے میں بڑی لڑائیوں میں پیادوں کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی تھی،

قول میں بادشاہ یا شہزادہ یا سپہ سالار عموماً ہاتھی پر خوشہ زریں اور چترہ دور کے ساتھ جلوہ افروز ہوتا تھا، وہ اسی جگہ ہوتا کہ لشکر کے ہر حصہ سے دکھائی دیتا تھا، شاہی جنگی علم کبھی اس کے ہاتھی پر یا کبھی اس کے بالکل قریب دوسرے ہاتھی پر لہراتا رہتا تھا، اس پاس دوسرے ہاتھیوں پر فوجی باجوں کی مختلف قسمیں بھی ہوتیں، بادشاہ یا شہزادہ کی عماری میں اس کی کوئی چیمینی اولاد بھی ہوتی اس کے ہاتھی کے دونوں جانب اعیان سلطنت اور ارکان دولت گھوڑوں پر سوار رہتے تھے، کبھی کبھی عمار و فضلہ کی جماعت ساتھ ہوتی تھی، بادشاہ یا سپہ سالار قول سے کوئی حکم صادر کرتا تو اس کو

۱۵ مثال کے لئے دیکھو راجہ بھگونت داس کے اسمہ اکبر نامہ جلد سوم ص ۱۵۱ سے عمل صحت جلد دوم ص ۵، ۱۵ تیمور جب جنگ میں شریک ہوتا تو قلب میں علم کے نیچے ہی رہتا، ملفوظات تیموری الیٹ جلد سوم ص ۳۹ سے مثال کے طور پر دیکھو، سموگڈہ میں دارا کی فوج کی ترتیب سے نور جہاں صابت خانہ سے جنگ کر رہی تھی، تو اس کی عماری میں شہر یار کی لڑائی، اس کی آنکھ اور صبیحہ شاہ نواز خاں ساتھ تھے (اقبال نامہ جہانگیری ص ۶۴، ۶۳، ۶۲) اورنگ زیب کی وفات کے بعد اس کے لڑکوں میں جنگ جانشینی ہوئی، تو شہزادہ اعظم کے لڑکے بیدار بخت کے ہاتھی پر اس کا کسین بچہ بیدار دل تھا، خود شہزادہ اعظم کے ساتھ اس کا لڑکا شہزادہ علی بر تھا، اسی جنگ میں اعظم شاہ کے لڑکے شہزادہ والا جہاں کی بے پروائی کے ہودے میں ایک آتشیں گولہ کی زد میں آکر جان بحق ہوئی، (مختار الباب ص ۸۹۲)

مختلف حصوں میں تو اچھی، یسا ول یا ستر اول پہنچاتے یہی یسا ول اور ستر اول اُس کی گنجائی بھی کرتے کہ ہر لشکر میں اپنی جگہ پر ہوا، احکام کی پابندی سختی سے عمل میں آتی، عدول حکمی کی سزا موت تھی،

چند اول قلعے پیچھے ہوتا، اس کی فوجیں عقب سے غنیم کی پوش روکنے کے لئے مستعد رہتیں، یہ شاہی فوج کی سبکیات اور فوجی کیپ کی نگہبانی بھی کرتیں، کچھ فوجیں کین گاہوں میں پوشیدہ ہوتیں، صفوں کو ترتیب دیتے وقت مختلف صفوں کے درمیان اور پھر ہر صف میں جا بجا اتنا خلا اور گزر گاہ چھوڑی جاتی تھی کہ عقب سے لشکر کے سامنے کی چیزیں دکھائی جاسکیں، اور ضرورت کے وقت مختلف گزر گاہوں سے سواروں کے گھوڑے آسانی سے گزر سکیں، ایک صف سے دوسری صف کا فاصلہ کبھی نصف کو س اور کبھی تیر پر پاب کا ہوتا،

ہر صف کے گھوڑوں کی نگہبانی کے لئے ایک انور بک ہاتھی کے لئے ایک شخص پہلے پیش قدمی کے لئے ایک سیرانش اور عام اسلحہ کے لئے داروغہ قورخانہ یا قوربگی ہوتا، قوربگی کے ہاتھ میں شاہی علم بھی ہوتا، اور پھر ہر صف کی عام گنجائی ایک نجشی کے ذمہ ہوتی،

۱۵ مخطوطات تیموری ایٹ جلد سوم ص ۳۳۴، باب نامہ اردو ترجمہ ص ۳۱۵، اکبر نامہ جلد اول ص ۱۰۰، جلد سوم ص ۲۳
۱۶ باب نامہ اردو ترجمہ ص ۳۱۵، عالمگیر نامہ جلد اول ص ۲۱۵، منتخب اللباب ص ۵۵، اکبر نامہ جلد سوم ص ۸
۱۷ ص ۲۲، تزک جہانگیری ص ۲۵۲، تزک تیموری میں ہے "امرنو دم کہ با امیر ہر فوج کہ برینغ فرستم مطابق حکم برینغ عمل نمایند و از ان مختلف نہ درزند"، اوکس ان پیکر بیگیاں دامرا و از حکم مختلف و تجاووز نماید ویرا بشیر گندہ زندہ و کوئل ویرا کہ منتظر الامارت باشند بجای سے نصب کنند" (ص ۲۰۳)

۱۸ باب نامہ میں ہے "چوں ارکان لشکر، انم گشتہ کہیں بجایے خود تافت، فرماں واجب الاذعان، لا اذن الا من شرف الامر یافت کہ سبکیں بے حکم نہ میرا، خود حرکت نماید و بے رخصت دست بھی نہ نکشاید"، باب نامہ اردو ترجمہ ص ۳۱۵
۱۹ باب نامہ اردو ترجمہ ص ۳۱۵، عالمگیر نامہ جلد اول ص ۲۱۵، اکبر نامہ جلد اول ص ۱۰۰، جلد سوم ص ۲۳

جنگ

آغاز جنگ | جنگ عموماً صبح کو شروع ہوتی، اور شام تک ختم کر دی جاتی، مگر ذیقین و ذی الحجۃ کے دن کا کچھ حصہ گذر کر رات کی شروع کرنے کی کوشش کرتے تاکہ ہزیمت اور شکست کی حالت میں رات کی تاریکی فرار ہونے میں معاون ہو۔ رات کی شروع ہونے سے پہلے ہر لشکر کے حکم سے نغارہ بجا کرنا پھونکا جاتا، اور تکبیر کہی جاتی تو سارے لشکر میں تیاری میں مشغول ہو جاتے، نغارہ کی دوسری آواز میں وہ اپنے گھوڑوں کے ساتھ مسلح ہو کر اپنی صفوں میں کھڑے ہو جاتے، تیسری آواز میں وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر مزید حکم کے منتظر رہتے، چارویں نظیری بجاتے تو رات کی شروع ہو جاتی، مسلمان سپاہی اللہ اکبر اور جہاد راہین یا ہما دیو یا کسی دیوی یا دیوتا کے نام کے نعروں کے ساتھ آگے بڑھتے۔

سورن | تیموریوں کے دور میں بھی کم و بیش یہی طریقہ مرتب تھا، نغارہ اور کرناہی سے جنگ کا آغاز کیا جاتا تھا، جنگی نعرے کے لئے اس دور میں جا بجا سورن کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے، مسلمان سپاہی کے لئے اللہ اکبر کے علاوہ مختلف قسم کے سورن تھے، کبھی "وہ بڑا" اور کبھی وہ "کے نکلے بلند کرتے"، اکبری عہد میں تیموریوں کی فوج احمد آباد میں محمد حسین مرزا کے خلاف جنگ کر رہی تھی، تو اس موقع پر سورن بولا:

سلا آوای حرب، کسی نسیہ مسلم یونور سٹی غی گڑ، باب بست و نم سے تغلق اور جہاد سے ایضاً ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴

فروشہ ہما ہی و برشد ہماہ بن نیزہ و قتبہ بارگاہ
ہوانیلگون شد زمیں آبنوس بجوشید دریا ز آواز کوس
بانگشت شکر ہما ہوں نمود سپاہی کہ آنرا کرا نہ نمود
کمان کیا فی در آمد بہ زہ یکے گفت بتاں یکے گفت دہ

کبھی بزن بزن اور کمش کمش کی بھی صدائیں بلند ہوتیں تھیں، اکبر کا سورن یا معین تھا، احمد آباد کی ایک جنگ میں سیف خان کو کلتاشیا "جمیری یا جمیری" کہتا ہوا جان بچی ہوا، کبھی لشکر کی بادشاہ کے نام کا نعرہ لگاتے ہوئے یورش کرتے تھے، کبھی منادی "ابراۃ خیر من یجن" (جرات بزدلی سے بہتر ہے) کی ندا دے، لشکر یون کی ہمت بڑھاتے، (سیر المتاخرین جلد دوم ص ۳۴۰)

ہندو ناراین کے علاوہ رام رام کہتے ہوئے آگے بڑھتے، مرہٹے گوپال گوپال اور ہر ہر دیو دیو کے نعرے لگاتے تھے

امتیازی علامت | جنگ کی شدت میں تیغ اور نیزہ سے لڑنے والے سوار مخالف فوجوں کے ساتھ گڑ بڑ ہو جاتے، ایسی حالت میں دوست اور دشمن کا امتیاز یا تو خاص خاص لباس سے کیا جاتا، یا نہیں تو مقررہ الفاظ ہوتے، محمد نعلق جب عین الملک کے خلاف جنگ کر رہا تھا تو اس سلسلہ میں ابن بطوطہ لکھتا ہے، "بادشاہ نے اس رات اپنی علامت دہلی" اور غزنی مقرر کی تھی، جب ہمارے لشکر کا کوئی سوار دوسرے کو ملتا تھا، تو دہلی کا لفظ کہتا تھا، اگر دوسرے نے غزنی کا جواب دیا تو معلوم

۱۹۰ ص ۱۹۰ ایضاً جلد اول ص ۳۴۵، خانی خاں جلد دوم ص ۵۰۵ اکبر نامہ جلد سوم ص ۵۵۵ ترک جہانگیری ص ۴۰۰ اکبر نامہ جلد سوم ص ۵۰۵، بدایونی جلد دوم ص ۱۰۰، ۵۵۵ ترک جہانگیری ص ۱۰۲، ۵۵۵ واقعات عالمگیری ص ۲۹ ۵۵۵ واقعات عالمگیری ص ۲۹

ہوتا تھا کہ وہ ہمارے لشکر کا ہے، ورنہ حکم تھا کہ اس کو قتل کرو۔

غیاث الدین تغلق خسرو خان سے معرکہ آرا تھا تو اس کی فوج کی علامت کا لفظ قلات تھا، بابر نے ترک بابر میں لکھا ہے کہ اس کی فوج میں اس علامت کو اصطلاحاً چالول کہتے تھے، یہ چالول دو قسم کی تھی، ایک تو قومی ہوتی تھی، مثلاً بعض قوم میں لفظ "وردا نہ" بعض میں لفظ "نوبانی" اور بعض میں "لولو" مقرر کر لیتے ہیں، دوسری یہ تمام لشکر میں لڑائی کے وقت دو لفظ چالول کے قرار پا جاتے ہیں، تاکہ معرکہ جنگ میں جس وقت دو آدمی آپس کے میں اس وقت کوئی ایک لفظ مقرر کرے، اور دوسرا جواب میں دوسرا لفظ مقرر کرے، اس سے اپنے اور دشمن کے آدمی کی شناخت ہو جاتی تھی، مثلاً اند جان کی لڑائی میں بابر کے چالول کے الفاظ تاشکند اور سیرام تھے یعنی اگر ایک تاشکند کے تو دوسرا سیرام، اور اگر ایک سیرام کے تو دوسرا تاشکند (ترک بابر میں اردو ترجمہ ص ۱۱) یورش | یورش میں عموماً پہلے مقدمہ کی فوج آگے بڑھتی، پھر مہینہ کی فوج پیش قدمی کرتی، پھر قلب معرکہ آرا ہوتا، میسرہ آخر میں بڑھتا، مسلمان حکمرانوں کے ابتدائی دور میں جب انہیں اسلحہ کی فراوانی نہ تھی، تو غنیمت کی فوجوں میں پہلے تیردن کی بارش سے انتشار پھیلانے کی کوشش کی جاتی، راجہ تھوڑا کے خلاف دوسری جنگ کرنے کے لئے شہاب الدین غوری میدان میں اترا تو طبقات نامہ ص ۱۱ کے مصنف کا بیان ہے کہ سلطان نے حکم دیا کہ مہینہ، میسرہ، غلغلا، اور قدام کے لشکر ہر طرف سے غنیم پر تیر چلیں، اور اس طرح دس ہزار سواروں نے تیر اندازی کی۔

مسلمانوں کی حکومت جب ہندوستان میں باضابطہ قائم ہوئی، اور لشکر میں ہاتھوں کی تعداد بڑھ رہی تھی، تو ہاتھیوں پر برجوں سے ڈھکے ہوئے آہنی ہودج میں بھی تیر انداز سوار رہتے تھے (تاریخ ہند ص ۱۱۱)۔

۱۵ سفر نامہ ابن بطوطہ اردو ترجمہ ص ۱۸۱ | ۱۶ تغلق نامہ ص ۱۲۲ | ۱۷ مثال کے لئے دیکھو کہلی میں | ۱۸ علامہ ابن ابی شامہ

خواجه منغل کی جنگ ابرنی ص ۲۶۰ | ۱۹ آداب اکبر باب ۱۰ | ۲۰ بیچم غلغلی نامہ ص ۱۱۱ | ۲۱ علی گڑھ | ۲۲ طبقات

نامہ ص ۱۲۰ | ۲۳ صبح الاعشی بحوالہ مسارف جلد ۶، نمبر ۱

میں ہے،

صفت پتلاں چوں صفت ابراز ار
ہر ابرے، برق حملہ، باور فوار
نہ جو نہ ہر پیل چوں کوہے ہاشکوہ
ہر دہر گستاں چوں ابر بر کوہ
ہر پشت ہری تر کاں تیر درشت
چو کوہے کوہ پشت کوہ ہشت

یورش کے مختلف طریقے | ہر وج کے برجوں کی ہر سمت میں سوراخ بنے ہوئے تھے جن سے تاک
تاک کرتیروں کے نشانے لگائے جاتے تھے، یہ نیز کبھی آتشیں اور بھی زمین نہ بچھتے ہوتے تھے، ہاتھی کی عاریوں
پر سے شیشہ کی ٹمکیوں کے ذریعہ سے روغن نطفہ بھی دشمنوں پر اچھالا جاتا تھا، جس سے شعلے پیدا ہوتے تھے
کبھی منجنیق کے ذریعہ سے پتھر اور آتش گرا دے پھینکے جاتے تھے، ٹھوٹھوں اور تلواروں کے خلاف جنگ کر رہا تھا تو اس کے
ہاتھیوں پر زبرد انداز آتش باز، اور خشک انداز تلواروں کی آمد سے پہلے دکنی ریاستوں میں توپوں کا
رواج ہو گیا تھا، چنانچہ توپوں اور بارود سے بھی دشمن میں انتشار پیدا کیا جاتا، کبھی ان کی صفیں ٹکسنی ہاتھیوں
کے یلغار سے بھی کی جاتی،

ان ذرائع سے غنیمت کے لشکر میں سرسکی پھیل جاتی تو تیر تیرا تیر، تیر اور تیرے سے لڑنے والے سوا
اور پیل سپاہی اپنے افسروں کے حکم اور اشارے پر تیری سے آگے بڑھتے، یہ گھسان کی لڑائی شروع
ہو جاتی،

لڑائی کا سارا دباؤ غنیمت کے قلب یعنی مرکزی صفت پر ہوتا، جہاں عموماً سر لشکر کی جگہ ہوتی ہے
حکم انداز یعنی ماہر شیرازہ ان خاص خاص جگہوں پر مامور کئے جاتے کہ دور سے اپنے تیروں کے نشاندہ
غنیمت کے سر لشکر کو داک کر دیں، اس کے ہاتھی کو مہر ج کر دیں، یہ لڑنے والے تیر تیرا تیر ہو جاتی،
فوج کا کوئی بازو کمزور نہ رہے، تو لڑائی میں ہر طرف سے ہتھیاروں کی دھم دھم کی آواز سنائی دے۔

سلاسل جنگ میں ہر طرف سے لڑنے والے تیر تیرا تیر، تیر اور تیرے سے لڑنے والے سوا

پہنچانے میں غیر معمولی جنگی احتیاط کی جاتی تھی، ہمایوں اور شیرخان کے درمیان قنوج میں جنگ ہوئی تھی تو عباس خان سروانی کا بیان ہے،

”شہنشاہ (یعنی ہمایوں) کے مقدمہ بجیش کو خواص خاں کے لشکر نے شکست دی لیکن شیرشاہ کے مہم نے جو جلال خان کی نگرانی میں تھا، شکست پائی، اس بارہ کے چار سرداروں جلال خاں، میان ایوب سرائی، غازی بھلی، محمد گلکپور نے میان نہیں چھوڑا، جب شیرشاہ نے دیکھا کہ اس کے مہم کو شکست ہو گئی ہے، تو خود قلب سے اپنے لشکر کو لے کر مدد کرنے کا ارادہ کیا لیکن قطب خاں ہودی نے عرض کیا، کہ حضور اپنی جگہ کو نہ چھوڑیں، کہیں لوگوں کا خیال یہاں نہ ہو کہ قلب سپاہ کو بھی شکست ہو گئی، اس وقت مناسب یہ ہے کہ دشمنوں کے درمیان گھس جائیں، جب شیرشاہ کی سپاہ سیدھی ہمایوں بادشاہ کے لشکر کی طرف چلی، تو اس نے اس سپاہ کو شکست دی جس نے اس کے مہم کو شکست دی تھی، اور وہ بھاگ کر ہمایوں کے قلب سپاہ میں چلی گئی، شیرشاہ مہم کے سامنے منلوں کو پیچھے ڈھکیں چکا تو اس کے میسر کی فوج اپنے مقابل فوج کو ہٹا کر ہمایوں بادشاہ کے قلب کی طرف بڑھی شکست یافتہ مہم نے بھی پھر کر ہمایوں بادشاہ کو گھیر لیا۔“

تیموری طریقے | امیر تیمور نے غنیم سے رجنے کے لئے جو خاص خاص ضوابط و قوانین مرتب کئے تھے وہ بہت ہی واضح اور روشن ہیں، وہ خود نزدیک تیموری میں لکھتا ہے،

”فوج غنیم سے ایک منزل کی مسافت پر رو برو کھڑی ہو، اور میں نے حکم دیا کہ جنگ کے ایک روز پہلے صف آرانی ہو جائے، اور فوج کو آراستہ کر کے قوم آگے بڑھایا جائے، اور جس ایک سمت سے جائیں، پھر اسی سمت اپنے گھوڑوں کے سروں کو نہ

لے ذکار اللہ جلد سوم ص ۳۰۳، - ایٹ جلد چہارم ص ۳۸۲ - نزدیک تیموری ص ۲۰، ۱۹۱

پھیریں، اور وائیں بائیں اپنے کو متوجہ نہ کریں، اور میں نے حکم دیا کہ لشکریوں کی نظر غنیم کی فوج پر پڑے تو بلند آواز سے بکیر بکیر سورن یعنی جنگی نعرے لگائیں،.....

”اور اگر لشکر کا عارض دیکھتا ہو کہ کوئی سردار غلطی کر رہا ہے تو وہ اس کی جگہ پر دوسرے

کو مامور کرے،.....

اور میں نے حکم دیا کہ لشکر کے سردار عارض مدد سے غنیم کی فوج کی کمی اور زیادتی کو ملاحظہ کریں اور اپنے اور اپنے غنیم کے سرداروں کا مقابلہ کریں، اور کمی اور زیادتی کی تلافی اور تدارک کریں، اپنی اور دشمن کی سپاہ کے اسلحہ کا جائزہ لیں، اور غنیم کی رفتار کو دیکھتے رہیں کہ آہستہ اور مسلسل وہ جنگ کرتے ہیں، یا اضطراب کے ساتھ،

اور دشمن سے لڑنے کا طریقہ ذہن نشین کر لیں کہ ایک ساتھ حملہ کریں، یا ایک فوج کے بعد دوسری فوج کو بھیج کر حملہ کریں، اور یہ دیکھیں کہ حملہ کے وقت دشمن پہنچ کر واپس جاتا ہے، اور پھر دوبارہ حملہ کرتا ہے، یا پہلے ہی حملہ پر اکتفا کرتا ہے، اگر ایسا ہو تو وہ اپنے فوج کی فوج جو ان کے حملہ کا صدمہ برداشت کرتی ہے، عبور کرے، کیونکہ ایک ساعت کا عبور اتنی اہمیت رکھتا ہے،

اور میں نے حکم دیا کہ جب تک دشمن خود جنگ میں پیش قدمی نہ کرے، اس پر سختی نہ کریں، اور میں نے حکم دیا کہ جب دشمن میدان میں آئے، سردار کو ابوج نہنگانہ پر نظر رکھنا، اور ان کو کام کرنے کی ہدایت کرنا چاہئے، کیونکہ سردار کا کام یہی ہے کہ فوج کو کام میں لگائے، اور سردار کو چاہئے کہ کام کرے، اتنا اپنے دل کو کمزور نہ کرے، اور ہوش و حواس میں قائم رہے، اور ہر فوج کو منبر لے ایک ہتھیار کے ہاتھ میں رکھے، کوئی تبر ہو، کوئی تپا کوئی تلوار، کوئی گرز، کوئی بھری، اور کوئی خنجر اور ہر فوج سے خاص خاص اوقات میں

کام لے، اور سردار کو چاہئے کہ نہ تو فوج کو اور نہ خود اپنے کو ایک گشتی لڑنے والے شخص کی طرح سمجھے جو اپنے ہر عضو یعنی ہاتھ پاؤں، سر اور سینہ وغیرہ سے لڑائی کرتا ہے، اور امید ہے کہ جب تلوار کی نو ضرب باری باری دشمن کو لگے گی تو وہ نوں ضرب میں ضرور شکست پاجائے گا، اور سردار کو چاہئے کہ پہلے ہراول فوج کو دشمن کے مقابلے میں بھیجے، اور ہراول برانغار کو اس کے پیچھے بدو کو بھیجے، اور ہراول برانغار کے پیچھے، ہراول برانغار کو بھیجے، تاکہ دشمن کی فوج پر تین ضرب لگے، اور اگر اس وقت ہراول شکست کھا جائے، تو برانغار کی فوج اول کو روانہ کرے، اور اس کے پیچھے برانغار کی فوج دوم کو بھیجے، اگر فتح حاصل نہ ہو تو برانغار کی فوج دوم کو لگے بڑھاؤ اور اسکے پیچھے برانغار کی فوج اول کو روانہ کرے، اور مجھ کو اطلاع دے، اور میرے رایات کا منتظر ہے، اور خدا پر بھروسہ کر کے سردار خود شریک جنگ ہو، اور مجھ کو معرکہ میں حاضر سمجھے کہ یہ توفیق الہی جب دشمن پر آٹھ ضرب لگے گی، تو نوں ضرب میں شکست کھا جائیگا اور فتح حاصل ہو جائیگی اور سردار کو جلدی بھی نہیں کرنی چاہئے، اور لشکر کو کام پر لگائے، اور جب خود ایسی باری آئے، تو جہاں تک ممکن ہو، اپنے کو قتل نہ ہونے دے، کہ سردار کے قتل ہو جانے سے بنامی ہوتی ہے، اور دشمن اور بھی دیدہ دیر ہو جاتا ہے، پس سردار کو چاہئے کہ اسے اور بدیر سے کام کرے، اور عجلت نہ کرے، کہ عجلت شیطان کا کام ہے، اور ایسی جگہ نہ جائے جہاں سے نکل نہ سکے،.....

میں نے حکم دیا کہ اگر غنیم کا لشکر بارہ ہزار سے زیادہ ہو لیکن چالیس ہزار تک نہ پہنچتا تو اس کے مقابلے میں میرے کامکار فرزندوں میں سے کوئی ایک سردار ہو، اور اس کے رکاب میں دو ہلکے بگیاں اور اتنے قشتون، تو مان اور اس ہون جن میں چالیس ہزار سوار سے کم نہ ہوں اور غالب ہونے والی فوج کو چاہئے کہ جھکو حاضر سمجھ کر تدبیر جو انفرادی اور بہادری کے سرشت

کو ہاتھ سے جانے نہ دیں.....

اور سردار وہی ہے کہ غنیم کی سپاہ کے سردار کو شمار کر کے اُن کے مقابلہ میں سرداروں کو متعین کرے، اور دشمن کی سپاہ میں ادبچوپیں، شمشیر اندازوں اور نیزہ بازوں کو نگاہ میں رکھے اور غنیم کی سپاہ کی رفتار کو دیکھے کہ وہ پیوستہ یا آہستہ فوج پر فوج میدان جنگ میں لاتا ہے یا تیزی سے آتا ہے؟ اور اپنے درآمد اور برآمد کی راہ کو میدان جنگ میں ملاحظہ کرے، اور غنیم کی جنگ کے شیوہ اور روش کو دریافت کرے، کیونکہ کبھی وہ اپنے کو کم نمودار کرتے ہیں، اور اپنے کو بھاگتے ہوئے ظاہر کرتے ہیں، اُن کے مکر اور گریز پائی سے محفوظ رہنا چاہئے۔

اور جنگ کا تجربہ کار اور آزمودہ سردار وہی ہے، کہ جنگ کے معاملات کو سمجھتا ہو کہ کون سی فوج کو آگے بڑھانا چاہئے، اور کون سے رخسہ کو تہہ بر سر بند کرنا چاہئے، اور کس طرح لڑائی لڑانی چاہئے، سردار وہ ہے جو غنیم کے ارادہ کو سمجھتا ہو کہ کس روش پر وہ جنگ کرے گا؟ اس کے تمام شیوہ کو اس پر مسدود کر دیتا ہو.....

اور سردار وہ ہے کہ غنیم کی رفتار پر نظر رکھتا ہو، اور ہر ایسے امیر کو جو بغیر حکم کے حرکت و تیزی کرتا ہو، تنبیہ کرتا ہو،.....

اور سردار وہ ہے کہ غنیم کے درآمد اور برآمد پر نظر رکھتا ہو، اور جنگ کرنے میں اضطراب کا انداز نہ کرنا ہو ایسا غنیم خود جنگ میں پیش قدمی کو راہ دیتا ہو، اور جب غنیم لڑائی شروع کر دے، تو سردار کو چاہئے کہ اس کی لڑائی کے طریقے کو دیکھے کہ کس طرح وہ میدان جنگ میں داخل ہوتا ہے، اور باہر جاتا ہے، اور کس طرح اس پر حملہ کیا جائے،

”کبھی غنیم اپنی لڑائی کو کم دکھانے کی کوشش کرتا ہے اور بظاہر بھاگتا نظر آتا ہے، لیکن اس کے قسم کے مکر و فریب پر نہیں آنا چاہئے،

اعلیٰ اور تجربہ کار سردار وہ ہے جو جنگ کے طریقوں سے واقف ہو کہ کونسی فوج کو آگے بڑھانا چاہئے اور اگر فوج میں رخنہ پیدا ہو رہا ہو تو کون سی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے۔ سردار کو چاہئے کہ غنیم کے ارادے سے واقف رہے کہ کس طرح وہ جنگ کرے گا، اور کس طرح اس کی چالوں کا انسداد کیا جائے گا،.....

”اور سردار کو چاہئے کہ یہ دیکھے کہ غنیم میدان میں پیش قدمی کر کے حملہ کرتا ہے، یا اپنے چپ و راست کی فوجوں کو بڑھائے ہوئے ہے، ایسی حالت میں سردار کو چاہئے کہ پہلے ہراول کو ان کے روبرو کرے، اور جنگ کرے، اور پھر ہراول چپاول اور ہراول شقاول کو ہراول کلان کی مدد کو بھیجے، اور ان کے پیچھے چپاول کی فوج اول، اور شقاول کی فوج دوم کو بڑھا کر جنگ کرے، اور پھر ان کے پیچھے چپاول کی فوج دوم اور شقاول کی فوج اول کو روانہ کرے،

اگر ان سات ضربوں سے غنیم پر فتح حاصل نہ ہو تو اس وقت ہراول برانغا اور ہراول جرانغا دوڑایا جائے، یہاں تک کہ غنیم پر نو ضربیں وارد ہو جائیں، اور اگر ان نو ضربوں سے بھی فتح میسر نہ ہو تو برانغا کی فوج اول اور جرانغا کی فوج دوم آگے بڑھائی جائے، اگر ان گیارہ ضربوں پر بھی فتح حاصل نہ ہو تو برانغا کی فوج دوم اور جرانغا کی فوج اول جنگ کے لئے بھیجی جائے، پھر امید ہے کہ ان تیرہ ضربوں کے بعد غنیم کی فوج کو شکست ہو جائے گی، اور فتح حاصل ہوگی۔

اور اگر احیاناً ان تیرہ ضربوں سے بھی فتح حاصل نہ ہو، تو اس وقت سردار کو چاہئے کہ قول کی فوج کو آراستہ کر کے اس طرح روانہ کرے کہ غنیم کی نظر میں وہ پہاڑ نظر آئے، آہستہ آہستہ ہو کر روانہ ہو، اور فوجی بہادرروں کو حکم دے کہ شمشیر سے گرجاؤم کریں اور چیا

تیر چلائیں، اور اگر فتح نہ ہو تو خود سردار جنگ کے لئے قدم بڑھائے، اور میرے راہات کا منتظر ہو.....

”اور میں نے حکم دیا کہ افواج چلکا نہ سکے، امرار کو جب تک میرا فرمان نہ پہنچے جنگ شروع نہ کریں، اور جب تک جنگ کی نوبت ان لوگوں تک نہ پہنچے، دست برد نہ دکھائیں۔ لیکن جنگ کے لئے مستعد اور آمادہ رہیں،“

اور جب جنگ کا حکم ان کے پاس پہنچ جائے، تو غنیم کی روش کو دیکھ کر جنگ کریں، یہ دیکھیں کہ غنیم کس راستہ سے آتا ہے، اس راستہ کو اس کے لئے بند کر دیں، اور جو راستہ غنیم کیلئے بند ہو گیا ہو، اس کو پھر تدریس سے کھولیں۔

اور میں نے حکم دیا کہ جب ہراول جنگ میں پیش قدمی کرے، امیر ہراول ہراول جنگ کے لئے آگے بڑھے، امیر ہراول اپنی فوج کے چھ حصوں کو یکے بعد دیگرے، اور ایک دوسرے کے پیچھے جنگ کے لئے بڑھائے، اگر اس طرح چھ متواتر ضربیں لگائی جائیں، تو غنیم کو شکست ضرور ہو جائے گی، اس وقت امیر چپا دل کو بھیجے کہ اپنی چھ فوجوں کو باری باری ایک کو بھیجے اور خود حملہ آور ہو اور اسی طرح افواج شہادول کے امیر کو اپنی چھ فوجوں کو آگے والی فوج کی مدد کو روانہ کرے، اور اپنے کو بھی وہاں تک پہنچائے، اور جب اٹھارہ ضربیں غنیم پر لگائی جائیں گی تو اس کو شکست ہوگی،

”اور اگر اس کے باوجود غنیم خیرگی دکھائے، تو امیر برانفار کو چاہئے کہ اپنے ہراول کو بڑھائے، اور امیر جہانفار بھی اپنے ہراول کو روانہ کرے،

”جب چپ دراست سے باہر دونوں ہراول تیر کریں گے، تو بہت غنیم کا شکر کرتے تاب“

ناقدان، جنگ

”اور اگر اس پر بھی غنیم خیرہ ہے، تو امیر براننار و امیر جراننار اپنی اپنی فوج کو باری باری غنیم کی طرف بڑھائیں، اور اگر وہ دیکھیں کہ غنیم کی فوج کو افواجِ قاہرہ سے شکست نہیں ہو رہی ہے، تو براننار اور جراننار کے امیر خود..... دشمنوں کے رفع و دفع کرنے میں متوجہ ہوں،

اور اگر اس وقت براننار اور جراننار کے امیروں کا حال خراب ہو تو امیر زادگان جو طرح براننار میں ہوں، اور خوشادندہاں جو طرح جراننار میں ہوں، غنیم پر حملہ آور ہو جائیں، اس وقت اُن کی نظریں سردار اور سردار کے علم پر ہوں، اور شجاعت اور جوانمردی سے غنیم کی صفِ شکنی کریں، اور غنیم کے سردار کو گرفتار کرنے کا قصد رکھیں، اور کوشش کریں کہ مخالفوں کا علم نگوںسا رہو،

”اور اگر ان تمام ضربوں کے باوجود بھی غنیم اپنی جگہ پر قائم ہو تو اس وقت چاہئے کہ متفرق فوجیں، قول کے بہادر، الوسات (قبیلے) کی فوجیں جو قول کے عقب میں آ رہیں، ایک باریگی ہجوم کر کے حملہ آور ہو جائیں،

”اور اگر اس وقت بھی فتح نہ ہو تو سلطان کو چاہو کہ خود قوی دل اور بلند ہمت کے ساتھ حرکت کرے“

اور اگر غنیم ذاتی کر کے چپاول، شتاول، براننار اور جراننار کو برہم کر کے قول تک پہنچ گیا ہو، تو سلطان کو واجب ہے کہ اپنے پاس شجاعت کو صبر کے رکاب میں مستحکم کرے اور غنیم کے رفع و دفع کرنے کی طرف متوجہ ہو،

گولہ باری | تدریجاً بالاطویل اقتباسات سے لڑائی کے موقع پر تیموری فوجوں کی مختلف صفوں کی یوش، یلغار اور غلظت جنگ کا اندازہ ہوا ہو گا، تیمور کے بانی شین، صاحب اور مواقع کی بنا پر ان میں وقتاً

فوقاً فردعی ترمیم کرتے رہے لیکن اصول تمام ترکیاں رہے آتشیں اسلحہ کی ترقی سے بھی پوشش و ملینا کی نوعیت بدلتی رہی جب فوج میں آتشیں اسلحہ کی کثرت ہوتی تو غنیم کے لشکر میں انتشار پھیلانے اور جلد از جلد زیادہ سے زیادہ نقصان پہونچانے کی غرض سے جنگ کی ابتدا توپ و تفنگ یعنی رعد و دگ بان از ہنورگ، ضرب زن، ہتھال، گجنال، ہتھرنال، شاہین، دھماکے اور پھلکے کے دار سے کی جاتی، رومی طریقہ | راناسانگا کے خلاف بابر کی فوج صف آرا ہوئی تو اس نے تفنگیوں اور رعدانازوں کو اپنی فوج کے آگے رکھا اور ابوں پر تفنگ اور رعد تھے اور یہ ارا بے زنجیروں سے متصل تھے جن کے پیچھے تفنگچی اور رعداناز محفوظ کھڑے تھے یہ طریقہ رومیوں کا تھا چنانچہ بابر خود اپنی ترک میں لکھتا ہے

”رعایت خرم رومی دہشتہ بطریق غزات روم بخت تفنگچیاں و رعدانازان
کہ درپیش سپاہ بودند، صفی از ارا ب ترتیب نمودہ با یک دیگر ب زنجیر اتصال دادہ شد“

(ص - ۳۱۳)

بابر کے قول میں شاہی تفنگچی تعینات ہوئے اور قول کے دائیں جانب بھی پچی اور ضرب زن تھے جن کی نگرانی نادر العصر مصطفیٰ رومی کر رہا تھا، قول کے آگے بھاری بھاری توپوں کے ساتھ نادر العصر اسناد علی علی تھا، لڑائی شروع ہوئی تو مصطفیٰ رومی نے ارا بے کو آگے بڑھایا اور تفنگچیوں اور ضرب زنوں کے ذریعہ سے راجپوتوں کی صفوں کو درہم برہم کرنا شروع کیا، اکبر نامہ میں ہے :

”مصطفیٰ رومی از غول حضرت جہانبائی ارا بہارا پس آورد، و تفنگ و ضرب زن

آپناں صفوں فتح یافت و در ہم شکست کہ زنگ از آئینہ دلماس بہادران بدود و وجود

بسیار سے از مخالفان، با خاک، ہلاک برابر کردہ برباد و فنا داد (ج ۱ ص ۱۰۰)

اور جب لڑائی گھمسان ہونے لگی تو بابر نے حکم دیا کہ ارا بے کے پیچھے سے قول کے راستہ سے

سے اس کی خاص فوج آگے بڑھتے وقت تنگیوں کے لئے بیچ میں جگہ چھوڑ دے، اور جب یہ فوج آگے بڑھ رہی تھی، تو استاد علی قلی نے جو قول کے آگے تھا، اپنی توپوں سے آتش باری شروع کی، ان توپوں سے بڑے بڑے گولے پھینکے جانے لگے، ان لوگوں کا ذکر بارہ نے ان الفاظ میں کیا ہے :

"سنگاے عظیم القدر کہ چون در پلہ میزان اعمالش نهند ما عیش قائما من ثقلت

مَوَازِينُهُ نُفُوذِ عِشِّيَةِ رَاحِيَةِ نَامِ بر آورد، اگر بر کوہِ راسخ و جبل شامش اندازند،

كَالْعُصْنِ الْمَنْفُوشِ از پا در آورد" (ص ۳۱۶)

ان لوگوں سے مخالف صفوں میں بڑی سراسیمگی پھیلی، اسی اثنا میں قول کے شاہی تنگ انداز نے بھی ارادے کے پیچھے سے آگے بڑھ کر ملنا کر لیا، اور جب یہ غنیمت کو چپا کر رہے تھے، تو بارہ قول کے ارادے کو لے کر آگے بڑھ گیا، پھر لڑائی انتہائی شدت کو پہنچ گئی،

پانی پت کی دوسری لڑائی میں ہیمو کو اپنے توپخانے کی کیفیت اور گت دونوں پر بڑا ہمار تھا، اس لئے پہلے اُس نے اپنی بھاری بھاری توپوں کو آگے بھیج کر لڑائی شروع کی، لیکن اکبر کے لشکریوں نے عجلت چا بہت سی اور غیر معمولی جان بازی سے کام لے کر ان پر قبضہ کر لیا، جس سے ہیمو کی قوت پر بڑی ضرب کاری ہوئی۔

لشکر اکبر کی فوج بنگال میں بجور اسکے پاس داؤد خاں کے خلاف مہم کر رہی تھی

گولہ باری سے ہاتھیوں میں سراسیمگی

تو دونوں طرف لشکر کے آگے منگھوسی ہاتھی رکھے گئے، اکبر کی فوج میں

ضرب زن اور زہورک چھکڑوں میں رکھے ہوئے تھے، لڑائی شروع ہوئی تو داؤد خاں نے اپنے ہاتھیوں کو آگے بڑھایا، لیکن شاہی فوج کے ضرب زن اور زہورک نے ہاتھیوں کو آگے بڑھنے سے

رکھ دیا۔ (تفصیل کے لئے دیکھو تزک بابری اور ترجمہ ص ۳۱۴، ۳۱۵، اکبر نامہ جلد اول ص ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲

روکا، گولہ باری سے ہاتھی مڑ کر بھاگے، اور پھر اتنی سخت گولہ باری ہوئی کہ داؤد کے بہت فوجی ہلاک ہو گئے،

اڑیسہ میں اکبری فوج جانی بگ سے برسرِ پکاید ہوئی، تو اس لڑائی میں بھی شاہی فوج کی توپوں نے بڑی ہوننا کی پیدا کی، لڑائی توپوں کی گولہ باری ہی سے شروع کی گئی، غنیم کو اپنے ہاتھیوں پر بڑا بھروسہ تھا، لیکن توپ کے گولوں سے ہاتھیوں پر ایسی زد لگائی گئی کہ سب کے سب ہلاک ہو گئے، اکبر نامہ میں ہے،

”توپے کے سخت برکش دند، میان لہری را (کہ سر آمد فیلاں غنیم بود) باد گیر نیل خرمین ہستی بسوخت“

توپ اور تلوار کا مقابلہ | جہانگیر کی فوج غنیم کے خلاف دکن میں صف آرا ہوئی، تو غنیم نے جہانگیر کا مقابلہ بڑی بڑی توپوں کے ساتھ کیا، دونوں طرف سے لڑائی کی، ابتداً بان اور توپوں ہی کی گئی، غنیم کی فوجوں میں جہانگیر کی توپوں سے اتنی بھلی تو شاہی فوج کے بہادر اور دلیر سردار تلوارین سوت سوت کر غنیم کے ہراول پر ٹوٹ پڑے، اور ایسی مرزنگی دکھائی کہ جہانگیر ترک میں لکھتا ہے کہ دشمن نہایت کی طرح پراگندہ ہو گئے،

ہندوستان میں پنجاب میں شاہجہانی فوج کا مقابلہ نذر محمد خان کے لشکر سے ہوا | بان اندازوں کی ہوسناکی | تو اس کی ابتدا جس طرح ہوئی اس کا حال عبد الحمید لاہوری کی زبان سے ملاحظہ ہو :

”جب دونوں طرف کے فوجی صف آرا ہو گئے تو شاہی لشکر کے بان اندازوں اور

لشکر باری فی جلد دوم ص ۱۹۲، اکبر نامہ جلد سوم ص ۱۱۲، سے تزک جہانگیری ص ۱۵۲

سے آزاد ترجمہ کیا گیا ہے،

تفنگچیوں نے بان اور تفنگ کے وار شروع کئے، بان کی ضرب سے غنیم کی فوجیں ہلاک ہونے لگیں، بان اور تفنگ کے عجیب و غریب وار سے بڑی ڈراؤنی آواز بلند ہوتی گئی، ایسی کہ شیر کا پتہ بھی پانی ہو جائے، ان آوازوں سے غنیم کے برانکار اور جرانکار کی فوجوں کے قدم اکھڑ گئے، اور وہ بھاگنے لگیں، اس بھگدڑ سے نذر محمد خاں نے بھی لڑائی سے منہ موڑ لیا۔

دھرمادت میں گولہ باری | دھرمادت کے میدان میں اورنگزیب اور مہاراجہ جیسونٹ سنگھ سے لڑائی ہوئی، تو اس کا آغاز بھی بان اور تفنگ سے ہوا، اورنگزیب کے ہراول کی آتش باری اور گولہ باری سے خنبوٹ سنگھ کی صف میں بڑی سرسنگی پھیلی، راجپوتوں نے اپنے کو ہلاک ہوتے دیکھ کر اورنگزیب کے توپخانہ پر یورش کی جس سے اورنگزیب کے توپچیوں میں انتشار پیدا ہو گیا، لیکن اس موقع پر مرشد علی خاں اور ذوالفقار خاں کی غیر معمولی شجاعت اور مردانگی نے اورنگزیب کی فوج کو سنبھالا، ذوالفقار خاں گھوڑے سے اتر کر میدان جنگ میں کود پڑا، اور تلوار سے راجپوتوں کا مقابلہ کرنا شروع کیا، اسی اثنا میں اورنگزیب کے توپچیوں نے اپنی توپوں کو اونچی جگہ پر جما کر غنیم کے قلب میں آتشباری شروع کی جس سے ان کے درمیان بڑی ابتری پیدا ہو گئی۔

سموگڈھ میں گولہ باری | سموگڈھ کی لڑائی میں دارا کے لشکر کے پورے ہراول میں توپخانہ ہی تھا بڑی بڑی توپوں کی آڑ میں چھی کھڑے تھے، ان کے پیچھے اونٹوں کی قطار تھی، جن کی پشت پر شتر ہال تھی، اونٹوں کے پیچھے ہاتھی تھے جن کے اوپر گجنال تھی، اورنگزیب کے ہراول میں بھی دو توپخانے، علوہ ڈگراں کی نگرانی میں تھے، طرفین کی طرف سے بان، توپ اور تفنگ ہی سے لڑائی شروع ہو گئی، دارا نے حملہ کرنے میں پیشقدمی کی، اس نے اپنی توپوں سے لڑائی کے شعلے بنائے، گولوں کے دھونچکے

۱۷۰۱ء تا ۱۷۰۷ء تک شہزادہ اورنگزیب کی نگرانی میں ۱۷۰۱ء تا ۱۷۰۷ء تک
کے لئے دیکھو تاریخ نامہ ص ۱۷۰۱ء تا ۱۷۰۷ء

فضا بالکل تاریک ہو گئی، جیسے اندھیری رات کی تاریکی چھائی ہو، اوزنگ زیب نے اپنی توپوں کو استعمال کرنے میں احتیاط کی، دوسرے گولہ باری کر کے بارود کو ضائع ہونے نہیں دیا، غنیم کے نزدیک آنے کا منتظر رہا، اُس کی توپوں کی خاموشی سے دارا کے لشکریوں کو غلط فہمی ہوئی، اس کا لڑکا شہزادہ سپہر شکوہ اپنی فوج کے مشہور اور آزمودہ کار ہیرورستم خان دکنی کو لے کر دس بارہ ہزار سواروں کے ساتھ اورنگزادہ کے توپخانے کی طرف بڑھا، سواروں نے اورنگزیب کے ہراول میں زخم پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن ہراول میں توپیں زنجیروں سے بندھی ہوئی تھیں، اوزنگ زیب کا میر آتش اور اُس کے ساتھ تفتنگی اور توپچی اپنی جگہوں پر جمے رہے، انھوں نے غنیم کے بڑھتے ہوئے لشکر پر ایسی ہولناک آتش باری کی کہ اُن کی یلغار بالکل نامکام رہی، ٹھیک اسی وقت ایک گولہ رستم خان کے ہاتھی پر گرا، جس سے ہاتھی زمین پر ڈھیر ہو گیا، رستم خاں نے اپنی شجاعت کا جو ہر دکھانا چاہا، وہ اپنے غنیم کے بائیں بازو کی طرف پکا لیکن اوزنگ زیب کے توپچیوں نے اُس کے ہمراہیوں پر اتنی سخت گولہ باری کی کہ کشتوں کے پتے لگ گئے۔ دارا اپنے لڑکے سپہر شکوہ اور فوجی سردار رستم خان کی پاپی نہ دیکھ سکا، اپنی جگہ چھوڑ کر اوزنگ زیب کے توپخانے کی طرف بڑھا، خود آگے آگے تھا، اور اُس کے توپچیوں کا ہمسامہ پیچھے پیچھے تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے توپچیوں کو گولہ باری کرنے میں رکاوٹ پیدا ہو گئی، لیکن اورنگزیب کے لشکریوں نے بائیں، توپ، اور تفتنگ کا حملہ اتنی تیزی اور شدت سے باری کر رکھا کہ دارا کے توپچیوں کو جوابی حملہ کرنے کا بالکل موقع نہ ملا، دارا خطرے میں گھرا ہوا تھا، اس نے اپنے گوتھیجے کر کے توپچیوں کو آگے بڑھانا چاہا، لیکن اس وقت تک بڑی تیر ہو چکی تھی، اوزنگ زیب کی توپیں براہ کام کر رہی تھیں، اور دارا کے لشکر میں موت کے گھاٹ اتار رہے تھے۔ دارا دشمنوں کی آتش باری سے بچنے کی خاطر ایسے بائیں جانب اپنے ہراول کی طرف مڑ گیا، لیکن ابھی وہ اپنے ہراول کے پاس پہنچے بھی نہیں پایا تھا کہ اوزنگ زیب کی توپوں سے اس کے (یعنی دارا کے) سپاہیوں کی ایک کثیر تعداد ہلاک ہو گئی۔

دارا کی فوج میں اترتی پھیلتی جا رہی تھی، اوزنگ زیب کے مہین یعنی اس کی فوج کے دستِ راست نے اس اترتی سے فائدہ اٹھایا، اور چکر کاٹ کر دارا کی فوج کو گھیر لیا، پھر بہن و بیار کی توپوں نے ایک ساتھ دارا کے لشکر یوں پر مسلسل گولہ باری شروع کی، دارا کے توپچیوں کو جواب دینے کا موقع بالکل میسر نہیں ہو رہا تھا، اوزنگ زیب کی فوج سمندر کی موجوں کی طرح دارا کے لشکر کی طرف بڑھتی گئی، اوزنگ زیب کے پاس بے شمار توپ و تفنگ تھی، جن کی گرج سے میدانِ جنگ میں ایک زلزلہ سا آگیا، آٹھ آٹھ دس دس سیر کے گولے ہوا میں اڑ رہے تھے، توپچی دارا کے ہاتھی کو اپنا نشانہ بنائے ہوئے تھے، دارا کے جان نثار امرا اور لشکر ہی اس کے ہاتھی کے ارد گرد کٹ کٹ کر گر رہے تھے، دارا اپنے جان نثاروں کو اس طرح پسپا ہوتے دیکھ کر سر اسیمہ اور پریشان ہو رہا تھا، لیکن اُس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کیا کرے، یکا یک ایک گولہ اس کے ہاتھی کے ہودج پر اکر گرا، اس سے خوفزدہ ہو کر وہ ہاتھی کے ہودج سے اُتر آیا، اور اتنی عجلت میں کہ وہ اپنی جوتیاں بھی پہن نہ سکا، ہاتھی سے اُتر کر وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا، لیکن جب اس کے لشکریوں نے ہاتھی کے ہودج کو خالی دیکھا تو وہ سمجھے کہ جس کے لئے جنگ ہو رہی ہے، وہی تمام ہو چکا ہے، اُن کا یہ سمجھنا تھا کہ میدانِ جنگ سے اُن کے قدم اکھڑ گئے ہیں۔

جنگ لاہور کی	بہادر شاہ عالم کی وفات کے بعد اس کے لڑکوں میں جانشینی کی جنگ لاہور کے
آتش باری	پاس ہوئی، تو توپ و تفنگ کا سخت معرکہ ہوا، شہزادہ عظیم الشان نے اپنے لشکر

کا پڑاؤ راہی کے ساحل پر خندقیں کھود کر ڈالا، اُس کے ساتھ کچھ بڑی بڑی توپیں بھی لائیں۔

لے تفصیل کے لئے دیکھو عالمگیر نامہ ص ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴،

بعض کو ڈھائی سو ہل اور پانچ چھ ہاتھی مل کر کھینچتے تھے عظیم الشان کے مقابلہ میں جہاندار شاہ رفیع الشان اور جہان شاہ ایک ساتھ تھے، ان تینوں شہزادوں نے اپنے لشکر کا پڑاؤ عظیم الشان کی فوج کے قریب ہی ڈالا اور اپنی توپوں کا ایک مستحکم مورچہ تیار کیا، پاس ہی انیٹوں کے بھٹے تھے جن پر توپوں کے لئے سرکوب بنایا، لڑائی شروع ہونے سے پہلے تینوں شہزادوں کی طرف سے عظیم الشان کے بارود خانے کو اڑا دینے کی سازش کی گئی لیکن یہ ناکام رہی عظیم الشان کی جانب سے توپوں کی مسلسل گولہ باری سے لڑائی شروع کی گئی شہزادوں نے ہر گولہ کا جواب گولہ سے دیا، لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا، دوسرے دن شہزادوں کی فوج نے عظیم الشان کے لشکر پر ہولناک آتشباری کی، موخراند کر کی فوجیں راوی کی ریتیلی زمین میں خندق میں محصور ہو کر لڑ رہی تھیں، ریتیلی زمینوں پر گولے گرتے تو ذبوں میں بڑی سرسنگی پھیل جاتی رہیں دن اسی طرح لڑائی ہوتی رہی، بالآخر تینوں شہزادوں نے ایک ساتھ عظیم الشان کی فوج پر ملینار کی لیکن عظیم الشان نے اپنی توپوں کی غیر معمولی آتش باری سے ان کو آگے بڑھنے سے روک دیا، چھ گھنٹے تک دونوں طرف سے گولہ باری ہوتی رہی، بالآخر جہاندار شاہ شدت کی گولہ باری کرتا ہوا عظیم الشان کے لشکر کی خندق کے قریب پہنچ گیا، اب دست بہت جنگ ہونے لگی، یکایک ایک گولہ شہزادہ عظیم الشان کے ہاتھوں کی سونڈ پر آ کر گرا جس سے اُس کی سونڈ کاٹ کر علیحدہ ہو گئی، وہ اس طرح زخمی ہو کر راوی میں کود پڑا جس میں تیموری سلطنت کا یہ کام دھویا ہریشہ کے لئے فرق ہو گیا،

حسن پور کی لڑائی میں	تیموریوں کی حکومت کے آخری عہدہ تک توپیں استعمال ہوتی رہیں جس پورہ
ہولناک گولہ باری	کی جنگ میں محمد شاہ کی توپوں نے سید عبداللہ کی فوجوں میں بڑی ہولناکی
پیدا کی، خانی خاں نے اس لڑائی کا بڑا موثر اور جانگداز نقشہ منتخب الملباب میں کھینچا ہے جو	

حسب ذیل ہے:

”شاہی فوج نے اپنے آگے توپ خانہ کا مورچا رکھ کر حرکت کی، جنگی کوس اور کرنا کے زیر و بم سے لڑائی کی سرزمین میں ولولہ پیدا ہوا، چھوٹی بڑی ہوش ربا توپوں کی گرج سے زمین اور آسمان میں ایک ہچکولہ آگیا، دوپہر کو دونوں مخالفت فوجیں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر مقابلہ کے لئے کھڑی ہوئیں، گولوں اور آتش فشاں باتون کے وار سے غنیم نے اپنی فوج کی ہمت بڑھائی، شاہی فوج کی طرف سے بھی توپوں نے مسلسل ضربیں لگائیں، جن سے اس کے دلاوردن کا نشہ تیز ہوا، اور غنیم کے لشکر میں ہیبت طاری ہونے لگی، غنیم کی فوجوں کی تعداد مور و ملخ کی طرح تھی، اُن میں تزلزل پیدا ہونے لگا، اُن میں بعض یا بوسوار بالکل نہ تھے، بعض کو کم تنخواہوں پر ہر گوشہ سے لشکر میں بھرتی کر لیا گیا تھا، اُن کی تعداد کثیر تھی، اُن میں کوئی نظم و نسق بھی نہ تھا، وہ مختلف صفوں سے واقف بھی نہ تھے، اس لئے لازمی طور پر اُن کے پاؤں اکھڑ گئے، ہر لمحہ اور ہر قدم پر توپ و تفنگ کے گولوں کی بارش ہوتی رہی، ہر ساعت ہزاروں آدمی لقمہ اجل بن رہے تھے، سادات بارہ نے کئی بار بڑی جرات اور جوانمردی سے شاہی فوج پر حملے کئے، بالآخر نجم الدین علی خاں بہادر نے سادات کے توپخانے بڑھائے اُس نے پاس کے گکاون کی ایک پہاڑی کے درختوں کی آڑ میں، اور چودہ ہند ہزار سواروں کے ساتھ شاہی توپخانہ کی طرف یورش کی، شاہی فوج میں بڑی سرآہلی پیدا ہو گئی، اُن میں سے بعض کے پاؤں اکھڑنے لگے لیکن ”نصیر جنگ اور نامہ جنگ“ کے ہاتھیوں کی طرح بارہ کے شیردہن کے مقابلہ کے لئے بڑھے، اور اُن کی بڑھتی ہوئی فوج کو روکا، نصرت یار خاں ثابت خاں اور دوسرے بہادروں نے بھی شاہی فوج کو روکا، جرات و کھائی، شاہی فوج نے جوانمردی دکھا کر غنیم کے کچے رہ گئے، بہت قبضہ کر لیا، بارہ

سے آزاد ہوئے

درختوں کی آڑ میں جو مورچال بنایا تھا، وہ بھی اُن کے تصرف سے جاتا رہا، آفتاب غروب ہو رہا تھا، بد نصیب سید عبداللہ خان نے رات گزارنے کے لئے ایک خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا، لیکن اس کو پھر خیال ہوا کہ کہیں یہ خیمہ تیروں اور توپوں کا نشانہ نہ بن جائے، اس لئے خیمہ نصب نہیں کرایا، چودہویں رات تھی، چاندنی چٹکی تھی، لیکن جب رات اندھیری ہوئی تو ناصر جنگ نے ایک عجیب و غریب طریقہ سے توپخانہ آگے بڑھایا، توپوں کے بیلوں کو توپوں کے ساتھ اس طرح باندھا کہ ان کا سنہ پچھپے کی طرف رہا، اور دُوم آگے رہی، اس طرح ایک متحرک مورچال بن گیا، پھر توپوں سے شہید ضربیں لگائی جانے لگیں، صف شکن اور فیل فگن توپوں نے بارہہ کی فوج میں جو ہونٹا کی پیدا کی، اس کو بیان کرنا مشکل ہے، ہر گولہ سے ایک ہاتھی اور اس کا سوار مارا جاتا، اس دشت پر وحشت میں ایک تیناٹ بپا ہو گئی، غازی خان نامی توپ سے جو بھی گولہ آتا، بارہہ کی صفوں کو درہم برہم کر دیتا، شاہ پسند نامی توپ سے آواز بلند ہوتی، اور شعلے پیدا ہوتے، توڑ مین اور آسمان میں سیلاب کی طرح ایک بے قراری پیدا ہو جاتی، حیدر علی خان چاندھی اور سونے کے سکے توپخانہ والوں کے ارد گرد بکھیر رہا تھا، اور اُن سے کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے ولی نعمت کی نظروں میں اپنی کارگزاری سے اور بھی زیادہ محبوب ہو جائیں گے، اور طرح طرح کے انبیاءات کے وعدے بھی کرتا جاتا تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض بڑی توپیں جن سے اور ان ایٹوں کے موقع پر صرف ایک دو بار صدائیں بلند ہوتی تھیں، برابر کام کرتی رہیں، اور اُن سے اتنی صدائیں بلند ہوتی رہیں کہ بالآخر خیمہ چھپا ہوا پڑا، پیر سے پیر تک تمام رات میں دکن کے فرمانرواؤں کے سامنے میں ہر گولہ توپخانہ کے ہونٹے کی آواز بلند ہوتی رہتی تھی، یہی وہی کہ

محمد خاں رومی کی نگرانی میں ہوئی، اور یہ تو پچانو بیجا نگر کے راہ کے خلاف استعمال کیا گیا،
لیکن اس وقت سے ابوالنظر ناصر الدین محمد شاہ کے دور حکومت تک کسی جنگ میں توپوں
نے اتنی ہولناکی پیدا نہیں کی، جتنی کہ اس جنگ میں کی گئی۔

محمد شاہ نے بھی اس لڑائی میں اپنے آبا و اجداد کی شجاعت و بہادری کی یاد تازہ کی، شبِ روز
اپنے ہاتھی بادشاہ پسند نامی پر ہٹھکرا اپنے لشکریوں کی ہمت بڑھاتا رہا، اس کا ہاتھی غنیمت کی توپوں کی
زویں کھڑا تھا، لیکن اس کو پیچھے ہٹنے نہیں دیا،

نادر شاہ کی توپیں | نادر شاہ کے خلاف کرناں کی جنگ میں محمد شاہ کے پاس چھوٹی بڑی آٹھ ہزار
توپیں تھیں، ان میں سے بعض توپوں کو پانچ پانچ سو اور ہزار ہزار بلی کھینچتے تھے، لیکن نادر شاہ کے
فنِ جنگ کے مقابلہ میں یہ توپیں مفید ثابت نہیں ہوئیں، اس کے علاوہ نادر شاہ کے لشکریوں
میں تیزی اور پھرتی ایسی غضب کی تھی کہ محمد شاہ کی بھاری بھاری توپوں کے حرکت کرنے سے
پہلے ہی اس کے فوجی اپنی چھوٹی چھوٹی توپیں مثلاً جزائراور زنبورک کو اڑھٹوں کی پیٹھ پر لاد کر آگے بڑھے،
اور اتنی پھرتی سے محمد شاہ کے لشکریوں کو گھیر گھیر مارنے لگے کہ سارے لشکریوں کو خصوصاً ہاتھیوں
میں بڑی جلدی پراگندگی پھیل گئی،

تیراندازی | بعض قادر تیرانداز کی تنہا کوشش سے لڑائی کا پانسہ پلٹ جاتا، محمود غزنوی کا خسر امیر
بلکا تگین گرویز کے حصار کو تسخیر کر چکا تھا کہ یکایک اس کے دشمنوں کی طرف سے ایک تیرانداز
ایسا تیر لگایا کہ وہ وہیں ہلاک ہو گیا، اور اس کی فوجیں ناکام اور بے مراد واپس ہو گئیں،

تیراندازوں کی چابک دستی | محمود غزنوی کی طرف سے امیر ایاز نے سندھ و ستان کے ایک ہزار کاٹھیا
کیا، دشمن کی فوج حصار چھوڑ کر ایک قلعہ کے اندر پناہ گزیں ہو گئی، امیر ایاز قلعہ کے دروازہ پر پہنچ گیا

لغات فی خان ص ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

تاکہ دشمن فرار نہ ہونے پائیں دشمنوں نے قلعہ کا پچاٹک کھول کر ایک ہیبت ناک سفید ہاتھی باہر
 چھوڑ دیا، اس کے پیچھے بہت سے سوار تھے، امیر ایاز نے اپنے ایک ماہر تیرانداز علی بخاری نامی کو
 ایک لشکر شکن تیر چلانے کا حکم دیا، ہاتھی کی پیشانی پر ایک چینی آئینہ آویزاں تھا، علی بخاری نے ایک
 تیر ایسا مارا کہ آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، اور اُس کے ٹوٹنے کی آواز دوتک گونجی، ہاتھی خود فرزدہ
 ہوا، علی بخاری نے ایک دوسرا تیر تاک کر ہاتھی کی آنکھ میں مارا جو اُس کی آنکھ کو زخمی کرتا ہوا، اُس کے
 سر میں گھس گیا، ہاتھی زخمی ہو کر اپنے ہی لشکریوں کو پامال کرنے لگا، پھر تو امیر ایاز کے فوجیوں کے
 حوصلے بہت بڑھ گئے،

شمس الدین ملتیش کی فوج میں بعض ایسے تیرانداز تھے، جو رات کی تاریکی میں ہاتھی کے تنک
 کو تیروں سے مار مار کر گھائل کر سکتے تھے (تاج المآثر ایٹ جلد دوم ص ۲۳۸)

سلطان بلبن کے زمانہ میں چنگیز خانیوں نے ہندوستان پر حملہ کیا، تو شہزادہ سلطان محمد نواح
 ملتان میں اُن سے معرکہ آرا ہوا، چنگیز خانی سپاہ بوجھے تھے کہ یکایک دشمنوں کی کین گاد سے ایک تیر
 شہزادہ سلطان محمد کو آکر لگا جس سے وہ وہیں شہید ہو گیا، پھر یہ فتح ہزیت میں بدل گئی، شہزادے
 کے بہت سے لشکری دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے، ان ہی میں امیر خسرو بھی تھے، شہزادہ کی شہادت
 کے بعد اس کا لقب خان شہید ہو گیا، اور اُس کی شہادت پر اُس زمانہ کے تمام شعرا نے بڑی ہی خوب
 باتیں کہی ہیں،

ظفر خان کی تیر اندازی | اسی طرح سلطان علاء الدین خلجی کے عہد میں چنگیز خانی حملہ آور ہوئے تو کئی
 کے میدان میں دونوں بہ مقابلہ فوجیں صف آرا ہوئیں، شاہی فوج کی باگ اس دور کے بتم
 لائی ظفر خان کے ہاتھ میں تھی جس کی مردانگی اور شجاعت کی وجہ سے چنگیز خانیوں کے پاؤں

ملاحظہ فرمائیے: تاریخ فیروز شاہی از ضیاء الدین برنی ص ۱۰۹ و تاریخ فرشتہ جلد اول ص ۸۲

میدان جنگ سے اکھڑ گئے، ظفرخان نے تنہا اٹھارہ کوس تک اُن کا تعاقب کیا، ایک مقام پر چنگیز خانیوں نے ظفرخان کو تنہا پایا، تو پلٹ کر مقابلہ پر آمادہ ہو گئے، اور کین گاہ سے تیر چلانے لگے، ایک تیر سے ظفرخان کا گھوڑا لڑا کھڑا کر گر گیا، تو انھوں نے بڑھ کر اس کو گھیر لیا، ظفرخان تیروں سے اپنے چاروں طرف دشمنوں کا مقابلہ کرنا شروع کیا، ضیاء الدین برنی کا بیان ہے کہ ظفرخان کے ہر تیر سے ایک سوار زخمی ہو کر ہلاک ہو جاتا، لیکن ایک تیر ظفرخان کو یکا یک ایسا آ کر لگا کہ وہ جا بزنہ ہو سکا، اور گو چنگیز خانی شاہی فوج کے خوف سے منسرد ہو گئے، لیکن بہادر اور جانباز ظفرخان کی موت کو یاد کر کے اہل ہند برسوں روتے رہے۔

پانی پت کی پہلی لڑائی میں | تیروں کے ذریعہ سے غنیم کے لشکر میں رخنہ اندازی اور سراسیمگی بھی پیدا کی جاتی،
تیر اندازی | ابر پانی پت کی جنگ کا حال خود لکھتا ہے :

”ہماری فوج میں غنیم کی آمد اور انتظام کی ترکیب دیکھ کر ذرا کھل بی ٹھی کہ ٹھہریا نہ ٹھہری، مقابلہ کریں یا نہ کریں، موقع کی بات کرنی چاہئے، ایسوں سے مقابلہ سے جو بے توقف چلے آتے ہیں میں نے حکم دیا کہ تو لقمہ دالے غنیم کے دست راست اور دست چپ سے پھر کر تیر مارنے شروع کریں، اور لڑائی میں مشغول ہوں، برانغار بھی جا پونچے، تو لقمہ دالے غنیم کے پیچھے سے پلٹ کر تیروں کا مینہ برہانے لگے، برانغار میں سے حمدی خواجہ سب سے آگے پہنچا، حمدی خواجہ کے مقابلہ میں کچھ فوج ایک ہاتھی لئے ہوئے آئی، حمدی خواجہ کی جماعت نے تیروں کی بھرمار سے اس فوج کا منہ پھیر دیا، برانغار کی کمک کے لئے قول میں سے احمدی پر دیا، تروی بیگ، قوچ بیگ اور محمد علی خلیفہ بھیجے گئے، برانغار میں بھی لڑائی شروع ہو گئی، حمدی کو کھلتاش، شاہ منصور برلاس، یونس علی اور سردار اللہ کو حکم دیا کہ قول سے آگے

لے مار تخی فیروز شاہی از ضیاء الدین برنی ص ۲۷۰-۲۷۱، و تاریخ فرشتہ جلد اول ص ۱۰۴،

بڑھ کر شروع کرو، استاد علی قلی بھی قول کے آگے بڑھ کر فیر کرنے لگا، مصطفیٰ تو چچی دست چپ سے خوب گولے مارنے لگا، تو لقمہ والوں نے چاروں طرف سے غنیم کو گھیر لیا، اور ہنگامہ پیکار گرم کر دیا،

تیراندازوں کی ہونہاری | پانی پت کی دوسری جنگ میں بھی اکبری فوج کے اوزبک تیراندازوں نے ہیملو کے لشکر میں غیر معمولی ہونہاری پیدا کر دی تھی، اس سلسلہ میں ابوالفضل کا بیان ہے :

”وگر وہ گروہ فدائی تیرانداز اذ اطراف و جوانب برآمدہ داد کار زار می دادند“

ان بلا خیز تیراندازوں کی بدولت نہ صرف دشمن کا خونخوار حملہ رک گیا، بلکہ ہیملو کی جنگی ہاتھی زخمی ہو کر قابو سے باہر ہو گئے، اور انھوں نے خود اپنی فوج کی صفوں میں ٹھل ڈال دی، ان ہی تیراندازوں کا ایک تیرہیمو کی آنکھ میں آکر لگا، اور اُس کے زخمی ہوتے ہی ہندوستان کی تاریخ کا رخ بدل گیا،

بیرم خاں خاں خاں جب ہندوستان کے تحت و تاج کا دعویٰ ادا ہو کر اکبری کے خلاف گونا گونا (پنجاب) کے میدان میں صف آرا ہوا، تو دونوں لشکروں کے درمیان دھان کا ایک کھیت تھا، جس میں کیچڑ کی وجہ سے دلدل ہو گیا تھا، لڑائی شروع ہوئی تو بیرم کے ہاتھی دلدل میں پھنس گئے، بیرم کو اپنے ہاتھیوں پر بڑا بھروسہ تھا، ہاتھیوں کو دلدل میں پھنستے دیکھ کر اکبری کے تیراندازوں نے فائدہ اٹھایا، اور ہاتھیوں پر شدت کے ساتھ تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی، ایک تیرانداز نے ہاتھیوں کے سرگزشتہ کے خیلان پر تھاک کر ایک ایسا تیر لگایا کہ وہ لڑھک کر ہاتھی کی گردن میں آکر اٹک گیا، بیرم خاں نے اپنے ہاتھیوں کی اس طرح پانی دیکھی تو دلدل سے بچ کر خشک راستے سے اُن کی مدد کو پہنچنے کی کوشش کی لیکن شاہی فوج کے سردار آئیکہ خان نے دوہینی سے کام لے کر بیرم خاں کی کوشش کا گرہ پھینک دیا،

مکتبہ دارالافتاء دہلی، جلد ۲۶، ص ۲۵ اکبرنامہ جلد دوم، ص ۴۴، ایضاً،

اکبر نے اپنے اکیسویں سال جلوس میں راجہ مان سنگھ کی سرداری میں رانا میوار کے خلاف فوج بھیجی تو لڑائی میں رانا پر تاب کو اپنے ہاتھی رام پر شاہ نامی پر بڑا غور تھا، لیکن ٹھیک اس وقت جب رام پر شاہ مست ہو کر شاہی لشکر میں انتشار پھیل رہا تھا اسی وقت شاہی فوج کے ایک تیر انداز نے تاک کر رام پر شاہ کے مہات کو ایسا تیر مارا کہ لڑھک کر نیچے آیا، اور تڑپ کر جان ہدی، پھر تو یہ ہاتھی لڑائی سے مال غنیمت میں آگیا، (اکبر نامہ جلد سوم ص ۱۷۵)

فدائی خاں کی چابکدستی | سنہ ۱۰۳۵ھ میں جہانگیر کشمیر سے کابل جا رہا تھا، تو جھلم کو عبور کرتے وقت مہابت خاں نے جہانگیر کو اپنی حراست میں لے لیا، شاہی جلو کے اکثر امراء اور لشکر کے افراد جھلم کی دوسری طرف جا چکے تھے، جہانگیر فوراً جہاں کے ساتھ تہارہ گیا تھا کہ مہابت خاں نے اپنی راجپوت فوجوں کی مدد سے اس کو اپنا قیدی بنالیا، فوراً جہانگیر اپنی دانشمندی اور فراست سے مہابت خاں کی نظر بچا کر دریا کے دوسرے جانب شاہی فوج سے آئی، امراء کو غیرت دلائی، فوجوں سے برہمی ظاہر کی، اور اپنے محبوب شوہر کو قید سے آزاد کرنے کے لئے خود آگے بڑھی، امراء میں سے فدائی خاں مہابت خاں کی حرکت نامزدی سے آزدہ خاطر اور شہنشاہ منہ کی پسائی پر بے حد خفیف اور شرمندہ ہوا، اور وہ چند سواروں کے ساتھ اپنے آقا کی رہائی کے لئے روانہ ہوا، راجپوتوں نے دریا کے پل میں آگ لگا دی تھی، فدائی خاں نے بڑی دلیری سے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا، اس کے پیچھے اُس کے ہمراہی چلے، دریا میں بڑا تلاطم تھا، زیادہ سوار غرقاب ہو گئے، اور صرف سات سوار فدائی خاں کے پیچھے ساحل کی طرف بڑھے، راجپوت ساحل پر سے تیردوں کی بارش کر رہے تھے، مگر فدائی خاں سرکھٹ ہو کر کنارے پہنچا، اور ساتھیوں کے ساتھ راجپوتوں پر حملہ آور ہوا، مگر وہ جہانگیر کی قیامگاہ تک نہ پہنچ سکے، مجبوراً پھر دریا پار ہو گئے دوسری طرف آیا، شاہی فوج نے پایاب راستہ سے دریا کو عبور کرنے کی کوشش کی، فوراً جہاں شہر کی پچی اور سبکی آنکھ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہو کر دریا میں داخل ہوئی، اُس کی عمارت پر دھڑکنا،

دو کمان اور ایک بندوق تھی، شاہی فوج دریا میں تھوڑی دور آگے بڑھی تھی کہ اس میں کئی غارتے جس سے فوج کا تسلسل ٹوٹ گیا، اور وہ علیحدہ علیحدہ ہو گئی، مہابت خاں کے راجپوت سپاہیوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ساحل پر ہاتھیوں کی قطار کھڑی کر دی، اور تیروں کی بارش شروع کر دی۔ تنگ کے گولے اور بان بھی برسائے لگے، لیکن پھر بھی نور جہاں کی جان نہا اور جاننا فوج ساحل پر پہنچ گئی، اور تیروں کی جنگ ہونے لگی، فریقین کے لشکریوں کے خون سے دریا لالہ زار ہو رہا تھا۔ اسی دار و گیر میں راجپوت تیر اندازوں کا ایک تیر نور جہاں کی عمارت میں شہریار کی بجی کے بازو میں جا لگا، عمارت میں زین ہو گئی، لیکن نور جہاں نے کسی قسم کی پریشانی ظاہر نہیں کی، بجی کے بازو سے تیر نکال کر زخم کو باندھ دیا، راجپوتوں نے نور جہاں کے ہاتھ اور فیلبان کو تلوار اور بچھے سے زخمی کرنے کی کوشش کی جس سے ہاتھ سراسیمہ ہو کر دریا کی دوسری طرف بھاگا مگر کچھ فوجی ایسے تھے جو غلط پر پہنچ کر تیروں کی ایسی مسلسل بارش کرتے رہے کہ راجپوت ان کو آگے بڑھنے سے روک نہ سکے، اسی یورش میں فدائی خاں بندگان شاہی کی ایک مخلص جماعت کو لے کر جہانگیر کی قیادت تک پہنچ گیا۔ سرپردہ کے اندر سوار اور پیادے بھرے ہوئے تھے، اس لئے دروازہ پر کھڑے ہو کر تیر اندازی شروع کر دی، اس کے اکثر تیر خلوت خانہ کے صحن میں جہانگیر کے پاس گر رہے تھے، مخلص خاں جہانگیر کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا، اور اس نے اپنے کو تیر قضا کا سپر نبالیا، مگر پھر بھی فدائی خاں کی شجاعت اور جاننازی جہانگیر کو ہار لانے میں کامیاب نہیں ہوئی۔

مراد کی تیر اندازی | تیموری شہزادے یا شاہی فوج کے عمدیدار میدان جنگ میں ہاتھی کے ہود میں ہوتے تو تیر و کمان ہی سے لڑتے، اور تیروں سے زخمی ہو کر میدان جنگ سے منہ موڑنا اپنی حیثیت، غیرت اور شجاعت کے خلاف سمجھتے تھے، سموگڈا کی جنگ میں شاہزادہ مراد نے دارا کی تیر اندازوں کا مقابلہ جس ہمت، دلیری، اور پامردی سے کیا تھا، وہ تاریخ ہندوستان کا ایک

عجیب و غریب کا زمانہ سمجھا جاتا ہے اُس کی عماری پر چار ہزار انڈک تیر چلا رہے تھے، ہاتھی کا ہودج تیروں سے چھلنی ہو کر خارپشت (بینی سہی) بن گیا تھا، مگر اس عالم رستخیز میں بھی مراد ہمت و استقلال کا پہاڑ بنا ہوا دشمنوں کے تیروں کا مسلسل جواب دیتا رہا، اس کا فیلبان زخمی ہو کر نیچے گر پڑا تو اس نے فوراً ہاتھی کے پاؤں میں زنجیر ڈلوادی، راجپوت مراد کی اس ہمت اور پامردی کو دیکھ کر آگے بڑھے، راجہ رام سنگھ راٹھور لڑتا ہوا مراد کے ہاتھی تک پہنچا، اور انتہائی مردانگی کے جوش میں چلایا تو دارا کے مقابلہ میں تخت و تاج کی ہوس رکھتا ہے، یہ کہہ کر اُس نے مراد پر برچھے سے وار کیا، بہادر شہزادہ نے وار بچا کر راجہ کو ایسا تیر لگایا کہ وہ گھوڑے سے گر کر پھراٹھ نہ سکا، راجپوت اپنے سوار کو اس طرح مرتے دیکھ کر دیوانہ وار مارنے لگا ہاتھی پر حملہ آور ہوئے، اُن کے حملہ سے مراد کے چہرہ پر تین کاری زخم لگے، مگر وہ جانباز اور سرفروشی کے ساتھ لڑتا گیا، اس کے تیروں سے اتنا خون بہا کہ ہاتھی کے ارد گرد زمین اور غوانی اور زعفرانی ہو گئی، مراد کا یہ ہودج دو دمان تیموری کی شجاعت، جانبازی اور پامردی کی یادگار میں خزانہ ہمارہ میں آخر آخر وقت تک محفوظ رہا، فرخ سیر کے زمانہ میں ساداتِ بارہہ نے تیموری خاندان کے افراد پر استیلاء اور غلبہ پانے کی کوشش کی، تو فرخ سیر کی بہن نے غصہ میں اُن سے کہا کہ ہم اس خاندان کے افراد ہیں جن کی شجاعت کی یادگار یہ مشبک ہودج اب تک محفوظ ہے!

جا جو کی جنگ میں اعظم شاہ کا سارا جسم تیروں کے زخموں سے خون آلود ہو گیا تھا لیکن اُس نے اپنے زخموں کی پرواہ مطلق نہ کی، اور بہادری سے لڑتا گیا، یہاں تک کہ ایک گولی کے نشانہ سے جا بختی ہوا، اس کے لڑکے بیدار بخت کا بہن بھی تیروں سے چھلنی ہو گیا تھا، مگر اُس نے اپنے ہاتھی کو اُس وقت تک نہیں چھوڑا، جب تک کہ ایک گولی سے اس کا کام بھی تمام نہ ہو گیا، اسی جنگ میں شہزادہ اعظم الشان اپنے باپ بہادر شاہ کی حمایت میں ہاتھی پر بٹھک لڑ رہا تھا کہ اعظم شاہ کے دو فوجی سردار

خانِ عالم اور منور خاں نے جو صفِ شکنی کے لئے مشہور تھے، اپنے اپنے ہاتھیوں کو عظیم الشان کے ہاتھی کی طرح بڑھایا، خانِ عالم نے تین بار نیزے سے شہزادہ عظیم الشان پر حملہ کیا، لیکن شہزادہ وار بچا تا رہا اور موقع پا کر اپنے چلہ کان سے خانِ عالم پر تیر کا ایسا نشانہ لگا یا کہ وہ ترپتا ہوا ہودج میں رہ گیا، منور خاں اپنے بھائی خانِ عالم کو ہلاک ہوتے دیکھ کر عظیم الشان پر نیزہ سے حملہ آور ہوا، شہزادہ نے اس کے نیزہ کے وار کو بھی روک دیا، پھر بھائی کوپ کے ایک گولہ سے منور خاں بھی لقمہ اجل ہو گیا،

دکن میں بہادر شاہ اور کام بخش میں جنگ جانشینی ہوئی تو کام بخش تیروں سے ایسا زخمی ہوا کہ اُس کے ہاتھی کا ہودج اس کے خون سے گلزنگ ہو گیا، مگر اس حالت میں بھی وہ خود غنیم پر تیر چلا پاتا رہا۔ اس کے دو ترکش خالی ہو گئے، تو دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا، اس کا لڑکا مٹی السنت بھی تیروں کی مسلسل بارش سے زخمی ہوا، ہاتھی پر فیلبان اور اس کے ہمراہی مارے گئے، وہ زخمی ہو کر خود نہ ٹھہال ہو گیا تھا، مگر اُس نے میدانِ جنگ سے منہ موڑنا گوارا نہیں کیا، فیلبان کے مرنے پر ہاتھی خود ہانکنے لگا، لیکن گولیوں کے زخموں سے بہوش ہو گیا، تو ہاتھی اوصرا دھر بہک گیا۔

۱۷۷۲ء میں فرخ سیر ساداتِ بارہہ کی مدد سے جہاندار شاہ کے خلاف تخت و تاج کا دعویدار ہوا تو فریقین میں اگرہ کے پاس جنگ ہوئی، اس لڑائی میں فرخ سیر کی حمایت میں سید حسین علی خان اور سید عبداللہ خاں دونوں بھائیوں نے شجاعت اور مردانگی کے اعلیٰ جوہر دکھائے، جب گھسان کی لڑائی ہونے لگی، تو سید حسین علی خان ہاتھی سے نیچے اتر آیا، اور ہاتھ میں تلوار لے کر پیادہ لڑنے لگا، غنیم کے تورانی تیر انداز جگر کاٹ کر سید حسین علی خاں کے پیچھے آ گئے، اور اس کو تیروں سے ایسا زخمی کیا کہ وہ زمین پر گر کر بہوش ہو گیا، اس کا گزنا تھا کہ ساداتِ بارہہ نے اس کو گھیر لیا، اور اُس کے جسم کو

۱۷۷۲ء خانِ عالم جلد دوم ص ۵۹۰، ۵۹۱، وغیرہ ۵۲ ایضاً ۲۵، ۲۳، ۲۴

مزید گزند سے بچانے کی خاطر خود کٹ کٹ کر مرنے لگے، فوج کے دوسرے حصہ میں سید عبداللہ خان بھی تورانی تیراندازوں کی تاب نہ لا کر دوسری طرف رخ کرنا چاہتا تھا کہ یکایک جہاندار شاہ کی نظر سے عبدالغفار خان سید عبداللہ خان کے ہاتھی کے پاس پہنچا، اور چلہ کمان سے ایک تیر نکال کر عبداللہ خان کو نشانہ بنایا، لیکن مؤخر الذکر نے نہایت سرعت سے اپنی کمان سے ایک تیر ایسا چلا کہ عبدالغفار خان کا تیر اس سے ٹکرا کر یچ ہی میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، عبداللہ خان نے فوراً ہی ایک دوسرا تیر مارا، جس سے عبدالغفار خان زخمی ہو کر دوسری طرف مڑ گیا، اسی اثنا میں سید عبداللہ خان کی مدد کو کمک پہنچ گئی، جس کی مدد سے سادات بارہہ نے جہاندار شاہ کے ہاتھی پر تیروں کی اتنی بارش کی کہ ہاتھی خوف زدہ اور سر اسیمہ ہو کر اپنے لشکریوں ہی کو پامال کرنے لگا، اس کے بعد جہاندار شاہ کی فوج میدان جنگ میں بٹھری،

محمد شاہ نے سادات بارہہ کے خلاف حسن پور کے میدان میں جنگ کی، تو سید عبداللہ خان بڑی دلیری اور شجاعت سے لڑا، اس کے جسم پر آہنی لباس تھا جس کی وجہ سے اس کو زخمی کرنا آسان نہ تھا، اس کے ہودج پر تیروں کی مسلسل بارش ہو رہی تھی، محمد شاہ خود اس کو اپنے تیروں کا نشانہ بنائے ہوئے تھا، عبداللہ خان ہمارمی کے جوش میں شمشیر اور سپرے پا پیادہ لڑنے کی خاطر ہاتھی سے نیچے اتر آیا، مگر اس نے ہاتھی کا ہودج چھوڑا، تو اس کے ہمراہی سمجھے کہ وہ مار گیا، اڈ اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے، مگر عبداللہ خان کے قدم پیچھے نہیں ہٹے، وہ جانبازی سے لڑتا رہا کہ یکایک کسی قادی تیرانداز نے تاک کر اس کی پیشانی پر ایک تیر لگایا، اس تیر کی زد سے وہ سنبھلنے نہ پا سکا، کسی نے بڑھ کر شمشیر سے اس کے ہاتھ پر ایک ضرب کاری لگائی، جس سے بے بس ہو کر وہ شاہی فوج کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا،

لغات فی جلد دوم ص ۳۰۳، التاثر الامام جلد اول ص ۳۲۲، جلد سوم ص ۳۳۳-۳۳۴، التاثر الامام جلد سوم ص ۶-۱۳۲، وسیر التاخرین جلد دوم ص ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳،

عام طور سے اوزبک اور تورانی تیراندازی میں بڑے مشتاق اور ماہر سمجھے جاتے تھے، تورانیوں کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ اپنے ہر تیر سے گھوڑے کی پیٹھ اُس کے سوار سے خالی کر دیتے تھے، تیروں کا حملہ روکنے میں افغانی امتیازی حیثیت رکھتے تھے، عظیم الشان اور جہاندار شاہ کے درمیان جنگ جابینی ہوئی تو اول الذکر کے افغانی لشکریوں کے ارد گرد تیروں کی جو بارش ہوئی تو مورخوں کا بیان ہے کہ افغانی اس کو پھولوں کی بارش تصور کر رہے تھے،

تیموری شہزادوں کو تیراندازی کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی تھی، جاگیر کی تیراندازی کی مہارت یہ تھی کہ وہ ایک ہی تیر سے بھڑیے کو ہلاک کر دیتا تھا، حالانکہ مشہور ہے کہ بھڑیے ہیں ہیں تیس تیس تیر کھا کر بھی نہیں مرتے، وہ خود زک میں لکھتا ہے:

”ایک بھڑیا میرے سامنے آیا میں نے ایک تیر اس کے کان کے پاس مارا، جو قریب ایک بالشت کے پوست ہو گیا، وہ بھڑیا اس تیر سے گر کر ہلاک ہو گیا، اکثر ایسا ہوا ہے کہ میرے سامنے سخت کمان والے جوانوں نے بھڑیے کو ہیں تیر تیس تیر مارے ہیں مگر وہ نہ مرا، اپنے بارے میں کچھ لکھنا اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے، اس لئے ان واقعات کو لکھنے میں زبان قلم کو کوتاہ رکھتا ہوں“

اوزبک زبیر اپنے بڑے لڑکے شہزادہ سلطان محمد کو براہِ تیر کیا کرتا تھا کہ وہ روزانہ دو گھنٹہ تیراندازی اور بندوبست کی مشق میں صرف کیا کرے۔

۱۵۰۰ء میں پنج کی مہم میں شاہجہانی فوج پر بارہ ہزار اوزبک تیرانداز ایک ساتھ تیر چلا رہے تھے، جس سے قریب تھا کہ شاہی فوج کے پاؤں اکھڑ جائیں مگر پھر توپ اور تیغ و شمشیر کی روان پرانی پڑی کہ اوزبکوں کی فوج ہزیمت سے بدل گئی، خانی خان جلد اس ۶۶۵۰۰ لاکھ تیرانداز، ۲۶۰۰۰ لاکھ رفات مالگیری، ۱۰۰۰۰ لاکھ پارس، ۱۰۰۰۰ لاکھ

شمیر زنی | جب غنیم کی صفوں میں تنگ، تیرا کبھی ہاتھیوں کی یورش سے انتشار، خلل اور رخنہ پیدا ہو جاتا تو سوار اپنی اپنی تلواروں کو سونت سونت کر مخالف فوجوں کے ساتھ گڑھ ہو جاتے جس کو سحر مورخین چقلیش مردانہ یا چقلیش رستمہ کہتے ہیں، اصلی شجاعت تلواروں ہی سے لڑنے میں سمجھی جاتی، بابائے کاموں کا قول تھا کہ اگر شش پر، پیاز می کبتن اور تبر تیشہ لگے، تو ایک جگہ زخم دے، اور تلوار لگے، دوسرے پاؤں تک کام کر جائے،

قندھار کی دوسری جنگ میں ایرانی لشکریوں کے پاس آتیش اسلحہ کی کثرت تھی، تو شاہجہانی فوج ان کو طعنہ دیتی تھی کہ وہ اپنی بزدلی اور کم ہمتی کے سبب تلواروں سے لڑنے کے بجائے توپوں اور بندوقوں سے جنگ کرنے کے عادی ہیں، اعظم شاہ جاجو کی جنگ میں شریک ہوا تو اپنی بہادری اور شجاعت کے نشہ میں محمور ہو کر بار بار کہتا کہ توپ و تنگ تو باریجہ اطفال ہیں، بہادروں کا ہتھیار تلوار ہے، جنگ کا فیصلہ تلوار ہی سے ہونا چاہئے،

لڑائی جب زور شور کی ہوتی اور بہادر لشکر می دیرمی اور سرفروشی کے نشہ سے سرشار ہو جاتا تو وہ اپنے ہاتھی اور گھوڑے کی پیٹھ پر سے نیچے اتر آتے، تاکہ یہ بے قابو ہو کر دھوکہ نہ دے سکیں، پھر زمین میں پاؤں جما کر کھڑے ہو جاتے، اپنی پوشاک کے دامن کو سمیٹ کر کمر سے باندھ لیتے، اور ہاتھ میں تلوار لے کر لڑنا شروع کر دیتے، دائیں بائیں آگے پیچھے بڑی پھرتی سے اپنی تلوار سے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُتارتے، اور اپنی جان کی فکر مطلق نہ کرتے، یہ شجاعت اور بہادری کی اعلیٰ مثال سمجھی جاتی، راجپوتوں کی جنگ میں اس قسم کی بہادری کی مثالیں بہت ملتی ہیں، مسلمانوں کی ان ہی سے یہ طریقہ جنگ لیا،

دھرمات کی جنگ میں اورنگ زیب کے ہراول کی طرف راجپوت ہرے، تو دوا فقار خان

محسوس کیا کہ بڑا نازک موقع آگیا ہے، اور دشمنوں کی بغاوت کو روکنے کی ضرورت ہے، وہ اپنے گھوڑے سے اتر گیا، اور ہاتھ میں تلوار لے کر تھما راجپوتوں میں کود پڑا، اور پھر قدم جاکر اپنی شجاعت جاننازی کا پورا پورا مظاہرہ کیا، اس کا جسم متواتر زخموں سے خون آلود ہو گیا، لیکن اس کی سپاہیائے غیرت اور حمیت نے دشمنوں سے سپاہیوں کو پیچھے ہٹنا گوارا نہیں کیا۔

اس واقعہ کو دوروں نے بڑے آب و تاب سے لکھا ہے چنانچہ منشی محمد کاظم بن محمد امین مالگیر نے یہ لکھنا ہے :

”و ذوالشجاعتان بآئین دلاوراں ناموس جوئے ہندوستان کہ چوں کار جنگ تنگ
شہود از اسپاں پایا وہ شدہ دل پر ہلاک می نہند و اکثر اوقات حسن ثبات قدم و رنج
و حمیت غنیمت را ہریت می دہند، از اسپاں فردا آمدہ ہامد و دوسے پاسے ہمت و جلاوت بقصد
میں سرخروئی و شہادت در میدان و نا افسرد و داو شجاعت و دلیری دادہ و راں آرمونگاہ
بویہ مردانگی کے ثبات و استقلال از اقران و امثال برد، اگرچہ کھل نہی از شاخسار مرد
پنیدہ لیکن بر برکت توہمات و انارے حضرت شاہنشاہی و میاں حسن اعتقاد و نیکو خواہی
از اسپاں ہلاک این مانند“

یہاں رستا کی بات کے بعد عظیم الشان اور جہان شاہ میں جنگ ہوئی، تو عظیم الشان کی طرف
مستازان سے اسی شجاعت اور مردانگی کی مثال پیش کی، لڑائی تیز ہوئی، تو وہ لڑتا ہوا جہان شاہ
کے پاس پہونچا اور گھوڑے سے کود کر پایا وہ ہو گیا، اور کبھی شیر چلتا، اور کبھی دشمنوں کو اپنی تلوار
سے نتر رہے ہیں، اسی بہادری سے وہ لڑتا گیا، یہاں تک کہ دشمنوں کو پیچھے ہٹنا پڑا،

مستازان پر تہ لڑائی کی سرزمین میں قدم جاکر تلوار سے لڑنے میں بہت مشہور تھے۔

لکھنا مالگیر نامہ ص ۱۰۰

میں سید حسین علی خاں فرخ سیر کی حمایت میں جہاندار شاہ سے لڑا تو میدان جنگ میں ہاتھی سے اتر کر اپنی شمشیر آبدار کے جوہر خوب دکھائے، مآثر الامرا میں ہے :-

”حسین علی خاں در روز جنگ کہ در حوالی مستقر انخلاذہ با جہاندار شاہ اتفاق افتاد و اتفاق

حسن بیگ صفت شکن خاں کہ نائب صوبہ واری اڈیہ بود زین الدین خان پسر بہادر خاں

..... روہیلہ بمقابل ذوالفقار خاں کہ توپ و ضرب زن بسیار پیش رو چیدہ ایستادہ

بود، اسپاں تاختہ بزنجیرہ توپخانہ در آمد، چوں عرصہ بر خود تنگ دید، بایں ناموس پرستان

ہند پیادہ گشتہ بزخمہائے طاقت ربانہ زمین افتاد“

قطب الملک سید عبداللہ خاں نے بھی (سید حسن علی خاں کا بھائی) حسن پور کی جنگ میں سی

جوہر شجاعت کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا، لڑائی شدت پر تھی کہ سید عبداللہ خاں شمشیر اور سپر لے کر ہاتھی

سے نیچے اتر آیا۔ اور جن دشمنوں نے اس کو گھیر رکھا تھا، ان سے تہنا بڑی دھیرے کے ساتھ جنگ کرتے

وہ سر سے پاؤں تک اپنی لباس میں ملبوس تھا، اس لئے اس کو زخمی کرنا آسان نہ تھا، وہ دشمنوں

کو اپنی تلوار سے موت کے گھاٹ اتارتا رہا، مگر قیمت نے یاوری نہیں کی، یکایک اس کی پیشانی

پر ایک تیر لگا، اور اسی کے ساتھ کسی نے بڑھکر تلوار سے اس کے ہاتھ کو زخمی کیا جس کے بعد دشمنوں

کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا،

۱۔ مآثر الامرا جلد اول ص ۳۲۳ خانی خاں میں ہے :

”وہ حسین علی خاں چناں عرصہ کارزار تنگ گردید کہ بدستور بہادران تہور پیشہ ہندو

خود را از قبل انداختہ با چدے از شجاعت پیشگاں بار بہ تر و در ستیانہ نمود، بعد پرستان

زخمہائے کاری بے خبر گشتہ در معرکہ افتاد“ (جلد دوم ص ۷۰۳)

۲۔ خانی خاں جلد دوم ص ۵۳۲، دسیر التاخرین جلد دوم ص ۴۱۰۔ ۴۱۱،

ایک سپاہی تلوار کی ضرب جس قدر زیادہ تیزی، پھرتی اور سختی سے لگاتا، اسی قدر وہ بہادر اور
 آزمودہ کار سمجھا جاتا، اکبر اپنی تلوار کی ایک ہی ضرب میں شیر ہلاک کر ڈالتا تھا، مالگیر نے اپنی شہزادگی
 کے زمانہ میں ایک مست ہاتھی کو اپنی تلوار سے زخمی کر کے اُس کو پیچھے پٹا دیا تھا، بہادر سوار گھوم
 گھوم کر اپنی تلواروں سے ہاتھیوں پر حملہ کرتے، اور ان کو زخمی کر کے سپاہ کو دیتے، مست ہاتھی کے قریب
 آ کر تلوار کی ضرب سے اُس کی سونڈ کو اڑا دینا، اور پاؤں کو بے کار کر دینا کوئی بڑی بات نہیں سمجھی
 جاتی تھی،

نیزہ بازی | نیزہ کے متعلق آداب الحرب میں ہے :

و اگر کسی کو یہ کہ ایک مرد سوار را بزد و پراگندہ جز نیزہ بردار نباشد۔

بعض نیزہ باز اپنے نیزہ سے سوار کو گھوڑے کی پیٹھ پر سے اوپر اٹھا لیتے تھے،
 محمود غزنوی کی فوج کے بعض نیزہ باز ایسے تھے، جو اپنے نیزوں سے اتنی زور سے چھید کر کے دشمنوں
 کو ہلاک کر دیتے تھے، (تاریخ بخاری ص ۱۱۷ جلد چہارم)

سلطان شہاب الدین غوری ترائین میں راجہ تھورا کے خلاف جنگ کر رہا تھا، تو اُس نے
 راجہ کے بھائی گوہند رائے کو اس کے ہاتھی پر اپنے گریز سے زخمی کیا، جس سے اُس کے دو دانت ٹوٹ
 گئے، گوہند رائے نے اپنے پر پیچھے سے وار کا جواب اس طرح دیا کہ سلطان شہاب الدین غوری اپنے گھوڑے سے
 لڑھکھک کر نیچے گر گیا، جس کے بعد ایک خنچی سوار اُس کو یہ ان جنگ سے بے بھما لگا،

مناجعت سوار پورش کر کے گڑبڑ ہو جاتے تو بیس نیزوں اور برچھوں سے اُن کی پٹیلیں روکی جاتی

۱۰۰۰

۱۰۰۰

۱۰۰۰

مخالف سواروں کے تیز رفتار گھوڑے کبھی گرز اور سان ہی سے زخمی کئے جاتے تھے، ہاتھیوں کو جرح کرنے میں بھی یہ ہتھیار موثر ثابت ہوتے تھے، مخالف سوار ہاتھیوں کے قریب آکر ہودج نشینوں پر نیزوں اور برچھوں ہی سے وار کرتے تھے۔

کرناٹ کی جنگ میں نادر شاہ کے ایک نیشاپوری سوار نے اپنے نیزہ کے استعمال کا ایک عجیب و غریب نمونہ پیش کیا، شدت کی لڑائی جاری تھی کہ یہ نیشاپوری سوار محمد شاہ کے فوجی سردار سعادت خاں کے ہاتھی کے پاس پہنچا، اور پھرتی سے اپنا نیزہ زمین میں نصب کیا، گھوڑے کی باگ نیزے سے بانڈ وی، اور سعادت خاں کے ہاتھی کے ہودج کی جوڑو درینچے لٹک رہی تھی، اس کو پکڑ کر اٹاٹا

(بقیہ حاشیہ ص ۳۴۸)

دوریں دقت کہ ہر طرف ہنگامہ جان نشانی و جاں ستانی گرم بود، سردیرے بے ازرم
انگروہ مخالف بصورت شہر یا شیر دل تاختہ کیے ازاں بد نہادان پیش دستی نمودہ متوجہ
راجہ بھگونت داس شدہ نیزہ حوالہ کرد، راجہ پیشتر ازاں پادریکاب محکم کردہ ایتادہ
می باشد کہ برچھ خود را باورساند نیزہ او خالی افتاد و راجہ برچھ خود را براں مدبر آئیناں
زوکہ حال دگرگوں شدہ برگشت (اکبر نامہ جلد سوم ص ۱۵)

۱۵ سال کے لئے دیکھو فرشتہ جلد اول ص ۳۴۸، عہد مجید لاہوری جلد اول ص ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵،

ہو وچ پر چڑھ گیا جس کے بعد محمد شاہ کا فوجی سردار بسے بس تھا،

مندرجہ بالا اسلحہ کے علاوہ دست، ہست لڑاتی ہیں جہد ستر، خنجر، کھنجر، گرز اور تبر بھی کبھی کبھی استعمال کیے جاتے تھے،

جنگی جیلے | جنگی جیلوں میں یہ جیلہ عام طور سے رائج تھا کہ لشکر می میدان جنگ سے بظاہر بھاگتے نظر آتے، اور جب ان کے دشمن ان کا تعاقب کرتے ہوئے کچھ دواگے ٹھہرتے، تو وہ پلٹ کر ان پر حملہ کر دیتے، اس قسم کے جنگی فریب کی مثالیں ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے ہر دور میں ملتی ہیں، شہناشاہ الدین غوری نے رائے پتھور پر جو فتح و کامرانی حاصل کی تھی اس میں اس قسم کا جنگی جیلہ بھی معاون ہوا تھا،

سلطان فیروز شاہ تغلق پہلی بار شمس الدین کے خلاف لکھنؤ کی جنگ کرنے گیا، تو وہ اپنی

(بقیہ حاشیہ ص ۳۴۴) فیل رائے شاہ ان بہادر شیرعلی حملہ اور دونوں میدان تیر جان سناں

پیشانی اور ساند کہ از غامد زیں سرنگوں ساختہ" (جلد دوم ص ۲۶)

۱۱۱۹ھ میں شاہ عالم اور عظیم شاہ کی جنگ جانشینی کے سلسلہ میں خانی خان لکھنؤ نے

"وہر لکھنؤ آتش پیکار شہزادہ سید و... آٹا لکھنؤ خاں عالم و منور تھاں کہ از دلاوران صفین

دکن گفتہ ہو شد نہ دور مبارزت بارہا عظم شہرت ہر فراسختہ ہو نہ نعرہ زناں فیل جرات

مقابل فیل محمد عظیم پیش را نہ نہ دور مبارزت خاں سے با کمانہ کھلہ سستمانہ نیزہ حرفت

شاہ زادہ انداخت محمد عظیم نیزہ اور دکر دیاں نیزہ برہاں خاں قراول، ردیف

محمد عظیم رسید، محمد عظیم نیزہ بجلہ کداں در آورد و چنان بہ سبقت حریفانہ، ساند کہ کا را و

ساختہ شد" (جلد دوم ص ۵۵)

۱۱۲۰ھ میں آخرین جلد دوم ص ۲۴۴، آثار الامراء ج ۱ ص ۲۴۴ سے جہات نامہ ص ۲۴۰

سلطان فیروز لکھنؤی چھوڑ کر پیچھے چنیدیل ہٹ گیا، شمس الدین کی فوجوں نے خیال کیا کہ سلطان فیروز سپاہ
ہو کر مراجعت کر رہا ہے، اس لئے وہ قلعہ سے نکل کر باہر آ گئیں، اور شاہی فوج کا پیچھا کرنے لگیں
لیکن ان کو شکست کھانی پڑی!

شیر شاہ بنگال میں براہیم خاں کے خلاف سورج گرہ کے مقام پر سخت آرا ہوا، تو اس نے بھی
اپنے غنیم کو جنگی فریب ہی سے شکست دی، لڑائی شروع ہونے سے پہلے اس نے اپنے فوجی سرداروں
کو حسب ذیل ہدایتیں دیں،

”غنیم کے لشکریں بہت سے ہاتھی، بکترت بندرتیں اور کثیرا تعداد پیدل سپاہی ہیں،
لیکن ہم ان سے اس طرح لڑیں کہ وہ اپنی اصلی مسخوں کو برقرار نہ رکھ سکیں، ان کے سواروں
کو ہم بند و چھیلوں سے نکلوا کر دیں، اور ان کے پیدل سپاہیوں اور سواروں کو ان کے ہاتھیوں
کے ساتھ گڑھ کر دیں تاکہ ان کی فوج میں ترتیب باقی نہ رہے، میرے فوج میں ان ہنگالیوں
کو شکست دینے کی ایک ترکیب ہے، اس لئے ایک پہاڑی ہے، اپنی فوج کی ایک بڑی تعداد
کو اس پہاڑی کے پیچھے لے جا کر کھڑی کر دوں گا، لیکن تجربہ کار اور جہادی شہسواروں
کی ایک مختصر جماعت کو بار بار حملہ کرنے کے لئے تیار رکھوں گا، غنیم اسی طرح بڑی کے ہیں
طرح کہ پہلے لڑ چکے ہیں، ان کو اپنی شکست کا طعنہ خیال نہ ہو گا، اس لئے اپنے منتخب دستہ کو ان کے
بڑھاؤں کا، وہ بنگال کی فوج پر بھاری دیا تک یتر چلا کر پیچھے ہٹے نظر آئے گا، براہیم خاں
کو یقین ہو جائے گا کہ اس کی طاقتور فوج سے سپاہیوں کو کراختان ہٹا کر رہنا ہی ہے، براہیم خاں
کے حوصلے بڑھ جائیں گے، اور میری فوج پر اور بھی زیادہ دباؤ ڈالے گا، اس لئے اپنی فوج پر
پیدل سپاہیوں کو چھوڑ کر آگے بڑھ آئے گا، اس طرح اس کی حکمت عملی بے اثر ہو جائے گی“

۱۱ تاریخ فیروز شاہی، ص ۱۱۱

اس کے بعد میں پہاڑی کے پیچھے سے اپنی فوج کو لے کر غنیم پر حملہ کر دوں گا، اس طرح ہنگامی
سوار تو بچانے اور پیدل سپاہیوں کی مدد سے بالکل محروم ہو جائیں گے، اور وہ افغان شہسوار
سماطلق مقابلہ نہ کر سکیں گے،

یہ ترکیب بڑی ہوشیاری اور ہوشمندی سے عمل میں لائی گئی، اور وہی ہوا جس کی امید شیر خاں کو
تھی، ابراہیم خاں کی فوج دایم فریب میں پھنس گئی،

اکبر نے اپنے انیسویں سال جلوس میں داؤد کے خلاف اپنی فوج ہنگامی بھیجی، تو لڑائی کے درمیان
شاہی فوج کے اہم قتل کو شکست کھا کر پیچھے ہٹنا پڑا، ان فوجوں کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر داؤد یہ سمجھا کہ
اُن کا محض فریب ہے، اس لئے اُس نے اُن کا تعاقب نہیں کیا، اسی اثنا میں شاہی فوج کے دانے ہاتھ
سے اُن کی مدد کے لئے کمک پہنچ گئی، پھر داؤد کی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی،

تیمور ہی بادشاہ اس قسم کے جنگی فریب کو پسند نہیں کرتے تھے، اس لئے اُن کی لڑائیوں میں
وجہ و مکہ کی مثالیں مطلق نہیں ملتی ہیں، کرناں کی جنگ میں ناؤر شاہ کے بعض دستے میدان جنگ
سے بھاگتے نظر آئے، اس طرح کہ اپنے گھوڑوں کی پیٹھ پر اسٹے منہ میٹھ گئے، اور تیرا اور بندہ وقی چلاتے
ہوئے اپنے گھوڑوں کو بھگائے گئے، محمد شاہ کے سپاہی ان کا تعاقب کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے، یہاں
کہ وہ ایک کمین گاہ کے پاس پہنچ گئے، جہاں سے ناؤر شاہ کے سینکڑوں بندہ وقی نسل کران پر رہی
طرح حملہ آور ہوئے،

اس قسم کا جنگی فریب بڑی اعلیٰ طاہر ہوشمندی سے عمل میں لایا جاتا، اور جب بھاگتی ہوئی
فوج پست کر لڑتی تو اس کو دو گنی قوت، غیر معمولی تیزی اور پامردی سے لڑنا پڑتا،

سلاطین تاریخ فیروز شاہی از عباس خان سروانی، ایٹ جلد چارم ص ۴۲ - ۳۴۱،

۲۱ اکبر، جلد سوم ص ۱۲۶،

شجوں | غنیم کے لشکر پر رات کے آخری حصہ میں اچانک حملہ کرنا بھی ایک جنگی فریب تھا، یہ پرانا طریقہ اس وقت سے جاری تھا، جب کہ انسانوں میں لڑائیاں شروع ہوئیں، لیکن یہ اوجھے قسم کا وار سمجھا جاتا تھا، رات کے اس اچانک حملہ کو شجوں کہا جاتا تھا، اور یہ حملہ اسی وقت کیا جاتا، جب کہ غنیم کی لشکر گاہ پوری طرح محفوظ نہیں ہوتی، حملہ آور کسی طرح غنیم کی لشکر گاہ میں چپکے سے گھس جاتے، اور پھر انتشار و اخلال پیدا کر دیتے، شجوں سے محفوظ رہنے کے لئے فوج چار دستوں میں تقسیم کر دی جاتی،

(۱) پیدل سپاہی تیر و کمان، تلوار، نیزے اور سپر سے مسلح ہو کر لشکر گاہ میں داخل ہونے کے راستے پر متعین کر دیئے جاتے،

(۲) دائیں بازو یعنی یمن اور قلب کے سپاہی اپنی جگہ پر ہوتے، اور اپنے بیان کی روشنی نکل کر دیتے، تاکہ وہ دشمنوں کو نظر نہ آئیں، یا وہ کسی دوسری جگہ جا کر آگ روشن کر دیتے، غنیم گمراہ ہو کر وہاں پہنچ جاتے، تو پھر وہ زرخے میں بھنس جاتے،

(۳) بائیں بازو یعنی یسار کے سپاہی صفت بازو تیار کھڑے رہتے، تاکہ غنیم کا حملہ ہو تو اسکو وہ روک سکیں،

(۴) فوج کا چوتھا دستہ لشکر گاہ کو چھوڑ کر دور کے راستے پر گشت کرتا رہتا تاکہ غنیم کو کوئی مدد نہ پہنچ سکے، شجوں مارنے والے اپنے غنیم کے تمام راستوں کو مسدود کر دیتے، اور چلاتے، اور شور مچاتے کہ فلاں سردار مارا گیا، اور فلاں آدمی قتل کر دیا گیا، اس طرح غنیم کے لشکر میں ہراس مچا کر بدولی پھیل جاتی ہے

جو فوجیں نسبتہ کمزور ہوتیں وہی شجوں مارتیں، سلاطین دہلی کی فوجیں اس قسم کے جنگی فریب

سے تفصیل کے لئے دیکھو آداب الحرب، مکی نسخہ مسلم یونیورسٹی، ٹی گڑھ باب بیت دیم،

پتہ نہیں کرتی تھیں لیکن اُن کے دشمنوں کے یہاں اس فریب کی مثالیں ملتی ہیں، مثلاً محمد تغلق نے قوتج کے پاس لنگھا کے ساحل پر عین الملک کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے اپنا پڑاؤ ڈالا، تو مؤخر الذکر نے پھلی رات کو شاہی لشکر کے اگلے حصہ پر چھاپا مارا، لشکریوں میں بڑا شور مچ گیا، سلطان نے حکم دیا کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلے، اور تلواروں سے لڑائی کی جائے، تمام لشکریوں نے تلواریں کھینچ لیں، اور وہ دشمن کی طرف بڑے لڑائی کا ہنگامہ خوب گرم ہوا، عین الملک کا ارادہ بادشاہ کے خیمہ پر چھاپا مارنے کا تھا لیکن اُس کے دہسرنے اُس کو دھوکا دیا، اور وہ وزیر کی جگہ آ پڑا۔

پانی پت کی پہلی جنگ میں بابر نے لڑائی کی، بھداریں ابراہیم لودی کے لشکر پر شیخوں مارنے کی کوشش کی لیکن اُس کی تزک کے پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُس نے یہ شیخوں بطیب خاطر تیار کیا، بلکہ بعض ہندوستانی امرا کے اصرار پر اپنی فوج کو شیخوں مارنے کی اجازت دے کر پانی پت میں لڑائی ہوئی، اس کی فوج سات اٹھ دن پڑھی رہی، اس کے تھوڑے تھوڑے سپاہی ابراہیم لودی کے لشکریوں پر حملہ کر رہے لیکن یہ اپنی جگہ سے نہ ہلے، اس لئے بعض ہندوستانی امرا نے شیخوں مارنے کی صلاح دی، اپنا کچھ پار پانچ ہزار سپاہیوں کی ایک فوج شیخوں مارنے کے لئے آگے بڑھی لیکن وہ ٹیم کے پاس اُس وقت پہنچ سکی، جب صبح ہو رہی تھی، اس لئے وہ کچھ نہ کر سکی، اور واپس ہو کر شہر ہاں لے چوٹا کی لڑائی میں محض حید و مکر سے فتح پائی، اور وہ ہمایوں کے خلاف تین بیٹے ایک پڑاؤ سے رہا، بالآخر اُس نے برائیاں کیا کہ وہ شاہ آباد ضلع کے مبارٹھ کی سرکشی کو فرو کرنے کے لئے اپنی فوج لے ساکنہ ہاں جانے لگا، دو دن تک وہ اپنی فوج اسی طرف بڑھاتا گیا، اور جب کچھیں ملے آگے بڑھ چکا تو پانچ ایک ہمایوں کو لشکر گاہ کی طرف اپنی فوج کو موڑ دیا، اور بڑھ

سلسلہ سفر نامہ ابن بطوطہ اردو ترجمہ ۱۹۸۱ء

سلسلہ سفر نامہ ابن بطوطہ اردو ترجمہ ۱۹۸۱ء

فاموشی اور تیزی سے ہمایوں کے سر پر آدھمکا، منہل فوج بالکل غافل ہو کر رات کی ٹھنڈی ہواؤں میں
 فرسے کی نیند سو رہی تھی، افغان یکایک حملہ آور ہوئے تو ہمایوں کے کسی لشکر کی کوئی تو مسیحہ اور نہ
 گھوڑے کی بیٹھ پر سوار ہونے کا موقع ملا، اس طرح ہمایوں اپنی فوج کو جمع نہ کر سکا، اور جب اس کے سپاہی تیرہ
 ہو کر منتشر ہو گئے، تو اس نے خود میدان جنگ چھوڑ دیا، اور اس کو اتنا بھی موقع نہ مل سکا کہ اپنے اہل
 و عیال کو اپنے ساتھ لے سکے۔^{۱۲}

اکبر شیخوں مارنے کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا، وہ اپراہیم حسین مرزا کے خلاف احمد آباد اور
 بڑودہ کے درمیان دریائے سندھ کے پاس معرکہ آرا ہوا، تو اس کے پاس زیادہ لشکر ہی نہ تھے، اس
 کے فوجی سردار جلال خاں نے اس کو مشورہ دیا کہ جب تک ہمارے پاس کافی فوج نہ پہنچ جائے
 دن میں لڑائی لڑنا مناسب نہیں، بلکہ رات کو شیخوں مارنا چاہیے، لیکن اکبر نے شیخوں مارنے کی صلاح
 کو پسند نہیں کیا، کیونکہ شیخوں جیسا کہ ابوالفضل نے لکھا ہے، صورتِ تلبیس و تزویر داشت، اکبر نے اپنے
 لشکریوں کو ہمت بڑھائی اور ان سے کہا کہ دن کا کام رات پر اٹھا رکھنا بالکل مناسب نہیں، ہم چپ
 اور ہوشمندی سے کام لے کر رزم آرا ہو جائیں، ہم میں سے ہر ایک شخص قوی دل ہو کر لڑے، اور یہ طے کر لے
 کہ ہر شخص کم از کم ایک دشمن کو موت کے گھاٹ اُتائے گا۔^{۱۳}

احمد آباد کے حوالی میں محمد حسین مرزا کے خلاف اکبر صفت آرا ہوا تو اس لڑائی میں بھی اس کو
 شیخوں مارنے کا مشورہ دیا گیا، لیکن اس مشورہ کو اس نے حقارت سے ٹھکرا دیا، اس موقع پر
 ابوالفضل لکھتا ہے:-

شیخوں بو و پیشہ بے دلاں ازیں ننگ دارند خیل یلان^{۱۴}

۱۲ تاریخ شیر شاہی از عباس خاں سروانی ایٹ جلد چہارم ص ۵، ۴، ۳، ۲، اکبر نامہ جلد سوم ص ۱۳
 ۱۳ ایضاً ص ۱۵

جہانگیر بھی اپنے باپ کی طرح شیخوں کو نگار بے دلاں اور شیخوہ فریب کاراں
کہا کرتا تھا،

مغل فوج شیخوں تو نہیں مارتی تھی لیکن شیخوں مارنے والوں کی ممانعت کرنے کے لئے
ہمیشہ تیار رہتی، اس لئے وہ اپنی لشکر گاہ کو محفوظ کرنے کے لئے اس کی چاروں طرف یا تو کمانٹے
بچھا دیتی یا مٹی کی دیوار کھڑی کر دیتی یا خندقیں کھود دیتی تھیں

۱۵ تزک جہانگیری ص ۱۹ ۱۶ اکبر نامہ جلد ۳ ص ۴۲۵، ۱۷ بادشاہ نامہ جلد سوم ص ۲۴۹

محاصرہ

آدابِ محاربہ کے موقف کے لکھنے کے مطابق قلعہ کشانی کے لئے حسب ذیل چیزوں کی ضرورت ہوتی تھی (۱) زمینہ، کھجور کے رستے (۳) بھنگ کے رستے انکڑے والے (۲) خرک (۵) ترس (۶) وہ مردہ (۷) منجنیق (۸) عرادہ گرواں (۹) عرادہ خفہ (۱۰) دیوار کن (ساہل) (۱۱) آتش کش آہنی (۱۲) زنجیر (۱۳) کڑاں (۱۴) نیزہ مردگیر (۱۵) سپرچ (۱۶) نیزہ دندانہ دار (۱۷) پھڑپڑا (۱۸) ستون وغیرہ۔

زمینہ اور رستے تو قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر ملے گا کرنے میں کام آتے تھے، منجنیق عرادہ اور خرک قلعہ شکنی کے آلات تھے جن کی تفصیل ہم پہلے بتا چکے ہیں، نیزہ مردگیر اور دندانہ دار نیزدن کی قسمیں اور سپرچ (جھج) ایک قسم کی ڈھال تھی، جو قلعہ کے دروازے پر متعین لشکر کی رکھا کرتے تھے، وہ مرد اور ترس کی اصطلاح سمجھ میں نہیں آئی، بقیہ کی نوعیت ان کے ناموں سے ظاہر ہے،

منجنیق | منجنیق کے ذریعہ بھاری بھاری پتھر پھینک کر قلعہ کے دروازے اور دیوار میں توڑی جاتی تھیں، بعض منجنیق کو استعمال کرنے میں پانچ یا پانچ سو آدمی کام کرتے تھے، محمد بن قاسم نے سندھ میں اسی قسم کے منجنیق سے کام لے کر دیبل کے بتخانہ کو فتح کیا، اس بتخانہ کی بندی پر سبز پرچم لہا کرتا تھا۔

۱۔ مکتبہ نسو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، باب سی و سوم، اور نیٹیل کالج میگزین لاہور اگست ۱۹۶۹ء سے بھی، دلی گئی،

اُس کی اونچائی چالیس گز تھی، اور اس کا گنبد بھی چالیس گز اونچا تھا، اُس پر ایک بہت بلند پرچم لہراتا رہتا، اور جب تک یہ پرچم سرنگوں نہ کیا جاتا، وہاں کے باشندے اپنی شکست تسلیم کرنے کو تیار نہ ہوتے۔ محمد بن قاسم نے اپنے منجنیق کے نیگراں جوہ کو سنگ باری کر کے اس پرچم کو سرنگ کر کے کا حکم دیا، جوہ نے کہا کہ منجنیق کو اگر دو گز کاٹ کر چھوٹا کر دیا جائے تو پرچم کو سرنگ کرنا کوئی مشکل بات نہیں، محمد بن قاسم کو خیال ہوا کہ کہیں اس طرح منجنیق بیکار نہ ہو جائے، لیکن جوہ نے یقین دلایا کہ اگر اس طرح پرچم سرنگوں نہ ہوا تو میرے ہاتھ قلم کر دیے جائیں، محمد بن قاسم نے جوہ کی یہ رائے حجاج کو لکھ بھیجی، نویں دن جواب آیا اور حجاج نے اجازت دی تو اعراس نامی منجنیق کو چھوٹا کر کے سنگ باری کی گئی، اور خاطر خواہ نتیجہ حاصل ہوا۔

منجنیق اور عرادہ (جو منجنیق ہی کی ایک قسم تھی) کا استعمال سلاطین دہلی کے زمانہ میں برابر ہوا، قلعہ جمہور کے محاصرہ میں علاء الدین نے منجنیق کا استعمال کیا، اور جب اُس نے ملک نائب کو اننگل کی فتح کے لئے بھیجا تو اننگل نے قلعہ میں بند ہو کر جنگ کی، ملک نائب نے قلعہ پر منجنیق ہی کے ذریعہ سنگ انداز کی۔ اس وقت پتھر کے بڑے بڑے گولے ہوا میں اڑتے نظر آتے تھے، اور ایک سو ہاتھ کی چوڑی دیوار ان ہی گولوں سے توڑی گئی، علاء الدین کو منجنیق کی افادیت پر کچھ ایسا بھروسہ تھا کہ مغلوں کے حملوں کے زمانہ میں اُس نے ہوشیار کارکنوں سے منجنیق اور عرادے بنوا کر محفوظ کر لئے تھے، سلطان محمد تغلق نے بھی قلعہ شکر کو ع کے محاصرہ میں منجنیق استعمال کی تھی، یہ ان جنگ میں اس کے ذریعہ غنیمت پرچا ہمارے پتھر اور اوہے کے گولے اور آتشیں مادے، اور سانپ بچھو وغیرہ بھی پھینکے جاسکتے تھے، اور محاصرہ میں اُس کے ذریعہ قلعہ کی دیوار میں شکاٹ کر دیا جاتا تھا، اُس سے قلعہ کی دیوار کی بنیاد

۱۵۰۰ء تا ۱۵۰۱ء تک دہلی کی ص ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶

کھوکھی بھی کی جاتی تھی،

منجھنق اور عوادہ کے علاوہ چرخ، کمان، عذابان، حقہ آتش کے ذریعہ آتشیں مادہ پھینک کے

غینم میں سرا سگی پھیلائی جاتی،

پاشیب | محمد بن قاسم کے حکم سے سندھ کے راجہ واپس کے ہاتھی پر روغن نطفہ پھینکا گیا تو ہاتھی

اس کی جلن کی تاب نہ لا سکا، اور بھاگ نکلا، اور حبيب عربوں نے اس کو ایک قلعہ میں پھینکا تو حبيب

بانی عرب جو راجہ سے مل گئے تھے، وہ اس کو گل کر دیا کرتے تھے، سلطان محمود غزنوی نے

سندھ میں جاٹوں کے خلاف جنگ کی، اور روغن نطفہ کے ذریعہ ان کی کشتیاں جلا دیں، (ذیل: ارجا)

ص ۸۰) اور حبيب یہ تدبیریں کارگر نہ ہوئیں تو پاشیب بنا کر قلعہ کے اندر گھسنے کی کوشش کی جاتی

یہ اس طرح بنایا جاتا کہ مٹی کے بورے نیچے اوپر اس طرح رکھ دیئے جاتے کہ یہ ایک چوڑا راستہ یا تونل

بن کر حصار اور قلعہ کی دیوار سے کچھ نیچے یا اس کی سطح کے برابر ہو جاتا، بعض اوقات یہ اتنا چوڑا

بنایا جاتا کہ اس پر سو آدمی ایک صف میں آسانی سے گزر سکتے تھے، یہ کچھ ڈھلوان بھی ہوتا کہ

لشکر منجھنق لے کر اوپر چڑھ سکیں اور اس پر سے منجھنق کے ذریعہ سنگ اندازی بھی کی

جاتی تھی۔

گرگج | پاشیب کھلا رہنے کی وجہ سے محصورین کی زد سے محفوظ نہیں رہتا، اس لئے بعض اوقات

پاشیب چھوڑ کر گرگج سے قلعہ شکنی کی جاتی، گرگج، پتھر، مٹی، یا لکڑی کا ایک متحرک پتارہ ہوتا

تھا، اس کی اونچائی قلعہ یا فیل کی دیواروں کی سطح سے زیادہ ہوتی تھی، اس پر سے لشکر منجھنق

دوسرے آلات کے ذریعہ قلعہ کے اندر تاک تاک کر نشانے لگاتے تھے، اس پر چڑھ کر قلعہ کے اندر کی

چیزیں بھی معلوم کی جاسکتی تھیں لیکن یہ اس قدر وزنی ہوتا کہ آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ

حرکت نہیں کرتا تھا، اسی لئے محصورین کی زد میں آسانی سے آجاتا، اگر گچ کے ساتھ ایک متحرک پل بھی منسلک رہتا تا کہ ضرورت کے وقت محصورین کی نظر ہچا کر گچ کو اس متحرک پل کے ذریعہ قلعہ کی دیوار سے ملا دیا جائے، اور لشکر ہی قلعہ کے اندر گھس جائیں،

ساباط | لیکن پاشیب اور گرج سے زیادہ مفید اور محفوظ چیز ساباط ہوا کرتی تھی، یہ ایک مستقیم گلی یا ڈھکی ہوئی سڑک ہوتی تھی، دو طرف دیوار بنا کر اس کے اوپر ایک چھت ڈال دی جاتی جو اس قدر مضبوط ہوتی کہ محصورین کے حربی آلات کی زد سے محفوظ رہتی، گلی یا سڑک اتنی چوڑی بنائی جاتی کہ ایک ساتھ دس سوار آسانی سے گزر سکتے تھے، اور چھت اتنی اونچی ہوتی کہ ہاتھی پر بیٹھ کر ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے لشکر ہی آجاسکتے تھے، اس کی بنیاد پہلے تو محصورین کی زد سے دور ڈالی جاتی، اور پھر چھت اور دونوں دیواریں قلعہ کی طرف بڑھتی چلی جاتیں، انیم کی زد سے بچانے کے لئے اس کے معماروں کو سپر اور ڈھال سے محفوظ رکھا جاتا، پھر بھی معمار زخمی ہو کر ہلاک ہوتے، لیکن اگر لشکر ہی اس کی تعمیر جاری رکھتے، یہاں تک کہ وہ قلعہ کی دیوار تک اس کو بنایا جاتے، پھر اسے اندر محفوظ ہو کر لشکر ہی یا تو سرنگ کھودتے، یا قلعہ کی دیوار پر یورش کرتے، جس کو اگر توڑ لیتے تو پھر اندر گھس کر معرکہ آرا ہو جاتے،

ہاتھی سے قلعہ شکن | قلعہ کی دیوار توڑنے میں ہاتھی کو بھی استعمال کیا جاتا، ان کی سونڈوں میں بھاری بھاری پتھر اور لوہے کے گولے دیدیے جاتے، جن سے وہ قلعہ کی دیوار اور دروازے پر ضرب لگاتے،

سرنگ | یا پھر سرنگ کھود کر قلعہ کی دیواروں کو بارود سے پاش پاش کرنے کی کوشش کی جاتی

۱۔ برنی ص ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸

ناروین کی جنگ کے موقع پر نندانہ کے قلعہ کی تسخیر کے سلسلہ میں محمود غزنوی نے نیچے سے سرگیں کھدوائیں اور اوپر سے یتروں کی بارش کرائی، جس سے گہرا کر محصورین نے سپر ڈال دی،

علاء الدین کی فوجوں نے ارنگل اور تلنگ کے محاصرہ میں سرنگ کھود کر قلعہ کی دیواروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی، اسی طرح محمد تغلق کے عہد میں تاج الملک نصرت خاں نے تلنگانہ میں بغاوت کی، تو شاہی فوج نے قلعہ خاں کی رہنمائی میں ہدر کوٹ کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اس کو سرنگ سے اڑا دینے کی سعی کی، تیمور نے میرٹھ اور بھٹنیر کے قلعوں کو سرنگ ہی کھودا کر تسخیر کیا، لیکن سرنگ زیادہ تر وہی قلعے تسخیر ہوتے جو مٹی سے بنائے جاتے، سرنگ کھود کر لکڑی کے کندے یا بڑی بڑی شہتیریں گڈھوں میں بھردی جاتیں اور ان میں گھاس، بھوسے، بھر کر بارود چھڑک دیا جاتا اور اس میں آگ لگا دی جاتی، بارود سے دیواریں پھٹ کر زمین دوز ہو جاتیں،

کمند اور نزدبان | اگر یہ ساری تدبیریں کارگر نہ ہوتیں تو پھر جانا باز اور سر فروش لشکر ہی کشد اور نزدبان دیوار پر چڑھنے کی کوشش کرتے، برہنہ نے لکھا ہے کہ ارنگل کے محاصرہ میں علاء الدین کے لشکر کے بعض سپاہی حصار کے اوپر نزدبان اور کند کے ذریعہ پرندوں کی طرح اچکتے اور پھدکتے چڑھ گئے تھے، محصورین سے تیغ، نیزہ، پانچ اور چھار سے لڑنے لگے تھے،

عبور خندق | قلعہ کے چاروں طرف عموماً بڑی چوڑی اور گہری کھائی ہوتی جس میں پانی بھرا ہوتا تھا کہ غنیم قلعہ کی دیوار تک نہ آسکیں، لیکن محاصرہ کرنے والے اُن کو ریت کی بوریوں سے بھر کر قلعہ پر پورش کرتے، رانا امیر کے پایہ تخت میں بھور کے قلعہ کے چاروں طرف کھائی تھی، علاء الدین کی فوج اُس کو ریت اور پتھر سے بھر کر قلعہ کی دیوار تک پہنچی، یہی کارروائی ارنگل کے محاصرہ میں کی گئی، اس کی

۱۵ زین الاخبار از گردیزی ص ۲، ۱۵ ابن بطوطہ اردو ترجمہ ص ۱۱، ۱۵ ظفر نامہ جلد دوم ص ۱۱۲۰،

۱۵ برنی ص ۳۲۹ شہاب الدین

کھائی کوریت اور پتھر سے بھرتے وقت غنیم کے حملوں کو روکنے کے لئے بڑے بڑے درختوں کے تنے آگے ڈال کر
 باڑباندی گئی تھی تاکہ وہ اچانک حملہ کر کے ساری محنت رائیگاں نہ کر دیں،

ناکہ بندی | محاصرہ کرنے والے پوری ناکہ بندی بھی کر دیتے، تاکہ کہیں سے محصورین کو رسد نہ پہنچے،
 رسد کی کمی پڑ جاتی، تو محصورین اپنی شکست تسلیم کر لیتے،

غریب وہی | محصورین کو غریب اور دھوکے دے کر بھی ان کو سپرد اسلئے پر مجبور کیا جاتا، مثلاً
 ظاہر کیا جاتا کہ تازہ کمک کی آمد برابر جاری ہے، محمد تعلق عین الملک کی بغاوت فرو کرنے گیا، تو دوا
 سے اگر سولشکری آتے، تو وہ ہزار لشکری کو ان کے استقبال کے لئے بھیج دیتا تھا، اور وہ کل گیارہ سو
 ہو کر سلطان کے کیمپ میں داخل ہوتے تھے تاکہ غنیم کو ان کی تعداد بہت معلوم ہو، یا کبھی رات کو
 تھوڑی سی فوج پیچھے بھیج دی جاتی، اور وہ صبح کو طبل بجاتی، اور پرچم لہراتی ہوئی نمودار ہوتی،
 جس سے محصورین کو یہ معلوم ہوتا کہ تازہ فوجیں روزانہ پہنچ رہی ہیں، یا کبھی محصورین کو رشوت دیکر
 ہتھیار ڈال دیتے اور غلایا جاتا، کبھی... محصورین کے بعض اعلیٰ عہدیداروں کے نام جعلی خطوطانہ
 پھینک دیئے جاتے تاکہ محصورین کو یہ شک پیدا ہو جائے کہ ان کے انسر محاصرین سے مل گئے ہیں، یا کبھی
 نانا تو انہیں پھیلا دیا جاتا تاکہ محصورین سر اسیمہ یا غافل ہو جائیں، یا کبھی ایسا بھی ہوتا کہ محصورین کو خبر
 دی جاتی کہ محاصرین نے راہ فرار اختیار کرنی ہے تو وہ قلعہ سے باہر نکل آتے، لیکن محاصرین کچھ دور
 آگے جا کے پٹ آتے، اور کھلی جنگ کر کے غنیم کو پسپا کرتے، سلطان فیروز شاہ تغلق لکھنوتی کی ہم پر
 کیا، تو سلطان شمس الدین پنہا وہ چھوڑ کر کہ الہ کے حصار میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا، ایک عرصہ تک
 فریقین میں جھڑپیں ہوتی رہیں، لیکن کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہوا، فیروز شاہ نے اپنی فوج کو مراجعت کرنے
 کا ہٹا ہر حکم دیا، اور قلعہ روں کے ذریعہ افواہ پھیلائی کہ وہ پسپا ہو کر بھاگ رہا ہے، یہ معلوم کر کے سلطان

شمس الدین اکبر سے باہر نکل آیا، اور سلطان فیروز تغلق کے تعاقب میں روانہ ہو گیا، لیکن وہ جب کافی آگے بڑھ چکا تو فیروز شاہ نے پلٹ کر اس کا مقابلہ کیا، اور شکست فاش دینی محاصرہ کرنے والی فوج بھی اپنی محافظت میں اپنے چاروں طرف لٹکھڑھ بٹھالیتی، اور خندق کھودا لیتی تاکہ غنیم کے اچانک حملے سے وہ محفوظ رہے،^{۱۰}

محصورین کو مدافعت کی جنگ میں جن چیزوں کی ضرورت ہوتی، ان کی ایک لمبی فہرست ادیب کے مولف نے دی ہے، ہم ذیل میں علیحدہ علیحدہ عنوانات کے ساتھ ان کو درج کرتے ہیں،
محصورین کے لباس | جوشن، خود، خفان، بغلطاق، اور بگستوان، انگشتانے، ان کی ضرورت اس وقت ہوتی جب کہ محاصرین قلعہ کے اندر گھس کر رو برو جنگ کرتے،

محصورین کے آلات حرب | تیر کلک، تیر ناوک، تیر عذرک، تیر ٹنک، تیر حوال دوز، تیر دانگ سنگ، نیم دانگ سنگ، کمان زبورک، نیم سپرخ، چرخ، کشکبیر، منجیق، عوادہ گرداں، عوادہ خفہ، منجیق کے گولے، سنگ دست اور سنگ فلاخن، دیوار کن (سابل) گائے بھینس کا چمڑا، اور زنجیریں جن کے سرے پر کانٹا یا انکھڑا لگا ہوتا ہے، تاکہ لکڑی اور سرکنڈے کے گٹھے ان میں باندھ سکیں اور خرک پر ڈالیں تاکہ خرک اور خرک کے آدمی جل جائیں، ریت اور پتھر کے بورے، بھاری سلیں، دذنی پتھر اور چکی کے پاٹ، لوہے کی وزنی منجیق تاکہ غنیم پر پھینک کر ان کو مجروح کریں، کمان کی تانت کے واسطے گائے کے پٹھے، گینڈے کی ڈھالیں (سپر کرگ) سپر شوشک، منجیق کی رسیاں، پتھر لا دینے کے واسطے ٹوکڑے جلتے تیل کے واسطے لوہے کے کفلیر تاکہ محاصرین پر تیل گرایا جائے،

محصورین کے ہتھیار | طبل، علم، نقارہ، ترم (دوق)، جھانجھ، ان کے ساتھ کاسہ زن (نقارچی) طبل، بٹا، ڈھولک، چوبک زن (ڈھولک لگانے والا) اور دوسرے قسم کے سازندے، اور مطرب کہ پھر چوکے

۱۰۔ عیفت ۱۲۔ ۱۱۰۔ ایضاً ص ۱۱۱ تفصیل کے لئے دیکھو عکسی نسخہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، باب سی و سوم
نیز اورٹیل کالج میگزین لاہور،

کے واسطے گاتے رہیں،

متفرقات | اینٹیں تاکہ دیوار میں شگاف پڑ جائے تو مرمت ہو سکے، شہتیر وغیرہ،
غزواتِ زندگی | آٹا، گھیوں، جو، لکڑی، گوشت، سکھایا ہوا گوشت، کھٹائی، شیرینی، ٹھنڈائی، اچار،

ادویہ، چراغ، کاتیل، لمپیہ، شعل، دیوٹ، ایندھن

کارگر اور دستار | مؤذن، طبیب، منجم، باورچی، کمان بنانے والا، تیرگر، کمان گر، بڑھئی، زرہ ساز،
 زمین ساز، لوہار، چیلانگو (چاقو قینچی بنانے والا) صیقل گر، جراح، حجام، درزی، دھنیا، جولاہا،
 بوزہ فروش، کھار، دھوبی، نعل بند، نمد گر، غسال، گورکن، حلال خورد وغیرہ۔

مفیہ ہتھیں | محصورین کو جو جنگی ہدایتیں دی جاتی تھیں، آداب الحرب کے مؤلف نے ان کو بھی
 قلمبند کیا ہے، جو حسب ذیل ہیں،

- (۱) نینم حصار کے قریب آئے تو ان کے ساتھ سخت کلامی، یا ہیودہ گفتگو نہ کی جائے
- (۲) قلعہ خواہ کتنا ہی ناقابلِ تسخیر ہو، نگہ رانی پوری رکھی جائے (۳) محصورین رات جاگ کر کھائیں
- (۴) فصیل اور شگافوں کی خبر رکھیں (۵) دربانوں پر بھروسہ نہ کریں (۶) رات کے وقت قلعہ کی کنجیاں
- دربانوں سے لے لی جائیں (۷) ہر رات کو پہرہ داروں کو ایک برج سے دوسرے برج میں بدلتے
- رہیں، تاکہ وہ محاصرین سے ساز باز نہ کر سکیں (۸) دشمن کو دیوار کھودنے اور نقب لگانے کا موقع
- نہ دیا جائے (۹) قلعہ کا ننگرانِ اعلیٰ رات میں کئی بار قلعہ کے دروازوں کو جا کر اپنی آنکھوں سے
- دیکھے (۱۰) نگرانِ اعلیٰ دربانوں، سپاہیوں، اور پہرہ داروں کو مہربانی سونپیں گئے اور انعام و اکرام
- کی امیدیں دلاتا رہے (۱۱) منجنیق اور عداوہ اندازوں کو خلعت اور صلہ دیتا رہے (۱۲) ناوک وغیرہ
- فضول مصروف میں غائب نہ ہونے دیا جائے (۱۳) اہل قلعہ میں سے کوئی باہر والوں کو تیر و ناوک سے
- ہلاک کر دے، تو اس کو خلعت و انعام دیا جائے (۱۴) اگر دروازہ پر لڑائی ہو تو کوئی فصیل و خندق سے

باہر نہ جائے، اور دروازہ خالی نہ چھوڑا جائے (۱۵) دروازہ پر لڑائی کے دن جانبازا اور بہادر سپاہی مقرر کئے جائیں، اور ان کو ہر طرح کا ہتھیار یعنی تیرو کمان، نیزہ، نیم نیزہ، ڈوپین، بیلکش، گرز، سپرچ وغیرہ سے مسلح کیا جائے (۱۶) تیرا اندازوں، ناک اندازوں، اور لفظ اندازوں کو ہمیشہ قلعہ کے دروازے پر مستعد رکھا جائے،

محصورین کی دفاعی جنگ | محصورین مدافعت کی پوری تیاری کر لیتے، تو محاصرین کو اپنی جنگی تدبیروں سے عاجز کر دیتے، اُن کے پاشیب، گرگج، اور ساہاؤ کو قلعہ کے اندر سے ننگ اندازی کر کے مسمار کرتے رہتے، علاء الدین کی فوج نے وزیرنگل کا محاصرہ کیا، تو محاصرین کی منجنیق کا جواب محصورین عرادے سے دیتے، اور اُن کے حملے اتنے سخت ہوتے کہ علائی لشکر پاشیب بنانے میں ناکام رہتے، علاء الدین کے لشکر نے رتمبھور کے محاصرہ میں پاشیب اور گرگج بنائے تو محصورین نے ننگ مغربی کی زد سے دونوں کو مسمار کر دیا، وہ اوپر سے آتش باری بھی کرتے جس سے محاصرین سراسیمہ رہتے، محصورین تیرا تیش پھینک پھینک کر بھی محاصرین کے کیمپ میں آگ لگانے کی کوشش کرتے، فقط اور بان کے ذریعہ بھی آگ برساتے، کبھی وہ تھوڑی تھوڑی تعداد میں نکل کر محاصرین سے جھڑپیں کر کے واپس جاتے، اس طرح دونوں کو اپنی اپنی قوت کا اندازہ ہو جاتا، فیروز شاہ نے لکھنوتی کی مہم میں اکدالہ کا محاصرہ کیا، تو محصورین براہِ باہر نکل کر چھڑ چھاڑ کرتے، اور اندر چلے جاتے،

توپ سے قلعہ شکنی | توپوں کی ایجاد کے بعد ان سے بھی قلعہ شکنی میں مدد ملنے لگی، پہلے ذکر آچکا ہے کہ گجرات کے محمود بکیراہ نے چانپنا نیز کے مشہور ناقابلِ تسخیر قلعہ کی دیواریں اپنی توپوں ہی سے توڑیں، گجرات کے بہادر شاہ نے چتوڑا پر حملہ کیا، تو اُس کے مستحکم قلعہ میں اپنی توپوں سے قلعہ کی دیواریں اتنے رٹخنے پیدا

۱۵ خزائن الفتوح ص ۱۰۲ - ۹۵ ۹۴ برنی ص ۲، ۱۱۵ - ۱۱۳

۱۱۵ فرشتہ جلد دوم ص ۲۰۲

کر دیئے کہ قلعہ والے عاجز آکر سپر ڈالنے پر مجبور ہو گئے، ہمایوں نے چانپائیہ کے قلعہ کے دروازہ کو توپوں
 ہی سے مسمار کیا،

اکبر نے رتنپور کے قلعہ میں توپوں ہی سے رخنہ پیدا کئے، یہ مستحکم قلعہ رن پہاڑی پر واقع تھا، اسے
 جوشن پوش کہلاتا، اور اس کے مقابلے میں دوسرے قلعے برہنہ کہلاتے، ابوالفضل نے لکھا ہے کہ اتنا بلند تھا کہ
 خیال کا بخنق بھی اس کو مسمار نہیں کر سکتا تھا، لیکن اکبر نے اس کے چاروں طرف مورچے لگائے، اور
 قلعہ کے تمام راستے بند کر دیے، پھر راجہ ٹوڈرل کی نگرانی میں پہاڑی ہی پر سنگ تراشوں، لوہاروں،
 اور بڑھتیوں نے سا باط تعمیر کئے جس کی بلند سی قلعہ کے برابر تھی، پھر بڑی بڑی توپیں (ضرب زن) پہاڑی
 پر چڑھائی گئیں، اور مورچوں میں سے قلعہ پر گولہ اندازی کی گئی، ابوالفضل کا بیان ہے کہ گولوں کی آواز
 سے پہاڑی گونج اٹھی، اور ہر ضرب سے قلعہ کی دیواریں رخنہ ہوتے تھے، (اکبر نامہ جلد دوم ص ۴۰۰)
 پہاڑ پر ساٹھ ساٹھ من کی توپیں چڑھائی گئیں، ایک ایک توپ کو دو دو سو میل تک مسات مسات
 آٹھ آٹھ سو کھارون نے کھینچا، اور ان پہاڑوں کی چوٹیوں اور دھاروں پر مورچے چل جائے گئے، جہاں
 چوٹیوں کے پاؤں پھسلتے تھے، (امراۃ ہندو ص ۲۵۲)

۱۵۷۷ء میں اوزنگ زیب نے عادل شاہی حکمران سے لڑ کر بیدر کے قلعہ کو جس طرح اپنی توپوں
 سے مسمار کرایا ہے، وہ اس کی سپہگرمی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، بیدر کا حصار ناقابلِ تسخیر سمجھا جاتا تھا
 یہ شہر مندر کی سطح سے ۲۳۳ فٹ اونچائی پر واقع تھا، اُس کے قلعہ کا دور ۵۰۰ گز تھا، اور اس کی
 اونچائی ۲۱ گز تھی، اس کے چاروں طرف خندقیں تھیں، جو ۲۵ گز سے کم چوڑی نہ تھیں، اس کے
 میناروں اور فصیلوں پر بڑی بڑی توپیں رکھی رہتی تھیں، بعض توپ ۲۳ فٹ لمبی تھیں، اور اس کا
 دھانچہ ۱۰-۱۱ فٹ تھا، اس کے نگراں سیدی مرجان نے تیس سال تک اس کو تمام حملوں سے محفوظ رکھا

۱۵۷۷ء مرآۃ احمدی ص ۲۳۳، ۱۵۷۷ء مرآۃ سکندر ص ۲۵۱

تھا، شاہجہاں کے حکم سے اس کا محاصرہ اورنگ زیب کی قیادت میں کیا گیا، جس کے ساتھ میر جملہ اور مراد بھی تھے۔ محاصرین نے قلعہ کے پاس پہنچ کر خندق کے ذریعہ کھائی تک پہنچنے کی کوشش کی، لیکن محصورین نے اتنے گولے برسائے کہ مغل فوج سر اسیمہ ہو گئی، مگر اورنگ زیب اور میر جملہ کی جرأت مندانہ رہنمائی میں ان کی ہمت پست نہیں ہوئی، اور وہ کھائی تک بالآخر پہنچے اور اس کو بھرنا شروع کر دیا، سیدی مر جان حصار سے باہر نکل کر مغلوں کی پیش قدمی کو روکنے کی خاطر چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی لڑتا رہا، لیکن مغل بڑھتے گئے، اور پھر میر جملہ نے اپنی توپوں سے اتنی گولہ باری کرائی کہ دو مینارے منہدم ہو گئے، اور بعض حصوں کی فصیل کی دیواریں زمین دوز ہو گئیں، اسی اثناء میں کھائی بھی بھری جا چکی تھی، پھر تو مراد جانبا ز لشکریوں کو لے کر آگے بڑھا، اور زردبان لگا کر فصیل کے اوپر چڑھ گیا، سیدی مر جان پوش کو روکنے کے لئے آگے بڑھا، لیکن یکایک کچھ گولے سیدی مر جان کے بارود خانہ پر آ کر گرے، اور ایسا دھماکا ہوا کہ . . . ۱۵۰ اپنے لڑاکوں اور ہمراہیوں کے ساتھ بری طرح زخمی ہو گیا، یہ سپاہی دیکھ کر اورنگ زیب نے فتح و کامرانی کے تقاریر بجا دیئے، یہ محاصرہ ۲۰ دن تک جاری رہا، اورنگ زیب بہت ہی فخر کے ساتھ کہا کرتا تھا کہ یہ ناقابلِ تسخیر قلعہ ایک سال میں بھی نہیں لیا جاسکتا تھا، لیکن اُس نے اس کو آسانی سے زیر نگین کر لیا، بیدار کو کھوکھو کر مارا، شاہیوں نے ہمت نہیں ہاری، اور انھوں نے مغلوں سے جنگ جاری رکھی، باضا بطلہ اور بے ضابطہ جنگ کرنے کے بعد انھوں نے قلعہ کلیانی میں محصور ہو کر ان سے لڑنا شروع کیا، میر جملہ کی سرکردگی میں اس قلعہ کا بھی محاصرہ کیا گیا، اس کے بھی ارد گرد گہری اور چوڑی کھائیاں کھیں، میر جملہ نے لڑائی گھائیوں کو بھرنے کی . . . کوشش کی، تو محصورین کی آتش باری سے اس کو کامیابی نہیں ہوئی، محصورین کی کچھ فوج مغل کہیں پر چھپ چھپ کر بھی چھاپہ مارتی، اور رعد انداز سے ان کو پریشان کرتی رہی، انھوں نے مغلوں کی رسد پہنچنے کے تمام نام کے بھی بند کر دیئے، اور رسد پہنچنے بھی سخت

کشت و خون کے بعد، تیس ہزار دکنیوں نے قلعہ سے باہر چار میل کے فاصلہ پر بھی ایک محاذ جنگ اور کھولا دیا، اورنگ زیب اس محاذ پر بھی لڑتا رہا مگر حملہ نے غاردار جہاڑیوں سے کھائی کے پتھ حصے کو پاٹ ڈالا، لیکن محصورین نے بارود اور نطف پھینک کر ان جہاڑیوں کو جلا کر رکھ کر دیا تو میر حملہ کو از سر نو مٹی اُٹھاتے پتھر سے کھائی کو بھرنا پڑا، لیکن اس میں بڑی دیر لگی، اور جب تقریباً تین مہینے کے بعد یہ کھائی بھر گئی تو مغلوں نے توپوں سے گولہ باری کر کے فصیل توڑ دی، اور وہ ایک برج پر چڑھ گئے، لیکن محصورین نے اس برج کے پیچھے ایک اور حصار بنالیا تھا، اور اُس کی آڑ میں بعد اتر اور بندو قوں سے حملہ آوروں سے لڑنے لگے، اور بڑی گھسان کی لڑائی ہوئی، بیجا پوری حصار پر سے گولے، نطف آلود چادریں اور جلتی ہوئی گھاس کے تودے اُن پر پھینکتے رہے، پھر بھی اورنگ زیب کے لشکر نے ہمت نہیں ہاری اور برابر مقابلے کرتا رہا، یہاں تک کہ محصورین نے سپر ڈال دی،

ہاتھی سے قلعہ شکنی | لیکن ہر قلعہ کی دیواریں توپوں کے ذریعہ سے توڑی نہیں جاسکتی تھیں، اس لئے قلعہ شکنی کی اور تدبیریں بھی اختیار کی جاتی تھیں، مثلاً شاہجہانی عہد ہی میں پریندہ کے قلعہ کے محاصرہ میں اس کی دیوار ہاتھیوں کے ذریعہ سے توڑی گئی، وہ بڑے بڑے پتھر اور گولے قلعہ کے دروازے اور دیواروں پر پھینک کر ان کو مجروح کرتے تھے،

سرکوب و متقابل کوب | اور جب قلعہ شکنی میں تاخیر ہوتی تو تیموری سلاطین بھی وہی سلاطین کے طریقہ پر طرح طرح کی تدبیریں کرتے، اس دور میں گرج کی اصطلاح نہیں ملتی، لیکن سرکوب کی اصطلاح بہت ملتی ہے، سرکوب اور گرج دونوں ایک ہی چیز ہیں، صرف اصطلاح کا فرق ہے، سرکوب متقابل کوب کی اصطلاح میں بھی بظاہر ایک ہی ہے، شیرخان نے جب چار میں محصور ہو کر ہائیوں سے جنگ کی تو وہی چار کشتیوں پر کشتیوں کا ایک متقابل کوب بنا کر قلعہ چار پر گولہ باری کی اور اسکو فتح کیا اور یہاں میں یہ متقابل کوب کس طرح بنا گیا اسکی

طبقات اکبری کے مؤلف نے اس طرح بتائی ہے،

”رومی خان نے قلعہ کے اطراف کو دیکھا تو معلوم کیا کہ خشکی کی طرف سے قلعہ بہت ہی مستحکم ہے، اس جانب سے قلعہ کی تسخیر کی تدبیر نہیں کی جاسکتی، اس لئے دریا کی جانب ایک بڑی کشتی بنائی اور اس کے اوپر مقابل کو بنانا شروع کیا، اور جب مقابل کو ب اوپنچا ہوا، اور ایک کشتی اس کا بار بٹھال نہ سکی، تو ایک اور کشتی ایک طرف اور دوسری کشتی دوسری طرف سے لا کر پہلی کشتی سے باندھ دیا، اور مقابل کو ب کو دوسری بار اوپنچا کیا، اور اسی طریقہ سے جب کشتی بار برداشت کرنے کے لائق نہ ہوتی تو دوسری کشتی سے مدد پہنچائی جاتی، یہاں تک کہ قلعہ کا سر کو ب تیار ہو کر مقابل کو ب قلعہ کے متصل ہو گیا، اور قلعہ فتح ہو گیا“

(طبقات اکبری جلد دوم ص ۱۲۱)

گر گج تو متحرک بھی ہوتا لیکن سر کو ب زیادہ ترساکن ہی ہوتا، اکبر نے ۱۵۵۶ء میں رتنپور کے قلعہ کا محاصرہ کیا، تو مدین پہاڑی پر سر کو ب بنایا فرشتہ لکھتا ہے :

”شاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کر کے آمدورفت کا راستہ بند کر دیا، اور شاہی حکم کے موافق کوہ مدین پر جو قلعہ سے قریب تھا، سر کو ب تیار کیا، اور پہاڑ پر توپ اور ضرب زن لے گئے، حالانکہ اس سے پہلے پہاڑ کی بندی کی وجہ سے کوئی بادشاہ اس پر توپ نہ لے جاسکتا تھا، ہر توپ کے سر ہونے سے بہت سے مکانات خراب اور تباہ ہو جاتے، سورجن نے عاجز ہو کر امان چاہی اور اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر قلعہ سے باہر نکل گیا،

(فرشتہ جلد اول ص ۲۵۸)

اکبری دور میں سر کو ب کی تعمیر کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں، ۱۳ ویں سال بھوس میں اکبر کی فوج کشمیر کی تسخیر کے سلسلہ میں گئی تو وہاں بھی سر کو ب بنا کر اس پر سے ہندوؤں کی پلائی گئی اور تھپہ

پھینکے گئے، اور ۳۷ دین سال جلوس میں اکبری فوج جو ناگڑہ کے قلعہ کے لئے بھیجی گئی، تو وہاں ایک پہاڑی پر سرکوب بنا کر اس پر سے دیگ اندازی کی گئی تھی

سیبہ | یہ بھی سرکوب ہی کی طرح بلند مینارہ ہوا کرتا تھا، جہاں سے محصورین پر گولہ باری اور سنگ اندازی کی جاتی تھی، یہ درختوں کے تنے سے بنایا جاتا، جن کی تہ میں مٹی بھر دی جاتی، اور یہ کئی منزلوں کا ہوتا چنور کے محاصرہ میں اکبر نے سا باط کے ساتھ سیبہ بھی بنوایا، پھر داراشکوہ نے قندھار کے محاصرہ میں اسی سے گولہ باری کی، مالگیری عہد میں آسام کی فہم میں میر جملہ نے سیبہ ہی پر سے سیلا گڑھ کے قلعہ پر گولہ اندازی کی تھی

دوسرا | یہ ایک بلند چوڑا ہوتا جو لکڑیوں کو اوپر نیچے رکھ کر بنایا جاتا، جوف میں پتھر اور مٹی بھر دی جاتی یہ اتنا اونچا تعمیر ہوتا کہ قلعہ کی دیوار سے بلند ہو جاتا، اس پر سے گولہ باری اور سنگ اندازی کی جاتی تھی غانی خاں کا بیان ہے کہ شاہ جہانی عہد میں قلعہ قندھار کی تسخیر میں ایک دہمہ ایک لاکھ روپیہ کے خرچ سے بنا، اس کی اونچائی ۲۰ درمہ اور لمبائی ۵۰ درمہ تھی، اور اس کے اوپر سے دس توپیں قلعہ پر گولہ باری کرتی تھیں، وہاں اور بھی چھوٹے چھوٹے دہمے بنائے گئے تھے، جہاں سے ہوائی توپ اور بان آتش باری کی جاتی تھی

تیسرا | تینہ غالباً دہمہ ہی سے ملتی جلتی چیز تھی، اکبر کے سترہویں سال جلوس میں سورت کے قلعہ کا محاصرہ کیا گیا، تو ابو الفضل لکھتا ہے کہ شاہی فوج نے دور خندق کھودنا شروع کیا، اور خندق کھودتے ہوئے قلعہ کی دیوار تک پہنچ گئے، اور دیوار توڑنا شروع کیا، اور اسی کے ارد گرد ٹینے (تہا) بھی بنائے جن پر سے دیگ اندازوں نے محصورین پر آتش باری کی تھی

۱۔ اکبر نامہ جلد سوم ص ۵۰۶ - ۵۱۵ ایضاً ص ۶۲۰ ۲۔ مالگیری نامہ ص ۶۶، ۳۔ منتخب اسباب

ص ۲۰، ذکر مستند ۴۔ اکبر نامہ جلد سوم ص ۲۸

شاہِ طور منتخب التواریخ میں ہے کہ اسلام خاں سوری کی فوج لاہور کی طرف بڑھی تو دوسری طرف خواص خاں نے مشقِ دی کر کے قلعہ لاہور پر قبضہ کرنا چاہا، لیکن اہل لاہور نے اس کو روکنے کے لئے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، خواص خاں نے وہیں کے سفیدار اور چنار کے درختوں سے شاہِ طور اور زینے بنا کر قلعہ شکنی کی کوشش کی، یہ اصطلاح کہیں اور نظر سے نہیں گزری، منتخب التواریخ کے مترجم جارج رین کنگ کا خیال ہے کہ یہ کوئی چھت دار ہلکا پھلکا گھریا جھوٹا ہوتا تھا، جو لکڑیوں سے بنالیا جاتا تھا، اور لشکر ہی اٹھا کر ادھر سے ادھر لے جاتے تھے، اُس کی اونچائی آٹھ فٹ ہوتی تھی، اس میں چھپ کر لشکر قلعہ تک پہنچتے تھے، اور زینے سے قلعہ کی دیوار پر چڑھ جانے کی کوشش کرتے تھے، رومیون کے یہاں قلعہ شکنی میں استعمال ہوا کرتا تھا،

مورچل، مورچال، ملچار | محاصرہ کے سلسلہ میں مورچل، مورچال، اور ملچار کا ذکر بہت آتا ہے (طبقات اکبری جلد دوم ص ۸) میں باہر کے ذکر میں ہے،

”روز دیگر در حوالی قلعہ ملوت نزول اقبال فرمودہ..... وہمت عالی بر تسخیر قلعہ

گماشتہ مورچلما نزدیک تر بردند“

اکبر نامہ جلد دوم (ص ۱۶۱) میں قلعہ میرٹھ کی تسخیر کے سلسلہ میں ہے :

”وچوں پردہ شب در میان آمد ہر کس بمورچل خود باز گشت،

اکبر نامہ جلد دوم (ص ۳۱۴) میں قلعہ چتور کے محاصرہ میں ابو الفضل لکھتا ہے :

”توجہ بہ تسخیر آن گماشتہ بخشیانِ عظام را حکم بہ تقسیم مورچلما فرمودند جمعے کہ در رکاب

دولت رسیدہ بودند بمورچلماے خود فرو و آمدند، و از عسا کر اقبال آنکہ از دہلیال، می رسید

مورچلے جد امی یافت“

۱۔ منتخب التواریخ ج ۱ ص ۳۸۲، و انگریزی ترجمہ جلد اول ص ۴۹۴،

اسی قلعہ کی فتح کے سلسلہ میں آگے ذکر کرتا ہوا ابو الفضل رقمطراز ہے، (ص ۳۱۶)

”اگرچہ مورچل بسیار بود چنانچہ دوران را غازیان عقیدت مند جدا جدا پناہ ہے بر اسے خود
ساختہ احاطہ کر وہ بودند، لیکن سے مورچل عمدہ بود..... اول مورچل خاصہ حضرت شہنشاہی
..... مورچل دیگر بکار دانی شجاعت خاں مورچل سیوم بہ عمدہ اہتمام خواہ عبدالحید

تمندھار کے محاصرہ کے ذکر میں خانی خاں لکھتا ہے،

”..... رستم خاں را ہادیگر امرائے کار طلب جا بجایقین نمودہ مورچال قسمت
نمودند وہ ہمراہ ہر یک از توپخانہ وغیرہ مصالح قلعہ گیری بتقیم درآمد، و ہر یکہ در ترو
کندن و دو اندن مورچال بزور بازو دے خود مدد و سیداراں چابک دست سعی نمود و رنہوی
آورد“ (ص ۱۰۶، ۱۰۷)

آسام کی مہم میں قلعہ گیری کے سلسلہ میں عالمگیر نامہ میں ہے، (ص ۷۶، ۷۷)

”میر تقی باہل توپ خانہ از مسکہ فیروزی لوا پیش رفتہ در جائے کہ بندہ وقت از
قلعہ نمی رسید برابر کیے از بر جہائے کلاں مورچال بستند، و توپہائے بزرگ برودہ مبارک
بر قلعہ می زدند“

مورچل اور مورچال دونوں ایک ہی لفظ میں ذکر ائمہ نے اپنی تاریخ ہند میں اس کا
ترجمہ مورچہ کیا ہے، اور ہیورج نے اکبر نامہ کے انگریزی ترجمہ میں اس کے لئے Battery
کا لفظ استعمال کیا ہے، جس کے معنی آکسفورڈ ڈکشنری کے اردو ترجمہ میں توپخانہ اور مورچہ درج ہیں
یہ دراصل فوجی مورچے تھے، جہاں لشکر کے مختلف حصے متعین کئے جاتے تھے، ان کے ساتھ خندق کھود کر
توپیں بھی نصب کی جاتی تھیں، اور یہ مورچے جنگی تدابیر کے ساتھ یورش کے وقت توپچیوں پر اندازوں
اور دوسرے لشکریوں کے ساتھ آگے پیچھے پڑھتے اور گھٹتے رہتے تھے، یہ میدان اور حصار دونوں کی لڑائی

میں بنائے جاتے،

مورچل اور مورچال کے ساتھ ملچار کا بھی لفظ آتا ہے، یہ لفظ اکبر نامہ میں تو نظر سے نہیں گزرا، لیکن ^{نامہ} بادشاہ اور محل صالح میں بار بار آیا ہے، مثلاً بادشاہ نامہ جلد دوم ص ۵۶ میں زمین و آسمان کے سلسلہ میں ہے۔
 ”دراجہ جگت سنگھ برگزیدہ قلعہ و آذرہ ملچار مقرر ساختہ اتمام کیے را بعدہ خود و سرائیجام

یازدہ راجہ سسی بندگان در گاہ خوانس پناہ بازگشت“

اسی بادشاہ نامہ جلد دوم ص ۲۶۳ میں قلعہ موونور کی تسخیر کے ذکر میں ہے،

”..... آنجا حصار را بشیران بیشہ بیکار نمود تا ملچار ہا برا فراختہ قلعہ را مسخر سازند“

اردن کا خیال ہے کہ جس خندق کو کھود کر قلعہ کی دیوار تک پہنچاتے تھے، اسی کو ملچار کہتے تھے،

ساباط | اس مسافت گلی کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں، تیموری دور کے مورخین اس کو چہ سلامت بھی کہتے ہیں، تاریخ الفی کے مؤلف نے لکھا ہے کہ یہ خالص منہ و ستانی چیز ہے، اور توپوں و ہندوؤں سے صحیحاً سالم رہ کر اسی ساباط ہی کے ذریعہ قلعہ تک رسائی ہو سکتی ہے، ابو الفضل رقمطراز ہے کہ ”ساباط..... بہترین روش ہائے قلعہ گیری است“۔

اس کی بنیاد عام طور پر محصورین کی زد سے بہت دور ڈالی جاتی، اور دو طلحہ ہ طلحہ ہ دیوار میں کھڑکی کی جاتیں، یہ دونوں دیواریں چھت سے پاٹ دی جاتیں اور چھت پر گائے اور بیل کے جھڑوں کی موٹی ٹہٹیں ہوتیں، جو غنیم کی گولہ باری اور آتش باری محفوظ رہتیں، لیکن پھر بھی اس کا تعمیر کرنا آسان نہ تھا، اور جب یہ تعمیر ہوتا تو بڑی سرفروشی اور جان بازی سے کام لیا جاتا،

چتور کے محاصرہ میں اکبر نے اپنی نگرانی میں جس طرح دو ساباط بنوائے تھے، وہ اُس کی

تاریخ الفی بحوالہ ایٹ جلد پنجم ص ۱۱، نیز دیکھو بادشاہ نامہ جلد اول دوم ص ۵۵ اکبر نامہ جلد دوم

تاریخ الفی ایٹ جلد ۵ ص ۱۱، ۷

جانبازی اور سرنریشی کی اٹی مثال ہے، وہ خود شب و روز جاگتا رہا، اور تقریباً سات آٹھ ہزار سو اٹھ گھنٹے اس کی محافظت میں چاروں طرف پھیلے رہتے تھے، پھر بھی محصورین سا باط پر مسلسل آتش باری کرتے رہتے، اور تقریباً سو دو سو آدمی سا باط کے اندر روزانہ ہلاک ہوتے لیکن اُس کے بنانے والے سر اسیم ہونے کے بجائے ان لاشوں کو اینٹ اور پتھر کی طرح سا باط ہی میں استعمال کرتے، اور تعمیر میں مشغول رہتے تھے، اکبر ان کی ہمت بڑھانے کے لئے اُن پر روپیوں اور داموں کی بارش کرتا رہتا، بالآخر وہ ایک سا باط کو قلعہ کی دیوار تک بنانے میں کامیاب ہو گیا، جو قلعہ حیدر سے اونچا تھا، اور اندر آنا چڑھتا تھا کہ دو ہاتھی اور دو سو ایک ساتھ گزر سکتے تھے، اس کے سرے پر اکبر نے خود اپنے لئے ایک بالاخانہ تعمیر کرایا، جہاں سے بیٹھ کر وہ اپنے لشکریوں کی دیرانہ جنگ دیکھنے کے علاوہ قلعہ کے اندر کے کچھ حالات بھی معلوم کر سکتا تھا، سا باط کے اندر بڑھتی، سنگ تراش لوہار، ہیدار اور گلکار سرنگ کھودتے رہے، اور جب قلعہ کی دیوار کی جڑ تک وہ سرنگ کھود چکے تو دو جگہ بارود ڈال کر قلعہ کو اڑانے کی کوشش کی گئی، ایک جگہ بارود اس طرح پھٹی کہ فیصل کی دیوار ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، اور اس کے پتھر، دیر دور جا کر گرنے لگے، شاہی فوج کے بہادر سپاہیوں نے آگے بڑھ کر قلعہ کے اندر بلعہ کی، اور جب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی تو دوسری سرنگ پھٹی لیکن اس میں اتنی بارود دیدی گئی تھی کہ فیصل کی دیوار پھٹی تو سو دو سو من کے پتھر چار چار کوس پر جا کر گرے، اور پھر محصورین کے علاوہ خود اکبر کی فوج کے بہت سے آدمی اندر آتش ہو گئے، اور نضا پتھروں، لاشوں اور جسم کے ٹکڑوں سے بھر گئی، اکبر کی ہمت پست نہیں ہوئی، وہ اس قلعہ کو ہر حال میں تسخیر کرنا چاہتا تھا، تاکہ پھر کسی قلعہ کے لینے میں رکھ دیا نہ ہو، اس لئے اُس نے اپنی جان کی بھی بازی لگا دی، اس نے دوسرے سا باط کی تعمیر کی رفتار تیز کر دی، اور اس پر ایک بالاخانہ بنا کر خود بیٹھ گیا، اور اس کے نشانے کی زد میں جو آجاتا، اس کو ہنم کر دیتا، اس کے لشکر ہی بھی برابر تیراندازی اور گولہ باری کرتے

رہے، اور جب وہ سا باط بڑھا کر قلعہ کی دیوار میں شگاف کرنے میں کامیاب ہو گئے، تو اکبر کو موقع ملا اور بالا خانہ سے جہل سنگھ کو اُس نے اپنی بندوق سنگرام نامی سے ایسا تانک کر مارا کہ وہ ہلاک ہو گیا جس کے بعد محصورین کی ہمت جاتی رہی، اور قلعہ فتح ہو گیا۔

ساباط کی تعمیر تقریباً ہر محاصرہ میں ہوتی، چنانچہ اس کا ذکر شاہجہانی عہد کے وسط ویشاؤ عالمگیری دور میں آسام کی لشکر کشی کے سلسلہ میں بار بار آتا ہے۔

سرنگ | سرنگ کے ذریعہ قلعہ شکنی کی مثالیں بکثرت ملیں گی، اکبر کی فوج نے چالیسویں سال جلوس میں احمد نگر کے قلعہ کا محاصرہ کیا، تو شہزادہ مراد کے ساتھ خانخاناں عبد الرحیم خاں، شاہ رخ مرزا، شہباز خاں، راجہ جگناتھ، راجہ درگا اور رام چند وغیرہ فوجی اہلکار بھی تھے، احمد نگر کے حکمران حسین نظام شاہ کی لڑائی چاند خاتون نے باپ کے قلعہ کو بچانے کی غرض سے ارجان کی بازی لگا دی اور جب شہزادہ نے سرکوب بنانے کی کوشش کی تو چاند خاتون نے مسلسل اتنی گولہ باری کرائی کہ شاہی لشکر کے جوانوں کے منہ پھیر دیے، محاصرہ کی مدت کچھ طویل ہو گئی، اور قلعہ تک پہنچنے کی کوئی تدبیر نہ ہوئی، تو مراد نے پانچ ہتھیار تین تین میں کھدوائیں، اور ان میں بارود بچھا دی تاکہ وہ پھٹ کر قلعہ کی دیواروں کو منہدم کر دیں، چاند خاتون کو ان سرنگوں کا سراغ مل گیا، اُس نے بارود ہٹا کر سرنگوں کو بھڑنا شروع کیا، مراد خان خاں کو لالچی میں چھوڑ کر قلعہ کے دروازہ کے پاس پہنچ گیا، کہ جب سرنگوں کے پھٹنے سے دیواریں منہدم ہو کر گریں تو وہ قلعہ کے اندر فوراً بھاگ کر داخل ہو گیا اور اس کی تسخیر کا سراغ اسی کے سر پہ آجائے خاتون دو سرنگوں کو بھڑوا چکی تھیں، اور جب تیسری گولی

۱۵ تفصیل کے لئے دیکھو تاریخ افغانی ایٹ ج ۵ - ص ۳، ۲، ۱، طبقات اکبری، جلد دوم ص ۱۸ - ۲۰

اکبر نامہ جلد دوم ص ۲۰ - ۳۱، ۵ بادشاہ نامہ جلد دوم ص ۵۶

۱۶ عالمگیری نامہ ص ۱۰۰، ۱۰۱

ہاتھ لگایا تو مراد نے ہارو دینے لگا۔ لگانے کا حکم دیا، بڑے زور کا دھماکا ہوا، تیس گز کی دیوار کا ایک حصہ منہدم ہو کر زمین پر گرنا، شہزادہ محصورین کے سامنے نکل اور راجپوت لشکریوں کے ساتھ کھڑا نظر آیا، قلعہ کے اندر بڑی سرسبکی اور بدولی تھی، لیکن چاند خاتون اپنی رہائش گاہ سے مسلح نکلی، ہاتھ میں تلواریں کر اور منہ پر نقاب ڈال کر گھوڑے پر سوار ہوئی مراد بقیہ دہ اور سرنگوں کے پھٹنے کا منتظر تھا لیکن چاند خاتون ان کو بھڑوا چکی تھی، اس نے اپنے سپاہیوں کو لٹکار کر تہمت بڑھائی، اور رخنے کے پاس بسیوں تو ہیں لگا دیں، راجپوت آگے بڑھے لیکن قلعہ کے اندر گھس نہ سکے، چاند خاتون نے ان کا مردانہ وار مقابلہ کیا، شام تک لڑائی ہوتی رہی لیکن مراد کو کہیں فتح کی جھلک بھی نظر نہیں آئی، اور رات کو جب لڑائی بند ہوئی تو چاند خاتون نے ٹوٹی ہوئی دیواروں کو از سر نو بنوانا شروع کیا، اس کی قیادت میں قلعہ کے اعلیٰ و ادنیٰ مرد و عورت سب ہی تعمیر میں لگ گئے، اور صبح تک چھڑتی اور لاشوں سے بھر کر سارے رخنے بند کر دیے گئے، صبح کو مراد یہ دیکھ کر تعجب تھا کہ قلعہ کی ٹوٹی ہوئی فصیل تین گز بلند ہو کر اس کے فلات حائل تھی، چاند خاتون کی اس عاجلانہ کارروائی اور غیر معمولی جنگی ہوشیاری کی تعریف دوست اور دشمن سب ہی کرنے لگے، اور اسی وقت سے وہ چاند سلطانہ کہلانے لگی، اکبر کی فوج بد دل ہوئی اسی دوران میں یہ خبر پھیلی کہ بیجا پور کے عادل شاہی لشکر کا سردار خواجہ سرافند شاہی اور قطب شاہی سپاہیوں اور سواروں کو ساتھ لے کر تقریباً ستر ہزار فوج کے ہمراہ خیر گڑ کی طرف بڑھ رہا ہے، بادشاہی لشکر میں غلہ کی گرانی کی وجہ سے باہر داری اور سواری کے جانور کمزور ہو گئے تھے، محصورین بھی محاصرہ کی سختیوں اور بھکیوں سے گھبر چکے تھے، اس لئے غنائیاں عبد الرحیم خاں نے چاند سلطانہ کو صبح کو پہنچایا تو اس نے صلح کرنے سے انکار نہیں کیا۔

شاہجہانی مہم میں قلعہ خوار کی فتح بھی بہت بڑی فوج نے وہاں کے قلعہ کو سرنگ سے اڑا

سلطنت جہان میں بادشاہ کا دربار

کی کوشش کی، تین سڑگوں میں بارود بچھا کر اُس میں آگ لگا دی لیکن صرف دو سڑگیاں پھٹ سکیں جس سے ایک برج اور اُس کے نیچے کی دیوار زمین دوز ہو گئی، لیکن محصورین نے تھنگ، حقہ، آتش، پتھر، اور بارود کی مشکوں کی آبی بارش کی کہ محاصرین اندر داخل نہ ہو سکے،

پرتگالیوں کے خلاف شاہجہانی لشکر نے جو کئی میں فوج کشی کی، تو وہاں بھی سڑگ لگائی گئی، اور وہاں کے ایک پرتگالی اڈے کو بارود سے اس طرح اڑایا گیا کہ دھواں کی طرح یہ عمارت ہو اسی اڑنے لگی،

خندق کا بھرنا | حصار اور قلعہ کے چاروں طرف بڑی گہری اور چوڑی خندقیں بھی ہوئیں، محاصرین اُن کو پتھر، مٹی، ریت، اور درختوں کی شاخوں اور خامو، بچھڑیوں سے بھر کر عبور کرتے ہوئے شاہجہانی فوج نے قلعہ دار کا محاصرہ کیا، تو راجہ جگت سنگھ نے لشکر کو قلعہ کی خندق سے عجیب و غریب طریقہ سے عبور کرانے کی کوشش کی، بادشاہ نامہ جلد دوم (ص ۵۶) یہاں ہے،

”چوں راجہ جگت سنگھ دریافت کہ بدیں آئیں کار بہ رازی می کشد، از طرف طیار خود برائے بر آوردن آب جرمی کند، و از آرزو کہ آب ازیں راہ کم بری آمد قرار داد کہ از چوب و مخف استوار جرمی ساختم بر آب کو چہ سلامتی و تریب وہاں و بھر ثقیل بر روی خندق کشید لشکر از آب گھزارند تا دیوار پرانند۔ ہوا کی پتلیں سمیٹ کر آئند“

”قلعہ دار کے محاصرہ میں دارا کے ایک فوجی سردار عبداللہ بیگ نے قلعہ کے چاروں طرف کی خندق کے پانی کو ایک سڑگ کھود کر اس سے بہا دیا، لیکن محصورین نے اندر سے ۱۲۰ گولیاں، پتھر اور چوڑی اور سات گز گہری نہر کھود کر پھر خندق میں پانی بہا دیا،

اور نہر زیب نے بیجا پور کا محاصرہ کیا، تو اس کے قلعہ کے ارد گرد چالیس سے پچاس فٹ تک

سلطہ بادشاہ نامہ جلد اول ص ۶، ۳، ۵۵ ایضاً ص ۳۸، ۳۹، ۵۵ ذکر اللہ جلد ہفتم ص ۴۲،

چوڑی خندقیں تھیں جن کو مالگیری فوج بھرنے کی کوشش کرتی تو ٹھہر رہی تھی۔ اتنی آتش باری کرتے کہ کوئی ان خندقوں تک پہنچنے کی ہمت نہ کرتا، تین مہینے تک یہ خندقیں بھری نہ جاسکیں، بالآخر یہ اعلان کیا گیا کہ جو لشکری ایک ٹوکری سستی بھی ان خندقوں میں ڈالے گا، اس کو چار آنے فی ٹوکری انعام دیا جائے گا، اس انعام کی لالچ میں کچھ لشکریوں نے سستی ڈالنے کی کوشش کی، لیکن ان کی جانی تلف ہو گئیں۔ یہ انعام ایک روپیہ فی ٹوکری تک بڑھا دیا گیا، پھر بھی خندقیں بھری نہ جاسکیں، تو یہ انعام ایک اشرفی فی ٹوکری تک کر دیا گیا، پھر تو جان بچھینی کر لشکریوں نے تمام خندقیں بھریں (ایضاً دیکھو)۔

داس بحوالہ تاریخ اورنگ زیب ازبند ڈاتا تھ سرکار علیہ چہ رجم ص ۲۲۲)

کنہ اور زبان | سب حاضرین قلعہ کے پاس پہنچ جاتے، اور اندر گھسنے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی تو سلاہی دہلی ہی کے زمانہ کی طرح کھسکے اور زبان کے ذریعہ قلعہ کی دیوار سے اوپر چڑھنے کی کوشش کرتے۔ چارپائیز کے قلعہ کی دیوار پر ہر سہ ماہی اور ہمایوں خود لشکریوں کو لے کر چڑھا تھا، اس قلعہ کی اونچائی ساڑھے ستر گز تھی۔

اسیر کے قلعہ میں اکبر نامہ کے مؤلف ابوالحسن نے دیوانہ پڑھنے میں خود تہ تیغی کی اور قلعہ کی تسخیر میں شاہجہاں کے ارادے کو روکا۔ یہ دیوانہ زبان کے ذریعہ پہنچ کر پورے کرنے میں خود سہقت کی، اس کے پیچھے اس کے لشکر ہی تھے۔ سب سے پہلے شاہجہاں نے لشکر کے دوسرے در پر پورے کی، تو اس قلعہ وکن میں نا قابل تسخیر بھی جاتا تھا، وہ ایک پتھر کے اوپر واقع تھا، اور اس کی دیوار گہرے دشوار گزار پتھر سے تھی۔ اس نے کوئی لشکر کے گزرنے کی گنجائش نہیں تھی، شاہجہاں نے فوج کے اسی حہد یہ اور خلیفہ اس نے قلعہ کی دیواروں کی دیواروں کو گہرا کر کے اس نے قلعہ کی دیوار میں ایک دیوہ دیوہ دیکھا، جو گچ اور سنگ سے بنا تھا، اس کو خیال ہوا کہ اس کو پاؤں سے اڑا دیا جائے گا، اس نے

ابن اکبر نامہ جلد اول ص ۱۲۰ ابن اکبر نامہ جلد سوم ص ۷۷، اسے عمل سے ثابت کیا۔

بیلہ اوروں کو سزنگ کھودنے کا حکم دیا، اور پلچا بڑھا کر محصورین کو تنگ کرنا شروع کیا، محصورین نے بھی بان توپ اور تفنگ سے مقابلہ کیا، شاہی لشکر کی طرف سے ہر پلچا سے تیر و بندوق کا وا جاری تھا، لیکن محصورین کی آتش باری سے محاصرین گھبرا گئے، اور انھوں نے اعظم خاں کو اس کی تسخیر کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھنے کا مشورہ دیا، لیکن وہ نہ مانا، اور خود دو ہزار لشکریوں کے لیکر محصورین کی آگ سے کھیلتا ہوا، قلعہ کے دروازہ پر پہنچا، اور پلچا کو آگے بڑھانے کا حکم دیا، اور جب خندق کے پاس شاہی لشکر کا ہجوم ہو گیا، تو محصورین نے تیر، تفنگ، حقہ آتش اور پتھروں کی بارش کی، لیکن اعظم خان ان کی ہمت بڑھاتا رہا۔ ایک گروہ دیوار کے اوپر چڑھ گیا، اور ایک فوجی سردار اندر پہنچ کر محصورین سے لڑتا بھڑتا مارتا کاٹتا قلعہ کے دروازہ پر پہنچ گیا، اور اس کے پھاٹک کو کھول دیا، پھر تو اعظم خاں اپنے تمام سرداروں کے ساتھ قلعہ کے اندر تھا، جس کے بعد قلعہ کی تسخیر میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی،

عالمگیر کے عہد میں آسام پر لشکر کشی کے سلسلہ میں میر جملہ نے قلعہ سیلا گڑھ کا محاصرہ کیا تو یہ قلعہ ناقابلِ تسخیر سمجھا جاتا تھا، اسکی دیواریں ایک طرف سے ایک پہاڑی اور دوسری طرف دریا برہم پتر سے ملتی تھیں، اس میں پانچ برجیاں تھیں جن میں سے ہر ایک ۳۰ فٹ گزہ دور تھی، اور ہر برجی پچاس گز کے فاصلہ پر تھی، اور اس قلعہ کے اندر اور باہر بڑی گہری خندقیں تھیں، اس کی فصیل پر توپ، بادج، تفنگ اور دوسرے آلات حرب لگے ہوئے تھے، عالمگیر نامہ کے مؤلف کا بیان ہے کہ قلعہ کے اندر تین لاکھ آسامی جنگ کے لئے جمع ہوئے تھے، شاہی لشکر میں بڑا ہراس تھا، لیکن ایک بہادر قوی سردار دیر خاں نے لشکریوں کی ہمت بڑھا کر خود پیش قدمی کی، اور غنیم کے نشانہ سے دور قلعہ کے پاس پہنچ کر ایک مورچال بنایا، اور مدد مہ پر توپ کھلے

لے بادشاہ نامہ جلد اول ص ۴۳ - ۴۴،

قلعہ کی دیوار پر گولہ باری شروع کی، کوپہ سلامت یعنی سا باٹا بھی بنایا، اور سیبہ کو بڑھا کر حصار کی دیوار تک لے جایا گیا، محصورین بھی برابر گولہ باری کرتے رہے اُن کی توپوں سے نضاگو بجتی تھی، اور اُن کے خدق بارود سے محاصرین کی جانیں ضائع ہوتی رہیں، اور جب شاہی لشکر کی گولہ اندازی کی کوشش کا رگر نہیں ہو رہی تھی، تو دیرخاں نے انتہائی مردانگی اور بہادری سے کام لیا، وہ ایک ہاتھی پر سوار ہو کر خندق میں کود پڑا، اس کی یہ شجاعت دیکھ کر اُس کے ہمراہی بھی مردانہ وار آگے بڑھے، خندق میں محصورین نے قلعہ سے اتنی آتش باری کی کہ یہ لاشوں سے بھر گئی، دیرخاں کے جسم پر بھی پانچ تیر لگیں، لیکن وہ جنگلی لباس پہنے ہوئے تھے، اس لئے جراحت سے محفوظ رہا، اس کے ہاتھی کا جسم تیروں سے چھلنی ہو رہا تھا، لیکن وہ اپنے چند جاہل لشکریوں کے ساتھ قلعہ کی دیوار تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور دیوار کے اوپر چڑھ گیا، دیرخاں کو دیوار پر چڑھتے دیکھ کر اور لشکر سی بھی جان پر کھیل گئے، نصیر علی پہنچے تو محصورین سے جنگ ہونے لگی، پہنچے یہ برہمنی قلعہ کے چھاٹ پر گولہ باری کرنے لگا، یہاں تک کہ دروازہ ٹوٹا، اور تمام لشکر سی قلعہ کے اندر بھاگے۔

ناکہ بندی | ناکہ بندی کر سہ بھی محصورین کو سپردِ اُسنے کے لئے مجبور کیا جاتا، ہر طرف کے راستے بند کر کے اُن کی رسد کی فراہمی روک دی جاتی جس سے وہ بھوکوں مرنے لگتے، اور ان کے طلبگار موتے، اجماع کے عہد میں شہزادہ خرم کا نگرہ کے قلعہ کی تسخیر کے لئے بھیجا گیا، تو اس کے ساتھ راجہ بکر ماجیت بھی تھا، راجہ نے قلعہ کے پاس پہونچکر مہر علی تقسیم کر دیئے، اور قلعہ کے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی، تاکہ کہیں سے کوئی رسد نہ پہونچے، قلعہ والوں کو سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑا جب اُن کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان نہیں رہا تو گھاس کو جوش دے کر اور اس میں نمک ملا کر کچھ کھا لیتے، اس پر چار ماہ گزر گئے، اور جب کوئی صورتِ نجات کی نظر نہیں آئی، تو انھوں نے ان مانگ

لے مانگیں مانگیں، اور یہاں تک پہونچا کہ گری ص ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱

قلعہ سپرد کر دیا،

وہاں | اور کبھی قلعہ کی تسخیر میں تاخیر ہو جاتی تو اندر وبا چھوٹ پڑتی، اور بے شمار جانیں نذر اجل ہو جاتیں
اکبر کے زمانہ میں اسیر کے قلعہ کے محاصرہ میں محصورین کی ۲۵ ہزار جانیں و باء کی وجہ سے موت کے گھاٹ
اُتریں،

جنگی جیلے | کبھی محصورین کو فریب دے کر اُن میں سرسنگی پھیلانی جاتی، اسے سین کے قلعہ پر شیر
شاہ حملہ آور ہوا، تو محاصرہ کے دوران میں اُس نے راجپوت سرداروں کے نام کچھ جعلی خطوط قلعے
کے اندر پھینکے اور یسے، جو راجہ مالدیو کے ہاتھیں پڑ گئے، وہ سمجھا کہ راجپوت سردار دشمنوں سے مل گئے ہیں،
وہ اس فریب سے ایسا سرا سیمہ ہوا کہ قلعہ چھوڑ کر فرار ہو گیا (طبقات اکبری حصہ دوم ص ۱۰۵-۱۰۴)
امان طلبی | اور جب محصورین امان طلب کرتے تو اُن کے ہتھیار ڈالتے، یا قلعہ چھوڑتے وقت کوئی فرات
نہیں کی جاتی، شاہجہانی عہد میں بیدر کے محصورین نے امان چاہی تو ان کی جانوں کی پوری حفاظت کی
گئی، لیکن اُن کا مال فاتح کے قبضہ میں آگیا،

محصورین کی مدافعت | محصورین اپنے دفاع میں ہر طرح کی جنگی تدبیریں کرتے، وہ بھی بڑی بڑی توپوں
سے گولہ باری کرتے، پہلے ذکر آچکا ہے کہ قندھار اور بلخ کی محم میں اس نے ناکامی رہی کہ شاہجہانی توپیں
وہاں کے محصورین کی توپوں کے مقابلہ میں کمزور پڑیں، ابو الفضل نے خود اعتراف کیا ہے کہ چتر کے محاصرہ
میں راجپوت محصورین کی آتش باری سے روزانہ دو سو آدمی ہلاک ہوتے تھے، توپ بونفنگ کی
گولہ باری اور تیر اندازی کے علاوہ عام طور پر حسبِ قیاس چیزیں پھینک کر محاصرین کو پسپا کرنے کی کوشش
کی جاتی تھی،

۱۵ اقبال نامہ جہانگیری ص ۲، ۳، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸،

وزنی پتھر، سنگ، نائزہ، سنگ آسہ، خرنگ ہائے کلاں، لوبے کے گولے، یا اوڑکھٹے (پارچہ آہن) گرم گرم تیل، روغن لفظ زدہ، لفظ آلو و چادریں، جلتے ہوئے روئی کے تودے، حقہ آتش، مشک، باروت، بان، ساچمہ (؟) اینٹ وغیرہ۔

جوہر | اور جب محاصرہ قلعہ کے اندر چلے آتے تو اس وقت بھی محصورین بڑی جان بازی سے ان کا مقابلہ کرتے، جیو رکے قلعہ میں جب اکبر داخل ہوا ہے تو راجپوتوں نے جس جرأت اور پامردی سے شاہی فوج کا مقابلہ کیا ہے، اس کی تعریف خود ابو الفضل نے کی ہے، اکبر نے قلعہ میں داخل ہوتے ہی اپنے جنگی ہاتھیوں کو محصورین میں سرانگی پھیلانے کی خاطر چھوڑ دیا، لیکن اسیر اس چوہان انتہائی دیرری کا ثبوت دے کر آگے بڑھا، ایک ہاتھی مدد کرنا مئی کا دانت اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیا، اور اپنے جھڑ سے گارہ ضرب لگا کر طنزاً بولا کہ میرا جھڑ جا کر دنیا کے بادشاہ سے کہو، ایک دوسرا ہاتھی جنگیانا مئی کو دیکھ کر ایک دوسرے راجپوت سردار نے اسکی سونڈ پر اپنی تلوار کا ایسا وار لگایا کہ وہ کٹ کر دور جا گری پھر اور ہاتھی سہیلہ نامی سے راجپوت سرداروں نے باضابطہ کشتی لڑی، اور ایک تنگ گھڑ پر راجپوتوں نے اپنی شمشیر بازی اور بہادری کی ایسی مثالیں دکھائیں کہ خود اکبر دیکھ دیکھ کر متحیر تھا، ابو الفضل نے لکھا ہے کہ ایسی لڑائی دیکھنے میں نہیں آئی۔

چنیں رزم اور جہاں کس نہید ناز کار و انان گیتی شنید

چہ گویم ازاں جنگ باں کارزا کہ یک شمشیر تو اغم از صد ہزار

”ماڈانے لکھا ہے کہ اکبری فوج کو قلعہ کے اندر آتے دیکھ کر آٹھ ہزار راجپوتوں نے رختاں پان کے بڑے کھائے از عفرانی لباس پہن لئے، اور وطن کی ناموس اور عزت کی خاطر ہتھیاریں پر جانیں بیکار

لے تفصیل کے لئے اکبر نامہ جلد دوم ص ۲۰-۳۱، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، جلد دوم ص ۱۰۸، ۱۰۹

عمل صراحہ جلد دوم ص ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶

کٹ مرنے کے لئے آگے بڑھ گئے، راینوں، راج کمار یوں اور دوسری راجپوت عورتوں نے مردوں کی سرفروشی دیکھی تو جوہر کے لئے تیار ہو گئیں، سندان، عود، تیل جمع کر کے لکڑیوں کے ایک انبار میں آگ لگائی گئی، اور جب اُس کے شعلے آسمان سے بلند ہونے لگے، تو تین سو رانیاں اور راجکماریاں راجپوت عورتوں کی غیرت ہمت، اور عفت کو ہمیشہ ہمیشہ روشن رکھنے کی خاطر ان شعلوں میں کود پڑیں، یہ جوہر کی رسم مفلوں کے زمانہ میں راجپوت عورتوں میں برابر قائم رہی، اور آج بھی عزت و ناموس کی تاریخ قلمبند کرتے وقت بڑے فخر سے اس کا ذکر کیا جاتا ہے،

راجپوتوں نے بڑے بڑے قلعے بنائے، جیسا کہ باب "قلعے" کی تفصیل سے ظاہر ہو گا، اور تمام ملک خصوصاً شمالی ہند میں قلعوں کا جال بچھا ہوا تھا، لیکن شاید ہی کوئی قلعہ ہندس کے سلاطین دہلی یا منسل بادشاہوں نے فتح نہ کیا ہو گا یہ قلعے دشوار گزار پہاڑیوں پر ہوتے، ان قلعوں کی تسخیر کی بڑی وجہ تو یہ تھی کہ ہر راجپوت راجہ انفرادی طور پر قلعہ میں محصور ہو کر جنگ کرتا، اور اس کا پڑوسی راجہ اس کی مدد کرنے کی کوئی فکر نہ کرتا، اس اختلاف نے ان میں کبھی اجتماعی قوت پیدا ہونے نہیں دی جس سے وہ ہمیشہ مغلوب ہوتے رہے،

قلعے ایسی جگہ بنائے جاتے، جہاں دشمن آسانی سے پہنچ نہ پاتے، دشوار گزار راستے دشمنوں کی یلغار اور یورش کو روکتے ہیں تو سفید سرور پڑتے، لیکن ان راستوں کی وجہ سے محاصرہ کے وقت کھانے پینے کی چیزیں آسانی سے نہیں پہنچ پاتیں جس سے قلعہ کے اندر قحط پڑ جاتا، محاصرہ کے وقت شہر اس پاس کی آبادی قلعہ ہی میں گھست کر آ جاتی، اور جب محاصرہ طویل ہو جاتا، تو اس آبادی کے لئے خورد و نوش کا دیا کرنا آسان نہ ہوتا، محاصرہ میں کچھ کچھ مرنے لگتے، ان میں دیا

سے تا ۵، جلد اول ص ۵۳

سے اکبر نامہ جلد دوم ص ۴۲۰

پھیل جاتی، پھر سر ڈالنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا، منتھبور، چتور، جالور اور راجپوتانہ کے قلعے زرخیز علاقوں میں واقع نہیں ہوئے تھے، اس لئے محاصرہ طویل ہو جاتا تو وہ مجبور ہو کر صلح پر آمادہ ہو جاتے یا پھر عزت و ناموس اور حمیت و غیرت کی خاطر جان دیدیتے۔

اس کے علاوہ سلاطین دہلی اور شاہانِ مغل دونوں کے پاس قلعہ شکن آلاتِ حرب زیادہ ترقی یافتہ تھے، اس کے مقابلہ میں محصورین کے آلاتِ مدافعت اتنے موثر، مفید اور کارگر نہ تھے، جیسا کہ گذشتہ صفحات کی تفصیل سے ظاہر ہوا ہو گا،

قلعے

آئین اکبری میں اکبری عہد کے صوبوں میں جو قلعے تھے، اُن کے نام جا بجا درج ہیں، ہم اسی کی مدد سے حسب ذیل قلعوں کے نام لکھتے ہیں:

بنگالہ | لکھنوتی یا جنت آباد، محمود آباد، سنار گاؤں، سلٹ، چاٹ گاؤں، سات گاؤں، چاکنہ، کھٹنا، اکدالہ

اڑیسہ | بال کو سہی، سوکرہ، بانس تالی، دودھ پور، پردہ، بھوگرانی، تلیہ، جلیسر، تنوکت، نزکول، رمنہ، رام چندر پور، اڑیکا، سلدہ، رین، راتے پور، سینگ، کھڑک سب، کیدار کھنڈ، میدنی پور، ماکان گھات، نرائن پور عرف کندھار، برور، بھدرک، سنہو، گایمان، آٹھ گڑھ، پورب ویکہ، بنگ، پرسوتم، چوہس کوٹ، جین عرف جاج پور، دھن ویکہ، کٹ دیس، کٹک بنارس، کھترہ،

بہار | بہار، پٹنہ، سیور، گیدھور، مونگیر، حاجی پور، پالموں،

الہ آباد | لہا باس، بھدونی، سنگڑو، کشت، کھار گڈھ، تہہ اکیٹر، جوینور، خرید، سکندر پور، اڑول، جلال پور، بلکھر، جاس، دکنو، راتے برٹی، سلون، ماک پور، چنادرہ، گواسی، الجے گڈھ، سنہدہ، سمونی، کھریہ، تہو، مہو، کالہجر، جاجمہو، کورڑہ، کڑہ، کراڑی، کونرا، کوسوں، اودھ | انہونہ، بھری، دریا باد، رودولی، سیلک، سلطان پور، ساتن پور، کشنی، اڑولہ، بنایٹ

نیل پور، چلوپارا، دریا بارہ، دیوآپارہ، گورکھپور، کھٹلا، کھلاپارہ، متولی، گھسروتن پور، بہرائچ، حاتم
خز نوپ، نواگڈہ، فیروز آباد، کرونسا، بسوہ، بہروارہ، ساکنڈھی، گوپاٹو، کیرتی، کیری گڈھنیم کٹا
انام، امیٹی، اسولی، بلگوانو، بنگرمنو، دیوی، رن بہر پور، رام کوٹ، سندیلہ، انٹی، کرسی، اکا کوری،
پنج آباد، موہان، مورانو، منوی، پڈیہ،

آگرہ | اٹارہ، اودہ، بجوارہ، بیانہ، جلیسر، دھول پور، راپری، فتح پور، وادون، متھرا، متھکانت، راتھ،
بھوگاتون، قنوج، اپار، دینہائی، سکندرہ، سوڈن، کول، نوح، انہونی، بدرہٹھ، چناؤ، جھوڑا
سرینڈہ، علاپور، کھٹولی، پرہار، جھڑا، ریا بانہ، کھٹولہ، کوپنچ، کھلیس، کھایہ، جھڑت، گڈہ
سوہنہ، اکیو، کھارہ، منو، بروٹی، بولی، سیورپوری، کولاس، نرور، اونگر، اور، بیراٹ، حاجی
گھاٹ، سوڈن، منڈا، ایندور، پنگوان، بنوہرا، تبارہ، جھڑت، فیروز پور، کوٹک، بابائی، جھڑ
کوٹ، پوتلی، نامہ، نول، نرہر، سہارہ،

مالوہ | ایتن، بدھنادر، نولائی، رائے سین، مودگڈہ، بیراگڈہ، شہ پور، چوڑا، گڈہ، اودہ،
بھوراسہ، تنوارہ، چندیری، جھرسنگر، ددب جاکر، رنود، رودھی، راکہ، گٹا، کدروالہ، کواہ
مڈنگاوتی، سارنگ پور، گہن گاؤں، جلال آباد، چاری، موڑا، ناوری، گگروں،
بارہ | ایچ پور، پٹار، ایتز، بتیالہ، رام گڈہ، ماہور، مانک، درگ، زرنالہ،

نہلیں | پیل پٹولی، اسیر،
نیرت | احمد آباد، ہرنوپ، جھالپار، ہند پوک، کمرنج، موراسہ، مسود آباد، منگرج، پٹن،
بڈنگر، تھراڈ، تھرواڑہ، رادھن، دیسہ، بہادر پور، دھوئی، بہروج، چانپا، نیر، دھو، بیاورہ،
سوت، کرسی، احمد نگر،

اجپیر | اجپیر، انبیر، سانجر، سردار، ہرنوپ، بودھنور، پھولیا، بھین، برسی، حاجی پور، چنور،

ساندھی، مانڈال گڈھ،

دن تھنبور | دن تھنبور، بونڈی، بولی، کوٹا، کھنڈار، کرور، لاکھڑی، جودھپور، اسوپ، پھولووی،
پالی، پودھ، بہادر جون، جتیارن، دونارا، سوچت، سائی، میر، سیوانا، کھنڈ، سر، کوٹدوج، ابوگڈ،
بانسواڑہ، جالوزخارج کھتو، دیندوان، فتح پور جھنڈ، میرتہ، ناگور،

دہلی | دہلی، اسلام آباد، پانی پت، پرن، پول، پوتہ، تلپت، چھارہ، ہتک، سونی پت سفید،
سراوہ، گنور، انگیر، میرٹھ، مسعود آباد، بدایون، کوٹ سالیان، سنہل، اندری، بھوگیور، سرسا،
منگور، تاوڑ، سہنہ، ٹکسیر، پھنڈ، ٹوہانہ، حصار، سرسا، فتح آباد، قہم، ہانسی، پائیل، تھارہ،
خضر آباد، سرمند، سنام، سادھورہ، کشتیل، کرام، لہ ہیانہ، چھوڑا، گڈھ مکٹیسر، دیوبند،
لاہور | لاہور، پالکوٹ، تانا پور، جالندھر، جسون بالا کوٹی، دیوبند، ڈڈیال، ڈاڈہ، راجپور،
سلطان پور، سیبہ، کوٹ لہر، کرک دہار، کھنڈ، کبیر، گنگوٹ، پٹان کوٹ، کانگڑا، امنا آباد،
پٹی ظفر، چنیوٹ، جمو، سیالکوٹ، مانکوٹ، کھوکھرا، ہزارہ، پھر ہالہ، حویلی رہتاس، کچا کوٹ،
ملوٹ، منڈن پور،

مٹان | اسلام پور، مٹان، دڈائی، موہ، مرٹ، دیبال پور، دھکشاہ، قبولہ، قیام پور،
بابھوج، آور، بھکر، سیوستان،

قندھار | قندھار، ولایت دوکی، ولایت پشنگ، ولایت سال، ولایت شنگ، قلات،
اردو سربرونی قلعے | کھرو، تندر، بست، خنسی،

اشناس مطالعہ میں اور قلعوں کے جو نام ملے، وہ یہ ہیں،

اندور، ادک، اوسا، اونڈچ، بیجا پور، بدیر، بادریسا، باندھو، تسی، بہرونج، پرتی، پرتی،
ترخا پٹی، تلہم، جاج نگر، خنچی، دمن، دندا، راجوری، دھامونی، دیکور، دیوگڈہ، رابری، رورا

زمین داور، سری نگر، ساربان، سالیہ، ستونہ، سلیم گڑھ، سروخ، سیوی سویر، شبرگڑھ، توشیج گنت
 کنتال، کوٹھ، کولاس، کھجور، کینی، گڈہ پٹی، لنگت، مائی، مانڈل، مانک درکشا، مامولی، مل کھیر، تیر
 منگل پیر، ننگل سرہیہ، ہری، قندا، نزل، نلدرک، نورگڑھ، واکنیر، واکور، کر نول، بیجا پور، گولکنڈہ
 دولت آباد، ماندو، اوونی، بوندر، ستارہ، ماندو، ستارہ، آخدر،
 پریندہ، پخیز، وندچ، ایرج، حبار، جھانسی، برتی، مراد آباد، کمپیل، پٹیالی، سہارنپور، شاہ جہان پور، فرخ آباد
 آباد، جھانسی، منج، دہلی، نیرون، سیم، راور، ہرور، دہلیہ، برہمن آباد، آدو، پابنہ، اسکندو، سکدا
 منصورہ، محفوظ، کھڑ گاؤں، ماندو، سیلا گڑھ،

راجاؤں کے حیرت انگیز قلعے | پنجاب، راجپوتانہ، سندھ، یو۔ پی۔ اور جنوبی ہند میں قلعوں کا ایک جال
 بچھا ہوا تھا، ان میں سے اکثر و بیشتر ہندو راجاؤں کے بنائے ہوئے تھے، جس سے اندازہ ہوتا ہر کہ
 انھوں نے علیحدہ علیحدہ حکومتیں بنا کر ان قلعوں کو اپنا مستقر بنا رکھا تھا، ان میں سے بعض قلعے بہت
 اور مستحکم تھے جن کو دیکھ کر افغان، ترک، اور مغل دہک رہ گئے، ان کے فن تعمیر کو مطالعہ کرنے کے
 بعد ظاہر ہوتا ہے کہ عربی قلعہ کی تعمیریں ہندوؤں نے غیر معمولی ترقی کر لی تھی، اور ان کا یہ فن دنیا کی دنیا
 سے زیادہ ترقی یافتہ قوموں کے مقابلہ میں پیش کیا جاسکتا ہے، بعض قلعوں کو فتح کرنا آسان
 کام نہ ہوتا، سندھ میں برہمن آباد کے قلعہ کا دور چار میل تھا، محمد بن قاسم کو اسے فتح کرنے میں
 چھ مہینے لگے تھے، اوچے قلعہ کو دیکھ کر تاج الماثر کے مصنف نے لکھا تھا کہ یہ سندھ کی ری سے
 زیادہ مضبوط تھا،

گوالیار کے قلعہ کے متعلق تاج الماثر کے مصنف کا بیان ہے کہ یہ ہندوستان کے قلعوں
 کے بارگاموتی ہے، یہ اتنا اونچا ہے کہ تیز اور تند مو بھی اس کی اونچائی تک نہیں پہنچ سکتی، اسکی
 لے ایٹ بندر و مں ۲۴۱۔

فصیل پر بادل بھی نہیں پہنچ سکتا ہے، اور اس کی اونچائی پر خود آسمان متحرک ہے، یہ ایک علیحدہ چٹان پر واقع تھا، جو ۳۴ فٹ اونچی تھی، یہ قلعہ ڈیڑھ میل لمبا، اور تین سو گز چوڑا تھا، دکن میں اننگل کے قلعہ میں جو دیواریں تھیں اسکی اندر ڈنی دیوار پتھر کی اور بیرونی مٹی کی تھی، لیکن مٹی کی دیوار کے بارے میں امیر خسرو لکھتے ہیں کہ یہ اتنی سنگین تھی کہ لوہے کی اینٹ بھی اس کو اس سے زیادہ مضبوط نہیں بنا سکتی تھی ہنگ مغربی اس سے ٹکرا کر واپس آ جاتا، اُس کی برجیاں ٹور سے زیادہ مضبوط تھیں، اور خود برج جوڑا اُس کے سامنے جھکا رہتا تھا، ایسا قلعہ روئے زمین پر نہیں دیکھا گیا، چندیری کے قلعہ کے بارے میں بابر لکھتا ہے کہ یہ پہاڑ پر ہے، لیکن اس کی چار دیواری پہاڑ سے باہر ہے، اور شہر پہاڑ کے اندر ریتا ہے، اس کی ایک سمت کی فصیل دریا کے سبب سے دہری بنائی ہے، یہ دہری فصیل پہاڑ سے نیچے ہے، قلعہ میں پتھر کا ایک بڑا حوض بنا ہوا ہے،

رن تھنہور کی اونچائی اور مضبوطی کو دیکھ کر ابوالفضل متحیر ہو گیا تھا، لکھتا ہے کہ خیال کی مہینق بھی اس کی اونچائی تک نہیں پہنچ سکتی تھی، پھر لکھتا ہے،

”در رفت در صانت ممتاز است“

جہانگیر اپنی تزک میں رقمطراز ہے کہ دو پہاڑ برابر ہیں، ایک کو رن کہتے ہیں اور دوسرے کو تھنہور، قلعہ تھنہور کی اونچائی پر ہے اور ان دونوں کا نام رن تھنہور رکھا ہے، یہ قلعہ بہت ہی مستحکم ہے، جہاں پانی کی بڑی فراوانی ہے، رن پہاڑ خود ہی ایک مضبوط قلعہ ہے، چیتو ر کے قلعہ کو دیکھ کر سلاطین، لشکری اور اہل قلم سب ہی متحیر ہو جاتے، یہ پہاڑ قلعہ ۱۶۴۴ میل کی اونچائی پر واقع تھا، نیچے آٹھ میل کا دور تھا، اور قلعہ کی دیوار پانچ سو فٹ لمبا، اونچی تھی

۱۵ البیٹ جلد دوم ص ۲۲۷ خزائن الفتوح ص ۹۱ تزک بابری اردو ترجمہ ص ۲۷-۲۵
۱۶ ابرن نامہ جلد سوم ص ۸۰-۳۲۹، ۱۷ تزک جہانگیری ص ۲۵۸

اکبر نے جب اس کا معاہدہ کیا تو اس کے چاروں طرف صرف فوج متعین کرنے میں اس کو ایک مہینہ لگ گیا تھا، کالج کے پہاڑی قلعہ کی اونچائی کو دیکھ کر ابو الفضل نے بھی حیرت زدہ ہو کر لکھا تھا کہ یہ حصہ سپہر کا ہم سنگ ہے، یعنی آسمان کے برابر ہے، اور پھر حیرت میں یہ اشیاء لکھے ہیں:

راہ جو یہ اجابت از پے آں ہر فرازش اگر کنند دما
تا ببالا ز رفتش بسند ہمہ امردش از پس فروا

یہ قلعہ ایک پہاڑی پر واقع تھا، جو سمندر کی سطح سے ۱۲۳۰ فٹ اونچی تھی، پھر اس کے گرد ایک گسا ٹی تھی جو بارہ سیرگز چوڑی تھی اس کا دور چار پانچ میل کا تھا، اس کی دیواریں ایک سو اسی فٹ تک اونچی تھیں، پورا قلعہ پتھر کی ۲۵ فٹ موٹی چٹانوں سے بنا تھا، شہنشاہ نے اس کی تسخیر میں اپنی جان تک گنوا دی لیکن وہ خود اس پر قابض نہ ہو سکا، رہتاس کے قلعہ کے متعلق مزید تفصیلات درج ذیل یونی لکھتے ہیں کہ یہ بہار کے پاس واقع ہے اس کے چودہ کروہ، عرض تین کروہ، اونچائی پانچ کروہ ہے، اس کے اندر زراعت ہوتی ہے، اوہ زمین کا حال یہ ہے کہ اگر ایک کیل بھی زمین میں ٹھونکی جاتی ہے تو اندر سے پانی نکل آتا ہے، کاشمیر گڑھ کے قلعہ کی مضبوطی کا احساس خود جہانگیر کو ہوا تھا، اس نے اپنی تیز نگاہیں لکھا ہے کہ

”تسخیر، و دشوار کشائی، متانت و محکم معروف و مشہور،“

اس کی فوج نے اس کو فتح کیا، تو اس نے بڑی خوشی منائی کہ اس سے پہلے کوئی بھی اس کو

۱۷ اکبر نامہ جلد دوم ص ۳۱۵ سے اکبر نامہ جلد دوم ص ۳۱۵ سے منتخب التواریخ

جلد دوم ص ۳۱۵، نیز دیکھو حقائق اکبری جلد دوم ص ۱۸۵ اس میں اس قلعہ کی اونچائی

ذمت کر رہ تائی گئی ہے،

آسام کے قلعوں کا ذکر کرتے وقت عالمگیر نامہ کا مصنف بھی بے حد متحیر ہو جاتا ہے، کھڑگاؤں کے قلعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے، کہ یہ برہمپتر کے کنارہ واقع تھا، اس کی دیواروں کا عوض نیچے کی طرف نوگزا اور اوپر کی طرف پانچ گز تھا، اور اس کا دور ایک کروہ سے زیادہ تھا، اس کی پچھی دیوار پہاڑ کی چوٹی تک گھری ہوئی تھی، اور دکن طرف دریائے برہمپتر سے محفوظ تھی، پربت کی طرف دریائے مناس قلعہ کی دیوار سے گزرتا ہوا برہمپتر سے جا ملتا تھا، اور اتر کی طرف خندق کے علاوہ پہاڑ اور گھنا جگل تھا، پھر حملہ آوروں کی روک تھام کے لئے بانس کی نوکدار سیخیں نصب کر دی گئی تھیں، آسام ہی میں سری گھاٹ پر ایک قلعہ تھا جس میں پانچ کوس کا حصار تھا، ایک دوسرا قلعہ کوہ نامہ کی چوٹی پر تھا، ایک تیسرا قلعہ سیلا گڑھ کا تھا، جسکی دکنی دیوار چار کروہ تک پھیلی ہوئی تھی، اور اتر کی دیوار کا طول تین کروہ تھا، دونوں دیواروں کے اندر پانچ بڑی بڑی برجیاں تھیں جن میں سے ہر ایک کا دور چار سو تیس گز کا تھا، اور ہر برج پچاس گز کے فاصلہ پر تھی اس کے علاوہ چھوٹی چھوٹی برجیاں جا بجا تھیں، ان برجیوں کے آگے حصار کے طور پر کنگرہ دار دیواریں تھیں، جن کے آگے پیچھے گہری خندق کھودی ہوئی تھی۔

بہی میں ستارہ ایک اہم قلعہ تھا، اس میں سرہ دیواریں، برجیاں اور پھاٹک تھے، وجہ سے ستارہ کہلاتا، پورندر بھی بڑا ہی مشہور قلعہ سمجھا جاتا، یہ ایک پہاڑی پر واقع تھا، جو چار ہزار پانچ سو چونسٹھ فٹ بلند تھی، اس پر دوسرے قلعے تھے، پورندر تو پہلا قلعہ تھا، اور وجرا گڑھ دوسرا قلعہ تھا، جس کا دور بارہ میل تھا، اور اس دور میں بڑے پیرچ و خیم تھے۔

۱۷۳۳ء تک بہاگیر میں ۳۳۳۳۳۳ عالمگیر نامہ ص ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱

دیوگیر کا قلعہ ایک پہاڑ کی چٹان پر واقع تھا، جو زمین سے چھ سو فٹ بلند ہے، اس کی بیرونی دیوار کا صقل پونے تین میل تھا، سب سے اوپر ایک چوڑا بنا ہوا تھا، جو دو سو فٹ بلند تھا، قلعہ پر چڑھنے کے بنے ہوئے زینے سے چڑھتے تھے، اور چڑھنے کے بعد رات کو اس زینے کو اوپر اٹھا لیتے تھے۔ مسلمان بادشاہوں کے قلعے | سلاہین دہلی اور شاہانِ مغلیہ نے نئے قلعے بنانے کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی، لیکن پھر بھی انہوں نے کچھ قلعے بنوائے، شہاب الدین غوری نے ہندوستان میں غزنوی خاندان کے حکمرانوں کے خلاف اپنی فوج کے لئے سیالکوٹ کا قلعہ تعمیر کیا، بہمن نے ایٹھ ضلع میں دو چھوٹے قلعے کمپس اور پیٹالی قزاقوں کی غارتگری کی روک تھام کے لئے بنوائے، اُس نے مکر چوری حوالی اور بھونچ پور میں بھی حصار کی تعمیر کی، غلجی عہد میں اُس کے فوجی سردار شیر خاں نے بھٹنیرہ اور بھنڈی کے حصار بنوائے، غلام الدین خلجی نے چنگیز خانیوں کی یورش کو روکنے کے لئے دہلی کے حصار کو دائرہ تعمیر کرایا،

سلطان محمد بن تغلق نے دولت آباد کی بنا ڈالی، فیروز شاہ تغلق نے حصار فیروز بنوایا، سکندر لودی نے اگرہ میں جہنا کے کنارے ایک قلعہ بنایا، لیکن اکبر نے اس کو مہدم کر کے سنگ سرخ سے از سر نو بنوایا، جہانگیر اپنی ترک میں لکھتا ہے، یہ پندرہ سال میں تعمیر ہوا، اس میں چودہ دروازے، دو درتھے ہیں، ۳۵ لاکھ روپیہ خرچ ہوئے، اس کا دور ڈیڑھ میل ہے، اُس کی بیرونی اور اندرونی دیواریں ہیں، بیرونی دروازہ ۵۰ فٹ بلند ہے، اور بہت سی برجیاں ہیں، اس کے چاروں طرف خندق تھی، لیکن یہ ایک محل تھا جس میں جنگی ضروریات کا بھی لحاظ رکھا گیا تھا، خاص حربی نقطہ نظر سے یہ قلعہ نہیں بنایا گیا۔

سے سفرنامہ ابن بطوطہ ص ۵، ۱۲، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷،

اکبر نے الہ آباد میں بھی گنگا کے کنارے ایک قلعہ بنایا جس کے اندر چودہ مختلف عمارتیں تھیں، ایک باغ بھی تھا، اس کی دیوار کا عرض چار گز تھا، اور دو میل تک پھیلی ہوئی تھی، اور اونچائی چالیس گز تھی، اکبر نے لاہور کے قلعہ کی مرست کرائی، اور اس شہر کے چاروں طرف حصار بنوایا، جہانگیر نے اس قلعہ میں مختلف عمارتیں بنوا کر اس کو محل بنا دیا، شاہجہانی عہد میں نواب بہادر خاں نے شاہجہان پور میں دو ندیوں کے سنگم پر ایک قلعہ بنایا،

شاہجہان نے دہلی میں لال قلعہ بنوایا، جو آرمٹ کے محافضے محل تعمیرات کا اعلیٰ نمونہ ہے، لیکن یہ بھی ایک محل ہی تھا، پہلے کہا جا چکا ہے کہ محل بادشاہ بڑے بڑے جنگی قلعے بنانے کی طرف مائل نہیں رہے، اس کی بڑی وجہ تو یہ تھی کہ ملک کے جتنے اہم اور بڑے جنگی قلعے تھے، وہ ان کی فتوحات کے سلسلہ میں ان کے قبضہ میں آ گئے تھے، جن سے ضرورت کے وقت وہ جنگی کام لے سکتے تھے، اس کے علاوہ ان کو اپنی معرکہ آرائی، ہندو آرمائی اور فوجی قوت پر اتنا بھروسہ اور اعتماد رہا کہ ان کو کبھی خیال نہیں آیا کہ ان کو بھی کبھی محصور ہو کر لڑنا ہو گا، وہ میدان جنگ میں رہنے کے عادی رہے، اس لئے مدافعتی جنگ کی خاطر بڑے بڑے قلعے بنانا پسند نہیں کیا،

جنوبی ہند کے قلعے البتہ جنوبی ہند میں جب سب مسلمان آزاد ریاستیں قائم ہوئیں، ان کے حکمرانوں نے بڑے بڑے قلعے بنائے، ان میں احمد نگر، بیجا پور اور گولکنڈہ وغیرہ کے قلعے تھے، احمد نگر کا قلعہ اتنا مضبوط تھا کہ اکبر نے اپنی پوری فوجی طاقت لگا دی تھی، تو بھی چار مہینے تک اس کو تسخیر نہ کر سکا، بیجا پور کے بارہویں مہینے کہ اس کا دور، ۵۴۰۰ درع گز تھا، اونچائی میں ۱۲ درع تھا، اس کے گرد تین خندقیں ۵۲ گز چوڑی، اور پندرہ گز گہری تھیں، جب شاہجہان کے زمانہ میں یہ فتح ہوا، تو اس کے اندر سے ۱۲ لاکھ روپے، اور آٹھ لاکھ روپیے کے سیسے، بارود، اور دوسرے

۱۵ اکبر نامہ جلد سوم ص ۱۶-۱۵۴ خلاصۃ التواریخ از سجان رائے بٹالوی،

سامان جنگ ہاتھ لگے

یہ سچا اور گولکنڈہ کے حکمران اپنے اپنے قلعوں کی وجہ سے اپنے کو بہت محفوظ سمجھتے تھے، اسی لئے انھوں نے منغل بادشاہوں کے سامنے جکنا پسند نہیں کیا، اور ان کو زیر کرنے میں انگریز حکومت کی بنیاد کھوکھی ہو گئی، شہر بیجا پور کو ان کی مہم کے حصار سے گھر ہوا تھا، اس حصار کے بعد، ہم سے ۵ فٹ تک چوڑی خندقیں تھیں، ان کی گہرائی بھی بہت تھی، خندقوں کے بعد قلعے کی دیواریں تھیں جو کہیں ۳ فٹ اور کہیں ۵ فٹ تک اونچی تھیں، اور ان کی چوڑائی عموماً ۲ فٹ تک تھی، ان پر ۹-۱۰ چھوٹے بڑے برج تھے، ان کے علاوہ چھ ایک پنجی دس برجیاں بنائی گئی تھیں، دیوار کے ساتھ جا بجا چوڑی چوڑی فصیلیں تھیں، چھ دس فٹ اونچی دیوار کے ذریعہ سے، چھوٹی سے ملا دی گئی تھیں، ان دیوار میں توپیں اور جدید قلعہ ساز کرنے کے لئے سرسبز تھے، بہت سی جدید برج شہر کی برج تھیں، جو شہر میں تعمیر ہوا، اور اس پر ایک سیالان توپ نصب تھی، اس کی جواہی دیوار ۱۶۹۲ء میں بنی، اور سب سے بڑی توپ شہر کے قلعے کے ایک برج پر رکھی ہوئی تھی، ان کی برج پر گزروں کی دروازے ۱۷۰۰ء میں بنائے گئے، ان کی پائیداری اور مضبوطی ہے، شہر کی دیوار فرنگی برج کے درمیان منگلی دروازہ تھا، جس کو فتح کرنے کے بعد اورنگ زیب نے فتح دروازہ سے موسوم کیا، اس قلعہ میں پانچ دروازے اتنے مضبوط تھے کہ محاصرے میں ان کو توڑنے کا ارادہ ہی نہیں کرتے، گولکنڈہ کا قلعہ موسیٰ دریا سے ۱۰ گز پر واقع تھا، اس کے چاروں طرف پتھر کی چوڑی دیوار چار میل تک پھیلی ہوئی تھی، ان دیواروں پر چھوٹے بڑے ۱۰۰ برج تھے، جو پچاس سے ۱۰۰ فٹ تک اونچے تھے، یہ پتھر کی چٹانوں سے بنائے گئے تھے، ان میں سے بعض چٹان کا تان یک نواہ تھا، زیادہ تھا، اس میں آٹھ دروازے تھے، دروازوں پر توپیں نصب رہتی تھیں، ان میں بعض صنعتی

سے ایسٹ ج ۱۲۶

مکان سے بہت عمدہ سمجھی جاتیں ان دیواروں سے باہر گہری خندقیں پچاس فٹ چوڑی تھیں، فتح دروازہ سے داخل ہونے کے ساتھ جنوب مشرق کی طرف ایک لمبا احاطہ ملتا ہے، جہاں امرا کے مکانات کے علاوہ، مندر، مسجد، لشکریوں کے رہنے کے مکانات، بازار، بارود خانہ، صیقل، اور کچھ کھیت وغیرہ تھے، یہاں حملہ کے وقت حیدر آباد کی پوری آبادی سمٹ کر چلی آتی تھی، فتح دروازہ سے باہر تیرہ سو گز آگے بھی کچھ محسرا اور دفاتر تھے، جس کے بعد بالاحصار تھا، یہاں سے بہت ہی اونچی اور بلند دیوار پرزینے جاتے تھے، جس پر تین منزلیں اسلمہ خانہ تھا، اسی طرف اصطل، زنا خانے، دربار کے کمرے، مسجدیں، باغ، کنیئیں اور دوسرائیں تھیں، اور ایک مندر بھی بھی تھا، پچھم طرف آگے تقریباً دو سو زینے چٹانوں کے اندر تھے، ان زینوں کے ذریعہ سے قلعہ کی بلندی پر آدمی پہنچ جاتا تھا، یہ بلند جگہ منصبہ پتھروں کے اوپر بنائی گئی تھی، اُس کی دیواروں میں چٹانیں لگی ہوئی تھیں، جن کے اوپر بڑی اونچی اور بلند منڈیریں بھی تھیں، یہی قلعہ کی جان تھی، قدیم مندر کے ڈراوڑی راجہ نے اسی مقام پر نیپے قلعہ بنایا تھا، اسی میں اُن کے پرانے مندروں کے نشان ابھی تک ہیں، اسی بالاحصار پر مطلب شاہی سلطان نے دو منزلیں محل بنایا تھا جس کی چھت پر سے میلوں کے مناظر معلوم ہوتے تھے، یہاں اگر بھی محصورین پناہ لے سکتے تھے کیونکہ بلندی کے باوجود یہاں ایک کنواں بھی تھا، اسلمہ خانہ اور انبار خانہ بھی، بالاحصار کے مغربی سمت خندق کا پستہ تھا، اس کے اوپر وادی دروازہ کے درمیان، ہمارے چوڑا کچھ پیٹری اور صحرائی میدان تھا، قلعہ کے شمال مغرب کی طرف پانی کا ذخیرہ تھا، یہاں آبادی، باغات اور قبرستان بھی تھے، شمال مشرق کی طرف ایک ٹیلہ تھا، جس کو ایک دیوار سے گھیر کر قلعہ سے ملا دیا گیا تھا، اور یہ نیا قلعہ امداد تھا، یہ اور ایک ذیب کے پینے کا سرہ سلسلہ کے بعد سلطان عبداللہ نے تعمیر کرایا، اس کے شمال، جنوب اور مغرب میں بڑے بڑے تالاب تھے، اسی لئے پانی کی کمی بھی

اندر جانے والے کو ہلاک کر دیتی تھیں، محمود غزنوی نے اس کو ناقابلِ عبور پایا، تو بے تاب ہو گیا، غایت بہادری میں اپنا گھوڑا خندق میں ڈال دیا، جس کے پیچھے اُس کے لشکر ہی بھی اپنے گھوڑوں کے ساتھ کود پڑے، بعض اوقات خندق کے پانی کو نہ ہریلا بنا دیا جاتا، آسام میں سیلا گڑھ کی خندق کے پانی میں تو تیا ڈال دیا گیا تھا، جس سے غنیم ڈر کر اُس کو عبور کرنے کی کوشش نہ کرتے، بعض اوقات قلعہ کو چاروں طرف دشوار گزار جنگل یا بانس کے درخت لگا دیے جاتے،

مٹی کے قلعے | مٹی کے قلعے بھی بنائے جاتے، کول (عُلی گڑھ) کا قلعہ مٹی ہی کا ہے، اور اب تک اس کی دیوار کی مضبوطی میں فرق نہیں آیا ہے گو پورا قلعہ خستہ حال ہے، انگریزوں نے اُس کی دیوار پر گولہ باری بھی کی، لیکن یہ مسلمان ہو سکیں، صوبہ قندھار میں دو کی، شال، مشتنگ اور قلات کے قلعے مٹی ہی کے تھے،

لکڑی کے قلعے | شاہجہانی عہد میں راجہ جگت سنگھ کمرو کی مہم پر بھیجا گیا، تو جب وہ سراب پہنچا تو بڑی برفباری ہوئی، یہاں اُس نے برفباری اور غنیم کے مقابلہ کے لئے ایک لکڑی کا قلعہ بنایا، جس کی فصیل اور برجوں پر توپ اور آتشیں اسلحہ نصب کئے، اور تمام ناکوں پر لکڑی کے بڑے بڑے کندے اس طرح رکھ دیے کہ دشمن اس طرف سے گزر نہیں سکتے تھے، قلعہ کے چاروں طرف توپچی اور تیر انداز بٹھادیئے پانی کی قلت کو دور کرنے کے لئے اس میں دو کنوئین بھی بنوائے، (عملِ صالح جلد دوم ص ۴۵۵)

گرگڑھ اور گرگڑھی | چھوٹا قلعہ گرگڑھ کہلاتا، اس سے بھی چھوٹے کو گرگڑھی کہتے،

قلعہ کے پھاٹک پر تیرا سترا | قلعہ کے پھاٹک پر نوکدار سلاخیں محسوس لگائی جاتیں تاکہ غنیم اسکو توڑنے سے روکی ہو جائے، پھاٹک کے اندر داخل ہونے کے بعد راستے میں کچھ ایسا پیچ و خم دیدیا جاتا کہ غنیم اپنی پوری فوج کے ساتھ یکایک یورش نہ کر سکے، بلکہ اس کے پڑتیرا ستے میں اس طرح پھنس جاتے کہ اس پر اچھی طرح ضرب لگائی جاسکے،

لغات فرشتہ جلد اول ص ۳۳ ۲۵ سیلا گڑھ کی تفصیل کے لئے دیکھو اس کتاب کا باب بحری بڑے۔

فصیل | قلعہ کی دیوار کو فصیل کہتے تھے، اور اس کے اندر جو محصور چھپت ہوئی جہاں سے توپیں چھوڑتے، اس کو بھی فصیل کہا جاتا تھا، فصیل پر بڑی بڑی توپیں نصب کی جاتی تھیں بعض قلعوں میں توپیں ابھی تک دیسے ہی نصب کی ہوئی رکھی ہوئی ہیں فصیل میں جا بجا سوراخ بھی ہوتے جس سے نفٹا اندازنی گولہ باری اور تیر اندازی بھی کی جاتی،

برج | برج گنبد کے اوپر واسے حصہ کو کہا جاتا ہے لیکن قلعہ کے چھوٹے چھوٹے گنبد نما برجوں کو برجیاں کہتے، کنگورہ | دماغے دار یا برج نما دیوار کو کنگورہ کہتے تھے فصیل کے کٹے ہوئے ٹاپچے کو بھی کہتے تھے گوبرہان قاطع میں ہے کہ قلعہ یا حصار، یا دیوار کی بندی کو کنگورہ کہا جاتا ہے،

تمام قلعوں کی تفصیل پڑھ کر یا ان کو دیکھ کر یہ کہا پڑے گا کہ مندروں نے قلعہ کی تعمیر میں جو آرت دکھایا، وہ مسلمانوں کے قلعوں کی تعمیر سے زیادہ ترقی یافتہ تھا، اور خود مسلمان ان کو دیکھ کر تعجب رہے لیکن اسی کے ساتھ ترک اور منغل بادشاہوں نے قلعہ شکنی کے جو حربے رات استعمال کئے وہ اس قدر ترقی اور کارآمد تھے کہ ہندوستان کا کوئی قلعہ ایسا نہ تھا جہاں پہنچ کر ان بادشاہوں نے خصوصاً منغل کی فوج نے اُس کو زیر نگین نہ کیا ہو، خواہ اس کی تعمیر ہی جانی، مالی، اور فوجی نقصان زیادہ سے زیادہ کیوں نہ ہوا ہو،

پچھاوَنیاں

محمد بن قاسم کے اڈے | محمد بن قاسم خود تو شیراز، کرمان، قنڑ پور اور ارمہیل ہوتا ہوا سندھ آیا، لیکن اُس کی فوج
بحر عرب سے دیبل آئی، اور جب عربوں کی حکومت سندھ میں قائم ہوئی تو حسب ذیل مقامات پر
فوجیں رہنے لگیں،

جندور، بابی، اسکندہ، سکہ، بھکر، ادچہ، ملتان، دیبل، نرون، سیوستان، سیم،
اشیمار، راور، مہروز، وسمیہ، برہن آباد، آردور، منصورہ، محفوظہ،

غوری کے اڈے | غور و غزنوی کرم، توچی اور گول کے دروں سندھ وستان آتا، لیکن اُس کا ارادہ ہندو
مین کوئی حکومت قائم کرنا نہ تھا، اس لئے ہندو ریاستوں کو اپنا خراج گزار بنا کر واپس چلا جاتا، اور اپنی
کوئی فوج چھپے نہیں چھوڑتا، البتہ شہاب الدین غوری کے پیش نظر ہندوستان میں ایک حکومت قائم
کرنی تھی، اس لئے اُس نے بابا فوجی اڈے قائم کئے، وہ درہ گول سے آیا، اور کہہ سلیمان کو پار
کر کے ملتان کی طرف بڑھا، جو اس زمانہ میں جنگی لحاظ سے بڑا ہی اہم مقام تھا، اس کی اہمیت اس
قلعہ کی وجہ سے بھی تھی، جو پچاس فٹ بلند ہی پر واقع تھا، اور اس کے چاروں طرف ایک بڑی نہر
تھی، پھر دریائے راوی اس کا فطری محاذ بنا ہی تھا، اس کو فتح کرنے میں محمود غزنوی کو اپنی پوری فوج
قوت کو کام میں لانا پڑا تھا، شہاب الدین غوری ملتان کو ہر دامن پر فتح کرنا چاہتا تھا، تاکہ سندھ
میں اس کو ایک اہم جنگی محاذ مل جائے، اس لئے اُس نے قرمانطہ سے بڑی خونریز جنگ کر کے اس کو

حاصل کیا جس کے بعد اُس نے قلعہ اوچہ کی طرف یلغار کی، یہ ملتان سے ستر میل کی مسافت پر تھا، پنجاب کے پانچوں دریا کے سنگم پر اس وقت واقع تھا، اس لئے یہ بھی ایک اہم جنگی مقام تھا، اس کی تسخیر کے بعد شہاب الدین غوری کے پاؤں سندھ میں جم گئے، لیکن پنجاب اس وقت غزنویوں کے قبضہ میں تھا، شہاب الدین غوری کے ہندوستان کی طرف بڑھنے میں حائل تھے، اس لئے اُس نے گجرات کی طرف ہندوستان میں داخل ہونے کی کوشش کی، وہ نہروال (انہلواڑہ) کی طرف بڑھا، لیکن کیا درہ کے میدان جنگ میں راجپوتوں سے اس کو شکست ہوئی، اور وہ غزنیں واپس ہوا، اس شکست کے بعد اُس نے لاہور ہی کے راستے سے ہندوستان میں داخل ہونے کا ارادہ کیا، جس کے لئے اُس نے پہلے پشاور پر قبضہ کیا، غزنویوں نے پشاور ہی کو اپنا جنگی مستقر بنا کر سندھ پر برابر یورش کی، سیکتگیں نے یہاں دس ہزار سوار تعینات کر رکھے تھے، یہاں ایک قلعہ بھی تھا، جو ۲۹ فٹ زمین سے بلند تھا، شہاب الدین غوری نے اس قلعہ کو اپنے قبضہ میں کیا تو پھر پنجاب اس کی زد میں آگیا، اور یہاں سے وہ لاہور پر آسانی سے یورش کرنے لگا، اور اس کے تین حملوں کے بعد غزنوی حکمران خسرو ملک نے اس کے اقتدار علی کو تسلیم کر لیا، پنجاب میں اپنے کو محفوظ پا کر شہاب الدین غوری نے پورے سندھ کو زیر نگین کرنے کی کوشش کی، جہاں تاہری کے موافق کے بیان کے مطابق سندھ کے سمندر تک کے علاقے کو اُس نے اپنے قبضہ میں کر لیا، لیکن جب خسرو ملک نے کچھ معاذانہ رویہ اختیار کیا، تو اُس نے سیالکوٹ میں ایک بڑا قلعہ بنایا، اور یہاں حسین خڑائی کی فوج رکھی، تاکہ وہ پنجاب اور راوی کے علاقے کو محفوظ رکھے، اس کے کچھ دنوں ہی کے بعد غوری نے خسرو ملک کو لاہور اس کے حوالہ کر دینے پر مجبور کیا، لاہور پر تسلط کے بعد اس کا ہندوستان میں داخل ہونے کا راستہ صاف ہو گیا، اور اُس نے علی کرمانج کے تحت ایک حرا فوج یہاں تعینات کی، لیکن لاہور سے آگے قدم قدم پر راجپوتوں کے جنگی قلعے

سے جہاں تاہری کے موافق کے بیان کے مطابق۔

تھے، بھٹنڈہ، بھٹینرا، اور اورسرسا کے جنگی قلعے شمال مغرب سے آنے والے حملہ آوروں کیلئے زبردست رکاوٹیں پیدا کرتے تھے، یہ پچاس پچاس میل پر چاروں طرف واقع تھے، جو ضرورت کے وقت ایک دوسرے کو جنگی مدد پہنچا سکتے تھے لیکن جب شہاب الدین غوری نے بھٹنڈہ پر قبضہ کر لیا، تو چوہان راجپوتوں کے علاقے میں اس کو ایک اہم جنگی مقام حاصل ہو گیا، اس لئے اُس نے ضیاء الدین قاضی تولک کے ماتحت بارہ سو فوج یہاں مقرر کر دی، جو پرتھوی راج کی فوج کا مقابلہ نہ کر سکی، شہاب الدین غوری اپنے فوجی افسر کی مدد کو پہونچا تو تراین میں اُس کی شکست ہوئی لیکن اُس نے اس علاقہ میں تراین کی دوسری لڑائی کے بعد سرستی، ہانسی، اجیر، کھرام اور سمانہ جیسے اہم جنگی مقامات پر قبضہ کر کے اپنی پوزیشن مضبوط کی، ہانسی کے قلعہ میں ملک نصرت الدین کی ننگانی میں ایک لشکر رکھا، کھرام اور سمانہ میں ملک قطب الدین ایک ایک فوج کے ساتھ مقرر کیا، اجیر پر پرتھوی راج کے لڑکے کے حوالہ کیا، لیکن اجیر پر سلطان کا قابو اس وقت تک پورے طور سے نہ ہو سکا، جب تک کہ ایک نے دن تنہا پر قبضہ کر کے وہاں قوام الملک رکن الدین خمرہ کو ماتحت ایک فوج رکھ نہ چھوڑی، ان مقامات کو محفوظ کر کے شہاب الدین غوری دیو آب کی طرف بڑھنا چاہتا تھا، اُس کے لئے جتنا کہ پورب جانب اس کو ایک محاذ کی تلاش ہوئی، اس کی نظر میرٹھ کی طرف اٹھی جہاں ایک بڑا ہی مستحکم قلعہ تھا، اُس کی کھائیوں کی وجہ سے اس کی دیوار تک پہونچنا بہت مشکل کام تھا، علاء الدین غلی کے زمانہ میں اتارمی بے شہر فوج کی مدد سے بھی اس قلعہ کو فتح نہ کر سکے تھے، یہو نے اپنی فوج کی ساری طاقت لگے دینی تھی، تو اُس کے اندر داخل ہو نہ سکا تھا، شہاب الدین غوری نے اس قلعہ پر قبضہ کر لیا، تو اُس کو دیو آب کے بالائی حصہ میں ایک اہم مقام حاصل ہو گیا، جس کے بعد وہ دہلی پر یلغار آسانی سے کر سکا، قطب الدین ایک اپنی فوج لے کر کھرام سے دہلی منتقل

ہو گیا، دو اب کے اندرونی علاقہ میں داخل ہونے کے لئے کول ر علی گڑھ کا حاصل کرنا ضروری تھا اور جب یہ فتح ہوا تو یہاں کے قلعہ میں ایک فوج رکھی گئی، قنوج دو اب کے قلب میں واقع تھا، اس لئے دو اب پر پورا قبضہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا تھا، جب تک قنوج پر تسلط نہ ہو، لیکن شہاب الدین غوری کو یہاں جے چند سے ایک زبردست مقابلہ کرنا پڑا، قنوج جب ہاتھ آیا تو یہاں گنگا کے کنارے سات تھلے تھے جن کی حفاظت خود گنگا کیا کرتی تھی، اس کے بعد شہاب الدین غوری کو آگے بڑھنے میں آسانی ہوئی، اُس نے قنوج کے پاس ایک اور قلعہ آسنی پر قبضہ کیا، اور آگے بڑھ کر جو پور کے پاس قلعہ آسنی کو زیر نگین کیا، اور یہاں سے بنارس پہنچا، جہاں سے اُس کے فوجی ہمارے کی طرف بڑھے، ان فتوحات کے بعد یہ علاقے مختلف فوجی علاقوں میں تقسیم کر دیے گئے، کول (علی گڑھ) ملک حسام الدین اور غلبہ کے ماتحت کیا، بنارس ایک دوسرے مشہور اور ممتاز فوجی سردار کی نگرانی میں دیا گیا،

اسی طرح قنوج اور آسنی میں بھی فوجیں تعینات ہوئیں، اور قطب الدین ان تمام سرداروں کو سمجھا کر مقرر ہوا، لیکن اس سلاطین کے لئے بیانیہ اور گویا کے راجہ سے بڑا خطرہ رہا اس لئے شہاب الدین غوری نے بیانیہ کو اپنی مملکت میں داخل کرنا ضروری سمجھا، بیانیہ میں تنگ میں ایک بہت ہی مستحکم قلعہ تھا، اسی میں ہمارا الدین طغرل کی نگرانی میں ایک فوج رکھی گئی، لیکن فوج کے لئے یہ جگہ مناسب نہیں ثابت ہوئی، اس لئے سلطان کوٹ میں ایک فوجی اڈہ بنایا گیا، جہاں سے گویا پر بیانیہ کرنا آسان ہو گیا، لیکن گویا کو ایسا قلعہ بنا دیا اور اونچا تھا کہ اُس کی تسخیر آسانی سے ممکن نہ تھی، شہاب الدین غوری خود تو ناکام واپس چلا گیا، لیکن اُس کے فوجی سرداروں نے اس کی بجائے ایک بار بھیجا، اور جب یہ فتح ہوا، تو شہاب الدین ملتیش کی نگرانی میں یہاں

بھی ایک بڑی فوج رکھی گئی تھی

ان فتوحات کے بعد اہلوارہ ایک خطرناک جنگی مقام باقی رہ گیا، جہاں شہاب الدین غوری کو شکست ہو چکی تھی، اس لئے ۱۱۹۱ء کے بعد جب قطب الدین ایبک اس کو اپنے قبضہ میں لایا تو شہاب الدین غوری اس سے بے مدغوش تھا،

اہلوارہ کے بعد ہرایوں اور کالجہ کے قلعے فتح کئے گئے، ہایوں تیس الدین ایش اور کالجہ ہربرالدین حسن ازماں کے حوالے کئے گئے، اور حیدر نوبہ پر قبضہ ہوا، تو یہ بھی ہربرالدین ہی کی نگرانی میں دیا گیا۔

بہار اور بنگال کی | جب قطب الدین شمالی ہند کی فتوحات میں مشغول تھا، تو اُس کے فوجی سرداروں نے بنارس کو اپنا جنگی مستقر بنا کر بہار کی طرف یٹنار کی، محمد بن بختیار خلجی نے پہلے منیر پر قبضہ کیا، پھر دوسو سو اڑن کیسا تھ و می ہار (بہار شریف) کے قلعہ پر حملہ کیا، اور دکر م سیلا، اور زانہ پر تسلط کر کے اودنداپور میں ایک قلعہ بنایا، اور یہاں ایک فوج چھوڑ کر جھارکند کے دشوار جنگلوں سے ہوتا ہوا بنگال کے دارالسلطنت ندیا پہنچا، اس کی تسخیر کے بعد اُس نے لکھنوتی (گور) میں ایک حکومت قائم کی جو تین سو سال تک بنگال میں مسلمانوں کی حکومت کا دارالسلطنت رہا، اب یہ مالہ ضلع میں محض ایک کھنڈ رہے۔ لیکن پہلے یہ بیس بیس میل مربع پہل کا ایک شہر تھا، اس کے پچھم طرف گنگا بہتی تھی اور پورب طرف نمائند دریا، دکھن کی طرف گنگا اور نمائند کا سنگم تھا، اتر طرف اس کی حصار بندہ کر دی گئی تھی، اس شہر کے حصار کی بنیاد سو فٹ چوڑی تھی، دریا سے حصار تک ایک سو بیس فٹ چوڑی خندق تھی اس طرح پورا شہر ایک مضبوط حصار اور گہری گھاٹیوں سے محفوظ تھا، اس شہر سے دکھن طرف کچھ دور پر بھاگرتی کے ساحل پر ایک دوسرا قلعہ تھا، جو مسلمانوں نے بنایا، یہ

مختار التواریخ جلد اول ص ۶۲ تا الیٹ جلد دوم ص ۱۳۲-۱۳۱

ایک غیر معمولی کارنامہ سمجھا جاتا تھا، جلال الدین خلجی اور غیاث الدین تغلق ان محاذوں پر کامیابی ہی کو شاہی تخت پر بیٹھے، یہ سرحدی محاذ، ملتان، لاہور، دیبا پور، کھرام، سمانہ اور سرتی کے تھے۔

عہد تغلق کی چھاؤنیاں | مسالک الابصار کے مصنف کا بیان ہے کہ سلطان محمد تغلق کے پاس نو لاکھ فوج تھیں، جس میں بادشاہ کے ہمراہ سواروں کی ایک بڑی تعداد کے علاوہ دس ہزار ترک کی غلام دو لاکھ ہمراہ غلام، دس ہزار خواجہ سرا، ایک ہزار نیزہ باز تھے، اور بقیہ فوجیں صوبوں میں رہتی تھیں جن کے نام یہ تھے،

(۱) دہلی (۲) دیوگیری (۳) ملتان، (۴) کھرام (۵) سمانہ (۶) سیوستان (۷) اچہ (۸) ہانسی (۹) سرتی (۱۰) معبر (۱۱) تلنگ (۱۲) گجرات (۱۳) بداون (۱۴) قنوج (۱۵) لکھنوتی (۱۶) بہار (۱۷) کرہ (۱۸) مالوہ (۱۹) لاہور (۲۰) کلانور (۲۱) جاجنگر (۲۲) دھور سمندر،

بعض اصطلاحات | ہر صوبہ کے حاکم کے پاس ایک جوار لشکر ہوتا اس کا حاکم شاہی خاندان کا کوئی فرد ہوتا، تو اس کی ہمراہ فوجوں کی تعداد اس کی خواہش کے مطابق ہوتی، یا اگر حاکم خان یا امیر ہوتا تو اس کے حسب مراتب فوج ہوتی، جنگی ضرورت کے وقت فوجوں میں اضافہ کر لیا جاتا، یا ہمسایہ صوبوں سے فوج طلب کر لی جاتی تھی، جو فوجیں دارالسلطنت میں مقیم ہوتی تھیں، وہ چشم قلاب کہلاتی تھیں اس میں خاصہ خیل یا چشم خاص یعنی شاہی غلام، جاندار (جائین) اور افواج قلب بھی شامل ہوتی تھیں، افواج قلب سے مراد وہ لشکر ہی ہوتے، جو بادشاہ وقت سے وابستہ ہو کر امرار کی نگرانی میں رہتے تھے، صوبوں کے صدر مقامات میں رہنے والی فوجیں چشم المرات کہلاتی تھیں، فوجی چھاؤنیوں کا نگہبان کو تو (ال) ہوتا، فوجیں ہر قلعہ میں ہی ہوتیں اور اس کا نگہبان

۱۔ بطقات نامری ص ۳۲۲ ویرنی ص ۵۹

قلعہ دار کھلا،

شیر شاہ کی چھاؤنیاں | شیر شاہ کی فوج کا انتظام بہت ہی مرتب تھا، اس لئے اُس کی فوجیں تمام اہم جنگی مقامات پر تعینات تھیں، مثلاً ہیبت خاں نیازی تیس ہزار فوج کے ساتھ گھگر کے علاقہ میں شاہراہ کابل کی حفاظت کے لئے مامور تھا، دیبال پور اور ملتان میں فتح جنگ خاں سندھ اور شاہراہ قندھار کی نگرانی کے لئے مقرر تھا، حمید خاں کاکرملیوت (نزد دریا سہیاس) کے قلعہ میں نگر کوٹ، جوالہ بھی، ویرھوال اور جمبود پہاڑے علاقے کی نگہبانی کے لئے مقیم تھا، راجپوتانہ کی حفاظت کے لئے خواص خاں چروہ پور اور عیسیٰ خاں نیازی اجیر میں متعین تھے، جنوب کی نگرانی کیلئے شہنشاہت خاں بارہ ہزار فوجیوں کے ساتھ ہندوستان میں مقرر تھا، اُن کے علاوہ فوجداروں کی نگرانی میں علاوہ سواروں کے ہندو فوجی بھی ہوتے، ہم صرف ہندو فوجیوں کی تعداد یہاں پر لکھتے ہیں، گوارا ایک ہزار، بیان پانچ سو، مانڈو سات ہزار، راجپوت سولہ سو، چتورتین ہزار، راسے سین، ایک ہزار، خاں ایک ہزار، ریتاس و سہزار، کالپی، بارہ ہزار، فوجدار راج محل، لکھنؤ، باجوڑ، اور دھندہ میں بھی رہتے تھے، مرکز میں ڈیڑھ لاکھ سوار، یکسٹھ ہزار پیدل، پانچ ہزار ہاتھی، اور کئی ہزار توپچی ہمیشہ شیر شاہ کے رکاب میں حاضر رہتے تھے۔

عہد منلیہ کی چھاؤنیوں | مخلوق کے دور میں اُن کی فوجیں بھی دار السلطنت کے علاوہ تمام صوبوں میں کا نظام پھیلی ہوئی تھیں، اکبر کے زمانے میں حسب ذیل صوبے تھے،

(۱) آگرہ (۲) الہ آباد (۳) اودھ (۴) اجیر (۵) احمد آباد (۶) بہار (۷) بنگال (۸) دہلی (۹)

کابل (۱۰) لاہور (۱۱) ملتان (۱۲) مالوہ (۱۳) برہم (۱۴) خاندیس (۱۵) احمد نگر (۱۶) اڑیسہ (۱۷)

تمنگ (۱۸) آسام (۱۹) کشمیر (۲۰) بنگالہ (۲۱) دولت آباد

شاہجہانی عہد میں کچھ اور صوبے بڑھ گئے تھے، بادشاہ نامہ جلد دوم (ص ۱۱-۱۰) میں ان صوبوں کے نام یہ درج ہیں :-

(۱) شاہجہاں آباد (۲) اکبر آباد (۳) لاہور (۴) اجیر (۵) دولت آباد (۶) بہار (۷) اجمیر (۸) بنگالہ (۹) الہ آباد (۱۰) بہار (۱۱) مالوہ (۱۲) خاندیس (۱۳) اودھ (۱۴) تلنگانہ (۱۵) ملتان (۱۶) اوڑیسہ (۱۷) کابل (۱۸) کشمیر (۱۹) ٹھٹھہ (۲۰) بلخ (۲۱) قندھار (۲۲) بدخشاں (۲۳) بکلاشاں
ان صوبوں کے صدر مقام اور قلعوں کے علاوہ ان کے ہر سرکار ہر پرگنہ اور محال میں فوجیں ہوتی تھیں، اکبری عہد کے سرکار بعض صوبوں کے پرگنوں اور فوجوں کی تفصیل ذیل میں درج ہے،

بنگال میں چوبیس سرکار اور سات سو ستاسی محس تھے، اور ۲۳ ہزار تین سو بیس سوار آٹھ لاکھ، ایک ہزار ڈیڑھ سو پیادے، ایک ہزار ایک سو ستر ہاتھی چار ہزار دو سو ساٹھ توپیں اور چار ہزار چار سو کشتیاں یہاں کی فوجی طاقت تھی،

بہار میں سات سرکار ایک سو ننانوے پرگنوں تھے اور گیارہ ہزار پندرہ سو سوار چار لاکھ اچانک ہزار تین سو پچاس پیادے اور سو کشتیاں موجود رہتی تھیں،

الہ آباد میں دس سرکار، اور ایک سو ستتر پرگنوں تھے، اور گیارہ ہزار تین سو پچھتر سوار دو لاکھ سینتیس ہزار آٹھ سو ستر پیادے اور تین سو تیس ہاتھی موجود رہتے تھے،

اودھ میں پانچ سرکار اور ایک سو آٹھ پرگنوں تھے، سات ہزار چھ سو چالیس سوار اور ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار دو سو پچاس پیادے اور اڑسٹھ ہاتھی یہاں کی مقامی فوج تھی،

آگرہ میں تیرہ سرکار اور دو سو تین پرگنوں تھے، پچاس ہزار چھ سو اسی سوار اور پانچ لاکھ ستتر ہزار پانچ سو ستر پیادے، اور دو سو اکیس ہاتھی یہاں رہتے تھے،

مالوہ میں بارہ سرکار اور تین سو ایک پرگنوں تھے، تیس ہزار چھ سو اڑسٹھ سوار، چار لاکھ

ستر ہزار تین سو اکسٹھ پیادے، اور نوے ہاتھی یہاں کی مقامی فوج تھی۔

گجرات میں نو ہزار ایک سو اٹھانوے پرگنے تھے، بارہ ہزار چار سو چالیس سوار اور اٹھ ہزار ایک سو پیادے رہتے تھے،

جیمیزن سات سرکار، ایک سو اٹھانوے پرگنے تھے، اور یہاں چھیالیس ہزار پانسو سوار اور تین لاکھ بیس لاکھ تین ہزار چوبیس پیادے تھے،

دہلی میں آٹھ سرکار و دو سو بیس پرگنے تھے، اور اکیس ہزار چار سو نوے سوار اور دو لاکھ بیس لاکھ تین سو دس پیادے رہتے تھے،

لاہور میں پانچ سو اسی پرگنے تھے، چودھن ہزار چار سو اسی سوار اور چار لاکھ چھ بیس ہزار چھیالیس پیادے تھے،

ماتان میں تین سرکار اور اٹھاسی پرگنے تھے، اٹھارہ ہزار سات سو چالیس سوار، اور ایک لاکھ پینسٹھ ہزار چھ سو چالیس پیادے تھے،

کشمیر میں تیس محل تھے، اور تین ہزار دس سو دس سوار اور ستائیس ہزار سات سو چالیس پیادے تھے، یہ تعداد حالات کے مطابق گنتی بڑھتی رہتی تھی، پھر جن صوبوں میں جہاں تلے تھے، وہاں بھی فوجیں رہا کرتی تھیں، انہوں کی تفصیل چھپے باب میں آچکی ہے،

ملہ آئین اکبری بعد اولیٰ صفحہ ۱۸۰

خبررسانی

محمد بن قاسم کی ڈاک | جب کہیں فوج بھیجی جاتی تو اس کا پورا انتظام کیا جاتا کہ اس سے متعلق تمام چیزیں دارالسلطنت یا اس کے صدر مقام میں پہنچتی رہیں، مقامات کی دہری خبررسانی میں حائل نہ ہوتی، حجاج بن یوسف ثقفی ہر تیسرے دن ایک خط محمد بن قاسم فاتح سندھ کے نام لکھا کرتا تھا، جو ساتویں دن واسطیائے تخت عراق سے چل کر سندھ کی عرب چھاؤنی میں محمد بن قاسم کو مل جایا کرتا تھا، یہ ڈاک گھوڑوں کی تھی جو مختلف منزلوں پر بدل دیئے جاتے تھے، دوسری صدی ہجری کے آخر میں جب تجارت کو زیادہ فروغ ہوا اور بحری راستے آسانی سے طے ہونے لگے تو ڈاک کی مندرجہ ذیل چوکیاں مقرر کی گئیں تھیں،

بصرہ سے جزیرہ فارک، اور جزیرہ فارک سے جزیرہ لاوان اور پھر یہاں سے سندھ،

محمود غزنوی کی ڈاک | عبد غزنوی میں خبررسانی کے دو طریقے تھے، ایک تو پیادوں دوسرے سواروں کا انتظام کے ذریعے ہوتی تھی، پیادوں کی ڈاک کا نام مسرعان تھا، سواروں کی ڈاک

کو خیل تاشاں کہتے تھے، بعض خبررساں پیادے بڑی تیزی سے خبریں پہنچاتے تھے، خراسان پر جب ایک خاں نے اچانک حملہ کر دیا، تو اس وقت سلطان محمود ہندوستان میں تھا، اس لیے

۱۔ بلاذری ص ۲۴۴ ۲۔ تحفۃ الکیم ص ۳۰۰ ۳۔ ابن خرداد بہ ص ۵۰، ۵۱

۴۔ ذشتہ جلد اول ص ۲۵

کی خبر ایک خبر رساں پیادہ ہی نے سلطان محمود کو پہونچائی، اہم خبریں خیل تاش ہی کے ذریعہ بھیجی جاتی تھیں، عرب سوار بہت تیز رفتار ہوتے، وہ جب کہیں بھیجے جاتے، تو تنخواہ کے علاوہ بھی ان کے روزینے دیئے جاتے، اس ڈاک کا نگران اعلیٰ صاحب برید ہوتا، جو صوبوں کے اعلیٰ عہدیداروں اور فوجی سرداروں سے متعلق بھی تمام معلومات سلطان کو بھیجا کرتا تھا، اسی لئے اس عہدہ پر وہی امیر مامور کیا جاتا جس پر سلطان کو غیر معمولی اعتماد ہوتا، سلطان محمود کے بعض وزراء ابوالعباس فضل ابن احمد اور ابو علی حسن بن محمد وزارت سے پہلے اس عہدہ پر فائز رہے، صاحب برید تمام خبریں صاحب رسالت کے پاس بھیجتا رہتا، صاحب رسالت خط و کتابت کا نگران اعلیٰ ہوتا تھا، ان دنوں میں پہلے ہی علامات و نشانات مقرر ہو جاتے، جن کے ذریعہ سے وہ خط و کتابت کیا کرتے تھے تاکہ دوسرے ان کو پڑھ کر راز معلوم نہ کر سکیں، جب بغاوت ہوتی تو باغی صاحب برید کو جھوٹی خبریں بھیجنے پر مجبور کرتے، یا یہ مسرمان یا خیل تاشاں کو راستے میں آگے بڑھنے سے روک لیتے، وفادار صاحب برید ایسی حالت میں خفیہ اشخاص سے کام لیتے، جو تاجروں، درویشوں اور طبیبوں کے بھیس میں سفر کرتے، اور اہم خطوط یا تو گھوڑوں کی زین، یا جوتوں کے تلے میں سی کر یا چھڑیوں اور ڈنڈوں کی تہ میں رکھ کر منتقل کرتے تھے

وصافہ، الاغ اور قاصد غوریوں نے بھی خبر رسانی کے یہی طریقے استعمال کئے، غلاموں کے زمانے میں وصافہ، الاغ اور قاصد کی اصطلاحیں ملتی ہیں، ان ہی کے ذریعہ فوج کو بھی خطوط بھیجے جاتے تھے، مہر شاہ جنگر کی مہم میں قاصد لکھنؤ کے منقطع کوتا کی رسیدی تھی کہ وہاں سے جتنی خبریں وہاں پہنچیں، اس کو ہفتہ میں ایک بار بار جا جنگر ضرور پہنچائی جائیں، تاریخ فیروز شاہی کے مؤلف شہاب الدین ہری کا بیان ہے کہ کیا جنگر کی مہم میں فوج و شواہ گزرا کوچ کی منزلوں سے بے خبر شاہ

۱۔ فرشتہ جبرائیل علیہ السلام نے پہلی ص ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷،

ہو گئی تھی، تو لشکریوں نے اپنی اپنی وجہیں لکھ کر گھر بھیجیں، اور وہ الاغ اور قاصد کے ذریعہ خط و کتابت کرتے رہے، الاغ گھوڑوں پر سفر کرنے والے خبر رساں قاصد کو کہتے تھے،

عہد خلجی کا نظام | عہد خلجی میں غلام الدین کی سلطنت کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تھا، اس لئے اس کو ڈاک اور فوجی خبر رسائی کا انتظام بہت مکمل کرنا پڑا، اُس نے ایک خاص محکمہ قائم کیا جس کا نام محکمہ برید رکھا، اس کا نگران اعلیٰ ملک برید تھا ایک کہلاتا اور اس کا معاون ملک نائب برید تھا ہوتا، برنی کا بیان ہے کہ غلام الدین خلجی جب دہلی سے کسی فوج بھیجتا تو پٹ کی پہلی منزل سے منزل مقصود تک جا بجا تھانے قائم کرتا، اور ہر منزل پر الاغ کے گھوڑے بندھے رہتے، اور ہر پٹ یا پلہ کو وہ پر دھاوے بیٹھے ہتے، اور ہر قصبہ اور گاؤں میں جہاں الاغ کے گھوڑے ہوتے کچھ عہدہ دار اور کیفیت نوں مقرر کئے جاتے جو روزیادوسرے یا تیسری روز فوج کی خبریں سلطان کو دیتے اور سلطان کی سلامتی کی خبر فوج کو پہنچاتے رہتے، اس طرح کوئی جھوٹی افواہ نہ دار السلطنت میں پھیلتی، اور نہ فوج میں گشت کرتی، اس سے بڑا فائدہ ہوتا، اسی کو طبقات اکبری کے مؤلف نے اپنی تاریخ میں دسرایا البتہ اسی سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس ڈاک چوکی کو پہلے زمانہ میں یام کہتے تھے، اور جب اس ڈاک چوکی کے انتظام میں خلل پڑ جاتا تو دار السلطنت میں بڑا انتشار پھیل جاتا، ملک کا فوج اور نکل کی مہم پر گیا، تو شروع میں غلام الدین کو برابر اس کی خبریں ملتی رہیں لیکن اثنائے جنگ میں تلنگی پیادوں نے شورش برپا کی تو ڈاک چوکی اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکی، اور چند روز تک سلطان غلام الدین کو کسی قسم کی خبر نہ مل سکی، اس نے حالت اضطراب میں قاضی منیف الدین بریانی کو حضرت شیخ زاد الدین اولیا کے پاس بھیجا کہ وہ اپنے ذریعہ باطن سے لشکر کی حالت سے مطلع فرمائیں، حضرت کو آجہ نے فرمایا

سہ تاریخ فرید شاہی ص ۸۸، ۸۹، ۹۰ | لے ایضاً ص ۲۵۰ | ۵۵ (پانچواں) ص ۳۲۰

لے طبقات اکبری ص ۱۶۶

کہ اس فتح کے علاوہ اور دوسری فتوحات بھی ہوں گی، اسی دن عصر کے وقت الایغ کے ذریعہ
ڈاک بھی آگئی جس میں انگل کی فتح کی خوش خبری تھی۔

سلطان قطب الدین خلجی کا نظام سلطنت بہت اچھا نہ تھا، لیکن اس کے زمانہ میں ڈاک
کا انتظام خاطر خواہ رہا، ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ دولت آباد دہلی سے چالیس منزل ہے، اور تمام راستوں
پر بید مجنوں اور قسم قسم کے درخت دو رو یہ لگے ہوئے ہیں، چلنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ باغ کے
درمیان چلا جاتا ہے، اور ہر ایک کوس میں تین چوکیاں ڈاک کے سرکاروں کی ہیں، اور ہر چوکی پر
ہر چیز جس کی ضرورت مسافر کو ہوتی ہے، ملتی ہے، گویا وہ بازار میں جا رہا ہے، اور اس طرح یہ سڑک
لنکنا اور معبر کے ملک تک چلی گئی ہے، جو دہلی سے چھ فیصد کا راستہ ہے، ہر ایک منزل پر بادشاہی
محل ہے، اور مسافروں کے لئے سرائے ہیں، ان سہولتوں کی وجہ سے سفر میں بھی بڑی آسانی ہو
ملک خسرو نے جب معبر میں خود مختاری کا اعلان کرنا چاہا تو سلطان قطب الدین خلجی کے امر سے
اُس کو دہلی واپس ہونے پر مجبور کیا، اور وہ پالکی پر بٹھا کر ڈاک چوکی کے ذریعہ دولت آباد سے دہلی
صرف سات دن میں پہنچا یا گیا،

عبدالملک کا نظام | سلطان غیاث الدین تغلق نے اپنے لڑکے شہزادہ محمد الملک الایغ خاں کو
انگل کی مہم پر لے کر بھیجا تو فوجی ڈاک دہلی سے انگل ہفتہ میں دوبار آتی جاتی تھی، لیکن
یہ ایک ایک مہینہ تک یہ ڈاک رُک گئی، کیونکہ راستہ کے تھانوں کو مفسدوں نے ختم کر دیا، اور
جب خبر رُک گئی تو شہزادہ نے سلطنت غیاث الدین کی وفات کی افواہ پھیلا دی، فوج
بے ہمت ہو گئی اور الایغ خاں کو دیوگیری کی طرف مراجعت کرنی پڑی، لیکن بہت جلد الایغ کے

۱۔ برقی تاریخ سلطنت اکبری ج ۱ ص ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰،

ذریعہ خبر پہنچی کہ سلطان غیاث الدین تغلق صحیح سلامت ہے تو یہ انتشار دور ہو گیا،

شہزادہ النغ خان تخت پر محمد تغلق کے لقب سے بیٹھا تو اس نے اپنی عام اور فوجی ڈاک کا انتظام بہت زیادہ مکمل کیا، ابن بطوطہ لکھتا ہے، ”سیوستان سے ملتان تک دس دن کا راستہ ہے، اور ملتان سے دار الخلافہ دہلی تک پچاس دن کا، جو خبر اخبار نویس بادشاہ کو لکھتے ہیں، وہ اس کے پاس ڈاک کے ذریعہ سے پانچ دن میں پہنچ جاتی ہے، ڈاک کو اس ملک میں برید کہتے ہیں، یہاں ڈاک کی دو قسم ہوتی ہے، ایک گھوڑے اور دوسرے پیادوں کی، گھوڑے کی ڈاک کو لاق کہتے ہیں، ہر چار گھنٹے پر گھوڑا بدلا جاتا ہے، یہ گھوڑے بادشاہ کی طرف سے رہتے ہیں، پیادوں کی ڈاک کا یہ انتظام ہے کہ ایک مہل میں جسکو کرہ کہتے ہیں تین چوکیاں ہر کاروں کی ہوتی ہیں، اس جگہ کی کو وہاں کہتے ہیں، ہر ایک تہائی مہل پر ایک گاؤں آباد ہوتا ہے گاؤں کے باہر ہر سڑک کیلئے برجیاں بنی ہوتی ہیں ہر ایک برجی میں ایک ہر کرہ کمرے بٹھا رہتا ہے، ہر ایک ہر کرہ کے پاس ایک چھڑی دو گز لمبی ہوتی ہے جس کے سر پر تانبے کے گھنگرو بندھے ہوئے ہوتے ہیں، جب شہر سے ڈاک چلتی ہے تو وہ ایک ہاتھ میں لفافہ (مراد تھیلا) رکھ لیتا ہے، اور دوسرے ہاتھ میں چھڑی، اور تمام طاقت خرچ کر کے دوڑتا ہے، دوسرا ہر کرہ اس کے گھنگرو کی آواز سن کر تیار ہو جاتا ہے، اور لفافہ لے کر دوڑ پڑتا ہے، اس طرح جہاں کہیں خط پہنچنا ہوتا ہے، پہنچا دیتے ہیں، یہ ڈاک گھوڑوں کی ڈاک سے بھی جلد جاتی ہے۔“

تاریخ مبارک شاہی میں ہے کہ ۷۲۷ھ میں سلطان محمد دیوگیر روانہ ہوا، تو اس نے دہلی سے دیوگیر تک ہر کرہ پر دھادے یعنی پاک پھرے، جن کے لئے جاگیریں بھی مقرر تھیں، وہ ایک گھنگرو سے دوسری جگہ خطوط لے جاتے تھے، ہر منزل پر ایک گھنگرو اور لفافہ ہوتی تھی، جہاں ایک شخص کھینچ رہتا، وہاں کھانے پینے، پان وغیرہ کا، سامان میاں رہتا، سڑکوں کے دونوں کنارے درخت بھی

ایک شام کو پہونچتا، اور اُن میں وہ ضروری ہدایتیں دیتا کہ فوج کہاں قیام کرے اور کیا اور کیا نہ کرے اُ
کوئی بات غلط ہوتی تو وہ فوراً تحقیقات کراتا،

بابر ہی نظم | بابر ہندوستان آیا تو اُس نے آگرہ سے کابل تک پیادوں کے علاوہ گھوڑوں کی ڈاک
کا بھی پورا انتظام کیا، وہ اپنی تزک میں لکھتا ہے :

”پنجشنبہ چوتھی ربیع الاول (۹۳۵ھ) کو یہ تجویز کی کہ حقائق بیگ شاہی تمنّاچی

مُردوں کو ساتھ لے کر آگرہ سے کابل تک جریب سے پیادیش کرے، اور ہر نوکوس پر

ایک مینار بنا دیا جائے، جس کی بلند ہی بارہ گز کی ہو، اس مینار پر چوہدری بنائی جائے، ہر

اٹھارہ کوس پر چھ گھوڑوں کی ڈاک چوکی بٹھائی جائے، ان گھوڑوں کے دانہ گھاس کی یہ تجویز

کی کہ اگر چوکی کا خالصہ پر گنہ میں ہو، تو دانہ گھاس وہاں سے ملے، اور اگر کسی کی جاگیر میں

تو جاگیردار کے ذمہ، حقائق بیگ اسی دن آگرہ سے روانہ ہو گیا، اس کوس کی پیادیش میں

کے موافق مقرّر کی گئی، گز ہٹھی کا جریب چالیس گز کی، کوس سو جریب کا معین کیا گیا۔“

اس سے فوجی ڈاک کی آمدورفت میں بڑی سہولت پیدا ہو گئی، مذکورہ بالا نظم سے پہلے بھی

بابر پیام کے جلد از جلد پہونچانے پر برابر زور دیتا رہا، وہ بدخشاں سے ایک مہینہ کے اندر خبریں حاصل

کر لیا کرتا تھا، اُس نے ایک بار ہمایوں کی بڑی تمبلیہ کی کہ بدخشاں سے ہندوستان کا سفر ایک مہینہ

سے زیادہ نہیں لیکن اس کے قاصد نے آنے جانے سے ایک سال لگایا۔“

دہلی اور کابل کے | اکبر نے بنگال سے کابل، اور دہلی سے دکن تک ڈاک کا بہت ہی معقول انتظام

درمیان کا انتظام | کر رکھا تھا، ہر شاعر عام پر پانچ پانچ کوس کے فاصلے پر دو گھوڑے اور خد

۱۔ طبقات اکبری ج ۱ ص ۳۸، ۳۹،

۲۔ تزک بابری اردو ترجمہ ص ۳۳۸، ۳۳۹، ایضاً،

میورے تعینات رہتے تھے جن کو عام اصطلاح میں ڈاک چوکی کہا جاتا تھا جب کوئی شاہی فرمان یا فوجی سردار کا کوئی پیام ایک چوکی پر پہنچتا تو میورے گھوڑوں پر سوار ہو کر اس کو دوسری ڈاک چوکی پر پہنچا دیتے، چنانچہ ایک دن رات میں پچاس کوس راستے طے ہو جاتا تھا اگر وہ احمد آباد پانچ روز میں خبر پہنچ جاتی تھی چار ہزار تیز رو میورے اس کام کے لئے مقرر تھے اور ان کی تیز رفتاری سے دس روز میں سات سو کوس طے ہو جاتے تھے۔

اکبر کے زمانہ میں جب بہت سی ٹرکیں بن گئیں تو خبر رسانی کے نظم میں اور سہولتیں پیدا ہوتی گئیں جب ہمایوگر کی وفات ہوئی تو بنارس داس متہ دار و ذریعہ خانہ نے شاہ جہاں کو جنیر (احمد نگر) میں روز میں خبر پہنچائی جہاں وہ ایک فوجی محم میں تھا یہ مسافت ڈیڑھ ہزار میل تھی شاہ جہاں نے بھی اپنے دور میں ڈاک کا ایسا انتظام رکھا تھا کہ اس کو کابل، بلخ، بدخشاں، اور ایران سے برابر خبریں ملتی رہتی تھیں اس نے شہزادہ مراد کو بلخ کی محم پر بھیجا تو دارالسلطنت میں بیٹھے بیٹھے وہ کوچ اور محم کی کی ہدایتیں دیتا رہتا تھا اور شہزادہ کی سست رفتاری اور کاہلی پر تنبیہ بھی کیا کرتا تھا۔

عالمگیری انتظام | اورنگ زیب نے علم دے رکھا تھا کہ ڈاک لے جانے والے ایک گھڑی میں ایک کوس جری راہ طے کریں، جریب ۲۵ ذراع اور ذراع ۱۱۴ انگلی کا ہوتا تھا، ایک کوس میں دو جریب ہوتے تھے، جو پانچ ہزار ذراع شاہ جہانی کا ہوتا تھا، ہر کاروں کو چوکی پر چوکی جلد از جلد اپنی اپنی جگہ سے پہنچانے کے لئے زمینداروں، تھانہ داروں اور فوجداروں کو محال فطاب ہی رکھنا پڑتا تھا تاکہ ہر کارہ کے پہنچنے ہی کسی توقف کے بغیر روانہ ہو جائے، اگر وہ دیر کر کے پہنچتا تو اس کی سخت پریشانی ہوتی اور اس پر جرم نامہ کیا جاتا، ڈاک احمد آباد سے شاہ جہاں آباد یا اگر وہ تھ

ملک تاج و تخت جہاں قول میں ہے، سے عمل علاج جہاں قول میں ہے، بادشاہانہ جہاں دوم میں ہے ۱۲۰۲

شہنشاہی جہاں دوم میں ہے ۱۲۰۲

عام طور سے ۱۲ دن میں پہنچ جاتی، لیکن ضرورت کے وقت ایک ہفتہ میں بھی پہنچائی جاتی، ہر صوبہ میں ڈاک کی چوکیاں ہوتی تھیں، مثلاً احمد آباد سے ابھیر تک حسب ذیل چوکیاں تھیں (۱) کالی (۲) اڈاج (۳) پانسر (۴) جڑنگ (۵) مہانہ (۶) بہانڈ (۷) اونچہ (۸) سید پور (۹) سلاد (۱۰) جلوہ (۱۱) پالپور (۱۲) بہوڑی (۱۳) دانٹی (۱۴) کنہو دارہ (۱۵) پانتی (۱۶) بانت (۱۷) بڈھ کاٹم (۱۸) ڈونگری (۱۹) کودی (۲۰) بہیل ٹال (۲۱) سونت (۲۲) تورنار (۲۳) مودرا (۲۴) جالور (۲۵) دیباداس (۲۶) بہورانی (۲۷) کندب (۲۸) سیورے، ان چوکیوں کے لئے مقرر تھے، ان کی مجموعی تنخواہ ۲۵۰ روپے ماہانہ تھی، احمد آباد سے بہرچ تک حسب ذیل چوکیاں تھیں (۱) بٹوہ (۲) بار بجری (۳) کینج (۴) محمود آباد (۵) اندج سلو (۶) نریاد (۷) بوریائی (۸) ہاڈگوڈ (۹) باسد (۱۰) روتی، (۱۱) بروہہ (۱۲) ہتادی (۱۳) کارواں (۱۴) چوند رہہ (۱۵) کرہالی (۱۶) بہرچ ان کے لئے ۳۵ ہرکارے تھے، جن کی کل تنخواہ ایک سو ساڑھے آٹھ آنے تھی، ہر چوکی پر دو تارخ نویس، دو سیورے اور ایک دارونہ ہوتا، تارخ نویس سیورے کی آمد اور روانگی درج کرتے، دو سیورے ڈاک لے کر باری باری روانہ ہوتے، دارونہ ان سب کانگراں ہوتا، ڈاک کا مرکزی محکمہ دارونہ ڈاک چوکی کے ماتحت ہوتا، اس کی ماتحتی میں وقائع نگار، سوانح نویس، خفیہ نویس اور ہرکارے ہوتے، لیکن یہ عہدے فوجی نہ ہوتے، بلکہ انتظامی امور کے سلسلہ کے تھے، اس لئے اس کی تفصیل لکھنے کی ضرورت نہیں، گو ان ہی کے ذریعہ لشکر کی خبریں بھی ملتی رہتی تھیں۔

خفیہ خبر رسانی | مذکورہ بالا خبر رسانی کے علاوہ لشکر میں خفیہ خبر رسانی کا بھی انتظام تھا، جس سے عموماً دشمن کی خبریں ملا کرتی تھیں، محمود غزنوی جب کسی قوم پر جانا تو پہلے جا سوس چاروں طرف سے دیکھتا تھا۔

۱۔ مرآۃ احمدی جلد دوم ص ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

مضمون دی پوس سسٹم آن دی مسلم رولز آف انڈیا اسلامک کلچر، حیدر آباد، جولائی ۱۹۷۲ء

کون سا حصہ کمزور ہے جس کو مسبار کر کے وہ اندر داخل ہو سکتا ہے، اس کے پاس ایک کشتی ملازم خلافت نامی تھا جس کو اس نے قلعہ کے اندر جا سوس بنا کر بھیجا، اور وہ اس طرح کہ غلطیوں کے بدن پر خوب کوڑے لگائے، اس کے نشانات نمایاں رہے اور اس کو ہدایت دی کہ وہ فریاد کرتا ہوا قلعہ والوں سے جائے خلافت نے ایسا ہی کیا، محصورین نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا، اور اس کو قلعہ کے اندر لے جا کر اس کی مرہم پٹی کی خلافت نے ابی نوگوں سے ظاہر کیا کہ وہ حصار کی جنگ سے اچھی طرح واقف ہے، اگر اس کے قلعہ کے تمام مقامات دیکھنے کی اجازت دی گئی تو وہ پھر بتا سکتا ہے کہ محاصرہ کرنے والوں پر کہاں سے زور لگائی جاسکتی ہے، محصورین اس کے فریب میں آ گئے، خلافت نے قلعہ کی ایک ایک جگہ کا معائنہ اچھی طرح کیا، اور حسب ساری معلومات حاصل کر لئے تو ایک رات چھپکے سے قلعہ سے باہر نکل کر روجی خالی سے آگے اور اس نے دریا کی طرف سے قلعہ شکنی کا مشورہ دیا، جس کے پہلے محصورین پسپا ہوئے، مانی درگاہ وئی سے باہر سے جنگ کی تو اس نے فوج کی نگرانی اتنی ہوشیار رہی سے کی کہ اس کو کوئی خیر اکبر کے فوج سردار آصف خاں کے پاس نہیں پہنچتی تھی، اس سے آصف خاں بڑی پریشانی میں تھا، اب یہ جاسوس عملاً بنجارے لکڑہارے اور مختلف اشیاء کے تاجسودوں اور فقیروں اور سادات کی شکل میں غنیم کے انگر دچکر لگاتے، اور مفید معلومات فراہم کرتے،

۱۱ تذکرۃ اوقات انگریزوں ترجمہ ص ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ اکبر نامہ جلد دوم ص ۱۳۔ ۱۴۔

تعداد

محمود غزنوی کی فوجوں کی تعداد | محمود غزنوی ہندوستان اپنی فوج کے ساتھ آتا تو مختلف اوقات میں اس کے ساتھ مختلف تعداد کی فوج رہتی، وہ ۳۹۱ (مطابق ۱۰۰۰) میں جہاں

کے خلاف لڑا تو اس کے ساتھ پندرہ ہزار سوار تھے، اور پیدل فوج کی ایک کثیر تعداد تھی، جو مال کے ساتھ بارہ ہزار سوار، تین لاکھ پیدل اور تین سو ہاتھی تھے ۴۰۹ (مطابق ۱۰۱۰) میں محمود غزنوی متھرا اور قنوج آیا، تو اس کے باضابطہ سپاہیوں کی کل تعداد گیارہ ہزار تھی، اور بیس ہزار رضا کار تھے، سو مائت تھ کی فہم میں اس کے ساتھ ۴۰ ہزار سوار، بیس ہزار بار برداری کے اونٹ اور سیکڑوں رضا کار تھے لیکن جب یہ ۴۰۰ میں بلخ پر حملہ آور ہوا، تو اس کے ساتھ ایک لاکھ فوجی تھے، وہ ہاتھیوں کی بھی ایک بڑی تعداد اپنے لشکر میں رکھا کرتا تھا، فتوح السلاطین میں اس کے ہاتھیوں کی تعداد دو ہزار تک بتائی گئی ہے، غلام بھی ساتھ ہوتے، جن کی تعداد چار ہزار تک ہوتی، لشکریوں میں مختلف اقوام کے افراد مثلاً عرب، فارسی، دہلی، خراسانی، غوری اور غلجی ہوتے، محمود کی کوشش یہ رہتی کہ ایک قوم کے افراد کی اکثریت نہ ہونے یا سب سے تاکہ وہ اپنی اکثریت کے غلبہ میں نامناسب رویہ اختیار نہ کریں،

پرتھوی راج کی فوج کی تعداد | شہنشاہ الدین غوری اور پرتھوی راج ست پہلی بار ترائین میں ٹھہرے

۱۰۰۰ گریزی ص ۶۶، ۱۰۰۰ جہتی ص ۳۰، ۱۰۰۰ الیٹ جلد دوم ص ۳۲

ہوئی تو فرشتہ زین المآثر کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ پرتھوی راج کے لشکر میں دو لاکھ سوار اور تین ہزار جنگی ہاتھی تھے، اس کے مقابلہ میں شہاب الدین غوری کی فوج بارہ چودہ ہزار سوار سے زیادہ نہ تھی، دوسری بار دونوں کی جنگ اسی میدان میں ہوئی، تو ہم عصر تاریخوں میں پرتھوی راج کی فوج کا تخمینہ تین لاکھ سوار بتایا گیا ہے جنگی ہاتھی، تیر انداز اور پیدل سپاہی اُن کے علاوہ تھے، ڈیڑھ سو راجے اور راج کمار اپنے اپنے دستے لیکر اور قسبیں کھا کر جنگ میں شریک ہوئے تھے، کہ مارین گے یا مرجائیں گے لیکن میدان سے قدم نہ ہٹائیں گے، اس کے مقابلہ میں شہاب الدین غوری کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار ترک غلجی اور افغانی سردار اور سپاہی تھے، اور یہ فوج بدھڑ سے گزرتی، ادھر برجھوں کی کثرت سے یزروں کا بن نظر آنے لگتا تھا،

غلاموں اور غلیجوں کے
لشکر کی تعداد

طبقات نامری کے مؤلف کا بیان ہے کہ سلطان ناصر الدین محمود کے زمانے میں دو لاکھ پیادے اور پچاس ہزار سواروں نے دہلی میں گھر بنائے تھے، بلین لکھنوتی کی مہم پر گیا تو اُسکی فوج کی بچلہ تعداد دو لاکھ تھی، تاتاریوں کے بار بار حملوں سے عاجز ہو کر علاء الدین غلجی نے چار لاکھ بچتر ہزار سوار کی ایک جرار فوج تیار کی جس کی وجہ سے تاتاریوں کی غارتگری سے ملک بالکل محفوظ رہا، اگر ان حملہ آوروں سے کوئی پہونچ جاتا تو وہ تباہ و برباد ہو کر واپس چلا جاتا،

تغلقوں کے لشکر کی تعداد

محمد تغلق کی فوج میں نو لاکھ سوار تھے، کچھ تو دارالسلطنت میں رہتے

تھے، اور کچھ صوبوں میں مقیم ہوتے، صبح الاعشی کے نصف کا بیان ہے،

”سلطان محمد تغلق کی شاہی فوج نو لاکھ پر مشتمل ہے جس میں ترکی، ایرانی اور ہندوستانی

وغیرہ تمام قومیں ہیں، فوج نہایت زرق برق لباس میں بلبوس اور نہایت شان و شوکت

۱۵ طبقات نامری ص ۱۱۹، ۱۶ ایضاً ص ۳۱، ۱۷ برنی ص ۸۶، ۱۸ فرشتہ جلد ۱ ص ۱۱۵،

سے عربی گھوڑوں پر سوار رہتی ہے..... یہ خان کے پاس دس ہزار سوار ہر ملک کے پاس ایک ہزار سوار، ہر امیر کے پاس سو سوار، اور ہر سپہ سالار کے پاس ایک سو سے کم سوار ہوتے ہیں، خاص بارگاہ سلطانی میں اس سے زیادہ خواتین حاضر رہتے ہیں، اس شاہی فوج کے علاوہ ایک متعین تعداد ملازمین بارگاہ کی ہے، جو ہر وقت محل شاہی کے گرد موجود رہتے ہیں، وہ یہ ہیں، ترکی غلام دس ہزار، خزانہ دار ایک ہزار، ہر کام کا غلام دو لاکھ، خواجہ سرا دس ہزار، شہنشاہ (۹) ایک ہزار، خزانہ دار ایک ہزار،

سلطان محمد تغلق نے جب خراسان کی فوج کی تباہی کی تو برنی کا بیان ہے کہ تین لاکھ ستر ہزار سوار کے نام دیوان عرض کے دفتر میں لکھے گئے، ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ کہ، قراہیل کی فوج میں ایک لاکھ سوار اور پیادے، شریک سمجھے، مسالک اللہ لاد ہمارے کامندوں و قہطراز سے کہ دنیا کی کوئی اور سلطنت محمد بن تغلق کی فوجی قوت کے برابر نہ تھی،

فیروز شاہ لکھنوتی کی پہلی فوج میں گیا، تو اس کے پاس دو سو ہزار سوار اور ایک ہزار کشتیاں تھیں، اس کے مقابلہ میں شمس الدین اکبر کے پاس دس ہزار سوار، دو لاکھ پیادے، اور پچاس ہاتھی تھے، لکھنوتی کی دوسری فوج میں فیروز شاہ (۱۰) ہزار، ستر ہزار پیادے، اور چار سو شتر ہاتھیوں کے ساتھ گیا، وہ صفحہ کی فوج پر دو سو لاکھ اس کے ساتھ تھے، ہزار سوار اور چار سو ہاتھی، اور چار سو شتر ہاتھی، اس کے ساتھ میں جاہل یا غیر میں ہزار سوار اور چار لاکھ پیادے، جمع کر کے، ان لشکریوں کے علاوہ فیروز شاہ کے پاس ایک لاکھ اسی ہزار غلام تھے،

ساجد مراد، فیروز شاہ، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳

محمود تھلک تیمور کے خلاف جنگ کرنے کے لئے میدان میں اترا تو اُس کے پاس کل دس ہزار سوار

اور چالیس ہزار پیادے، اور ایک سو بیس کواہ سکیہ ہاتھی تھے،

ابراہیم لودی کی فوج کی | برابر ابراہیم لودی کی کل فوج کی تعداد پانچ لاکھ بتاتا ہے، لیکن بابر کے خلاف

تعداد

پانی پت کے میدان میں ایک لاکھ سوار اور پیادے اور ایک ہزار ہاتھیوں

کے ساتھ اُترا، ابراہیم لودی کے لشکر جرار کے مقابلہ میں بابر کی فوج کی مہلک تعداد بارہ ہزار تھی۔

دانا سانگہ کی فوج | کونو اسہ کی جنگ میں دانا سانگہ دو لاکھ ایک ہزار سوار کے ساتھ لڑا،

اُس کے مقابلہ میں بابر کی کل فوج آٹھ ہزار تھی۔

ہمایونی فوج | ہمایوں شیرخاں کے خلافت قموچ کی لڑائی میں ایک لاکھ سوار کے ساتھ شرمک

ہوا، اس لڑائی میں شیر خاں کے ساتھ چالیس ہزار سپاہ تھے۔

شیرشاہی فوج | شیرشاہ کے پاس ڈیڑھ لاکھ سوار بچپیں ہزار پیادے ، اور پانچ ہزار ہاتھی تھے ، سرکار

میں جو فوجیں متعین تھیں، ان کی تعداد اسکے علاوہ تھی، سکندر خاں سورجی جہاں سے ہر مہر کیا

ہوا، تو اس کے پاس اسی ہزار سوار، بہت سے گویہ پکیر ہاتھی، اور تو بیخانی تھے، کل تعداد ایک لاکھ تھی۔

اکبری فوج | اکبر نے ہیمو بقال پانی پت میں جنگ کی تو ہیمو کے پاس ایک لاکھ سواۓ اور ڈیڑھ ہزار جنگی

ہاتھی تھے، ابو الفضل کے بیان کے مطابق اکبر کے ساتھ کل دس ہزار فوج تھی اہیں یں یا رخ نیرا

فوجی لڑائی کے کام کے : تھے ؛ لیکن اکبر نے بادشاہ بن کر پب منی داری نظام قائم کیا ، تو ایک

۱۰۰ سے بڑک اپنی اور ترجمہ ص ۴۶۵ ۴۶۴ ۴۶۳ ۴۶۲ سے ایضاً ص ۴۶۱

کبرنامہ جلد اول ص ۱۰۶ تاریخ فرشتہ ص ۲۰۸ طبقات اکبری جلد دوم ص ۱۰۶

۱۱۶۴ شیرشاد از کاکارشن قانون گوشت ۳۶۳۵ بقایای اکبر بنجله و در سن ۸۲۵۵

ملفوظات اکبری جلد دوم ص ۱۳۹ اشکباز جلد سوم ص ۳۷

جزائر لشکر خود بخود قائم ہو گیا، ہر منصبدار کو لشکریوں کی ایک مقررہ تعداد رکھنی پڑتی تھی، جو ضرورت کے وقت میدان جنگ میں لڑا کرتے تھے، منصبداروں کے ساتھ ساتھ رہنے والی فوج کی میزان تقریباً ایک لاکھ سوار ہوتی ہے لیکن اکبر اپنے رکاب میں پتیا لیس ہزار سوار، اور ۵ ہزار ہاتھی رکھتا تھا، اس کے علاوہ ہر سرکار اور سرکار کے ہر دستور میں ہاتھیوں، سواروں اور پیادوں کی ایک تعداد مقرر رہتی تھی، آئین اکبری میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے، مثلاً سرکار الہ آباد میں پانچ سو اسی سوار، سات ہزار ایک سو پچاس، سرکار غازی پور میں تین سو دس سوار، سو نہ ہزار چھ سو پچاس پیادے، سرکار بنارس شرقی میں آٹھ سو بیس سوار، آٹھ ہزار چار سو پچاس، سرکار جوپور میں نو سو پندرہ سوار، چھپتیس سو پچاس، مذکور ہیں یہ تو وہاں موجود رہتے، یا ضرورت کے وقت بھرتی کر لئے جاتے، یا وارا سلطنت طلب کر لئے جاتے، اس طرح بے قاعدہ نیم مسلح فوج کا شمار انہوں نے ہر ایک لاکھ بتایا ہے،

شاہجہانی لشکر اعظم حمید لاہوری نے شاہجہانی عہد کے باضابطہ لشکر کی حسب ذیل تعداد لکھی ہے، سوار دو لاکھ، منصبدار آٹھ ہزار، احمدی و برق انداز سوار سات ہزار، پانچ و توپ انداز و بانڈا چالیس ہزار، سوار و تابان شہزادگان ایک لاکھ پچاس ہزار، صوبوں و پریگنوں میں، پھر فوجداروں، عاملوں، اور کرداریوں کے ساتھ جو فوجیں تھیں، وہ ان کے علاوہ تھیں، شاہجہان نے قیادت کے لیے چھ ایک خطا میں لکھا تھا کہ وہ نو لاکھ فوج کا مالک ہے،

مالکیہ فوج کے لیے مالکیہ فوج کی تعداد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے،

جو فوج صوبوں میں مامور رہتی ہے اس کی اور حاضر رکاب فوج کی حالت میں اس کے سوا

سنن تفسیر کے لیے دیکھو اکبر نامہ، ص ۳۶۱۔ ۵۲۰ دیکھو آئین اکبری جلد دوم

سنن تفسیر کے لیے دیکھو اکبر نامہ جلد دوم، ص ۳۶۱۔ ۵۲۰

اور کچھ فرق نہیں ہے کہ صوبوں کی فوج تعداد میں زیادہ ہے اور ہر ایک صوبہ میں امرانہ صوبہ،
 روڈینہ دارمہولی سوار، پیادے اور توپخانے موجود رہتے ہیں، چنانچہ ایک صوبہ دکن ہی میں
 بیس پچیس اربھ اوقات تیس ہزار سوار رہتے ہیں جو گو لکڑا ہ کے طاقتور بادشاہ کے دھمکانے
 اور بادشاہ بیجا پور اور ان راجاؤں سے لڑنے کے لئے ضرورت سے کچھ زیادہ نہیں ہیں جو
 باہمی بچاؤ کی خاطر اپنی فوجیں لے کر بیجا پور کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں، صوبہ کابل
 میں جو فوج ہے اور جس کا ایران، بلوچستان، افغانستان اور بہار میں ملکوں کی مخالفت
 حرکات کی روک تھام کے لئے رہنا ضروری ہے، بارہ یا پندرہ ہزار سے کم نہیں ہو سکتی
 صوبہ کشمیر میں چار ہزار سے زیادہ فوج رہتی ہے، اور چونکہ کوئی صوبہ ایسا نہیں ہے کہ
 جس میں بلحاظ اس کی وسعت اور خاص موقع کے کم یا زیادہ فوج کار کھنا ضروری نہ ہو اسلئے
 کل فوج کی تعداد اس قدر ہے جس پر مشکل سے اعتبار ہو سکتا ہے، چنانچہ فوج پیادہ
 کو جو شمار میں کم ہے، الگ رکھ کر اور گھوڑوں کی تعداد جو صرف نام کے لئے ہے، اور جس کو
 سن کر نادان شخص دھوکا کھا سکتا ہے، چھوڑ کر میں اور دوسرے واقف کار لوگ
 خیال کرتے ہیں کہ سوار جو بادشاہ کے ہم رکاب رہتے ہیں، راجپوتوں اور پٹھانوں سمیت
 پینتیس یا چالیس ہزار سوار ہوں گے، جو صوبوں کی فوج کے ساتھ مل کر دولاکھ سے زیادہ
 ہوتے ہیں،

”میں نے بیان کیا ہے کہ پیدل تھوڑے ہیں، چنانچہ میری دانست میں پیادہ فوج
 جو بادشاہ کے ہم رکاب رہتی ہے، بندہ تچوں اور توپخانہ کے پیدل سپاہیوں اور اتر لوگوں
 سے جو توپخانہ سے متعلق ہیں، مل جل کر پندرہ ہزار سے زیادہ نہیں ہے، اور اسی سے صوبوں
 کی فوج کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، مگر میں نہیں جانتا کہ بعض لوگ پیدل فوج کی تعداد

کیوں بہت زیادہ بتاتے ہیں شاید نفروں، خدمت گاروں بھٹیاریوں اور تمام اہل بازار جو ساتھ رہتے ہیں، فوج ہی میں گن لیتے ہوں گے، اور واقعی اگر بھڑکھڑا کو شامل کر لیا جائے تب تو صرف اسی لشکر کی تعداد جو بادشاہ کی ذات خاص کے ساتھ رہتا ہے بھٹو جب لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ بادشاہ کا ارادہ کچھ مدت کے لئے تخت نگاہ سے باہر رہنے کا ہے، دو تین لاکھ پیادوں سے کم نہیں رہتی، اور جب ان امور پر غور کیا جائے کہ کس قدر ڈیرے خیمے اور باورچی خانے اور اسباب اور ساز و سامان اور عورتیں عموماً لشکر کے ساتھ رہتی ہیں، ان سب اٹھانے کے لئے کس قدر ہاتھی، اونٹ، اہل، گھوڑے، اور حمل ضروری ہیں تو اس تعداد میں جو میں نے خیال کی ہے، مبالغہ نہیں معلوم ہو گا،

اور گریب کے شہزادوں | اور گریب کے لڑکوں میں تخت و تاج کی جنگ چھڑی تو جا جو کی لڑائی کی فوج | میں بہادر شاہ کے ساتھ اسی ہزار سوار اور اس کے مخالف بھائی عظیم کے ہمراہ بیسیٹھ ہزار سپاہی اور بیسیٹھ ہزار سپاہی تھے، بہادر شاہ اس لڑائی کو جیت کر اپنے دوسرے بھائی کام بخش سے دکن میں لڑا تو اس کے ساتھ ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور ایک لاکھ اسی ہزار پیادے اور بندوچی تھے، بہادر شاہ کی موت کے بعد اس کے لڑکوں میں جو لڑائیاں ہوئیں تو ان کے پاس میدان جنگ میں حسب ذیل تعداد کے لشکر ہی تھے:

پیادے،

سوار

تیس ہزار

بیس ہزار

بہادر شاہ

آٹھ ہزار

آٹھ ہزار

رفیع الدین

۱۔ سفرنامہ بربرہ در توحید ص ۴۵، ۴۴، ۴۵ سے منتخب الباب بلد دوم ص ۹، د ۱۰۰ ایضاً جلد دوم ص ۹۹

۲۔ تفصیل کے لئے دیکھو لیٹر مولانا زولیم اردن جلد اول ص ۱۰۱

پیادے

سوار

تیس ہزار

پچیس ہزار

جہان شاہ

تیس ہزار

تیس ہزار

عظیم الشان

محمد شاہ اور نادر شاہ	محمد شاہ جب کرناٹ میں نادر شاہ کے خلاف میدان جنگ میں اتر اٹھا اور شاہ کے پاس ایک لاکھ ساٹھ ہزار فوج تھی جس میں پچیس ہزار سوار تھے، اور ایک

انگریز مورخ کا بیان ہے کہ اس فوج میں چھ ہزار مسلح عورتیں بھی تھیں، محمد شاہ کی فوج کی تعداد بتانے میں مدرخین متفق نہیں ہیں، نادر شاہ کی طرف سے محمد شاہ کی فوج کی تعداد تین لاکھ بتائی

جاتی ہے جس میں دو ہزار ہاتھی تھے، اور تین ہزار توپیں تھیں، رستم علی مولف تاریخ ہندی نے میر

خزالدین کے حوالہ سے ہندوستانی فوج کی تعداد میں دو لاکھ سوار، سب شہسپاؤں سے، پندرہ سو ہاتھی

اور بہت سے ہندو چٹی ہائے ہیں، اسی طرح کی اور مبالغہ آمیز تعداد بتائی گئی ہے، لیکن اصل لڑنے والی

فوج کی تعداد پچتر ہزار سے زیادہ نہ تھی، غیر لشکریوں کی بھیڑ بھاڑ البتہ بے شمار تھی،

بھاؤ صاحب کی فوج | پانی پت کی تیسری جنگ میں احمد شاہ ابدالی کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج تھی، اس کے

مقابلہ میں بھاؤ صاحب کے ہمراہ ایک لاکھ پانچ ہزار لشکر ہی تھے،

ورزش

فوج کا ہر فرد اپنے جسم کو توانا، تندرست اور چست رکھنے کا ذمہ دار ہوتا تھا، اس لئے ہر سپاہی مختلف قسم کے سپاہیانہ کھیلوں سے شوق رکھتا تھا، آدابِ حرب کے نطفہ کا بیان ہے کہ ہر سپاہی کیلئے چوگان بازی، مال (تھڑ) اٹھانا، کشتی اور زور آزمائی کرنا، جنگِ مشت یعنی گھوڑہ بازی، نعلین چھینا، لٹ بازی (پٹہ بازی) چکر اندازی اور کند کا استعمال جانا ضروری ہے، جب ہتھیار استعمال کرنے سے تھک جائے، تو کشتی لڑے، اور کشتی سے تھک جائے تو جنگِ مشت کرے، اور جسم کے نازک حصوں پر چوٹ لگائے، ہم سہولت کی خاطر ان ورزشوں کو حسب ذیل عنوانات سے مرتب کرتے ہیں:

صيدِ فلکی، شہسوارِ چوگان بازی، شمشیر زنی، تیر اندازی، مشت بازی اور کشتی وغیرہ۔

صيدِ فلکی | سلطان بہن اپنی فوجوں کو ہر برشکار میں مشغول رکھتا تھا، تاکہ امن و امان کے زمانے میں بھی ان کی سپاہیانہ قوتیں بیدار رہیں، اجڑے کے موسم میں جب تھوڑی سی رات گزر جاتی، تو ایک ہزار سواروں اور ایک ہزار پیدل تیر اندازوں کے ساتھ اپنے محل سے شکار گاہ کی طرف روانہ ہو جاتا، اور کچھ رات باقی ہی رہتی تو واپس آ جاتا، شکار گاہ میں کھانے پینے کے اخراجات شاہی خزانہ سے ادا کئے جاتے، جب بہن کے شہوتی شکار کا حال ہلاکوں نے سنا تو اس نے کہا کہ بہن تجربہ کار اور عقلمند بادشاہ بنظر تو شکار کا شغل رکھتے ہیں، اس طرح شہسوارِ اور غیر معمولی مشقت اٹھانے کی ورزش کرتا اور درخوین، ملوک، لشکریوں اور گھوڑوں کو بھی پسینہ سے شل کر کے ورزش کرتا ہے، تاکہ بڑی بڑی فوج

کے موقع پر یہ کامل اور بزدل ثابت نہ ہوں، جب لشکر کو مشقت اٹھانے اور گھوڑوں کو پینے سے شل ہونے کی عادت رہے گی تو لڑائی میں دشمن اُن پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتے، اور یہ بادشاہ شکار میں تفریح نہیں کرتا بلکہ اس طرح ملک کی حفاظت کرتا ہے، اور جب ہلاکو خاں کی اس رائے کی خبر بلبن کو ہوئی، تو اُس نے ہلاکو کی فراست کی تعریف کر کے کہا کہ سچ ہے کہ سیاست و حکمرانی کے قواعد وہی شخص کچھ خوب جانتا ہو جس نے خود بھی جہاندار ہی اور ملک گیری کی ہو۔

سلطان محمد تغلق کے شکار کے بارہ میں صبح الاعشیٰ کا مصنف لکھتا ہے کہ شکار میں سلطان کی بالکل جداگانہ شان و شوکت ہوتی ہے، وہ خود تو نہایت معمولی لباس میں ملبوس رہتا ہے لیکن ایک لاکھ سو اور دو سو ہاتھی اس کے ہمراہ رہتے ہیں، شکار کے سلسلہ میں نقل و حرکت کرنے والے ٹل خاص طور پر ذکر کے لائق ہیں، یہ نہایت شان و شوکت کے ساتھ آراستہ پیراستہ قصر ہوتے ہیں، جو میدان میں دو منزلہ کھڑے کئے جاتے ہیں، اور محل کی پوری عمارت زر کارریشی پردوں سے ڈھکی ہوتی ہے، اس کا سامان دو سو اونٹوں پر لاداجاتا ہے، ویکر خیمہ و خرگاہ جو شکار کے لئے مخصوص ہیں، اسکے علاوہ فیروز شاہ تغلق بھی برسی شان و شوکت سے شکار کے لئے جایا کرتا تھا، شمس سراج عقیقہ ملف تاریخ فیروز شاہی کا بیان ہے کہ سلطان فیروز شاہ شکار کے لئے روانہ ہوتا تو اُس کے ساتھ اُس کی فوج بھی ہوتی، خوانین، ملک اور شہزادے بھی اُس کے ہمراہ رہتے، اور جب یہ فوج خرگاہ یعنی شکار گاہ کو پہنچتی، تو اُس کی صف بندی میدانِ جنگ ہی کی طرح ہوتی، بائیں اور دائیں جانب ایک ایک مک خاص جھنڈے کے ساتھ متعین کر دیا جاتا، دونوں کا فاصلہ زیادہ سے زیادہ پانچ کوس سے دس کوس تک رکھا جاتا، دونوں طرف کی صفیں ملجھ ملجھ ہوتیں، پہلے نیزہ باز ہوتے

۱۔ تاریخ فیروز شاہی از ضیاء الدین ہرنی ص ۵۵ ۵۶ صبح الاعشیٰ اردو ترجمہ عارف نمبر ۶ جلد ۲۲ مزید تفصیل کیلئے

دیکھو سفر نامہ ابن بطوطہ اردو ترجمہ ص ۲۲۲

پھر نل دار سواروں کی صف ہوتی، اس کے بعد امراء، امراء کے پیچھے کچھ سوار، اور ان کے پیچھے شکاری ہوتے۔ یہ تمام صفیں اس طرح ترتیب دی جاتیں کہ ایک حلقہ بن جاتا، ان صفوں کے ساتھ خیمے بھی نصب کئے جاتے اور صف بندی کے دور کی طرح خیموں کا بھی ایک دائرہ بن جاتا، جو چار پانچ کوس تک پھیلا ہوا ہوتا، اور جب اس طرح صف بندی کر لی جاتی، اور ہر قسم کے جانور علاقہ میں نظر بند ہو جاتے، تو بادشاہ سکا کرتا، اس کے ساتھ پانچ پانچ چھ پچھ سوار، شاہزادے، خواجین اور ملوک ہوتے، فیروز شاہ نے پرندوں کے مار دہ بہت سے شیروں کا بھی شکار کیا تھا، وہ شیر کو اپنے تیر سے ہلاک کر دیتا تھا، اس کے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھی رہتے جو بھینے کی پیٹھ پر سوار ہو کر شیر کا شکار کیا کرتے تھے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ فیروز شاہ، ہاتھی شیر پر چھڑ دیتا، اور کبھی شیر سے ہاتھیوں پر حملہ کرتا تھا، کبھی بڑے جال میں شیروں کو پھنسا بھی لیا جاتا تھا، شکار کے لئے سلطان فیروز شاہ اپنی فوجوں کے ساتھ شتر شتر کوس کی مسافت طے کیا کرتا تھا۔

سلاطین دی کے عہد میں میسر شکار کا عہد بہت ہی مغرور سمجھا جاتا تھا، اور اس پر کوئی متنا میرا مور کیا جاتا، شکار عموماً کسی بڑی فوجی جم سے پیٹے یا بعد کھیلا جاتا، جم سے پیٹے شکار کھیل کر شہنشاہ کو فریب دینے کی بھی کوشش کی جاتی کہ وہ اس کو بادشاہ یا سر لشکر کا خاص تفریحی مشغلہ سمجھ کر فوجی کی اہمیت کو نظر انداز کر دیں، بڑی جم کے بعد شکار خاص تفریح کے لئے کھیلا جاتا تھا۔

ایک دفعہ بہت ہی منظم طریقہ پر شکار کھیلا کرتا تھا، شکاری اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت اور کچھ فوج ہی ہوتی، شکار گاہ کو نیزا اور پاک دست فوج کے ایک دستہ چاروں طرف سے گھیر لیتا اور پھر جانور انگوٹھ کے لئے جاتے، جو امراء ہی میں سے ہوتے، اکبر شاہوں اور چیتوں کو تیر یا بندوبست کے لئے لے کر آیا وہ پسند کرتے، ایک بار شکار کے وقت شیر پر ایک اس پر حملہ آور ہوا، لیکن اس نے

فیروز شاہ نے شکار کے بعد میں انھیں کے لئے دیکھا کہ فیروز شاہ نے اس سے عینت مقدمہ باز وہم

بڑی پھرتی سے اپنی کمان کھینچ کر شیر کے سر پر ایسا تیر لگایا کہ وہیں ہلاک ہو کر رہ گیا، ایک اور موقع پر ایک شیر نے ایک پیادہ کو اپنے پنجے میں دبوچ لیا، اس کے ہمراہیوں نے اس کو شیر سے چھڑانے کی ناکام کوشش کی، لیکن اکبر نے پہونچ کر شیر کے جسم پر ایسی گولی ماری کہ وہ ہلاک ہو کر علیحدہ گر پڑا، اور پیادہ کی گلو خلاصی ہوئی،

بعض دلیر اور تجربہ کار شکاری بھینے کی پشت پر سوار ہو کر شیر کا شکار کیا کرتے، ایسے شکاری بھینے کو شیر سے لڑاتے، بھینا اپنی سینگوں سے شیر کو اوپر اچھالتا اور گرتا اور یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتا، بھینے کے علاوہ چیتوں، سیاہ گوشوں، کتوں اور ہرنوں کو بھی خاص طور پر تربیت دے کر شکار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے

اکبر جب کسی مہم پر جاتا، اور راستے میں کوئی جنگل پڑ جاتا تو اس میں فوجیوں کو ضرور شکار کھلاتا، مثلاً وہ اپنے نویں سال جلوس میں مالوہ کی مہم پر گیا، تو راستے میں ناروار کے جنگل میں ہاتھیوں کا شکار کھلایا، اسی مہم کی واپسی میں شاہی فوج مانڈو پہونچے ہوئے کھیرار پہونچی، تو وہاں کے جنگل میں ہاتھیوں کا شکار کیا، فوجیوں نے ایک جنگلی ہاتھی کو بڑی مشکل سے کندھ میں پھنسایا، اکبر اسی وقت ہاتھی کی مٹھی پر سوار ہو گیا، اور اس کو اپنے قابو میں کیا، بارہویں سال جلوس میں اکبر نے دریائے بیٹ (جلم) کے پاس پچاس ہزار فوجیوں کے ساتھ شکار کھلایا تھا، اور یہ شکار ایک مہینہ تک ہوتا رہا،

ابو الفضل نے شاہی شکار کی بڑی اہمیت بتائی ہے، وہ لکھتا ہے کہ اکبر شکاری ہی میں اپنے ہمراہیوں کے جوہر کا اندازہ کرتا تھا، اور اس کے ذریعہ حکمرانی کے بہتے رموز سے واقف ہو جاتا تھا،

جہانگیر نے جس کو آج کل کے مورخین محض ایک عیش پسند حکمران بتاتے ہیں، بارہویں برس کی عمر

۱۵ تفصیل کے لئے دیکھو آئین اکبری، آئین، ۲، ۲۰۰ ۱۵ اکبر نامہ جلد سوم ص ۲۳۳ ۱۵ اکبر نامہ جلد دوم

ص ۳۱۱، ۳۱۲ ۱۵ ایضاً ص ۳۲۰

پچاس سال تک اٹھائیس ہزار پانچو تیس جانور شکار میں مارے جن میں ۶۶ شیر، پندرہ بھیرے،
چونسٹھ جنگلی بھینے، اڑتالیس لکڑ جاکڑ، تین عقاب اور دس گھڑیاں تھیں، ایک بار ایک شیر کو اس نے
بندوق کے کدے سے مار کر گرا دیا، بھیرے کو ایک تیر میں ہلاک کرتا تھا، حالانکہ مشہور ہے کہ بھیرے
بسیوں تیر کھانے کے بعد نہیں مرتے، یہ تو ایک عیش پسند بادشاہ کے کارنامے ہیں، معلوم نہیں اس کے
ساتھ شکار کھیلنے والے چالاک، چست اور چابکدست فوجیوں نے کتنے جانوروں کو کس کس طرح
مارا ہوگا، شاہی شکار کا اہتمام میر شکار، میر توڑک، میران منزل کرتے، ان عہدوں پر معزز درباری
ہی مقرر کئے جاتے،

شہسوار | شہسوار میں اٹلی نمارت پیدا کرنا ہر سوار کے لئے ضروری سمجھا جاتا، چنانچہ اپنی فوجی
دورزش میں ہر سوار شہسوار کے خاص خاص فن کی مشق کیا کرتا تھا، سلطان اکتیش کے اہل میں سے
تاج الدین سنجر کرتباز کی شہسوار کا کمال یہ تھا کہ وہ دو گھوڑے ایک ساتھ دوڑاتا، اور ایک کی
پٹھ پر سے اتر کر دوسرے کی پٹھ پر چلا جاتا، اور پھر جب گھوڑا سر پٹ دوڑتا رہتا تو پیچھے گھوڑے کی
پٹھ پر چلا آتا، اسی طرح کئی کوس چلا جاتا، (طبقات ناصری ص ۲۵)

ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں ملتان کے فوجیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے، اس جگہ بہت سی کمان
پڑی ہوئی تھیں، جو لشکر تیر اندازی کا کمال دکھانا چاہتا تھا، وہ اپنی طاقت کو مطابق کسی کمان کو
باتھ میں سے کر لھینچتا تھا، اور اگر اپنی سوار کا کمال دکھانا چاہتا تھا تو ایک چھوٹا نقارہ دیوار میں
لگا ہوا تھا، وہ شخص اپنا گھوڑا دوڑا کر پانیزہ اس میں لگاتا تھا، اور چھوٹی سی دیوار پر ایک انگشتری
لگی ہوتی تھی، سوار اپنا گھوڑا دوڑا کر نیزے کی انی میں پر و کر انگشتری سے جاتا تھا، اور ایک گیند بھی
پڑی ہوئی تھی، سوار گھوڑا دوڑا کر اس پر چڑھ کر ان لگاتا تھا جس قدر کمال کوئی ان کھیلوں میں دکھاتا

لے تیزک جہانگیر ص ۱۸۲ لے ایضاً ص ۲۶ لے ایضاً

اسی قدر اس کے عمدہ میں ترقی ہوتی تھی (اردو ترجمہ ص ۲۳-۲۲)

شہسواروں کے خاص خاص فن یہ تھے، گھوڑے کو زیادہ سے زیادہ تیزی سے دوڑانا، اس کو ڈاؤں پر کھڑا کر دینا، اس کو پانی میں ڈال کر کھانی یا دریا پار ہو جانا، اس پر سوار ہو کر دیواریں پھانڈنا، اس پر بٹھکے نیزے سے کھونٹے اکھاڑنا، یا لمبے نیزے سے ہاتھی پر بیٹھے ہوئے دشمن کو زخمی کر کے ہلاک کر دینا یا ڈوپن (ایک قسم کا نیزہ) سے سوار کو مع گھوڑے کے میدان جنگ میں گرا دینا۔

ترانہ کی جنگ میں سلطان شہاب الدین محمد غوری نے پرتھوی راج کے بھائی گوبندر سے پرجو ہاتھی پر سوار تھا، اپنے گھوڑے پر سے نیزہ کا ایسا وار کیا کہ نیزہ اس کے منہ میں گھس گیا، اور اس کے دانت ڈٹ گئے، گوبندر اسے نے ہاتھی پر سے وار کا ایسا جواب دیا کہ سلطان شہاب الدین کا بازو زخمی ہو گیا، سلطان نے گھوڑے کا رخ موڑنا چاہا لیکن وہ زخم سے بڑھال ہو کر گھوڑے پر سے گرنے ہی کو تھا کہ ایک خلی سپاہی اچک کر گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو گیا، اور سلطان کو اپنے سینہ سے لگا کر میدان جنگ سے اتنی تیزی سے بھاگا کہ دشمن اس کا پیچھا نہ کر سکے۔ ۶۱۱ھ میں جلال الدین خوارزم شاہ جب چنگیز خانوں کے بڑی دل کا مقابلہ نہ کر سکا، تو ہندوستان چلا آیا، لیکن چنگیز خانی اس کا تعاقب کرتے ہوئے ہندوستان بھی آپہنچے، اور دریائے سندھ کے قریب دونوں میں سخت معرکہ ہوا چنگیز خانیوں کے پاس کئی لاکھ فوج تھی، سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کے پاس چند ہزار لشکر ہی تھے، پھر بھی سلطان اُن سے بڑی بہادری سے لڑا، لیکن جب اس کو اپنی سپاہی یقینی نظر آئی تو جنگی گھوڑے سے اتر کر اپنے اسب خاصہ پر سوار ہوا، اہل خیال سے نصیحت ہوا، ایک آخری حملہ کر کے چنگیز خانیوں کو پیچھے ڈھکیں دیا، اور پھر دریائے سندھ کے کنارہ پر کھڑا ہو گیا، ساحل دریا سے دس گز کے قریب تھا، لیکن سلطان نے بڑھ کر بہاوری سے ایک چابک مار کر تیز دھارے والے عمیق دریا میں اپنے گھوڑے کو کھنکھار دیا، اور وہ سرے کنارہ پر پہنچ گیا، چنگیز خانی اس بہادری کو دیکھ کر ششدر رہ گئے، (تاریخ جہاں کشا از جوینی)

سے بقیات اصری ص ۱۱۵

بعض سوار بہت ہی تیز رفتار ہوتے تھے، شیر شاہ کے زمانہ میں ایک سوار نے چور سے گوزمک آٹھ سو میل کی مسافت تین روز میں طے کی تھی، اباہر کے زمانہ میں سوار بخشاں سے اگر ایک مہینہ میں پہنچ جایا کرتے تھے، تیموری عہد میں بیور سے بہت ہی تیز رفتار شہسوار سمجھے جاتے تھے، جہانگیر کی موت کی خبر شاہجہاں کو ایک سوار نے لاہور سے جنیر (احمد نگر) میں روز میں پہونچائی تھی، مسافت ڈیڑھ ہزار میل کی تھی،

۲۵۔ شاہ میں جہانگیر نور جہاں کے ساتھ کشمیر سے کابل جا رہا تھا تو جہلم کو عبور کرتے وقت بہت خاں نے جہانگیر کو اپنی حراست میں لے لیا، شاہی جلوہ کے اکثر امراء اور لشکر کی جہلم کی دوسری طرف جا چکے تھے، شاہی آقا کے حراست میں لئے جانے کی خبر پا کر بعض امراء کو بڑا طیش آیا، اپنا بچہ ایک امیر خدائی خاں کچھ سواروں کے ساتھ اپنے آقا کی رہائی کے لئے روانہ ہوا، نہایت خاں کے راجپوت سپاہیوں نے دریا کے پل میں آگ لگا دی، لیکن خدائی خاں نے بڑی دیر سے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا، اس کے پیچھے ہی کے ہمراہی بھی چلے، دریا میں بڑا تماطم تھا، کچھ سوار موجوں کی تاب نہ لاسکے، اور غرقاب ہو گئے، لیکن کچھ سوار خدائی خاں کے ساتھ ساحل پر پہونچ گئے، اور پھر خود نور جہاں نے بھی اپنا ہاتھی دریا میں ڈال دیا، تو اس کی جان نثار اور جانناز فوج بھی دریا میں کود کر ساحل پر پہونچ گئی،

کرناٹ کی جنگ میں، اور شاہ کے بعض سوار اپنے گھوڑے کی بیٹھ پر اٹے منہ بٹھ کر تیرا ور بندہ وقت چاہتے تھے، اور گھوڑوں کو تیزی سے پیچھے کی طرف بھگاتے تھے،

تیموری شہزادوں کے لئے شہسوار کی در ضرورت ہی ضروری تھی، چنانچہ اورنگزیب شہزادہ سلیمان محمد کو برابر تانکیہ کرتا تھا کہ وہ سفر کی رات میں بھی دو گھڑی تک سواری کی مشق

۲۵۔ تاریخ شہشاہی، از عباس خاں سروانی البتہ جدید چاپم ۱۳۵۷ شہجہاں نامہ از محمد صالح کنو، جلد اول

۲۵۔ انبان، جہانگیر می سن ۹۳-۹۶۰

ضرور کر لیا کرے،

چوگان بازی | سلاطین و امراء کی فوجی ورزش میں چوگان بازی بھی شامل تھی، سلطان قطب الدین ایک چوگان کھیلنے ہی میں گھوڑے سے گر کر ہلاک ہوا، سلطان علاء الدین خلجی کی چوگان بازی پر اخیر نے اپنی ثنوی زسپہر میں چوگان اور گیند کا ایک منظوم مکالمہ لکھا ہے، ملک کا فوراً اور سکندر لودھی چوگان کے بڑے مشاق کھلاڑی تھے، ابو الفضل نے لکھا ہے کہ چوگان بازی سے طاقتور انسان مشاق سوار ہوتے ہیں اور گھوڑوں میں اطاعت پذیری چستی اور چالاکی پیدا ہوتی ہے، اکبر نامہ میں ہے،

”درغین چوگان بازی کہ درآداب آویزش و نکاپوئے حقیقش نیروے سرگ بجشد، تربیت

مجاہدان دولت و جواہر افزائی خیول کہ گزیدہ نشاط سپاہیگری ست سرانجام یابد“

(جلد سوم ص ۱۴۲ و ۱۴۳)

تیموری عہد میں اس کھیل کے کھیلنے کا طریقہ یہ تھا کہ دس آدمی سے زیادہ اس کھیل میں شریک نہیں ہوتے، دو دو آدمی پہلے کھیلے، اور ایک گھڑی گزرنے کے بعد وہ آرام لیتے، اور دوسری جوڑ میدان میں آتی، یہ کھیل دو طریقے پر کھیلے جاتے، پہلا طریقہ یہ تھا کہ گیند کو چوگان کے خم میں لیکر آہستہ آہستہ وسط میدان سے حال تک (شاید گول پوسٹ مراد ہو) لیجاتے تھے، اس طریقہ کو ہندی میں رُول کہتے تھے، دوسرا طریقہ یہ تھا کہ گیند کو تاک کر چوگان زور سے مارتے، اور وسط میدان سے اس کو دور تک پھینک دیتے، کھلاڑی کیسند کے ساتھ دوڑتا، اور گیند کے قریب پہنچ کر اس کو وسط میدان میں لاتا، اس طریقہ کو ہندی میں بلیہ کہتے تھے، بلیہ مختلف طریقوں سے کھیلا جاتا تھا، کھلاڑی یا تو اپنے دامن سے ہاتھ میں چوگان پکڑتا، اور گیند پر ضرب لگاتا، اس کو داہنی جانب آگے یا پیچھے پھینکتا، یا یہ کہ بائیں ہاتھ میں

۱۔ رقات مانگیر، معارف پریس، ۱۹۵۵ء طبقات ناصری ص ۱۴۱ خزائن الفتوح انگریزی ترجمہ ص ۶۵

۲۔ تاریخ داؤدی ایٹ جلد چہارم ص ۵-۵۵۵، آئین اکبری - آئین ۲۹

چوگان سے کرایسا ہی کرتا، دریا یہ کہ گیند کو گھوڑے کے سینے کے سامنے لاکر اس کو دائیں یا بائیں طرف پھینکتا، گھوڑے کے سینے کے علاوہ اس کے پاؤں کے چھپ یا اس کے جسم کے نیچے سے بھی گیند اس کی طرف پھینکی جاتی، اگر گیند گھوڑے کے سامنے ہوتی تو بھی سوار اس کے آگے پھینکتا، یا یہ کہ گھوڑے کی پشت پر کچھ پیچھے پٹ کر گیند کو آگے بڑھاتا، گیند کے حال میں پہنچنے کے بعد نقارہ بجایا جاتا، یہ کھیل رات کو بھی کھیلا جاتا، اور اس وقت ایک روشن گیند استعمال کی جاتی، یہ پلاس کی لکڑی کی بنائی جاتی، جو جلد آگ پکڑتی، اور دیر تک روشن رہتی ہے۔

شمشیر زنی | برٹشکری کی کمر میں ایک تلوار ضرور رہتی، اس لئے وہ شمشیر زنی کے مختلف طریقوں سے واقفیت رکھنے کی کوشش کرتا، جو اس کو فوجی ورزش کے سلسلے میں سکھائے جاتے، بعض نوبتوں میں اسے کر صرف ایک ہاتھ سے حریت کا مقابلہ کرے، ان کو ایک ہاتھ کہا جاتا، ہندوستان کے شرقی علاقہ کے شمشیر باز ہمارے کر دشمنوں سے بڑے ان کی ڈال میں معمولی سپر سے کچھ چھوٹی ہوتی، جس کو چودہ کہتے تھے، دکنی شمشیر بازوں کی سپر اس قدر لمبی ہوتی تھی کہ ایک سوار ان کی آڑ میں چھپ جاتا، ایسی سپر کہ وہ کہتے تھے، شمشیر بازوں کا ایک گروہ پھرتی کہلاتا تھا، ان کی سپر بہت ایک گز چوڑی ہوتی تھی، ایک اور گروہ بانایت کہلاتا تھا، ان گروہ کی تلوار بہت لمبی ہوتی تھی جس کا قبضہ ایک گز سے زیادہ کا ہوتا، یہ گروہ دونوں ہاتھوں سے تلوار پکڑ کر غریبہ و غریب ہنرور کو تباہ کیا کرتے، اور گروہ بنگور کے نام سے مشہور تھا، بنگولی ایک قسم کی تلوار تھی، جو سر سے پر خم دار، لیکن قبضہ کے نزدیک بالکل سیدھی ہوتی تھی، یہ گروہ سپر استعمال نہیں کرتا تھا۔

شمشیر زنی بہت پرانی کو یہ بتایا جاتا کہ وہ سوار اگر اپنے حریت سے مقابلہ کر سکتے ہیں کس طرح یہ بھی پھر دہائی کی صدی کی پہلی تہذیب نے بہت سی اصلاحیں دی ہیں، یہ جو سوار کہلاتے ہیں

یہ سوار جو آج کل کے سواروں سے مختلف ہیں، یہ سواروں کے

اور جو فوجی ان چیزوں میں اعلیٰ مہارت دکھاتا وہ اعلیٰ درجے کا تھا،

گھوڑے پر بیٹھ کر شمشیر زنی کی مشق کے جو بہت سے اصول تھے، اُن کو آدابِ الحرب کے مصنف نے اس طرح بتایا ہے کہ جب تلوار چلائی جائے، تو دایاں ہاتھ قبضہ پر ہو اور بایاں ہاتھ اس قبضہ پر ہو جس سے تلوار لٹکانی جاتی ہے، اور پھر سوار اپنے پہلو کو اچھی طرح خم کر دے، اور گھوڑے کی گردن کے پاس تلوار کو سیدھی کرے، تلوار کی ضرب لگاتے وقت کمر کو ہچکائے، بغل کشادہ رکھے، اپنی تین انگلیوں کو قبضہ پر سخت کرے، اور پھر ضرب لگائے، اس وقت گرفت ایسی ہو کہ تلوار کی دھما خراب نہ ہونے پائے، اس طرح گہرا زخم آتا ہے، اور گھوڑا بھی زخمی ہونے سے محفوظ رہتا ہے تلوار چلاتے وقت گھوڑا گھومتا رہے، اور دشمن پر ضرب بہر شمشیر سے لگانی چاہئے، ایسی ضرب سے ایک بالشت کا زخم لگتا ہے، (باب یازدہم)

سلاطین شہزادے اور امراء بھی شمشیر زنی کے فن میں بڑے مشاق ہوتے، سلطان محمود غزنوی ملتان کے محارمیں تلوار لے کر کودا تو دشمنوں کے خون سے اس کا ہاتھ اُس کی تلوار کے قبضہ میں اس طرح جکڑا گیا تھا کہ لڑائی کے بعد قبضہ گرم پانی سے دھویا گیا تو ہاتھ کی گرفت ڈھیلی ہوئی، علاء الدین خلجی کی فوج ظفر خان کی نگرانی میں کیلی کے میدان میں آتاریوں سے لڑی، تو ظفر خان نے جس کی شجاعت اور بہرہ آزمائی اس عہد میں ضربِ مثل تھی، اس لڑائی میں اپنی تلوار سے پانچ ہزار آتاریوں کو موت کے گھاٹ اتارے، غیاث الدین تغلق نے تخت نشینی سے پہلے آتاریوں کے حملے کو روکنے کے سلسلے میں اپنی تلوار کے اعلیٰ سے اتنی جوہر دکھائے تھے، اسی لئے اس کو غازی ملک کا خطاب ملا، اس کی تلوار کے متعلق امیر خسرو فرماتے ہیں:

سرمیدان تغیش خانہ مرگ کسند و گرز نام و داندہ مرگ

سلطنتِ آداب، الملوک بجاہ سلطان محمود آت غزنوی، مؤلفہ ڈاکٹر ناظم حسن، ۱۵۱۱ھ، فتح السلاطین صفحہ ۲۵۱

سرتیغش زندہ بر خانماں بر ق
ہمیں است از بود آتش نشان بر ق
ایک اور جگہ فرماتے ہیں :

کہ ہم تیفش جہانگیر سے ہم راے
بکیں ہم تیغ زن ہم کا رہ فرمائے
شیر شاہ نے اپنے عشوانِ شباب میں جب وہ بہارِ خاں کا ملازم تھا، ایک شیر کو اپنی تلوار سے ہلاک کر دیا تھا، بہارِ خاں نے اس بہادری پر اس کو شیر خاں کا خطاب دیا تھا، تلوار سے ایک شیر کو ہلاک کرنے کی مثالیں بہت ملتی ہیں، اکبر اپنے چھٹے سالِ جلوس میں مالوہ کی ہم سے آگرہ واپس آ رہا تھا، تو مارہائے اس ایک شیر بہر اپنے پانچ بچوں کے ساتھ فوج میں گھس آیا، اکبر نے بڑھ کر اس کو اپنی تلوار کی ایک ضرب میں ہلاک کر دیا، بقیہ پانچ بچوں کو فوج کے اور بہادروں نے تلوار اور تیر سے مار ڈالا، جہانگیر اپنے پانچویں سالِ جلوس میں شکار کے لئے گیا، تو شکار گاہ میں ایک شیر نے بھانگیر کے ایک ہم راہی انوپ رائے کو دبوچ لیا، انوپ رائے کو اس حالت میں دیکھ کر شہزادہ خرم آگے بڑھا، اور اپنی تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی کہ شیر زخمی ہو کر گر گیا، جہانگیر نے خرم کی اس شجاعت پر اس کو وہ ہزار می ذات پنہزاری سوار کا منصب عطا کیا، تو جہانگیر کے پہلے شوہر کو شیر انگن کا خطاب اس لئے ملا تھا کہ اس نے بھی ایک شیر کو اپنی تلوار سے ہلاک کر دیا تھا، اور نگ زیب اپنی تلوار سے مست ہاتھی کو پیچھے پڑھکیں دیا کرتا تھا، اور نگ زیب کا لڑکا کاظم شاہ جاجو کے میدان میں اپنے بھائیوں کے خلاف لڑائی لڑنے کے لئے اترتا تو بھائیوں کے پاس انوپ رائے کی زیادہ دیکھی لیکن اپنی شجاعت اور بہادری کے نشہ میں مخمور ہو کر بار بار

سے کہا کہ میں نے اس سے مار مار کر شیر شاہی از عباس خاں ایٹ، جلد چارم ص ۳۲۵

سے اکبر نامہ میں ہے کہ تازک جہانگیری ص ۱۰ و ۱۱ بادشاہ نامہ از عبد الحمید لاہوری

جلد اول حصہ اول از علامہ محمد امجد علی

کتاکہ توپ و تفنگ تو بازیچہ اطفال ہیں، بہادروں کا ہتھیار تلوار ہے، جنگ کا فیصلہ تلوار ہی سے ہونا چاہیے،

گھسان کی لڑائی کے موقع پر بہادر سپاہی ہاتھی اور گھوڑے کی پیٹھ پر سے نیچے اتر آتے پھر زمین پر پاؤں جما کر کھڑے ہو جاتے، اپنی پوشاک کو دامن میں سمیٹ کر کمر سے باندھ لیتے، اور ہاتھ میں تلوار لے کر لڑنا شروع کر دیتے، وائیں بائیں آگے پیچھے بڑی پھرتی سے اپنی تلوار سے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُتارتے، اور اپنی جان کی فکر مطلق نہ کرتے، یہ شجاعت اور بہادری کی اعلیٰ مثال سمجھی جاتی، فوجی ورزش میں اس قسم کی برد آزماتائی اور پامروسی کی بھی مشق کرائی جاتی تیر اندازی تیر اندازی کی مشق اس طرح کی جاتی کہ مٹی کا ایک تودہ بنایا جاتا، جو عموماً پانچ فٹ اونچا اور تین فٹ چوڑا ہوتا، اور اس تودہ پر تیر انداز کے کمال کا اندازہ ہوتا، کبھی تودہ پر ایک نشان بنادیا جاتا، جس کو ہدف کہتے، اسی کوتاک کر ایک تیر انداز اپنا تیر چلا تا ہیر پھینکتے وقت تیر اندازوں کو بتایا جاتا کہ کمان پر ان کی گرفت بڑی مضبوط رہے، ان کی شہادت کی انگلی انگوٹھے کے ناخن یا تیر کے دندانہ پر اچھی طرح جچی ہو، اور تیر چلاتے وقت ان کا اگلا پاؤں مستحکم رہے، بائیں پاؤں اور بقیہ انگلیاں ڈھیلی رہیں، جسم سیدھا ہو، اور پیشانی اٹھی رہے، او کہنی بھی سیدھی ہو، ایک ہی آنکھ سے نشانہ لگائیں، اور دووں ہاتھ ایک ہی سمت ہوں، اگر ان تمام باتوں میں کوئی نقص رہے جاتا تو تیر اندازی میں بھی نقص آ جاتا، اگر دو سو گز پر کسی سپاہ کو تیر سے ہلاک کر دیتا تو اس کے سر کو ہدف بنایا جاتا، پھر تیر اس کے سینے پر آ کر لگتا، اور اگر سوار صرف سو قدم پر ہوتا تو اس کے سینے پر تیر چلانے کے لئے اس کے چہرہ کوتاک کر نشانہ بنایا جاتا، اسی طرح اگر سوار صرف پچاس قدم پر ہوتا تو گھوڑے کی زین کوتاک کر تیر چلیکا جاتا اس طرح تیر سوار کے سینے پر آ کر لگتا،

اس آدابِ احرار کے مصنف نے تیر اندازی کی مشق ان الفاظ میں لکھی ہے،

تیر اندازی کی مشق کرتے وقت، عموماً ایسی کمان استعمال کی جاتی جس میں لوہے کی زہ ہوتی ہوگی
کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک زہ گیر ہوتی تھی، جو ایک بڑی اور چوڑی انگوٹھی جیسی ہوتی زہ گیر کی
سے تیر زیادہ سے زیادہ دھڑپھینکا جاسکتا تھا تاہم ۴۸۲ - ۶۲ گز تک اپنا تیر پھینک
سکتے تھے،

آدابِ احرار کے مؤلف نے سقراط کا ایک قول نقل کر کے لکھا ہے کہ تیر اندازی سے جسم نرم
ہوتا ہے جو دکھلتے ہیں، بدن کا گوشت سخت ہوتا اور بڑھتا ہے، آنکھوں میں روشنی زیادہ ہوتی ہے ہاتھ
اور پاؤں سیدھے رہتے ہیں، لڑائی کا فن آتا ہے، آدمی دلیر ہوتا ہے،

ہر شہزادہ کے لئے بھی دو گھڑی تیر اندازی کی مشق ضروری سمجھی جاتی تھی، تیر اندازی کا
ایک بڑا کمال یہ تھا کہ میدانِ جنگ میں تیر کو تیر ہی سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاتا، توپ تفنگ
کے بعد تیروں ہی کے ذریعہ سے غنیم کے لشکر میں رخنہ اندازی اور سر اسگی پیدا کی جاتی تھی، میدانِ
جنگ میں تیر انداز عموماً بادشاہ یا سر لشکر یا سپہ سالار کو اپنے تیروں کا ہدف بناتے، اگر وہ تیروں
سے مارے جاتے تو فتح کا سہرا اسی تیر انداز کے سر ہوتا، بعض حکم انداز دجیر انداز کی ایک قسم

(بقیہ حاشیہ ص ۴۳۵)

”تیر انداز، اپنی کمانوں و دودھی سیبہ و چار پر باید و اندازہ نہشت تیر انداز باید
بقول بعضی از استادان از یغل تا سرانگشت سبب باید و بقول بعضی از سرگشت تا
سرانگشت، یا گئی و بقول بعضی ہر دو نہشت پیش گیر و اور سر بر سرانند نہ سر آرنج راست
تا سر آرنج چپ بہ پیاید، اندازہ تیر آن قدر باشد“

۱۷ کسی نسخہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بابِ ہفتم

۱۸ رتقات عالمگیر معارف پریس ص ۲۰۱

ہوتی تھی) اپنے تیر کو سپر، ڈھال، زره بکتر، اور خود کے اندر پوست کر دیتے، بعض تیر ایسا زہریلا ہوتا کہ اگر جسم سے نکال بھی لیا جاتا، تو اس کا زہر اندر اندر پھیل جاتا، بعض تیر آتشیں بھی ہوتے، عام طور سے اذہک اور تورانی تیر اندازی میں بڑے مشاق اور ماہر سمجھے جاتے تھے، تورانیوں کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ اپنے ہر تیر سے گھوڑے کی پیٹھ اس کے سوار سے خالی کر دیتے تھے، تیروں کا حملہ روکنے میں افغانی امتیازی حیثیت رکھتے تھے، عظیم الشان اور جہاندار شاہ کے درمیان جنگ جانشینی ہوئی تو اول الذکر کے افغانی لشکریوں کے ارد گرد تیروں کی جو بارش ہوئی تو مورخوں کا بیان ہے کہ افغانی اس کو پھولوں کی بارش تصور کر رہے تھے،

نیزہ بازی | نیزہ بازی کی مشق کرتے وقت عام طور سے لشکری حسب ذیل باتیں سیکھنے کی کوشش کرتا، تیز رفتا سوار کو بلے نیزے سے روکنا، سوار کو مع گھوڑے کے زخمی کر کے زمین پر گرا دینا، تھکن کو زخمی کرنا، اور ہودج نشینوں پر وار کرنا، پہلے ذکر آچکا ہے کہ بعض نیزہ باز اپنا گھوڑا دوڑا کر دیوار سے لگی ہوئی انگشتری کو اپنے نیزہ کی انی میں پر دے کی کوشش کرتے، جو نیزہ بازی میں اعلیٰ کمال کا ثبوت ہوتا، آداب الحرب میں ہے کہ اگر بن نیزہ، اور سر نشان سے زخم لگایا جاتا، تو گہرا زخم آتا، چنانچہ اس کی بھی مشق کرائی جاتی، شعرون کا نیزہ لمبا ہوتا، اور اس کا پھل نکنا، ترکوں کا نیزہ چھوٹا ہوتا، اور پھل گول، نوکدار یعنی مخروطی ہوتا، راجپوتوں کا برچھا لمبا، اور اس کا پھل ہارٹھ دار بان کی قطع کا ہوتا، بڑے برچھے پانچ پانچ گز کے ہوتے، بڑے برچھے کے چلانے کی یہ تعریف تھی کہ خوب کچکے، یہاں تک کہ دھرا ہو جائے اور چھوٹے کی یہ تعریف تھی کہ اس میں نام کو بھی پک نہ ہو،

ترگزہ، جھدر اور کھپڑ وغیرہ جیسے چھوٹے اسلحہ کی بھی مشق فوجی ورزش میں اس نے کراں جانی کہ

سے شاں کے لئے دیکھو کہ زمانہ سورج دالہ ... تعلق نام میں ... فرشتہ بادل میں ...

دارشا نامہ ص ۹۰-۹۱-۹۲ سے حقائق نامہ ص ۱۱۹ میں ملکی نزد مسلم یونیورسٹی لکڑہ، باب ہفتم،

جب دونوں طرف کی فوجیں گڈمڈ ہو جاتیں اور تیر اندازی، شمشیر زنی اور نیزہ بازی کا استعمال ممکن نہ ہوتا تو یہی چھوٹے اسلحہ کام دیتے، مشیت بازی (یعنی *Shooting*) کی تنظیم بھی اسی لئے دی جاتی کر در در و جنگ کرنے میں مشیت بازی سے بھی کام لیا جاتا، ڈنڈ کرنا، بیٹیک لگانا اور گدر ہانا اور چھڑا اٹھانا بھی فوجی کھیل ہیں داخل تھے، جو عہد قدیم سے اب تک مروج ہیں،

فلاخن اندازی | فلاخن سے کپٹی، سیٹے اور دول پر پتھر مارنا بھی ایک قسم کی ورزش تھی، بعض اوقات فلاخن خود اور جوشن کو توڑ دیتا تھا، رات کے وقت آواز پر فلاخن کا نشانہ لگانا خاص مہارت کا کام سمجھا جاتا تھا،

چکر اندازی | چکر اندازی بھی ایک فوجی کھیل تھا، چکر مدور فوار کا ایک کمرہ ہوتا تھا، اس کے وسط میں سوراخ اتنا کٹا دیا جاتا تھا کہ اس میں ہاتھ اور بازو اندر چلا جاتا تھا، بیرونی حصہ لمبائی کی طرح تیز ہوتا تھا، سوراخ کی گرنٹ میں لاکر اس کو اس طرح پھینکا جاتا کہ اس کی دھار سے دشمن کی گردن تک اڑ جاتی تھی، چکر اندازی سے تیر اندازی میں بھی بڑی مدد ملتی تھی (ادبائے بحر و اوشنیل کالج سیکرین اگست ۱۹۳۹ء)

کشتی | فوجی ورزش میں کشتی بھی تھی، فوجی اپنے ٹپوں اور اعضا کی توانائی کے لئے آپس میں کشتی بھی لڑا کرتے تھے، اور زور آزمائی کے لئے کبھی کبھی جانوروں اور درندوں سے بھی کشتی ہو جایا کرتی تھی، سلطان قطب الدین ایک کے حضور میں بختیار خلی پیش ہوا، تو سلطان نے اُس کو ایک سیبت نامک ہاتھی سے لڑنے کا حکم دیا، بختیار خلی نے پہلے ہی وار میں ہاتھی کی سونڈ پر گرز کی ایک ایسی ضرب لگائی کہ ہاتھی منہ پھیر کر فرار ہو گیا، اور بختیار خلی نے دور تک اس کا تعاقب کیا، اکبر مست ہاتھیوں کے ساتھ کھینچا کرتا تھا، اور جب دو ہاتھی لڑتے لڑتے ورست ہو جاتے تو

لے تنگ باہر ہو کر دوڑتے تھے اور دوڑتے ہوئے لڑتے لڑتے ورست ہو جاتے تھے۔

اُن کے درمیان کو گر اُن کو لڑاتا، اور اُن کو قابو میں لے آتا، ایک دفعہ ایک مرد ہم خوار شیر قصبہ
 باری میں گھس آیا، اکبر کو معلوم ہوا تو اپنے ہاتھ پر بیٹھ کر اس کو مارنے کے لئے روانہ ہوا شیر نے
 اکبر کے ہاتھ کو دیکھا تو ایک جھٹ لگائی اور ہاتھ کی پٹیاں پر ایک ایسا پنجہ مارا کہ اس کا سر زمین
 پر جھک گیا، اکبر سنبھلا اور شیر سے پہلوان کی طرح لڑنے لگا، اور لڑ کر اس خونخوار جانور کو بے بس کر دیا،
 ایک بار اکبر شکار کھیلنے گیا تو اُس کے لشکر میں عادل نامی ایک فوجی تھا، عادل نے ایک شیر کو تاک
 کر مارا، لیکن اس کا نشانہ خطا کر گیا، شیر نے پھر عادل کو دونوں پنجوں سے آدو چار عادل نے اپنے
 بائیں ہاتھ کو تو شیر کے منہ میں ڈال دیا، اور دائیں ہاتھ سے خنجر نکالنے کی کوشش کی، بد قسمتی سے خنجر
 قبضہ میں الجھ گیا، خنجر نکالنے میں دیر ہوئی تو شیر نے اُس کے ہاتھ کو چبا لیا، پھر بھی عادل نے
 خنجر نکال کر شیر کے منہ پر دوزخم لگائے، لیکن اس تصادم میں عادل کا دایاں ہاتھ شیر کے منہ
 میں چلا گیا، اس کشتی کو دیکھ کر اکبر کے اور ہمراہی عادل کی مدد کو بڑھے، اور شیر پر تلواروں کی
 پے در پے ضربیں لگائیں، اتفاق سے ایک ضرب عادل پر بھی لگ گئی، جس کے کاری زخم
 سے وہ چار مہینے پریشان رہ کر رہی عدم ہوا، اسی طرح کا ایک واقعہ جہانگیر کے شکار گاہ میں
 بھی پیش آیا، جہانگیر کے ایک ساتھی انوپ رائے پر ایک شیر نے جھٹ لگائی، انوپ رائے کی
 کمر میں تلوار تھی اور ہاتھ میں ڈنڈا، اُس نے دونوں ہاتھوں سے شیر کو دو ڈنڈے مارے لیکن شیر
 غالب آیا اور انوپ کو زمین پر دے مارا، شیر اوپر تھا، اور انوپ رائے نیچے، اس طرح کہ نیچے انوپ
 رائے اپنے دونوں ہاتھوں کو شیر کی گردن اور پیٹھ میں جامل کئے ہوئے تھا، پھر وہ یکایک کر دٹ
 لے کر اور زانو پر زور دے کر یہ صاعقہ ہو گیا، اور گواہ اس کا سینہ زخمی ہو گیا تھا، لیکن اُس نے ہلکا

۱۵ اکبر نامہ جلد سوم ص ۴۰، ۴۱، ۴۲ آئین اکبری ص ۶۰-۶۱

۱۶ اکبر نامہ جلد دوم ص ۳۳۹

شیر کے سر اور چہرہ پر دو کاری زخم لگائے جن سے شیر کی دونوں آنکھیں کٹ گئیں، اور دونوں ابروؤں کی کھال آنکھوں پر لٹکنے لگی، انوپ رائے اور شیر کی اس کشتی میں شہزادہ خرم نے بھی اپنی تلوار کے جوہر دکھلائے، اُس نے شیر پر ایسی ضرب لگائی کہ شیر زخمی ہو کر ملحدہ ہو گیا، اور بالآخر وہ مارا گیا جانگر نے خوش ہو کر شہزادہ خرم اور انوپ رائے دونوں کو خطاب اور منصب عطا کئے،

اورنگزیب جب چودہ برس کا تھا تو ایک بار شاہجہاں کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر باغیچہ کی لڑائی دیکھ رہا تھا، ایک ہاتھی بہک کر اورنگزیب کے گھوڑے کے پاس پہنچ گیا، اورنگزیب نے اپنے برچھے سے ہاتھی کی پیشانی پر دو زخم لگائے، ہاتھی اور بھی زیادہ غضبناک ہوا، اور اُس نے اورنگزیب کے گھوڑے پر اس زور سے حملہ کیا کہ گھوڑا اورنگزیب سمیت لڑکھڑا کر گیا، لیکن اورنگزیب لوٹ پوٹ کر پھر کھڑا ہو گیا، اور اپنی تلوار سے ہاتھی کو پیچھے ڈھکیل دیا، اس اثنائے میں اور فوجی سردار اُس کی مدد کو پہنچ گئے، اور جب ہاتھی پسپا ہوا تو شاہجہاں نے اورنگزیب کو سینہ سے لگا لیا، اور اُس پر زنی اور روپے پچھا در کئے، شاہجہاںی دربار کے ملک الشعراء ابوطالب یحیٰی نے اس واقعہ کو منظوم بھی کیا ہے،

راجہ بدن سنگھ بھدور یہ سلسلہ جلوس شاہجہاںی میں ایک دن اپنے ساتھیوں کے ساتھ درشن کرنے جھروکہ کی طرف جا رہے تھے، راستہ میں اُس کے ساتھیوں میں سے ایک کو ایک مت ہاتھی نے پکڑا لیا بدن سنگھ جھدھر کھینچ کر اس پر چھٹا، اور متواتر ایسے ہاتھ مارے کہ ہاتھی کا منہ پھیر گیا، بادشاہ جھدکہ سے یہ حال دیکھ رہا تھا، راجہ کی اس ہمت اور جرأت کو دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ فوراً وہاں میں بڑا خلعت عطا کیا، اور جاگیر بھد اور کی پیشکش سالانہ مبلغ دو لاکھ روپے میں سے پچاس ہزار روپے سالانہ ہیشہ کے لئے معاف کر دیا،

سے تنگ جہانگیر کی

پھینکیتی | بعض فوجی درزش ایسی بھی تھی جس کا ذکر معاشرہ انجوں میں نہیں ہے لیکن عام طور سے رائج رہی، مثلاً لکڑی اور ڈنڈے کے فن سپگرہی کو عام اصطلاح میں پھینکیتی کہتے تھے، اُس کی دو قسمیں تھیں، علی بردار رستم خانی، علی مد میں پھینکیت کا بایاں قدم ایک مقام پر حجاز تھا اور صرف دائیں پاؤں کو آگے پیچھے ہٹا کر پیترے بے جاتے رستم خانی میں پھینکیت پیترے بدلنے میں دایسے بائیں اور آگے پیچھے جس قدر چاہتا یا جگہ پاتا ہٹتا بڑھتا، اور یکایک حریف پر آ پڑتا،

پٹہ بازی | اس فن کے ذریعہ سے یہ بتایا جاتا کہ دشمنوں کے رخ میں پڑنے کے بعد محض لکڑی کے سہارے کس طرح بچ کر اور دشمنوں کو مجروح کر کے نکلا جاسکتا ہے، پٹے کو ٹیک کر کے اڑنا اس فن کا خاص کماں تھا، اور اکثر پٹہ باز تیروں کی بارش سے بھی اپنے کو محفوظ رکھ سکتے تھے، **بانک** | یہ چھری سے حریف کو زخمی کر دینا کا فن تھا لیکن زخمی کرنے سے پہلے پے در پے پیچ سے دونوں حریف ایک دوسرے کو کسی چیز سے باندھ دینے کی کوشش کرتے، یہ مسلمانوں خصوصاً عربوں اور ہندوؤں میں رائج رہا، مگر دونوں کی چھریاں مختلف ہوتی تھیں، ہندوؤں کی چھری سیدھی ہوتی، جس میں دونوں طرف بارٹھ ہوتی، عربوں کی چھری خم دار خنجر نما ہوتی جس میں ایک ہی طرف بارٹھ ہوتی، لیکن اُن کی بعض چھریاں ایسی بھی ہوتیں جن کے چاروں طرف بارٹھ ہوتی، اُن سے ایسا چو پھانکا زخم پڑتا کہ اس میں ٹانگا لگانا مشکل ہوتا، اس کی تعلیم یوں ہوتی کہ تادی شاگرد دونوں آسنے سامنے دو زانو سبٹھے، مگر ہندوؤں کے یہاں دونوں مقابل دو زانو سبٹھے کے ساتھ ایک گھٹنا کھڑا رکھتے، اور عربوں والی چھری کی تعلیم میں بالکل دو زانو سبٹھے تھے، اور چوٹوں کے ساتھ بڑے زبردست پیچ ہوتے، جن کے آگے کشتی کے چوپ کی کچھ حقیقت نہ تھی، عربوں کے فن میں سات چوٹیں اور ہندوؤں کے فن میں نو ہوتیں، عربوں کی

بانکس میں پیسے پورا بندھ جاتا، تو حریف کو زندہ چھوڑنا باندھنے والے کے اختیار سے باہر ہو جاتا اور ہندوستان
 واوں کے فن میں آخر تک اختیار میں رہتا کہ جب چاہیں بیس کھول کے حریف کو بچالیں، بانک
 کے استادوں میں مشہور تھا کہ بانک لیٹ کے پوری ہوتی، بیٹھ کے آدھی رہتی، اور کھڑے ہو کے صرت
 چوتھائی رجحانی ہنگیت صرت ایک رومال رکھتے، اور یہی حربہ ضرورت کے وقت ان کو کام دے جاتا،
 ہندو اپنے جنیو سے کام لیتے، یہ فن برہمنوں کے یہاں زیادہ مقبول رہا،

بنوٹ | اس فن کے ذریعہ حریف کے ہاتھ میں تلوار، اٹھ یا کوئی اور ہتھیار ہوتا ہے تو گرا دیا جاتا ہے
 اور ایک رومال سے جس میں پیسہ بندھا رہتا ہے حریف کو ایسا صدمہ پہونچایا جاتا ہے کہ اس کا
 کام تمام ہو جاتا ہے، کہا جاتا ہے کہ کھڑے ہو کے مقابلہ کرنے والا صاحب فن اگر ہمتا ہے تو وہ گویا
 کشتی لڑتا ہے، اور اگر اس کے ہاتھ میں چھری ہے تو وہ بانک کا فن دکھاتا ہے، اور اگر اس کے ہاتھ
 میں دو گرز کا ڈنڈا یا صرت رومال ہو تو وہ بنوٹ کا مظاہرہ کرتا ہے، بنوٹ والوں کے پتیرے
 پادے کھاتے ہیں، اور ان میں بڑی پھرتی اور صفائی ہوتی ہے، وہ خاص خاص رگوں، ورچھوں
 پر ضربیں لگاتے ہیں، جن پر ذرا سی چوٹ لگ جانے سے بھی حریف بے تاب اور بیدم ہو جاتا ہے
بانہ | یہ ایک لمبی لکڑی کا تام تھا جس کے کبھی ایک طرف لٹوا اور کبھی دونوں طرف لٹو ہونے
 اس کو ہمارے دشمنوں کے زرنے سے نکلنے کی کوشش کی جاتی لیکن یہ فن ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں رائج تھا،
 پھینکیتی، پٹہ بازی، بنوٹ وغیرہ کی مشق شروع میں کرائی جاتی جس کے بعد اسی قسم کی مسکرت
 کا فن سکھایا جاتا،

تعلیم و تربیت

شہزادوں کی تربیت | شہزادوں اور امراء کے لڑکوں کی فوجی تعلیم و تربیت کے لئے آج کل کی طرح کوئی ادارہ تو نہ تھا، لیکن نجی طور پر فن سپہگری میں ان کی تربیت باضابطہ طور پر ہوتی تھی، مثلاً بہن نے اپنے شہزادوں کو شہسواری اور تیراندازی کی پوری تعلیم دلائی اور رموز جہان بینی اور اصول حکمرانی کے لئے استادوں سے آدابِ سلاطین اور آثارِ السلاطین جیسی کتابیں پڑھوائیں، اسی قسم کی تعلیم منغل شہزادے بھی پاتے رہے، مثلاً اکبر نے اپنے پوتے شہزادہ خرم کو میر مراد جوینی سے تیراندازی کی اعلیٰ تربیت دلائی، اس کو بندوق کی نشانہ بازی سکھانے کے لئے راجہ سلی دہن کو مامور کیا، تیموری شہزادوں کی تعلیم و تربیت کا اندازہ اورنگ زیب کے حسب ذیل رقعہ سے ہوگا، جو اس نے اپنے لڑکے محمد سلطان کو لکھا تھا :-

”حضریا سفر جہاں بھی رہو، طلوع آفتاب سے ۲، منٹ پہلے بستر پر سے اٹھو، ۸۴ منٹ ضروریات سے فارغ ہونے اور غسل کرنے میں صرف کرو، پھر کمرہ سے باہر آکر فجر کی نماز ادا کرو، نماز کے بعد کلام پاک کی تلاوت کرو، پھر اندر جا کر ناشتہ کرو، اگر کوچ کر رہے ہو تو طلوع آفتاب کے ۸۴ منٹ تک گھوڑے کی سواری کی مشق کرو، اور اگر شکار کھیلنے لگو تو اپنی منزل پر واپس آنے میں وقت کی پابندی کا خیال رکھو، جہاں پہنچ کر اگر کچھ

لے برنی ص ۵۵-۱۰۰۔ لے اکبر نامہ جلد سوم ص ۱۱۷، ۱۱۵

وقت مل جائے، اور تمھاری طبیعت راغب ہو، تو کچھ عربی پڑھو، ورنہ کچھ دیر آرام کرو، دوپہر میں جب آفتاب ڈھل جائے تو خیمہ سے باہر اگر نظر کی نماز باجماعت ادا کرو، کھانے اور قیلولہ میں دو گھنٹے سے زیادہ نہ لگاؤ، پھر عصر کی نماز پڑھو، اگر کھانے کے بعد قیلولہ کی ضرورت نہ سمجھو تو پھر کچھ کتابت کی مشق کرو، اور فارسی نثر اور شاعری کا مطالعہ کرو، عصر کے بعد تھوڑی دیر عربی پڑھو، اس کے بعد منتخب لوگوں کی ایک مجلس کرو جس میں مغرب کی نماز کے بعد تک شریک رہو، پھر کچھ کلام پاک پڑھو، اور نو بجے بستر پر چلے جاؤ، اور اگر سفر میں ہو، اور کہیں مقیم ہو، تو منہ جہ بالا کام وقت پر انجام دیتے ہو، البتہ شہسواری کے بجائے ۴۸ منٹ تک تیرا ورتفنگ چلانے کی مشق کرو، طلوع آفتاب کے ایک گھنٹہ چوبیس منٹ کے بعد ۴۸ منٹ کے لئے دوبارہ کرو، اگر کوئی ضروری کام ہو تو اس کے بعد ہی ایک گھنٹہ کے لئے دوبارہ خاص کرو، اور اگر کوئی کام نہ ہو، تو عربی پڑھو،

کوچ میں کلام پاک دو اور قیام میں تین سورہ پڑھو، اگر کوچ کی منزل طویل ہو تو گھوڑے پر سفر کرو، اور فجر کی نماز کے بعد ہی روانہ ہو جاؤ، ناشتہ راستہ میں کرو، یا نہیں تو روانگی سے پہلے کچھ کھاؤ، نو بجے کے بعد کوچ کرنا مناسب نہیں، اگر راستہ میں شکار کھیلاؤ، تو اگلی منزل پر فوج کو خضر راستہ سے میربخشی لی سنگرائی میں روانہ کرو، اور چند مہراہمیوں کے ساتھ شکار کھیلو۔۔۔۔۔

اسلامی چھوٹی طرح زیب تن کرو، جب تک تمھارا پسینہ خشک نہ ہو اپنا جینو لباس نہ تارو، ورنہ ہماری منصب رستہ کم تر منصب، اگر پانی کوچ کے سامنے سے گزرنے نہ دودے، یا نہیں، اور عقب میں معتمد منصب رہا ہو، کرو، اور ان کے ساتھ دو سے زیادہ خواست گار نہ ہوں۔۔۔۔۔ فوج کے آگے زیادہ بھیر طمانہ ہو، اس سے تائب و رخصتم گزرتی ہے۔

..... فوجی عہدیداروں سے بے تکلفی نہ برتو، ان سے صرف ضروری باتیں کرو

بلکہ ان سے کسی خوش اسلوبی سے باتیں کرنے سے پرہیز کرو، اس طرح اُن کے دلوں

میں خوف اور احترام قائم رہتا ہے۔^{۱۵}

نظری تعلیم | ایک اچھے فوجی رہنما اور سردار پیدا کرنے کی اہمیت پر برابر زور دیا گیا پہلے کہا تھا،^{۱۶} کہ اُن کی تعلیم کے لئے کوئی کالج یا تعلیمی ادارہ تو نہ تھا، لیکن نظری تعلیم کیلئے ان کے سامنے فنون جنگ پر کتابیں سامنے ہوئیں اور عملی تعلیم میدان جنگ میں حاصل کرتے شاہنشاہ فرموسی تانچ خٹا عبا سیہ زامام تعلیمی مائراہوزرا آداب بحرب الشجاعہ از فخر مدبر، فتاویٰ جہاندارمی از ضیاء الدین برنی تاریخ جہانکشاہ از جوینی اور نزوکی تہوی میں فنون جنگ کی ایسی نظری تعلیم موجود تھی جن سے فوجی سردار مستفید ہوا کرتے تھے،

بادشاہ وقت کے اوصاف | فتاویٰ جہاندارمی میں بادشاہ وقت کے لئے یہ ہدایتیں درج ہیں:

- ۱۔ وہ اپنی فوج کی سالانہ بھرتی سے بالکل باخبر رہے کہ کتنے سپاہی بھرتی ہوئے، اور وہ کہاں کے رہنے والے ہیں (۲) وہ اس کی پوری واقفیت رکھے کہ اُس کی فوج کی تنخواہوں میں کتنی رقم خرچ ہوتی ہے، اور خشک سالی میں اس کے لشکر کے ساز و سامان میں کس قدر صرف کیا جا رہا ہے تاکہ سر لشکر ہی کا خاندان آسودہ حال رہے (۳) وہ سال میں دو مرتبہ گھوڑوں اور اسلحہ کا معائنہ کر کے اُن کی فہرست تیار کرائے، وہ معائنہ خود کرے تاکہ لشکریوں کی طرف سے بددیانتی اور جھوٹ کا خطرہ نہ رہے، معائنہ اس طرح ہو کہ لشکر ہی گھوڑوں کو بار بار دکھانے میں غریب نہ دے سکیں (۴) وہ سواروں کی شہسوارمی کا بھی امتحان لیتا رہے تاکہ ضرورت کے وقت نقلی اور غیر تربیت یافتہ سوار اپنے کو پیش کر کے دھوکہ نہ دے سکیں (۵) وہ ایسے فوجی سرداروں کو سردار

۱۵۔ اس خط کا اقتباس اسٹینڈیڈ ان موغل انڈیا از بدونا تھنر کا حصہ ۴، ۲، ۱، اور صفحات ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳

معارف پریس ص ۲۰۰ سے لیا گیا ہے۔

کے لئے منتخب کرے، جو اچھے خاندان کے ہوں، ممتاز، بہادر اور صالح ہوں،

فوجی سرداروں کی خصوصیات | ایک اچھے فوجی سردار یعنی سر لشکر کی خصوصیات یہ بتائی گئی ہیں:

- (۱) اس میں خوب خدا ہو (۲) وہ ہر حال میں بادشاہ وقت کا وفادار ہو (۳) اس میں دماغ کا توازن ہو تاکہ اس کا ہر حکم متوازن اور صائب سمجھا جائے (۴) وہ اٹلی خاندان کا ہو تاکہ اس کا وقار قائم رہے (۵) اس میں جذبہ وفاداری ہو تاکہ وہ مختلف حالات میں بدلتا نہ رہے (۶) وہ لڑائیوں کا تجربہ رکھتا ہو، اگر اس کو تجربہ نہ ہو گا تو وہ اپنی فوج کو محفوظ نہیں رکھ سکتا ہے (۷) وہ ایک اچھے قبیلہ کا ہو تاکہ اس کے قبیلہ سے زیادہ سے زیادہ اسرار و فوج میں شریک ہو کر اس کو پوری تقویت پہنچاتے رہیں (۸) وہ بہادر و ہشیار اور معاملہ فہم ہو (۹) وہ فیاض بھی ہو، ایک بخیل فوجی سردار سے اس کی فوج خوش نہیں رہ سکتی ہے (۱۰) وہ ذہن کا صاف اور زبان کا سچا ہو تاکہ اس کے لشکر میں اس کے فعل و قول پر اعتماد رکھیں
- عارض کے اوصاف | ایک عارض کے یہ اوصاف بتائے گئے ہیں:

وہ اپنے سپاہیوں سے اسی طرح محبت رکھتا ہو جس طرح ماں باپ اپنے بچوں سے رکھتے ہیں وہ لشکریوں کے جرائم کی پردہ پوشی تو کرتا ہو لیکن ان کو سزا بھی اس طرح دیتا ہو، جیسے کوئی شفیق باپ اپنے نالائق بچوں کو سزا دیتا ہے، سزا دینے میں زیادہ بے رحم نہ ہو، اور سزا دینے کے بعد رحم اور صاحت کے لئے بھی تیار رہتا ہو، چھوٹے اور بڑے جرائم میں امتیاز کرتا ہو، تاکہ محض تھوڑے سے تصور پر وفادار اور باہم از عمد یہ اس لئے وقار سے محروم نہ ہو جائیں، لیکن جو مجرم ہوں، اور جو اس کے وقار کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کریں تو ان کو کوڑے لگوائے، اور ہم الجھنائی کے جواب کے ان کو قید میں ڈال دے، وہ بادشاہ وقت کو فوج کے تمام جرائم اور عیوب سے واقف رکھے، لیکن بادشاہ کو موت کی سزا دینے سے ہی اوجھ روکتا رہے، وہ بادشاہ کو فوج کا دشمن

نہ بنائے، اور اس طرح فوج کو بادشاہ کا دشمن ہونے سے بچائے، وہ لشکریوں کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھے، وہ اُن کی خوشی پر خوش ہو، اور اُن کے غم و طال پر منہموم اور طول ہو، اور اُن کو زیادہ سے زیادہ راحت پہنچانے میں اس کو ذہنی سکون ہو، وہ ہر حال میں کوئی بات ایسی نہ کرے جس سے اس کے وقار میں کمی پیدا ہو، اس کی سطوت ہر حال میں قائم رہے، اور اس پر ایسا اعتماد ہو کہ لشکر می اپنے کو اس کا غلام سمجھیں، فوج میں ہزاروں آدمی ہوتے ہیں، ان کے مزاج میں ایک دوسرے سے بڑا اختلاف ہوتا ہے، اس لئے مذکورہ بالا باتوں پر عمل کرنے کے لئے بزرگ چہری کا دل و دماغ ہونا چاہیے۔

فوجی سرداروں کی خوبیاں | آدابِ حرب میں ایک اچھے فوجی سردار (لشکرکش) کی یہ خوبیاں بتائی گئی ہیں :

”وہ نیک کردار اور حق شناس ہو، اور جو جس کام کے لائق ہو اس سے وہی کام لیتا ہو، اور اس کی خدمت اور اطاعت گزاری پر اس کو انعام دیتا ہو، اور اس کا دل بڑھاتا ہو، خود بھی بادشاہ وقت کا اطاعت گزار ہو، اور دوسروں کو بھی فرماں بردار بننے کی تلقین کرتا رہتا ہو، جاسوسوں اور مخبروں کی بڑی تعداد رکھتا ہو، اور اپنی اول دشمن کی فوج کے تمام حالات سے باخبر رہتا ہو، کسی حال میں بھی اپنے دشمن کو کمزور اپنے کو قوی تر نہ سمجھتا ہو، جنگ کے وقت لشکریوں کی ہمت بڑھاتا ہو، اور اُن کو ہر قسم کی عزت سے نوازتا ہو، لڑتے وقت صفِ آرائی میں کوئی خلل پڑ جائے، تو اُس کو سمجھانے کی صلاحیت رکھتا ہو، کوئی دشمن کے سپاہی کو زیر کرتا ہو، یا قید کر لیتا ہو، یا سوار کو اس کے گھوڑے کیساتھ اسیر کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہو، یا زخمی کر دیتا ہو، یا اپنی جگہ پر جم کر قدم جائے رہتا ہو، یا دشمن کو اپنی جگہ سے مار بھگاتا ہو، یا ہاتھی کو گرفتار یا زخمی

کر لیتا ہو، یا غنیم کے علم پر قبضہ کر لیتا ہو تو فوجی سردار کا فرض ہے کہ اُس کی جدات اور
 شجاعت کے مطابق اس کو انعام و اکرام دیتا رہے، لیکن اسی کے ساتھ جو لشکر جھوٹ
 بولتا ہو یا جو اپنی مقدرہ جگہ چھوڑ دیتا ہو، یا جو دشمن کی طرف بغیر پکین کے تیر پھینکیتا
 ہو، یا جو تیر پر کچھ لکھکر دشمن کو خبریں پہنچاتا ہو، یا جو دشمن کی طرف اسلحہ یا دیکھانے کی چیزیں
 بھیجتا ہو، یا جو دشمن کو اپنے لشکر کا حال اُس کی تعداد اور جنگ کی تدبیروں سے آگاہ
 کرتا ہو، یا جو اپنی طاقت سے باہر طاقت آزمائی کر کے قصداً دشمن کے ہاتھ گرفتار
 ہو جانے کا ارادہ رکھتا ہو، تو ایسے تمام لشکریوں کو فوجی سردار بدقت منراد سے ^{لے}

شہزادوں کو نصیحتیں | مذکورہ بالا تمام اوصاف فوجی عہدیداروں میں پیدا کئے جانے کی کوشش کی
 جاتی، اور جن میں یہ ہوتے وہی کامیاب سمجھے جاتے، پھر وقتاً فوقتاً بادشاہ یا فوجی سردار فوج کو
 جو نصیحتیں یا ہدایتیں دیتا وہ فوج کی تعلیم و تربیت کے لئے مشعل ہوتی، ایت اور روایت بن جاتیں مثلاً
 بلبن نے اپنے لڑکے بغرا خان کو نصیحت کی کہ فوج کو خواہ برا بر ملتی رہی چاہئے لیکن نہ اتنی زیادہ
 کہ آسودہ حال ہو کر باغی بن جائے، اور نہ اتنی کم کہ محتاجی میں زندہ گی گزارے، فوج کا روزانہ
 معائنہ اور جائزہ لیتے رہنا چاہئے تاکہ اس کی ضرورتوں سے ہمیشہ باخبر رہے، اس کو اس بات پر بھی
 نظر رکھنی چاہئے کہ دیوان عرض پرانے لشکر کی پرورش پوری توجہ سے کرتا ہو، اور نئے سوار
 کے ساتھ عنایتوں سے پیش آتا ہو، اور وہ اس کے سامنے لشکر کی پوری کیفیت روزانہ پیش کرتا
 رہتا ہو (برنی ص ۱۰۲-۱۰۱)

فوجی عہدیداروں کو | عمارت ایک عرصہ ہر سال تین تین دیوان عرض کو اپنے پاس
 لے کر اپنے محل میں برقیں ہزارتے کرتا رہتا کہ اپنے ماتحتوں میں تقسیم کر دینا پھر

مذکورہ بالا نصیحتیں بلبن کے لڑکے کو بھی کسی نسخہ مسلمہ پر نوٹ لکھی تھیں کہ وہ باپ ہی سے منہ

اُن کے ہاتھ پر بوسہ دیتا اور کہتا کہ

”میں تم سے اتنا س کرتا ہوں کہ تم بادشاہ پر جو کہ فوج کا آقا ہے مجھ پر کہ عارض ہوں اور فوج پر کہ رعایا اور ملک کی محافظ ہے، یہ عنایت کرو کہ کوئی چیز رشتہ کے طور پر فوج سے نہ لو، اگر تم اپنے نائب سے کچھ لو گے تو یہ نائب جو کچھ تم کو دیں گے وہ فوج کی تنخواہ سے وصول کر لیں گے، جس میں سے پانچ یا پچھ تو تم کو دیں گے، اور پچھ خود رکھ لیں گے، اس طرح فوج ہلاک ہو جائے گی، اس نے فوج کی تنخواہ میں سے ایک ہتیل بھی لینا روانہ کھو اور نہ اس کو کوئی تحلیف پہونچے، اور نہ اس پر ظلم ہوا (برنی ص ۱۱۶ - ۱۱۵)

علاء الدین خلجی نے ملک کا فوراً کواڑ نکل کی مہم پر روانہ کیا تو اس نے اس کو خاص طور پر ہدایت کی کہ وہ ایک اجنبی ملک میں خود راے اور ضدی بن کر لشکر کشی نہ کرے، بلکہ تمام فوجی سرداروں سے تعاون حاصل کرتا رہے، اور اُن کی عزت و شہمت کا لحاظ رکھے، لشکریوں کے ساتھ مہر اخلاق سے پیش آئے، اور اُن کو کوئی شکایت کا موقع نہ دے، اُن کے چھوٹے چھوٹے قصوروں کو نظر انداز کرتا رہے، اور اس کے کسی قول و فعل سے فتنہ پیدا نہ ہونے پائے اگر کوئی سردار نیا گھوڑا یا قرض مانگے تو دینے میں تاہل نہ کرے، غرض کہ فوجی سرداروں سے اس طرح نرمی بھی نہ کرے کہ وہ گستاخ ہو جائیں، اور نہ اتنی درستی اور سختی سے پیش آئے کہ دشمن ہو جائیں، (برنی ص ۳۲)

چنگیز اور تیمور کے اصول | منغل ہندوستان آئے تو اپنے ساتھ فن جنگ میں چنگیز خان اور تیمور کی روایت لائے، ان دونوں کو اب تک محض ایک وحشی اور سفاک فاتح سمجھ کر نظر انداز کر لیا جاتا ہے لیکن جس پیمانے پر یہ دونوں لڑائیاں لڑتے رہے، دنیا کے کسی فاتح نے نہیں لڑی اس نے وہ محض وحشی نہیں سمجھ جاسکتے، بلکہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ دونوں جنگ کے بہترین ماہر اور میدان جنگ میں اعلیٰ ترین فوجی سردار تھے، دونوں نے لشکر کو حرکت میں لانے کی غیر معمولی

... تمارے بڑے اچھے شہسوار اور آتش انداز بھی ہوتے، اور سواروں کے ذریعہ غنیم کے
دائیں بائیں بازو اور عقب پر جس تیزی سے یلغار کرتے، اس کا مقابلہ غنیم کی فوجیں مشکل
سے کر سکتی تھیں، (اردو ترجمہ ص ۳۸۴)

اچھے فوجی سردار ہونے کے شرائط | چنگیز اور تیمور کے فنون جنگ ہی کے مطابق بابر اور اس کے جانشین علی تعلیم
پاتے رہے، اور ہندوستان آکر موقع موقع حالات کو سامنے رکھ کر اس

میں ترمیم کرتے رہے اچھا فوجی سردار وہی سمجھا جاتا جو حسب ذیل باتوں کا لحاظ رکھتا تھا :

۱۔ کوچ سے پہلے فوج کا معائنہ اچھی طرح کر لیتا ہو تاکہ اس کو آلات حرب اور فوجی
سازوسامان کی فراوانی یا کمی اور لشکریوں کی خوبیوں اور کمزوریوں کا پورا اندازہ ہو،
۲۔ کوچ سے پہلے رسد کی فراہمی کا مکمل انتظام رکھتا ہو،

۳۔ دارالسلطنت سے خبررسانی کا پورا اہتمام رکھتا ہو اور اس کے جاسوس ہر طرف
پھیلے ہوں تاکہ غنیم کی خبر اس کو براہِ مہلتی رہے،

۴۔ کوچ میں تیزگامی سے کام لیتا ہو تاکہ رفتار کی سستی سے غنیم فائدہ نہ اٹھالیں،

۵۔ جنگ کے لئے میدان یا محاذِ خاطر خواہ منتخب کرتا ہو۔

۶۔ میدانِ جنگ میں لشکر کی صف آرائی میں انتہائی احتیاط، عالی دماغی، اور وراندیشی

سے کام لیتا ہو، ہر صنف کے لئے مناسب فوجی سرداروں کا انتخاب کرے، اور اس دقتِ ہوش
و حواس میں غفل نہ آنے دے، بلکہ اپنی باتوں اور تقریریں سے اُن کی حمیت اور غیرت کو ابھارتا
رہے، اور اپنی فوج کی ہر صنف کو ایک ہتھیار کی طرح ہاتھ میں رکھے، اور ہر صنف سے خاص خاص
اوقات میں کام لے،

۷۔ غنیم کے طریقہ جنگ کا گہرا مطالعہ کر کے فیصلہ کرے کہ اپنی کون سی صنف کو آگے بڑھائے

اور کونستانتین کو تہہ بہ تہہ بند کرے،

۸۔ اگر کسی صفت کا سرور غلطی کرتا ہو یا بغیر حکم کے حرکت کرتا ہو، تو اس کو فوراً اپنی جگہ سے ہٹا دے، اور دوسرے کو ہمارا مور کرے، کوئی لشکر یا اپنے فرائض انجام دینے میں کوتاہی کرتا ہو تو اس کو سخت سزائیں دے، اور اگر غدار ہی کرتا ہو تو قتل کر دے،

۹۔ فوج کا کوئی بازو کمزور ہوتا ہو، نظر آئے، تو فوج محفوظ یا دوسرے بازو کو اس کی مدد کے لئے پرمی جنگی احتیاط کے ساتھ بھیجے،

۱۰۔ وہ حتی الوسع اپنے کو قتل ہونے سے بچائے، تاکہ بدنامی نہ ہو اور لشکر میں بددلی نہ پیدا ہو، تیمور کا قول تھا کہ مخالفوں پر غالب آنا، لشکر کی کثرت سے اور ان سے مندرجہ مذکور کی کمی سے ہوتا ہے، بلکہ فتح اور غلبہ حاصل کرنا نصف جنگی تدبیر اعظم صحیح، احتیاط، انجام دہنی اور اندیشی پر منحصر ہے،

۱۱۔ وہ لڑائی کے وقت اپنے ماتحت فوجی سرداروں سے مشورہ بھی کرتا رہے، تیمور کا قول تھا کہ جو مشورے مختار زبان سے دئے جائیں، وہ صرف سن لئے جائیں، لیکن جو مشورے تیردول سے دئے جائیں، ان کو کان اور دل دونوں میں جگہ دی جاتے،

عام سپاہیوں کی تعلیم | عام سپاہیوں کی تعلیم بھی ہو کرنی تھی، یہ تعلیم عموماً شہسواروں، شمشیرزنی، تیر اندازی، اور نیزہ بازی میں ہوتی، اچھا شہسوار وہی سمجھا جاتا، جو ضرورت کے وقت گھوڑے کو دریا میں ڈال دیتا، اور اس کو صحیح سالم عبور کر دیتا، یا اپنے سنان سے سوار کو مع گھوڑے کے میدان ہرگز نہیں گز دیتا، اس قسم کی شہسواروں کی تعلیم دیجاتی، بعض سپاہی گھوڑے کی ٹیچہ اسلحہ منہ بجھ کر اور دیرینہ وقت چا سکتے تھے، ہر دوسرے متجاربوں کی مشق کا ذکر ہے ہم باغیچہ میں کرکے رہتے تھے، ان اسد کی استخوان کے گھم کے پتھر سے تیار ہوتے تھے،

تیراندازی پر افغان، ترک اور مغل زیادہ زور دیتے، غنیم کی صفوں میں اس سے انتشار پھیلانے میں بڑی مدد ملتی، تیراندازی کی مشق کس طرح کرائی جاتی، اس کا ذکر گذشتہ باب میں آچکا ہے، تاناریوں کی تیراندازی یورپ والوں سے زیادہ بہتر تھی، اور ان کے تیر اس بلا کے ہوتے تھے کہ غنیم کے گھوڑے دست بدست لڑائی شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جاتے، ان کے تیر لوہے کو چھید دیتے تھے، اور بعض تیروں میں آتش گیر مادہ بھی ہوتا، تاناریوں کی تیراندازی کی ساری روایتیں مغل ہندوستان ساتھ لائے، اور تیر و کمان ان کے بہت ہی پسندیدہ ہتھیار رہے، ان لڑائی جب تک بالکل گھسان کی نہ ہوتی، اور سوار و پیدل بالکل گڈ مڈ نہ ہو جاتے، ان کے ہاتھ سے کمان و تیر بالکل نہ چھوڑتے تھے، تیراندازی کمان، روزبر و زرتی کرتا گیا، جہانگیر کا ایک فوجی سردار نجم باقر ثانی اس میں اس قدر ماہر تھا کہ شیشے کے ایک شمع دان پر کھلی کے برابر ہوم لگا دیتا، اس پر چاول اور اس کے اوپر سیاہ مرچ چکادیتا، پہلے تیر سے سیاہ مرچ کو علحدہ کر دیتا، دوسرے چاول کو اڑا دیتا، اور تیسرے تیر سے ہوم علحدہ کرتا، اور شمع دان کے شیشے کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا (ماثر الامرا جلد اول ص ۱۱۴) ہر تیرے گھوڑے کی پیٹھ کو خالی کر لینا کوئی بڑی بات نہ تھی، اچھے تیرانداز تیر ۴۸۲ گز تک پھینک سکتے تھے،

آدابِ حرب کے مصنف کا بیان ہے کہ سپاہیوں کو نیزے، کمان اور تیر کے بنانے اور مرمت کرنے کی تعلیم باضابطہ دی جاتی تاکہ ضرورت کے وقت وہ ان چیزوں کو بنا سکیں، اور ان میں کوئی نقائص پیدا ہو جائے، تو درست کر سکیں، سوار کو اپنے زین کی مرمت کرنے، گھوڑے کو آختر کرنے یا کوئی گھوڑا تندرست اور شرمسار ہو تو اس کے جسم سے خون نکالنے کی بھی تعلیم دی جاتی تھی، اور اس کے لئے نہ دی سائن میں ان جنگ میں ساتھ رہتا تھا،

باضابطہ تعلیم کی کمی | لیکن موجودہ زمانہ کی طرح حکومت کی طرف سے کوئی باضابطہ فوجی تعلیم کا

میں اپنی سپہگرمی کا جو ہر نہ دکھلا سکے، اور اس انتشار میں شیرخان کے لشکریوں نے لڑنے کے بجائے قتل عام سے کام لیا۔ اس جنگ میں ہمایوں کے ایک ایک ہزار سواروں کے دستہ سے مشکل ساتھ آٹھ سو جان بچا کر بھاگ سکے، سو گدھ کی جنگ میں دارا کو شکست محض ایک معمولی غلطی کی وجہ سے ہوئی، وہ اپنے ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا، تو وہ اپنے لشکریوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا، پھر اسی جھگڑے میں کہ اراکو اپنے خیمہ کا قیمتی سامان کنیزیں چھوڑ کر بھاگنا پڑا،

فوجی تعلیم کے ذریعے کی وجہ سے لشکریوں میں ذہنی اتحاد پیدا نہ ہونے پاتا جس سے ان کی وفاداری ہمیشہ مشکوک رہتی، اکبر ہی کی فوج میں سے شہزادہ سلیم نے تیس ہزار سوار ایک ہزار ہاتھی اور دو ہزار کشتیاں لے کر اکبر کے خلاف بغاوت کی، پھر خود شہزادہ جرم نے جہانگیر کے خلاف علم بغاوت بند کیا، تو جہانگیر ہی کے منصبدار اس کے ساتھ تھے، کچھوہ کی جنگ میں حسرت سنگھ اپنے تمام لشکریوں کے ساتھ اورنگ زیب کو چھوڑ کر شہزادہ سے جا ملا تھا، اور اورنگ زیب کے ریلے کے شہزادہ محمد سلطان کے کیپ کو لوٹ کر ان کو تباہ اور برباد کر دیا،

اتحاد مقصد پیدا کرنے | لیکن اچھا فوجی رہنما وہی سمجھا جاتا جو اپنی ہوشیار مہارت کی عملیت کو دشمن کی تدبیریں | عاقبت اندیشی سے کام لے کر اتحاد مقصد پیدا کر سکتا ہے۔

جوش بہادر | اور اس کا سب سے بڑا وصف یہ ہوتا کہ وہ اپنے لشکریوں کے کبھی نہ ہی دایمانی کبھی قومی کبھی نسلی اور کبھی تباہی جذبات کو بھڑکرائے کہ سپاہیانہ جوہر سے فائدہ اٹھاتا، محمود غزنوی انورم مذہبوں کے خلاف ایران، اندلس، مصر و بلاد کے پہاڑی علاقے، اور چین کے ساحل پر مار لڑا، لیکن جہاں بندوگدا اور چھاؤں ہوتا تو اپنے لشکریوں میں جہاں بہادر پیدا کر کے ان کی کوشش کرتا اور اس کی فوج میں کچھ ایسے مشکل ساز ہی بدلتخواہ ہوتے جو ہر تباہی کی خاطر باہر تریاں کرتے کیلئے پیش پیش ہوتے، تائیں میں شہاب الدین نور محمد کی طرح کسی دوسری بار لڑنے کو آئی تو

اس کی فوج میں راجہ جوں کا بیٹا بھی ہندو لشکریوں کے ساتھ تھا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پرتھوی راج کے ساتھ کچھ افغان اور اجیر سپاہی بھی تھے، لیکن دونوں طرف سے کچھ مذہبی جذبات ایسے ابھارے گئے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ اسلام اور ہندو مذہب کی جنگ ہی، سلطان علاء الدین خلجی اپنے چچا جلال الدین خلجی سے معرکہ آرا ہو کر اور اس کو قتل کر کے تخت پر بیٹھا، لیکن جب اُس کی فوج دکن کی تسخیر کو روانہ ہوئی، تو اُس کو اسلام کی جنگ سے بغیر کیا جاتا، اور اس کی فتح و نصرت کو اسلام کی فتح و نصرت قرار دیا جاتا، بابر جب اپنے ہم مذہب ابراہیم لودی سے پانی پت میں لڑا تو وہ لڑائی کے بعد خوش تھا کہ ہر جگہ کشتوں کے پستے لگے ہوئے تھے، اور وہ غایت خوشی میں لکھتا ہے کہ ہندوستانیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ اس معرکہ میں پچاس ساٹھ ہزار لشکر ہی کام آئے، خود رانا سا نگا نے ابراہیم لودی کے خلاف بابر کی ہم نوائی کی تھی، لیکن جب کنواہہ میں رانا سا نگا اور بابر کی ٹکڑیاں ہوئی تو دونوں طرف سے یہ رنگ آمیزی کی گئی کہ معلوم ہو رہا تھا کہ اسلام اور ہندو مذہب میں ٹکڑاؤ ہے، اور رنگ زیب دار اسے یہ کلمہ جنگ کرنے کو چلا کہ وہ شرعی اور اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتا تھا، لیکن سموگڈاہ کی لڑائی کے بعد وہ کچھ وہیں شجاع سے لڑا، تو دارا کی فوج کے تمام راجپوت سردار اور رنگ زیب کی حمایت میں لڑے، اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے وہ راجپوت سرداروں کو مسلمانوں کی سرکوبی کے لئے بھی بھیجا کرتا تھا،

نسلی اور قبائلی جوش | جلال الدین خلجی نے خلجی سرداروں کو ابھار کر خلجی خاندان کی حکومت قائم کی، غیاث الدین تغلق نے قرونہ ترکوں کے جذبات ابھار کر اپنی خاندانی حکومت کی بنیاد ڈالی، اسی طرح سادات اور لودیوں کی حکومتیں قائم ہوئیں، شیر شاہ نے افغانوں کے جذبات ابھار کر مغلوں کا استیصال کرنے کی کوشش کی،

تخت و تاج کی حمایت کا جوش | اور جب نسلی اور قبائلی جذبات ابھار کر اتحاد مقصد پیدا نہ ہوتا تو

تخت و تاج کی مرکزی حیثیت کی اہمیت دے کر فوجی سرداروں کے جذبات سے فائدہ اٹھایا جاتا، میوار کے راناؤں اور منغل بادشاہوں میں بڑی کشمکش اور آویزش رہی۔ راناؤں کی طرف سے راجپوتوں کے مذہبی اور نسلی جذبات ابھارے جاتے تھے، اور منغل بادشاہوں کی طرف سے تخت و تاج کی مرکزیت زور دیا جاتا تھا، جس سے وہ بہت سے راجپوت سرداروں کو متاثر کر کے ان کو راناؤں کے خلاف لڑنے کے لئے بھیجتے رہے، یہی کیفیت مرہٹوں کے ساتھ رہی، مرہٹوں نے ہندو مذہب کے احیاء تجدید کے نام پر اپنے مذہبیوں کو ابھارا اور مغلوں نے ایک مرکزی حکومت کے فوائد کے روشن پہلو دکھا کر مرہٹوں کے ہم مذہبیوں کو اپنے ارد گرد جمع کیا،

جوش شجاعت و پامردی | اور جب کسی قسم کے جذبات کے ابھارنے کا موقع نہ ہوتا تو فوجی سردار اپنی شجاعت و دیرری، بہادری، پامردی اور ہر د آزمائی کا اعلیٰ نمونہ دکھا کر اپنے لشکریوں کی ہمت بڑھاتے جس کی مثالیں بکثرت ہیں، جیسا کہ گذشتہ صفحات سے بھی اندازہ ہوا ہوگا،

۱۵۳۰ء میں محمود غزنوی نے جب خراسان میں ایک خاں سے جنگ کی تو ایک خاں کے سپاہیوں نے بڑی مردانگی سے محمود کی فوج کا مقابلہ کیا، اور قریب تھا کہ محمود کے لشکر پر ضرب کاری لگے کہ محمود اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور سرسجود ہو کر بڑی اسحاق وزاری سے خدا کی بارگاہ میں نصرت کی دعا مانگی، پھر ایک ہاتھی پر سوار ہو کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑا، اس کے پیچھے اس کے لشکر کے ہاتھی بڑھے، پہلے ہی حملہ میں محمود کے ہاتھی نے ایک خاں کے غلبردار کو سونڈ میں پکڑ کر دوڑ بھینک دیا، اس کے بعد وہ ترکوں کے لشکر کی طرف بڑھا، محمود کی اس شجاعت کو دیکھ کر اس کے اور لشکر سی پور دیرری کے ساتھ بڑھے، اور اپنے یلغار سے دشمن کو پسپا کر کے چھوڑا (گردیزی ص ۶۹) شائف (طائیں) میں اس کے جسم پر ۲۰ زخم لگے تھے، وہ محض اپنی جان بازی سے اپنے لشکر میں نئی زندگی اور نئی سرگرمی پیدا کر دیتا، جس سے اس کی فوج ہمیشہ ناقابلِ تسخیر بنی رہی،

جمال الدین غلی کہا کرتا تھا کہ میں اپنی تلوار سے میں ہائیں آدمی کو تہنا دوڑا سکتا ہوں اور میری ایک بڑی جماعت مجھ پر چالیں بار بھی حملہ کرے تو میرا ہال برکا نہیں کر سکتی، علاوہ الدین غلی کا فوجی سردار، ظفر خان میدان جنگ میں اپنے بیٹوں کے سستی لڑا کرتا اپنی بہادری کا جوہر دکھانا پسند کرتا تھا، قلعہ خوجا نے علاء الدین کے زمانہ میں ہندوستان پر یلغار کیا تو اس کے پاس پانچ ہزار سوار تھے، ظفر خان اُن سے لڑا کے بے ایسا بے چین ہوا کہ صرف آٹھ سو سوار کے کرائے کے مقابلہ کے لئے پہنچ گیا، اور جب لڑائی شروع ہوئی تو اپنے سر تیر سے غنیم کے ایک سوار کو ہلاک کرتا تھا، صرف اس کے تیروں سے میدان جنگ کی زمین چھلنی ہو گئی تھی، اس کا گھوڑا دشمنوں نے ہلاک کر دیا، تو برنی کا بیان ہے کہ اس نے نصف شکر روز گارٹے پاپا وہ لڑنا شروع کیا، اور جب دشمن ہار کر بھاگے تو اُس نے اُتارہ کو اس تک اُن کا پیچھا کیا، لیکن ایک جگہ اُن کے زہرہ میں آکر مارا گیا، مگر اس کی ہیبت تار یوں پر مدتوں تک اس عرصہ طاری رہی کہ جب اُن کا گھوڑا پانی نہیں پیتا تھا تو کہتے کہ کیا تو نے ظفر خان کو دیکھ لیا ہے، (برنی ص ۲۶۱)

”جہاں نیکر کے امراء میں اسلام خان چشتی میدان جنگ میں ہاتھوں سے لڑ جاتا، اور اس کو زمین پر دس بار لڑا (تاریخ الامراء ص ۱۴۰-۱۴۱) میدان جنگ میں جو فوجی سردارین لڑائی کے شباب پر اپنی مردانگی کے جوہر دکھاتا اپنے لشکریوں کی ہمت جڑھاتے، اس کو پیشرو مانا جاتا، سنوں کے عہد میں الفقار علی خان ممتاز خان، سید حسین علی خان اور سید عبداللہ خان نے میدان جنگ میں جو اس قسم کی بہادری دکھائی اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں،

انفرادی جہاد | قلعوں کے محاصروں میں اس قسم کی انفرادی جہاد زیادہ موثر اور مفید ہوتی

پاپا نیر کے قلعہ کو جس پر عرصہ مغل بادشاہ نے چڑھ کر اپنی فوج کو قلعہ پر یلغار کرنے کی ممتد دہائی، شاہجہانی سربراہان، ممتاز خان، میر جہاد کے قلعہ کے محاصرہ میں محض اپنی

جرات اور جسارت سے ایسی جگہ پہنچ گیا، جہاں بارود کا ذخیرہ تھا، اور وہ یکایک پھٹا تو اوصافِ خاں
ہو میں متعلق اُڑ گیا جس سے اس کا ہاتھ اور چہرہ جل گیا، اور وہ مرتے مرتے بچا، (ماثر الامرار جلد ۱ ص ۱)
شاہجہانی عہد میں میر محمد باقر اعظم خاں دھار وار کے قلعہ کی تسخیر میں ایک دریچہ کی راہ سے اندر
گھس گیا، اور وہاں پہونچ کر محصورین سے جنگ کرنے لگا، (ماثر الامرار ج ۱ ص ۶۶) مالگیری عہد میں
گو لکنڈہ کے قلعہ کی تسخیر میں سید ستم خاں دکنی نے تو اپنی جان کی بازی لگا دی تھی، اور اس کا چہرہ
جھلس کر بد نما ہو گیا تھا (ایضاً ج ۱ ص ۵۰۳)

مسلمانوں اور راجپوتوں کے درمیان جنگ | اس کتاب کے گذشتہ ابواب میں جو تفصیلات لکھی گئی ہیں، ان سے
کا موازنہ | اندازہ ہوا ہو گا کہ لڑائی خاص خاص ضوابط و قوانین کے تحت

لڑی جاتی تھی، اور یہ تمام ضوابط و قوانین ایک اعلیٰ متمدن قوم ہی کے ہو سکتے تھے، عرب فنان، ترک
اور منغل ہندوستان آئے تو انہوں نے ایک دو جنگ لڑنے کے بعد محسوس کیا کہ بھیم ارجن اور
یہ ہتھیار کی سرزمین میں ان کو قدم قدم اور پیچھے پیچھے کرنا ہو گی تب کس ان کی حکومت قائم ہو سکی
اور جہاں بکرماجیت، چندرگپت، سمندرگپت، اور ہرش وردھن جیسے ملواریں گھنی گزر چکے ہیں ہاں
ملک گیری آسان کام نہیں، اس ملک کی عزت و ناموس کے محافظ راجپوت تھے جو اپنی آن کی خاطر
جان و تیا ضروری سمجھتے تھے، اگر کوئی راجپوت دوڑتا ہوا میدانِ جنگ میں نظر آتا اور اس کے سامنے
نیزہ حائل ہو جاتا تو وہ اس کو پسند کرتا کہ نیزہ اس کے سینہ میں پیوست ہو جائے لیکن نیزہ کے ڈر
سے راہ چھوڑنا پسند نہیں کرتا، ایسے راجپوتوں ہی سے عربوں، ترکوں، اور منگولوں کو براہِ راست
پڑا، اور انھوں نے یہاں کی سرزمین کو اپنے خون سے اور شہادتوں سے سکھائی، تب جا کر یہاں
ان کے قدم چمکے،

لیکن خود بہ سادہ اور جانبدار راجپوتوں کو بھی معلوم ہوا کہ جن حریفوں

سے اُن کا مقابلہ پڑا، وہ اُن سے دلیری، بہادری، جانیازی اور سرفروشی میں کسی لحاظ سے کم نہیں بلکہ وہ اپنے آلات حرب، آتش اسلحہ، فوجی قیادت، صف آرانی کی تنظیم و ترتیب اور طریقہ جنگ میں کہیں برتر ہیں، عرب یہاں آئے تو ایران اور عراق کے فنون جنگ کی تعلیم پا کر آئے، اس لئے یہاں کی جنگ میں اُن کو فوقیت حاصل رہی محمود غزنوی وسط ایشیا میں لڑتا، اور وہاں کے زنی یا نٹہ ننی جنگ سے جو تجربے حاصل کرتا، اُن سے ہندوستان کی لڑائیوں میں فائدے اٹھاتا، اور آخر میں اس نے افغانی، تورانی، اور ہندوستانی فنون جنگ کی آمیزش سے جو طریقہ جنگ اختیار کیا، وہ ناقابلِ تسخیر رہا، اور جب مغل ہندوستان آئے تو چنگیز خانیوں اور تاتاریوں کے فن جنگ کی تمام روایتیں اپنے ساتھ لائے، اسی لئے میدان جنگ میں اُن کی فوجوں کی ترتیب اور تنظیم ایسی ہوتی، کہ محض اسی کی بدولت فتح و کامرانی اُن کے ہم کنار ہوتی، راجپوت اپنی بہادری پر زیادہ بھروسہ کرتے، اسی لئے وہ جنگی تنظیم اور ترتیب کا زیادہ خیال نہ کرتے، اُن کے یہاں بچہ پال، پرتھوی راج، کھاندے راج، بچہ پتہ، رانا کبچھا وغیرہ سرکوتھیلی پر رکھ کر لڑتے تو اسے اور خون میں نہانے والے جیسے فوجی سردار تو بہت ہیں، لیکن محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، اَلْمُتَمِشْ، علاء الدین خلجی، ظفر خان، الپ خان، بابر، ہرم خان، اکبر، عبدالرحیم خانخاناں، عسکرت خان، شہزادہ خرم، اورنگ زیب، میر جملہ اور شاہجہاں جیسا جنرل پسیدہ نہ ہو سکا، رانا سانگیا، رانا پرثاب اور رانا امر سنگھ کی قربانی، بہادری، اور اولوالعزمی کے نفع آج بھی راجپوتوں کی غیرت، ہیبت، اور عزت نفس پر ناز پانے لگاتے ہیں، لیکن وہ اعلیٰ قسم کی جنگی و حربی تنظیم و ترتیب کا واقعہ نہ کر لے، اس سے میدان جنگ میں اکام نہ رہتے۔ پوتوں میں کچھ قدامت پرستی کا لگاؤ اور نسلی پندار ایسا رہا کہ وہ اپنے مخصوص فن جنگ کو چھوڑنے کے لئے آخر وقت تک تیار نہیں ہوئے، وہ پوتوں کے وہاں سے یہاں گھس کر عسکرین کی آتش باری میں جل کر اور آگ میں کود کر فنا ہو جانا پسند کرتے، لیکن اپنا خاص انداز

بدلنے کو آمادہ نہ ہوتے، شہاب الدین غوری اور اس کے جانشینوں سے لڑنے کے بعد بھی جب اچھوت
کنواہہ کے میدان میں بار سے لڑنے کو اترے، تو ان کے ستر ہزار سواروں اور ایک لاکھ چالیس ہزار
پیادوں کے لئے صرف چار صفیں دائیں، بائیں، مرکز اور آگے میں تھیں، لیکن اسی میدان میں بار
صرف آٹھ ہزار لشکر کے ساتھ اترے تو اس کی مختلف صفیں یہ تھیں، قراول، ہراول، طرح، برانغار،
یسار، برانغار، یمن، برانغار، یسار، برانغار، یمن، برانغار، اوج، برانغار، اوج، برانغار، تولقمہ
اوج، برانغار، تولقمہ، اوج، برانغار، طرح، برانغار، طرح، برانغار، قول، دست راست قول، دست
چپ قول، طرح قول، یعنی فوج محفوظہ، اس لڑائی میں رانا سانگاس ہوش ربابے جگر ہی اور لیری
سے لڑا ہے، اس کی واد خود با برنے دی، رانا سانگاس اپنی فوج کے دل بادل کو لے کر بڑھا تو معلوم
ہوتا تھا کہ اس فوج کی بے پناہ بہادری کے سیلاب میں بابر کا لشکر خس و خاشاک کی طرح بہہ
جائے گا، لیکن میدان جنگ میں بہادری کا غیظ و غضب اتنا کام نہیں کرتا، جتنی کہ جنگی تدابیر
موثر ہو کرتی ہیں، رانا سانگاس کی فوج نے جرات و بہادری تو دکھائی، لیکن بابر کی فوجی صفیں
تنظیم کے ساتھ حرکت کرتی رہیں، اور اس کے تربیتی پورے ضبط و نظم کے ساتھ گولہ باری کرتے رہے
اور تولقمہ کے سوار چکر کاٹ کاٹ کر غنیمت پڑھا بھگی کے ساتھ حملہ آور ہوئے رہے یہاں تک کہ بابر کی فوج
کی باقاعدگی رانا سانگاس کی بے قاعدگی پر غالب آئی،

راجپوتوں نے ترکوں اور مغلوں سے حصار میں محصور ہو کر توان گنت لڑائیاں لڑیں لیکن
وہ میدان میں اتر کر لڑنا زیادہ پسند نہیں کرتے تھے، اور مغلوں سے میدان میں ان کی ٹھہڑ
صرف پانچ بار ہوئی، ایک اٹھواڑھ، دو ترائین، ایک کنواہہ، اور ایک ہلدی گھاٹا ہے، گو
مؤخر الذکر بڑے پیمانہ کی جنگ نہ تھی، ان میں سے دوں تو راجپوت قاتلے رہے، اور تین میں بار
لیکن شہاب الدین غوری سے میدان میں لڑنے کے تقریباً ۳۳ برس بعد کنواہہ کے میدان میں

راجپوت اترے تو ان کو میدان جنگ کا وہ تجربہ نہیں تھا جو منلوں کو تھا، جو برابر میدانوں اور صحرائوں میں لڑنے کے عادی رہے اسی لئے راجپوتوں کو میدان کی لڑائی لڑنے میں وہ ہمارے مثل نہیں تھے جو ہوتی چاہتے لیکن جب راجپوتوں نے منلوں سے گھل بلی کر ان کے طریقہ جنگ سے پوری واقفیت حاصل کر لی، تو ان میں راجہ بھگوان داس، راجہ ٹوڈر مل، راجہ مان سنگھ، داسے ریاں راجہ بکراجیت، سر بلند داسے، راجہ امر سنگھ، راجہ چھتر سال باڈا، راجہ حبونت سنگھ کچھواہر، راجہ جے سنگھ سوانی جیسے فوجی سردار پیدا ہوئے جن پر منلو بادشاہوں کو ناز رہا، اور پھر راجپوت سواروں اور لشکریوں نے راجپوت منسلکہ اردوں کی نگرانی میں گجرات، بہار، بنگال حتیٰ کہ بلخ، قندھار، اور پخشاں جا کر انھوں سے ویسی ہی اعلیٰ خدمات انجام دیں جیسی خود منلو اور ان کے ہم مذہب ہی لشکری دیتے رہے،

راجپوتوں کی سپہ گری کا سب سے تاریک پہلو یہ ہے کہ وہ کسی ایک قائد کے ماتحت ہو کر اپنی ساری فوجی قوتوں کو اکٹھا کرنے کے عادی نہیں رہے، ان کے یہاں مرکزی قیادت کا کبھی خیال ہی نہیں رہا، اسی لئے وہ برابر علیحدہ علیحدہ ٹولیوں میں منقسم رہے، کبھی جذباتی طور پر ان کی نسلی غیرت و حمیت کو بھڑا کر کسی میدان جنگ میں لڑکو ملایا جاتا تو وہ اپنی اپنی فوج کو لے کر جنگ میں شریک ہو جاتے، اور اپنی ذاتی بہادری اور انفرادی جانبازی کے نمونے تو دکھا دیتے لیکن ینیم کے طریقہ جنگ کا گہرا مطالعہ کر کے اپنی اجتماعی قوت سے ان پر ضرب بکاردی لگانے کی کوئی کاوش نہ کرتے، اسی لئے جنگ ہارنے بہت جیت کر ہار جاتے، ترکوں، اور منلوں کی مذہبی مذہبی میں امامت اور ائمہ کا جڑ بہت ہی اہم رہا، وہ روزانہ پانچوں وقت کی نماز باجماعت میں ایک امام کی آواز پر رکوع، ورجوہ کرنے کے عادی رہے ہر فرد و اعد اپنے کو ایک وسیع تربیتی اور روحانی وجود سے منسلک پاتا تھا، اس لئے غیر شعوری طور پر ان میں اجتماعی مذہبی کا ایک خاص مزاج خود بخود موجود رہتا تھا جس سے جنگی ترتیب و تنظیم میں خاص طور پر فائدہ پہنچتے رہے، وہ ایک فوجی سردار کی قیادت آسانی سے قبول کر لیتے، اور اس کے حکم پر نظم و ضبط

سے متحرک ہوتے، اور میدان جنگ میں مرتب طریقہ سے صف آرا بھی ہو جاتے،

ترکوں اور مغلوں کو راجپوتوں پر جذباتی طور سے ایک اور فوقیت حاصل تھی، وہ مذہب کے نام پر جتنے ابھرتے، اتنے راجپوت نہیں ابھر کے ہندوستان کے ترک اور مغل حکمرانوں میں شاید ہی کوئی ایسا حکمران گذرا ہے جس کی زندگی خالص اسلامی طرز کی ہو یا سچے اسلامی عقائد پر مبنی ہو، لیکن اسی کے ساتھ اگر کے سوا شاید ہی کوئی ایسا حکمران تھا، خواہ وہ کتنا ہی رند مشرب کیوں نہ ہو جو ضرورت کے وقت اپنے سپاہیوں کے مذہبی جذبات کو نہ ابھارتا ہو، وہ کسی راجہ کے خلاف لشکر کشی کرتا تو اس کے اسباب ذاتی یا سیاسی بھی ہوتے، تو بھی اس کو وہ جہاد کا رنگ ضرور دیدیتا، اور اپنے لشکریوں کی تمام مجاہدانہ اسپرٹ کو ابھار کر ان کو میدان جنگ میں اتارتا، اور یہ لشکری بھی مذہبی جذبات سے منسوب ہو جاتے اور غازی کا درجہ یا شہادت کی سعادت حاصل کرنے کی خاطر وہی سرفروشی سے کام لیتے، اور جب یہ جذبہ ابھر جاتا تو یہ بہتر سے بہتر آلات حرب اور عمدہ سے عمدہ فوجی تنظیم سے زیادہ مفید اور کارگر ثابت ہوتا، جنگ ختم ہونے کے بعد موزعین اسی جذبہ کو اپنی تاریخوں کے صفحوں پر برقرار رکھتے، اور ان بادشاہوں کی لڑائیوں کو مجاہدانہ انداز میں پیش کرتے، جن کو پڑھ کر آنے والی نسلیں میں وہی مذہبی جوش و خروش پیدا ہوتا رہتا، راجپوتوں میں اس قسم کے مذہبی جذبات ابھارنے والا کوئی فوجی سردار نہ ہوتا، یا اگر ابھارتا بھی تو اس پیمانہ پر نہ ابھرتے جو ترکوں اور افغانوں میں ابھار کرتے تھے، راجپوت سردار عموماً نسلی عورت قبائلی حمیت یا عورتوں کی عزت و آبرو کی حفاظت کا حوالہ دے کر اپنے لشکریوں کو ابھارتے، لیکن اپنا مفید اور موثر ثابت نہ ہوتا،

اس کے علاوہ راجپوتوں نے فن سپہگیری اپنے ہی ملک اور دور کا چھترنوں کے علاوہ دوسرے کو سپاہی بن کر میدان جنگ میں آنا اپنا نہیں کرتے تھے، وہ سپہگیری کو اپنا ہی اجارہ سمجھتے تھے، اس لیے وہ ہمارے جاتے، تو ملک کے دوسرے باشندوں کو اس کو حکمران تسلیم کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ ہوتا،

ملک کے عام باشندوں میں وہ قومی خودداری نہیں پیدا کرائی گئی تھی، جو آج کل ہے، اس لئے وہ قومی آن کی خاطر جان دینا ضروری نہیں سمجھتے تھے،

مرہٹوں نے راجپوتوں کی | مرہٹوں نے مغلوں کے زمانے میں عہدِ جرج حاصل کیا تو وہ اپنے ہم مذہب راجپوتوں
نما کامی سے سبق لیا | کی کمزوریوں کے تلخ نتائج سے بے خبر نہیں تھے، اس لئے انھوں نے ایک

مرکزی قیادت قائم کرنے کی کوشش کی، اور اپنے پیشوا کے ارد گرد جمع ہوئے، پھر سیوا جی اور اس کے جانشینوں کو ہندو دھرم اور صارک یعنی ہندو مذہب کا محافظ قرار دے کر ہندوؤں کے مذہبی جذبات کو بھی ابھار کر فائدہ اٹھایا، اس کے علاوہ مرہٹے مغلوں کے دربار اور فوج میں رہ چکے تھے، اس لئے اس سے مقابلہ کرنے کے لئے ان ہی کے حربے اور طریقے اختیار کئے اور جب انھوں نے اپنی فوج اعلیٰ پایہ پر مرتب کی، تو اپنے حریف ہی کے نظام فوج کی بہت سی باتیں لیں، اور منغل سلطنت سے ٹکرے کر ان کی بنیاد پر دی، باجی ادیس ایک فوجی سردار کی حیثیت سے وہی تمام باتیں تھیں، جو ایک اچھے منغل فوجی میں ہوا کرتی تھیں، وہ اپنی فوج کو تیزی سے حرکت میں لاسکتا تھا، لڑائی سے پہلے وہ اپنے منغل حریف کے طریقہ جنگ کا جائزہ لے لیا کرتا تھا، اور اپنے لشکریوں کا اعتماد پیدا کرنے کی خاطر ان کی پوری کیا کرتا تھا، اور یہی وجہ ہے کہ وہ منغل سلطنت کے نظام الملک جیسے فوجی سردار سے بازی لے گیا۔
مرہٹوں کے فوجی نظام میں بہت سی اصطلاحات بھی مغلوں کی فوج کے رہیں مثلاً سیوا جی کا فوج کے دو حصے تھے مسلح دار اور بار گیر۔ مسلح دار گھوڑے اور اسلحہ اپنے ساتھ لاتے تھے، اس لئے ان کی تنخواہ زیادہ ہوتی تھی، بار گیر کو سب کچھ حکومت کی طرف سے ملتا تھا، سیوا جی کے مختلف فوجی عہدہ کے نام جلد دار، چو لدار، کون قلعہ دار تھے، پہ سالار، سرنوبت، واقعہ نویس، واک نویس، فرو نویس، فرو نویس چھٹی نویس، چپٹ نویس، کھاتا، سردار کو پانگیا کہتے، جو پانگیا کی خرابی ہے، ترکوں اور ان کے عہد میں گھوڑوں کی نسل جہاں تیار ہوتی، اس کو پانگیا کہتے، سیوا جی کے ایک فوجی سردار

بیست راؤ تھا، اور اس کا خطاب سرشکر تھا، سیوا جی کے لڑکے راجہ رام اپنے فوجی عہدیداروں کو شمشیر با
 سین خاص خیل جیسے خطابات دیا کرتا تھا، سیوا جی کے فوجی عہدیدار بھی ایک ہزاری اور ہفت ہزاری کھاتے
 پہلے ذکر آچکا ہے کہ سیوا جی کے زمانے میں اس کے بحری بیڑہ کا سردار دولت خاں تھا، سندھ میں
 مرہٹے احمد شاہ ابدالی سے معرکہ آرا ہوئے تو ان کے توپخانہ کا سردار براہیم خاں گاروی تھا،

۱۵ اسلامک کلچر اکتوبر ۱۹۳۶ء،

۱۶ سیوا جی اینڈ ہیز ٹائٹلس از جے ڈی ناتھ سرکار ص ۳۷،

زوال

اور

اس کے اسباب

فوجی کارناموں پر ایک نظر

گزشتہ صفحات میں جن فوجوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان کے جنگی کارنامے بہت ہی شاندار اور تابناک کہے جاسکتے ہیں، وہ کبھی کشمیر کی حسین وادیوں میں پہونچیں کبھی اراکان کے وشوار گذاروں کی اور دریائی جنگل سے گزریں، کبھی کوہ وندھیا کے پہنچ اور تنگ راستوں کو طے کیا، کبھی بہت ویرگستان کی سرحد تک پہونچ کر اپنی شجاعت اور مردانگی کے چرچہ کرے، کبھی قرہ جیل کے ہولناک درون میں موت اور ہلاکت سے سینہ سپر ہوئیں کبھی ان کا دل بادل دریا سرخاب اور کوہ ہندو کش کے ہفتانی عاقوں سے گذرا، اور ان ہی کی نرد آزمانی اور سپہگیری سے نہ صرف کشمیر سے اس کنارے تک ہندوستان کو ہرنیائی وحدت حاصل ہوئی، بلکہ ان کی وجہ سے ہندوستان کا پچھلے کابل، قندھار، بست، بلخ اور گماناں پر ہرایا،

ان فوجوں کی بدولت حکومتوں نے جو اندوئی امن و امان قائم کیا، یا ان کی وجہ سے جو اقتصاد تمدنی، معاشرتی، اور لسانی انتداب رونما ہوا، اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، ان کے ہم پیکر نے ان حقیقتوں کو جسے بگڑا بہت ترسج کھایا، کہ ہندوستان کی مغربی حکومت اپنے دور کی طاقتور ترین اور ترقی پزیر حکومتوں میں سے تھی، (اور ہندوستان کے اندر باہر) اور اگر چہ ہندوستان طاقتور ترین ملک

ساتھ متحد ترین بھی نہ ہوتی تو اتنے دنوں تک قائم نہیں رہ سکتی تھی، اور پھر ظاہر ہے کہ ایسی حکومت کی فوج کی تاریخ صرف غارتگری اور ظلم و تعدی سے ہی وابستہ نہیں ہو سکتی ہے، جنگ کے میدان میں تو اس کی خونریزی اور ہولناکی ناگزیر ہوتی تھی، جیسا کہ اب بھی ہوا کرتی ہے لیکن جنگ کے بعد اس میں برائیاں کم اور اچھائیاں زیادہ رہیں، اور نہ محض جور و جظا، اور ظلم و ستم کے سہارے اس کی حکومت کی مدت اتنی طویل نہیں ہو سکتی تھی، اور اس حکومت کے افراد کی یادگاریں اب بھی اس بات کی شہادت دے رہی ہیں کہ جس سرزمین کو انھوں نے اپنے خون سے سینچا، اس کو وہ گل و گلزار بنانے کی بھی کوشش میں لگے رہے۔

زوال کے اسباب | اُن کے عروج و کمال کے بعد اُن کے زوال کی کہانی لکھی جائے تو ایک اور ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے لیکن یہاں پر مختصراً اُن کے زوال پر تبصرہ کرنا ضروری ہے، آخر اُن پر زوال کیوں آیا؟ اُن کے زوال کے داخلی اور خارجی اسباب دونوں تھے،

داخلی اسباب | ہندوستان کے سلطان حکمران اور اُن کے لشکر کے اپنے کو مجاہد، غازی، بُت شکن، حامی دینِ متین اور علیرہ اسلام تو لکھتے رہے لیکن عملاً اُن کا وہ اُسوہ نہ تھا جو صحیح معنوں میں اسلامی لشکر کے سردار کا رہا، خلافتِ راشدہ کے فوجی قائدین میں حضرت خالد بن ولید، حضرت بوعبیدہ بن جراح، حضرت عمرو بن العاص اور حضرت سعد بن ابی وقاص صحیح معنوں میں اسلام کا فوجی سردار تسلیم کیا جاتا ہے، لیکن سلاطینِ دہلی یا شاہانِ مغلیہ میں کوئی بھی فوجی سردار ایسا نہیں گذرا جس میں مذکورہ بالا فوجی رہنماؤں کا ہلکا سا بھی پر تورہا،

حضرت خالد کی مثال | حضرت عمرؓ نے حضرت خالد بن ولید کو اس وقت پہ سالاری کے عہدہ سے معزول کیا، جب اُن کی سپہ گری اور بہرہ آزمانی کی شہرت اپنے شباب پر تھی، اُن کے ایسا پہ سالار اس کے علاوہ عالمِ اسلام میں کوئی نہیں ہوا، ان ہی کی تلوار سے عراق و شام فتح ہوئے، اہلِ دقت وہ معزول کئے گئے، تو معزولی کی علامت کے طور پر اُن کے سر سے ٹوپی اتار لی گئی اور ان کی سرتابی کی سزا کے لئے ان ہی کے عمامے اُن کی گردن باندھ دی گئی لیکن حضرت خالدؓ نے مطلق دم نہیں مارا، اور جب حمص پہنچے تو اپنی معزولی

پرایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ امیر المومنین عمرؓ نے مجھ کو شام کا حاکم مقرر کیا، اور جب میں نے تمام شام کو زیر کر لیا تو مجھ کو معزول کر دیا، اس فقرے پر ایک سپاہی اٹھ کھڑا ہوا، اور بولا اسے سردار چپ رہو، ان باتوں سے فتنہ پیدا ہوتا ہے، حضرت خالدؓ نے کہا ہاں، لیکن عمرؓ کے ہوتے فتنہ کا کیا احتمال ہے، اور جب حضرت خالدؓ مدینہ آئے تو حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ عمر! خدا کی قسم تم میرے معاملہ میں نا انصافی کرتے ہو، حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ واللہ تم مجھ کو محبوب بھی ہو اور میں تمہاری عزت بھی کرتا ہوں، اور یہ کلمہ تمام مدیداروں کو لکھ بھیجا کہ میں نے خالدؓ کو ناراضی سے یا خیانت کی بنا پر موٹو نہیں کیا، لیکن چونکہ میں یہ دیکھتا تھا کہ لوگ اُن کے مفتوں ہوتے جاتے ہیں، اس لئے میں نے اُن کا معزول کرنا مناسب سمجھا کہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ جو کچھ کرتا ہوں خدا کر رہا ہے، حضرت خالدؓ اس کے بعد خاموش رہے، اور انھوں نے حضرت عمرؓ کے خدائے کوئی جارحانہ یا معاندانہ روش اختیار نہیں کی،

سند و سنان کے سیمان حکمرانوں کے کسی فوجی سردار نے یہ نشان پیش نہیں کی، بلکہ اُن میں سے کسی کو معزول کیا جاتا یا اُن کی امیدوں سے کم اس کو نوازا جاتا، تو کبھی وہ علم بغاوت نہ راتا، اور ختم ٹھونک کے میدانِ سیاہی آرا ہو جاتا، اور خوریز لڑائی لڑتا، اور کبھی دربار کی ریشہ و دانیوں میں لگ جاتا جس سے بعض اوقات پوری مملکت میں ایک انتشار پھیل جاتا،

حضرت ابو عبیدہؓ | بنی اہل معاشرتی زندگی میں حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح نے یہ نمونہ پیش کیا تھا کہ جب ایک رومی بن جراح کا نمونہ | سیران کو لشکر گاہ میں آیا، تو اُس کو حضرت ابو عبیدہؓ تک پہنچنے میں سخت دشواری پیش آئی، اس لئے پہلے چار اہل علم کو جس شان و شوکت سے دیکھا تھا وہ اس کو یہاں تک تلاش کرتا تھا کہ اس کی ہر بات پر سیران کی کیا نیت نظر آ رہی تھی، اس نے حیران ہو کر مسلمانوں سے پوچھا کہ تمہارا سردار کمان ہے، حضرت ابو عبیدہؓ اس نے ہی نہیں پوچھے تھے، کدو سے کمان لٹکتی تھی

حضرت ابو عبیدہؓ کی زندگی کا نمونہ

اور ہاتھ میں تیر تھا جس کو وہ الٹ پلٹ کر رہے تھے مسلمانوں نے سفیر سے کہا "تیر بیٹھے ہیں" سفیر کو یقین نہ آیا تو اُس نے حضرت ابو عبیدہؓ سے پوچھا، "کیا واقعی آپ ہی سپہ سالارِ اعظم ہیں؟" حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا، "ہاں! سفیر نے کہا کیا آپ کا خیال ہے کہ اگر آپ قالین پر بیٹھیں تو خدا آپ سے ناخوش ہو جائے گا، اور آپ کو اپنے فضل و کرم سے محروم کر دے گا؟" حضرت ابو عبیدہؓ نے جواب دیا، "میرے پاس قالین اور مال و دولت کہاں؟ اسلحہ جنگ کے سوا میرے پاس کوئی چیز نہیں بکل مجھے ایک ضرورت پیش آئی تو مجبوراً مجھے ایک بھائی (حضرت مہاذبؓ) سے قرض لینا پڑا۔"

حضرت ابو عبیدہؓ کی سادہ زندگی کا اندازہ اس سے بھی ہو گا کہ بیت المقدس کی فتح کے بعد جب حضرت عمرؓ ہاں پہنچے تو سلامی لشکر کے فوجی رہنماؤں نے باری باری ان کو اپنے اپنے خیمے میں مدعو کیا، لیکن حضرت ابو عبیدہؓ نے ان کی دعوت نہیں کی، حضرت عمرؓ نے ان سے کہا "لوگوں نے میری دعوت کی، لیکن تم نے نہ،" حضرت ابو عبیدہؓ نے جواب دیا "اس خیال سے آپ کی دعوت نہیں کی، کہ شاید آپ کو میرے ہاں اسنو بہانے چڑیں۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "ایک روز اپنے یہاں ضرور مدعو کرو،" اور جب دعوت میں حضرت عمرؓ فاتح شام کے خیمے میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ گھر میں گھوڑے کے نمبرے کے سوا کوئی چیز نہیں، یہی نمبرہ ان کا بستر تھا، اور گھوڑے کا ہین تکیہ، ایک طاق میں روٹی کے کچھ سوکھے نمبرے پڑے تھے، فاتح شام نے وہی کچھ اٹھوڑا سانک اور مٹی کے گلاس میں پانی لاکر ان کے سامنے زمین پر رکھ دیا، یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اختیار کرنے لگے، اور حضرت ابو عبیدہؓ کو سینے سے لگا کر کہنے لگے، "تم ہی میرے بھائی ہو، تم پر دنیا کے مال کا اثر نہیں ہوا، حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا "میں کہتا تھا کہ آپ کو میرے یہاں اگر اسنو بہانا پڑیں گے" ایک بار حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کی خدمت میں چار سو دینار اور چار ہزار درہم بطور انعام بھیجا، لیکن انہوں نے تمام رقم فوج میں تقسیم کر دی، اور اسے لئے ایک جیب بھی نہ چھوڑا، حضرت

عمر نے سنا تو فرمایا کہ احمد اللہ کہ اسلام میں ایسے لوگ ہیں؟ ان ہی خوبوں کی وجہ سے حضرت ابو عبیدہ کا لقب ابن الامت پڑ گیا تھا۔

حضرت سعید بن عامر کی سادگی

حضرت سعید بن عامر نے بھی اپنی نجی زندگی میں ایک مثالی نمونہ پیش کیا تھا ان کو جمہور کا حاکم اور سپہ سالار مقرر کیا گیا، تو اپنی تنخواہ میں سے معمولی طور پر کھانے پینے کا سامان خرید لیتے اور باقی تنخواہ خیرات کر دیتے، بیوی بچے تین کہ تنخواہ کی باقی رقم کیا ہوتی تو کتے قرض دے دیا ہے، قرآن مجید نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو قرض حسنہ قرار دیا ہے۔ حضرت سعید بن عامر کی مراد قرض دینے سے ہی ہوتی، اور وہ برابر عسرت اور تنگی کی زندگی بسر کرتے رہے، ایک حضرت عمر شام کے دور سے پشتریف لے گئے جمہور پہنچ کر شہر کے فقراء و مساکین کی فرست تیا کرنے کا حکم دیا، فرست مرتب ہو کر سامنے آئی تو دیکھا کہ سب سے اوپر جمہور کے حاکم حضرت سعید بن عامر کا نام موجود ہے، حضرت عمر نے تعجب سے پوچھا کہ یہ سعید بن عامر کون ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا "ہمارے حاکم فرمایا کہ ان کو سرکاری خزانہ سے تنخواہ ملتی ہے۔ وہ اس فرست میں کیسے آسکتے ہیں، لوگوں نے عرض کیا یہ درست ہے لیکن ان کو جو کچھ ملتا ہے، وہ حاجت مندوں پر صرف کرتے ہیں، ان کے پاس کچھ بھی نہیں رہتا، یہ سن کر حضرت عمر نے سنے، اور قاصد کہہ ہاتھ ایک ہزار دینار ان کے پاس بھیجے، اور پیام دیا کہ یہ رقم اس لئے بھیجی گئی ہے کہ وہ اس کو اپنی ضرورتوں پر خرچ کریں لیکن جب حضرت سعید بن عامر کی نظر دیناروں پر پڑی تو بے اختیار ان کی زبان سے نکل گیا، اللہ دنیا ایسا رہوں ان کی بیوی کچھ دور تھیں، ان کے کان میں یہ آواز پڑی تو درڑی ہوئی آئینہ پوچھا خیریت، تو سے خدا نخواستہ میرا لبوسین کی وفات ہو گئی، بولے نہیں، اس سے بھی بڑا واقعہ ہے، بیوی نے پوچھا کیا خدا کی کوئی نشانی نمودار ہوئی ہو؟ فرمایا اس سے بھی بڑا حادثہ پیش آیا ہو کہ لیکن کیا قیامت کے آثار نمودار ہیں، بولے نہیں، اس سے بھی بڑی بات ہو گئی ہے، دیکھو میرے پاس

دنیا آگئی ہی اور میرے گھر میں فتنہ داخل ہو گیا ہے،

ہندوستان کے فوجی امراء | یہ نمونے ہندوستان کے مسلمان فوجی سرداروں میں نہیں ملتے، اُن کے یہاں دولت
عیش و تنعم | ثروت اور امارت تو اس طرح آگئی تھی کہ وہ فوجی سردار نہ تھے، بلکہ فوجی امراء

تھے، اور اُن کے یہاں رفتہ رفتہ عیش و تنعم اتنا آیا کہ اس سے زیادہ تصور نہیں کیا جاتا تھا، علاوہ ازیں
خلجی کے عہد میں، اوت عرصہ عمارت الملوک کے دسترخوان پر پچاس طشتوں نہیں بہترین کھانے آتے، جتنا

عہد کے ایک فوجی سردار باقر خان نجم ثانی کے باورچی خانہ کے لئے دو سو بکرے، چالیس اونٹ اور ہزار
گائین روزانہ ذبح ہوتی تھیں، خان خانان آصف خاں کے لڑکے اعتقاد خان کے یہاں کھانوں کے

اتنے اقسام ہوتے کہ کوئی اور امیر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، اور اس عیش و عشرت کا نتیجہ یہ تھا کہ
بقول مصنف آثار الامراء اس ثروت کی بدولت داد عیش تو دیا کرتا تھا، لیکن فوج اور فوج کشی سے

کوئی تعلق نہ رکھتا تھا، (ج ۱ ص ۲۳۲) جہانگیر کا ایک دوسرا فوجی سردار اسلام خاں حشتی بنگال
میں رقص و سرور کے ارباب کمال پر نولاکھ ساٹھ ہزار سالانہ خرچ کیا کرتا تھا، حضرت خالد نے

ایک شاعر کو دس ہزار روپے انعام میں دے دیئے تھے، پر چھ نو بیسوں نے حضرت عمر کو چھ لکھا
تو حضرت عمر نے جواب دیا کہ خالد نے یہ انعام اپنی گرہ سے دیا تو اسراف کیا اور بیت المال سے دیا تو

خیانت کی دونوں صورتوں میں وہ مغرولی کے قابل ہیں، لیکن تیسری عہد کے فوجی امراء بات بات
پر شعراء کو لاکھوں روپے انعام میں دیتے، سونے میں تلوار دیتے، بلکہ بعض اوقات فوجی کیمپ کو سارا سال

انعام میں دیتے تھے،

۱۔ آثار الامراء جلد اول ص ۴۱۱، ۲۔ ایضاً ص ۱۱۹، ۳۔ حاجی محمد جلال قدسی نے پہلی دفعہ شاہجہانی

عہد کے ہفت ہزاری منصب دار خواجہ عبداللہ خان زخمی کی مدح میں اس کے فوجی کیمپ میں شہید پڑھا

تو عبداللہ خاں نے اپنا خیمہ اور اس کے تمام متعلقات اور لشکر کی تمام چیزیں سبقتی کو انعام میں دیدیں،

(مرآۃ الخیال ص ۱۳۱)

یہ چیزیں تہذیبی اور تمدنی نقطہ نظر سے بڑی قابل قدر ہیں، لیکن رفتہ رفتہ فوجی امراء میں جو اہل
کی شان پیدا ہوتی گئی، اس سے ان کے سپاہیانہ مزاج یا فرقہ آتا گیا،

اسلامی لشکر کی ساوگی (امت مسلمہ کا روق) کے عہد میں اسلامی لشکر کی ساوگی کا یہ حال تھا کہ قادیان کی جنگ

موقع پر سامان پور نے کوئی گفتگو کرنی چاہی تو سربانی قاص نے اپنے کچھ ذہنی افسانہ کو سفر کیا، ان کے دربار میں بھیجا وہ
گھوڑے اڑاتے ہوئے مدین پہنچے، راہ میں جدھر سے ان کا گزر ہوتا تھا، تماشا بینوں کی ہیرنگ

جاتی تھی، یہاں تک کہ آستانہ سلطنت کے قریب پہنچ کر ٹھہرے، لیکن ان کی ظاہری صورت

یہ تھی کہ گھوڑے پر زمین اور ہاتھوں میں چھینا رکھا، تاہم بے باکی اور دلیری ان کے چہروں
پر چمکتی تھی، اور تماشا بینوں پر اس کا اثر پڑتا تھا، گھوڑے جو سواری میں تھے رالوں سے نکلے جاتے

تھے، اور بار بار زمین پر ٹاپ مارتے تھے، چنانچہ ٹاپوں کی آواز یزدگرد کے سون تک پہنچی تو اس

دریافت کیا کہ یہ کیسی آواز ہے، معلوم ہوا کہ اسلام کے سفر اسے ہیں، یہ سن کر بڑے مرسا مان سے

دربار آیا، اور ان کو طلب کیا، سربانی جتنے پہنچے، کا مذہب پر مبنی چادریں ڈالے، ہاتھوں میں کوڑے

لے، موزے پڑھائے، دربار میں داخل ہوئے، تو اس ہنر کی کڑائی کے باوجود یزدگرد پر ایک ہیبت

طاری ہو گئی، ان سفر کی گفتگو نہ کام رہی، اور یزدگرد کے فوجی سپہ سالار تسم کی طرف سے مدنی

شروع ہو گئی، لیکن تسم نے چرامیک ہارسڈن (فرمانی قاص) سے صلح کی گفتگو کرنی چاہی، اور جب رجبی بن

مگر گفتگو کے لئے وہاں سے دوڑے تو ان کی عجیب و غریب ہنریت تھی، انھوں نے دعویٰ گیر کی زد نہ بنا،

اسی طرح سربانی لپٹ لیا، مگر یہ رستی کا پتہ نہ دیا، اور تلوار کے تیز چمچ پھیرے پیٹھے

اور گھوڑے پر سوار ہو کر لپٹے، اور پھر ایسا کرنے پر ہی شان و شوکت سے واپس آیا، دیکھا کہ

ذاتی ہیبت، اور ہوش کے پردے گئے، صدر میں ہر جمع تہمت رکھی گئی، تو درخشاں کے قریب

آکر گھوڑے سے اترے، اور باگ ڈور کو ہاتھ میں لے کر دیکھا، اس دم بخود تھے، دستور کے مطابق تہنیا

رکھوا لینا چاہا، لیکن ربی نے کڑاک کر کہا کہ میں بلایا ہوا آیا ہوں تم کو اس طرح میرا نام منظور نہیں تو میں اٹا پھر جاتا ہوں، درباریوں نے رستم سے عرض کی، اس نے اجازت دی، ربی نہایت بے پروائی کی ادا سے آہستہ آہستہ تخت کی طرف بڑھے، لیکن برچی ہاتھ میں تھی، اس سے عصا کا کام لے رہے تھے، اس کی ہرانی کو اس طرح فرش پر چھوڑتے جاتے تھے کہ پر تکلف فرش اور قالین جا بجا سے کٹ پھٹ کر بیکار ہو گئے، تخت کے قریب پہنچ کر مین پر نیزہ مارا، جو فرش کو آ پار کر کے زمین میں گر گیا، درباری بار بار ربی کے معمولی ہتھیاروں کے دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا ان ہی ہتھیاروں سے ایران کی فتح کا ارادہ ہے؟ لیکن جب ربی نے تلوار میان سے نکالی تو درباریوں کی آنکھوں میں بجلی کو نہ لگئی، اور جب اس کی کاٹ کی آزمائش کے لئے ڈھالیں پیش کی گئیں، تو ربی نے ان کے ٹکڑے اڑا دیئے، ربی کا نام نہ و پیام بھی کامیاب نہیں رہا تو مغیرہ گئے، اس دن ایرانیوں نے او بھی زیادہ دربار کو سجایا، تمام درباری تاج زریں پہن کر کرسیوں پر بیٹھے خمی میں بیاد سنجاب کا فرش بچھایا گیا، خدام قرینے سے دور ویہ پرے جما کر کھڑے ہوئے مغیرہ گھوڑے سے اتر کر سیدھے صدر کی طرف بڑھے، اور ساری آرائش کو حقارت کی نظر سے دیکھا، اور رستم کے زانو سے زانو ملا کر جا بیٹھے، اس گستاخی پر تمام دربار برہم ہوا، یہاں تک کہ چوہداروں نے بازو پکڑ کر ان کو تخت سے اتار دیا لیکن خیرہ نے بڑی بے باکی سے ان کو مخاطب کر کے کہا:

ہم پہلے صرف تمہارے قہقہے سنتے تھے لیکن آج مجھے تم سے زیادہ امن کوئی قوم نہیں آتی، ہم عرب لوگ مساویانہ برتاؤ کرتے ہیں، کوئی کسی کو غلام نہیں بناتا، میرا خیال تھا کہ تم لوگ ہماری طرح ایک دوسرے کے ساتھ سلوک کرتے ہو گے، اس میں ہرگز شک نہیں تھا، ہو کہ تم نے خود مجھے بتا دیا کہ تم میں بعض لوگ بعض لوگوں کے خدا ہیں، اب تمہاری سلطنت قائم نہیں رہ سکتی، میں نے اس بار کے انکشاف کے لئے خود کوئی کوشش نہیں کی تھی

بایا تو مجھے معلوم ہوا کہ اب تم لوگ مغلوب ہو گے۔ کیونکہ اس طرز عمل سے کوئی ملک قائم نہیں رہ سکتا۔

اور جب اس تقریر کا ترجمہ سنایا گیا تو پورا دربار ہم زبان ہو کر بول اٹھا کہ خدا کی قسم یہ عرب سچ کہتا ہے۔ رستم بھی شہر مند رہا ہو، اور اس نے بے تعلقی کے طور پر منیرہ کے ترکش سے تیر نکالے، اور ہاتھ میں لے کر کہا کہ ان نکالوں سے کیا ہو گا؟ منیرہ نے کہا کہ آگ کی لوگو چھوٹی ہو چھری بھی آگ ہے، رستم نے اُن کی تلوار کا نیام دیکھ کر کہا کہ کس قدر بوسیدہ ہے، انھوں نے کہا کہ ہاں لیکن تلوار پر بارٹھا بھی رکھی گئی ہے، منیرہ کی گفتگو بھی نا کام رہی، اور اس کے بعد قادیان کی جنگ ہوئی، عربوں کے فوجی قائدوں نے ان ہی بوسیدہ تلواروں سے جنگ کی، اور فتح حاصل کی، جس کے بعد اسلام کی تاریخ کا ایک شاندار دور شروع ہوا،

ہندوستانی لشکر کا ترک و ختم

لیکن اسلام نے جن چیزوں کو تحقیر کی نظر سے دیکھنے کی تلقین کی، ہندوستان کے مسلمان فرمانرواوں نے ان ہی کو اپنے لئے طرہ امتیاز بنایا، بادشاہ اور حتیٰ کہ فوجی اُمراء اپنے سپاہیوں کے لئے خدا بن گئے تھے، اور نہ صرف دربار میں اُن کی شان و شوکت الیٰ طرز پر قائم ہوئی، بلکہ خود فوجی کیپٹن و ہیٹمزک و اعظم نام نظر آتا، اور کیپٹن ایک جہت پھرنا بھی ہو گیا تھا، جس کے ساتھ آبدار خانہ، منہول خانہ، بیوہ خانہ اور کچا ب خانہ، تو شک خانہ، خوشہ خانہ، آفتاب خانہ، اور خدا جانے کیا کیا نہ ہوتا، اور اُن کے مہدان جنگ کی راؤندوں میں بھی ویسا، حریر زربہ اور مخمں و غمرہ کی انکھیں چہرہ کر دینے والی نہایت بابراریں ہوتی تھیں۔ ستونے ذوق کی نفاست اور لٹائٹ کا اندازہ تو ضرور ہوتا، لیکن سپاہیوں کے ساتھ ان عیاشانہ رازم کو بھی سپاہیوں کے ساتھ کبر، شہجہان اور عالمگیر جیسی فوجی قائد کو سربہ خانہ میں سونا ضروری تھا، لیکن یہ ممکن نہ ہو سکا۔ آگ چل کر

عالمگیر کے جانشینوں میں جھوٹی نمود و نمائش ہی صرف سرمایہ سلطنت بن کر رہ گئی جس نے نہ صرف اُن کی پسگری بلکہ اخلاقی زندگی کو بھی کھوکھلا بنا دیا،

اسلامی لشکریوں کے | ان حکمرانوں کے عام لشکریوں میں بھی وہ اوصاف نہ تھے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہونے چاہئے تھے، حضرت ابو عبیدہؓ کی سپہ سالاری میں اسلامی

لشکر کا مقابلہ عیسائیوں سے یرموک کے میدان میں ہوا، تو اس موقع پر عیسائیوں نے حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس ایک قاصد بھیجا، کہ اپنے کسی معزز افسر کو بھیج دو، کہ ہم اس سے صلح کی گفتگو کریں، قاصد اسلامی لشکر میں پہونچا تو شام ہو چکی تھی، تھوڑی دیر میں مغرب کی اذان ہوئی، تو تمام لشکری بہت ذوق و شوق سے تکبیر کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے، اور جس محویت، سکون و قار، ادب، اور خضوع سے انھوں نے نماز ادا کی، اس کو دیکھ کر قاصد متحیر رہا، اور پھر جب اُن سے باتیں کیں، تو اُن کی صداقت سے ایسا متاثر ہوا کہ اسی وقت کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہو گیا، اور وہ اپنی قوم کے پاس واپس جانا نہیں چاہتا تھا، لیکن حضرت ابو عبیدہؓ نے اس خیال سے کہ روسیوں کو بد عہدی کا گمان ہو گا، اس لئے اُس کے واپس جانے پر یہ کہہ کر مجبور کیا کہ کل میرا سفیر جو یہاں سے جائے گا، اُس کے ساتھ چلے آنا،

اسی طرح قاصد کی جنگ کے موقع پر ایک بار فجر کی اذان ہوئی، تو تمام لشکری اس تیزی سے نماز ادا کرنے کے لئے دوڑے کہ ایرانیوں کو دھوکا ہوا کہ وہ حملہ کرنا چاہتے ہیں، لیکن رستم نے دیکھا کہ وہ ایک روحانی آواز پر اس قدر جلد جمع ہو جاتے ہیں، تو خود بخود بول اٹھا کہ عمر میرا کلیجہ کھا گیا، اسی جنگ میں جب ایک ایرانی گرفتار ہوا، اور اُس نے اسلامی لشکر کے اخلاقی منظر کو دیکھا تو مسلمان ہو گیا اور کہا کہ جب تک تم میں یہ وفا، یہ صداقت، یہ اصلاح، یہ مہاسات ہیں، تم لوگ شکست نہیں کھا سکتے،

بسر کر لیتے تھے، اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے تھے، غزوہ حنین میں چھ ہزار قیدی تھے، سب چھوڑ دیئے گئے، اور اپنے اُن کے پہننے کے لئے مصری کپڑے کے چھ ہزار جپٹے عنایت فرمائے، حاطم طائی کی بیٹی جب گرفتار ہو کر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزت و حرمت سے مسجد کے ایک گوشہ میں اُس کو بٹھرایا اور فرمایا کہ کوئی تمہارے شہر کا آجائے تو میں اُس کے ساتھ تم کو رخصت کر دوں، چنانچہ چند روز کے بعد سفر کا ساز و سامان کر کے ایک شخص کے ساتھ منبجوا دیا، (سیرۃ النبی جلد اول ص ۴۴۳)

لوٹ مار کی ممانعت | دوران جنگ میں دشمن کے مال امداد کا لوٹنا بھی عام رواج ہے، خصوصاً جب کھانے پینے کے انتظام میں کمی آجائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت کی، اور اس طریقہ کو ردک دیا، ابوداؤد میں ایک انصاری سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ ایک مہم پر گئے، اُدُنایت تنگ حالی اور مصیبت پیش آئی، اتفاق سے بکریوں کا ریوڑ نظر آیا، سب ٹوٹ پڑے، اور بکریاں لوٹ لیں، رسول اللہ کو خبر ہوئی، آپ موقع پر تشریف لائے تو گوشت پک رہا تھا، اور ہانڈیاں اُبال کھا رہی تھیں، آپ کے ہاتھ میں کمان تھی، آپ نے اس سے ہانڈیاں الٹ دیں، اور سارا گوشت خاک میں ل گیا، پھر فرمایا لوٹ کا مال مردار گوشت کے برابر ہے، (سیرۃ النبی جلد اول ص ۴۴۴)

حضرت ابو بکر کی ہدایتیں | حضرت ابو بکرؓ جب شام فوج بھیج رہے تھے، تو رخصت کرتے وقت امیر عسکر سے

فرمایا:-

”تم ایک ایسی قوم کو پاؤ گے جنہوں نے اپنے آپ کو خدا کی عبادت کے لئے وقف کر دیا ہے اُن کو چھوڑ دینا، میں تم کو دس وصیتیں کرتا ہوں، کسی عبرت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت کو نہ کاٹنا، کسی آباد جگہ کو ویران نہ کرنا، بکری اور اونٹ کھانے کے سوا بیکار نہ ذبح کرنا، نخلستان نہ جھاننا، مال غنیمت میں غبن نہ کرنا، اور بزدل نہ ہونا اور غیر غمیر“

(تاریخ الخلفاء ص ۶۶، بحوالہ خلفائے راشدین دارالمنہج ص ۶۷)

عبادت لگا ہوں کا احترام | حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں جو ممالک فتح ہوئے، وہاں کے لوگوں کو تقریباً

حقوق دیئے جو مسلمانوں کو حاصل تھے، چنانچہ اہل جبرہات جو معاہدہ ہوا اس کے الفاظ یہ تھے:

”ان کی خانقاہیں اور گرجے منہدم نہ کئے جائیں گے، اور نہ کوئی اہل باغ و بہار کاٹا جائے گا،

جس میں وہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے مقابلہ میں قلعہ بند ہوتے ہیں، ہاتھوں اور

گھٹنے بچانے کی ممانعت نہ ہوگی، اور نہ صلیب بچانے سے روکے جائیں گے“

(کتاب خراج بحوالہ خلفائے راشدین ادارہ المصنفین ص ۵۶)

جزیرہ کی واپسی | حضرت عمر فاروقؓ اعظم کے زمانہ میں مسلمانوں نے حمص پر قبضہ کیا تو وہاں کے عیسائی

نے انطاکیہ پہنچ کر اپنی فوج کو از سر نو مرتب کیا، اور انھوں نے روم، قسطنطنیہ، آرمینیا، ہرجند سے فوجیں

بلوا کر ایک بڑی دل اسلانی لشکر کے خلافت روانہ کیا، اس وقت مسلمانوں کی فوج کے سپہ سالار

حضرت ابو عبیدہؓ تھے، انھوں نے اپنے فوجی سرداروں کو بلا کر مشورہ کیا کہ اس سیلاب کو کیسے روکا جائے

یہ یمن بن ابوسنیان نے کہا کہ میری رائے ہے کہ عورتوں اور بچوں کو شہر میں رہنے دین، اور ہم خود شہر کے

باہر لشکر آ رہوں، لیکن ایک دوسرے فوجی سردار شریل بن حنہ نے کہا کہ ایسا کرنا مناسب نہیں کیونکہ

شہر واسے تمام عیسائی ہیں، ممکن ہے کہ وہ تعصب سے ہمارے اہل و عیال کو دشمن کے حوالہ کر دیں، یا

خود، روڈا لیں، حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا کہ پھر اس کی تدبیر یہ ہے کہ ہم عیسائیوں کو شہر سے نکال

دیں، شریل نے اٹھ کر کہا کہ اسے امیر اتم کو برگزیدہ ہی نہیں، ہم نے ان عیسائیوں کو اس

شہر پر امن دیا ہے کہ وہ شہر میں اطمینان سے رہیں، اس نے نقص عہد کیونکر ہو سکتا ہے، حضرت

ابو عبیدہؓ نے اپنی غلطی تسلیم کی، آخر میں یہ رائے پائی کہ حمص چھوڑ کر دمشق کو محاذ بنایا جائے

جب یہ سچ ہوئی تو حضرت ابو عبیدہؓ نے حبیب بن مسلمہ کو جو افسر خزانہ تھے، بلا کر کہا عیسائیوں سے

جزیرہ یا خراج اس معاوضہ میں لیا جاتا ہے کہ ہم ان کو ان کے ... دشمنوں سے بچا سکیں

لیکن اس وقت ہماری حالت ایسی ہے۔۔۔ کہ ہم اُن کی حفاظت نہیں کر سکتے، اس لئے جو کچھ اُن سے وصول ہوا ہے سب اُن کو واپس دے دو، اور اُن سے کہہ دو کہ ہم کہہ رہے تھے جو تعلق تھا اب بھی ہے لیکن چونکہ اس وقت تمہاری حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے، اس لئے جب یہ جو حفاظت کا مواد ہے، تم کو واپس کیا جاتا ہے، چنانچہ کئی لاکھ کی رقم جو وصول کی گئی تھی، واپس کر دی گئی، عیسائیوں پر اس واقعہ کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ روٹے جاتے تھے اور جوش کے ساتھ کہتے جاتے تھے کہ خاتمہ واپس لائے، یہودیوں پر اس سے بھی زیادہ اثر ہوا انھوں نے کہا توریت کی قسم جب تک ہم زندہ ہیں، حمص پر کسی اور کا قبضہ نہیں ہو سکتا، یہ کہہ کر شہر نپاہ کے دروازے بند کر دیئے اور ہر جگہ چوکی پر ہتھ دیا، حضرت ابو عبیدہؓ نے صرف حمص والوں کے ساتھ برتاؤ نہیں کیا بلکہ جس قدر اضلاع فتح ہو چکے تھے، ہر جگہ لکھ بھیجا کہ جزیہ کی جس قدر رقم وصول ہوئی ہے، واپس کر دی جائے۔

عدل و انصاف حضرت عمرؓ کی ہدایت کے مطابق قتل عام تو ایک طرف ہرے بھرے درختوں تک لگانے کی اجازت نہ تھی، منتہی قوم کے ساتھ عدل و انصاف کی پوری تاکید کی جاتی، حضرت عمرؓ کا ایوان عدل مسلمان، یہودی اور عیسائی سب کے لئے یکساں تھا، قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا، حضرت عمرؓ نے لکھا کہ قاتل مقتول کے ورثہ کو حوالہ کر دیا جائے، چنانچہ وہ شخص مقبول کے وارث کو جس کا نام حنین تھا سپرد کر دیا گیا، اور اس نے اس کو مقتول عزیز کے بدلہ میں قتل کر دیا، اسی طرح حضرت عمرؓ نے ایک پیر کس سال کو گداگری کرتے دیکھا، پوچھا تو بھیک کیوں مانگتا ہے؟ کہا مجھ پر جزیہ لگایا گیا ہے، حالانکہ میں بالکل غلغلا ہوں، حضرت عمرؓ اس کو اپنے گھر لے آئے، اور کچھ نقد دے کر مستمیت المال کو لکھا کہ اس قسم کے ذمی مساکین کے لئے بھی وظیفہ مقرر کر دیا جائے واللہ یہ انصاف نہیں کہ اُن کی جوانی سے ہم متمتع ہوں اور بڑھاپے میں اُن کی خبر گیری نہ کریں، حضرت عمرؓ

ہی کے زمانہ میں سربسوس کے عیسائیوں کو ان کی متواتر بغاوتوں کے باعث چلا وطن کیا گیا، مگر اس طرح ان کی تمام املاک کی دو چاند قیمت دی گئی، اسی حسن سلوک کی وجہ سے عیسائی مسلمانوں کی اعانت کرنے میں دریغ نہیں کرتے، فتوحاتِ شام میں خود شامیوں نے جاسوسی اور خبر رسانی کی خدمت انجام دی، حملہ مصر میں قبطیوں نے مفید کام کیے، اسی طرح عراق میں عجمیوں نے اسلامی لشکر کے لئے پل بانی اور غنیم کے راز سے مطلع کر کے نہایت گراں قدر خدمات انجام دیں،

بندوستان کے مسلمان حکمرانوں | اگر ہندوستان کے مسلمان حکمران اور ان کے لشکر ہی نہ کورہ ہلا اسلامی لشکر کی بے عنوانیاں | اصولوں اور روایتوں کی پابندی کرتے، تو ان کی تلوار بھی پیامِ رحمت بن جاتی، اور پھر ان کو چپہ چپہ پر تلوار اٹھانے کی ضرورت ہی نہ ہوتی، لیکن اگر انھوں نے جنگ کے موقع پر یا اس کے بعد سفاکی دکھلائی تو اس زمانہ میں کیا بلکہ موجودہ تہذیب دور میں بھی اس قسم کی بے عنوانیاں لازمِ جنگ بن گئی ہیں جن سے کوئی قوم بھی خالی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتی ہے، پھر بھی اس قسم کی سفاکیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اسی طرح اگر مسلمان لشکریوں نے منبروں اور عبادت گاہوں کو منہدم کیا تو یہ ان کی جنگی بے اعتدالیاں تھیں جن کا کوئی لگاؤ اسلامی جہاد سے نہ تھا اور یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ مسلمان بادشاہوں کے لشکر میں زیادہ تر وسط ایشیائے لشکرانی تھا جو اپنی نسلی اور قبائلی خصوصیات کے ساتھ جنگ کرتے رہے، اسی لئے ان سے وہ جنگی حرکتیں صادر ہوتی رہیں جن کی اسلام نے مخالفت کی، اسلام لانے کے بعد ان میں بڑی تہذیب اور شہر آشوبی پیدا ہو گئی تھی، پھر بھی ان کی کچھ نسلی خصوصیات رہ گئی تھیں، اور یہ اسلام ہی کا فیض ہے کہ جنگیز خاں کی نس سے بابر، ہمایوں، جہانگیر، شاہجہاں اور عالمگیر جیسے فرخندہ خاندان کے گزشتہ جنموں نے تہذیبی، تمدنی اور ثقافتی دنیا میں مثالی نمونے بنائے۔

اتحاد و اتفاق کی کمی | اسلام کا مقصد دلوں کو ملانا تھا، اسلام نے اتحاد و اتفاق کا نمونہ پیش کر کے یہ ثابت کر دیا تھا کہ جو کام زمین کے کل خزانے کے صرف کر دینے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا تھا، وہ اسلام کے ذریعے ممکن ہو سکا، اور یہ اتحاد بڑی سو بڑی مادی طاقت کا مقابلہ کرتا رہا، لیکن ہندوستان کے مسلمان فرماؤں میں اتحاد و اتفاق کی بڑی کمی رہی، ایک بار حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی کہ قریش نے مختلف مجلسیں قائم کر لی ہیں، اور باہم مل جل کر نہیں بیٹھتے، تو ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں نے مجلسیں قائم کر لی ہیں، اور اب یہ امتیاز قائم ہو گیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کا دوست ہے، اور وہ فلاں کا ہم نشین ہے، خدا کی قسم یہ تمہارے مذہب کو، تمہارے شرف کو، اور تمہارے تعلقات کو بہت جلد برباد کر دے گا، اور گویا میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس کے بعد کہیں گے کہ یہ فلاں کی رائے ہے، اور اسلام کو کھوٹے ٹکڑے کر ڈالیں گے، ایک ساتھ نشست و برخاست کر دو کیونکہ وہ ہمیشہ تمہاری محبت کو قائم رکھے گا اور دشمن تمہارے اجتماع کو دیکھ کر مرعوب ہوں گے“

ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے کبھی اس کی منظم کوشش نہیں کی، کہ ان کی اجتماعی زندگی کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے، ان کی معاشرت میں تفریق و تقسیم کی بجائے ویشی نہ ہونے پائے اور ہر حال میں ان کی کچھتی، یکجہلیت، اور موافقت باقی رہے، وہ یا تو میدان جنگ میں لڑتے اور لڑنے کے بعد ملی نظم و نسق میں مشغول ہو جاتے، اور اس مشغولیت میں بھی دربار کی ریشہ دوانیوں میں لگے رہتے، ان تمام باتوں سے فرصت مل جاتی، تو اپنی تہذیبی اور تمدنی زندگی کو آراستہ کرنے میں لگ جاتے، اس میں شک نہیں کہ جس طرح ان کے جنگی کارنامے نمایاں ہیں، اسی طرح ان کی تہذیبی زندگی بھی قابلِ صد رنگ سے معور ضرور ہے، قطب مینار، فتح پور سیکری، اگر کا قلعہ اور تاج محل ان کی تہذیبی زندگی کی

شہادت آج بھی دے رہے ہیں لیکن اگر وہ اپنے ہم مذہبوں اور ہم وطنوں کے اخلاق، کردار اور سیرت کا بھی قطب بنا اور تاج محل بنائے رہتے تو آج ہندوستان کی تاریخ کچھ اور ہوتی،

خارجی اسباب | داخلی اسباب سے کم خارجی اسباب نہ تھے، ان میں سب سے اہم سبب قانونِ دراثت کا نہ ہونا تھا، ہندوستان میں مسلمانوں نے جو حکومتیں قائم کیں، وہ خاصۃً اسلامی حکومتیں نہیں کی جاسکتی ہیں تو کسے سلطنت پر بیٹھے والے مسلمان ضرور یہے لیکن انھوں نے اپنا طرز حکومت خلفائے راشدہ کے طرز حکومت کے مطابق قائم نہیں کیا، اسی لئے وہ اسلامی عقائد کے پابند ہونے کے باوجود اسلامی طرز حکومت کے پیرو نہیں کہلا سکے جاسکتے،

دراثت کے جھگڑے | اسلام نے حکمرانی میں خاندانی وراثت کو جائز قرار نہیں دیا ہے، سلاطینِ دہلی کے عہد میں امرا جن پر فوجی امرا بھی شامل تھے، خاندانی وراثت کو تسلیم نہیں کرتے تھے، اسی لئے بعض سلاطین کے پانشین ان کے لڑکے نہیں ہوتے یہ فوجی امرا اپنے قبائلی روایات سے بھی متاثر تھے انکی کوشش ہوتی کہ انتخاب شاہی خاندان کے افراد میں سے ہو، اس لئے اصولی حیثیت سے سلطان انتخاب ہی کے ذریعہ تخت نشین ہوتا، امراء اہلدار اور فضلا کسی ایک پر متفق ہو جاتے تو اسے سلطان ہونے کا اعلان کر دیا جاتا، اور سب اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے، اور اگر شاہی خاندان میں کوئی فرد جانشینی کے لئے نہ ہوتا، کوئی نہ اہل اور لائق فرد تخت نشین ہو جاتا، تو فوجی امراء میں سے کوئی آگے بڑھتا اور سب اس کو تسلیم کرتے، مگر اس کے لئے اس کو اپنا کیا لڑائی پڑتی، اس سے یہ فائدہ تو ضرور ہوتا کہ غرض اس کے لئے وہی کمر میں جاتا جو واقعی اہل اور لائق ہوتا، لیکن یہ پڑھ کر دکھ ہوتا ہے کہ مذہب اور اخلاق و آج کے لئے سلاطینِ دہلی کے پورے دور میں چودہ لڑائیاں لڑی گئیں۔

اس کی حکومت نہ انھیں نہ ان کی جگہ والے، عہد میں انتخاب کا جو فیصلہ

اور عاجلانہ اصول تھا، وہ بھی جاتا رہا، اور ایک ہی خاندان میں حکومت تقریباً ۳۳ سال تک رہی، لیکن اکبری عہد سے جانشینی کے لئے شہزادوں میں باہمی لڑائیوں کی جو روایت قائم ہوئی، وہ آخر آخر وقت تک رہی، جہانگیر، شاہجہان، عالمگیر اور بہادر شاہ کس کو جانشینی کی لڑائی نہیں لڑنی پڑی؟ آخری دور میں تو صرف جانشینی کی لڑائیاں ہی رہ گئی تھیں، عالمگیر کی وفات مسئلہ میں ہوئی، اور نادر شاہ کا حملہ مسئلہ میں ہوا، اس اکتیس سال کے عرصہ میں سات لڑائیاں صرف جانشینی کے لئے ہوئیں، بہادر شاہ نے دو، جہانگیر شاہ نے تین، فرخ سیر اور محمد شاہ نے ایک ایک لڑائی، بہادر شاہ اول کے عہد سے تو صرف خانہ جنگی ہی ہوتی رہی، یہ لڑائیاں لڑی جاتیں، تو تخت تاج کی بنیاد ہل جاتی، کوئی لائق جانشین مل جاتا، تو پوری سلطنت کو اپنی زیر کی، ہوشیار علی اور مال نہ سے سنبھال لیتا، اور پھر اس کی آن بان قائم کر دیتا، لیکن کمزور اور نااہل جانشینوں کو اپنی جگہ خالی کرنی پڑتی، ابراہیم لودھی اپنے حریف بابریہ غالب نہ آسکا، سلیم شاہ سوری، ہمایوں سے بازی نہ لے پاسکا، اور آخری دور میں اکبر اور عالمگیر کے نالائق جانشینوں کی باہمی خانہ جنگیوں کی وجہ سے تو حکومت محض شام غریباں بن کر رہ گئی تھی،

قانونِ وراثت کے نہ ہونے کی وجہ سے ہر فوجی سردار کی نظر کسی نہ کسی شہزادہ کی طرف اٹھتی تھی، اور وہ اس کو اپنی بساط سیاست کا ایک مہرہ بنانا چاہتا تھا، اس لئے ہر شہزادہ کے ارد گرد کچھ فوجی امرا جمع ہو جاتے جو اس کے دربار کو اپنی چالپوسی، تداحی، اور ریشہ دوانی سے سازشوں کا ڈھ بنا دیتے، اور آخر میں یہ سازش میدانِ جنگ سے لڑائی میں تبدیل ہو جاتی،

ان لڑائیوں میں بڑے بڑے جہانگیر، آزموہ کاہ اور لاکھ فوجی سردار مارے گئے، ان کے بعد اس کے شہزادہ معظّم اور شہزادہ اعظم میں جاجو کے میدان میں جنگ ہوئی، تو اس میں جو فوجی سردار مارے گئے ان کے کچھ نام یہ ہیں،

نور الدین علی خاں، مرزا نادر خاں، سید حسین خاں، سید ابوسعید، عنایت خاں، امان اللہ خاں،
 تربیت خاں، مراتب خاں، محمد باقر، محمد اسحاق، ابراہیم خاں، احمد خاں، دریا خاں، سید عبدلہ معوی
 خاں، ظفر علی خاں، شیخ حبیب اللہ دلاور خاں، ابراہیم بیگ بابری، حضرت قلی سیتانی، صلابت
 خاں، اعجاز خاں، شہر قلی خاں، یوسف محمد بیگ خاں، زمان خاں عالم دکنی، راکو دپت بندیلہ،
 بھارتی چند، بھیم سین،

فرخ سیر کے عہد سے محمد شاہ کے دور تک امیر الامراء سید حسین علی خاں، اور قطب الملک
 سید عبداللہ خاں، اپنی مردانگی، جانبازی و لیری اور پامردی میں بے مثال فوجی قائد گذرے، لیکن
 دونوں خانہ جنگی کے سلسلہ میں بے اہل ہوئے، خانہ جنگی کی جنگ میں ان سرداروں کی موت سے
 پوری فوج کو بڑا نقصان ہوتا رہتا، لائق سردار میدان جنگ میں کام آجاتے، تو پھر فوج کی کارکردگی
 کو برقرار رکھنے والا کوئی نہ ہوتا،

نفاق پروری | جو سردار جانشینی کی جنگ میں نہ مارے جاتے، چاہے وہ مخالف جماعت ہی کے کیوں
 نہ ہوتے۔ دربار سے کسی نوکسی طور پر ضرور منسلک ہو جاتے، اور میدان جنگ کی کہ درت دربار کے
 دیوان عام اور دیوان خاص میں حاضر ہوتی رہتی جس سے دربار سازشیں اور ریشہ و دانیوں
 کا مشغلہ مرکز بن جاتا، جہاں درشاہ سے بہادر شاہ ظفر تک دربار کی تاریخ نفاق پرور ریشہ و دانیوں
 اور ہلاکت خیز فتنہ انگیزیوں سے پُر ہے،

بہمی کشمکش | انتظامی اور فوجی عہدوں سے ملے جلے ہونے سے ایک بڑا ذرہ تو یہ ضرور ہوتا رہا
 کہ مرادیں سپہ گری اور سیاسی ہوشمندی کی برسی جامعیت پیدا ہوتی رہی، جانباز فوجی قائد اعلیٰ قسم
 کا سیاسی مدیر بن جاتا، اور منصب قدرتی ایک سے مالگیر ہو کر ایک ہی بہت سی حالتیں پیدا ہو گئیں
 لیکن اس کے باوجود ایک ہیوی بھی تھا کہ جو مرادوں کی بہمی کشمکش میں شکست کھا جاتے تو وہ میدان جنگ میں

پہنچ کر موقع پاتے ہی انتقام لیتے، نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تو کرناں کے میدان میں نظام الملک نے سعادت خان اور خان دوراں کو خاطر خواہ مدد اس لئے نہیں پہنچائی کہ دربار میں وہ دونوں ان حشیہ کی بنا پر بازی لے جاتے تھے، اور وہ ان دونوں کی پسپائی کو اپنی فتح و کامرانی تصور کرتا تھا۔ سلطان دہلی کے زمانہ سے مالگیری عہد تک جو بھی فوجی سردار غیر معمولی جنگی کامیابی حاصل کرتا، اس کے شاہی آقا اور معاصر امر اس کو مشکوک نظروں سے دیکھنے لگتے کہ کہیں وہ سیاسی اقتدار کا دعویدار بھی نہ ہو جائے، اس لئے اس کی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے اس کو حوصلہ فرسائے، آزمائشوں میں مبتلا کر دیا جاتا،

امارت کے بُرے نتائج | فوجی قیادت اور امارت لازم ملزوم بن گئیں تو امارت سپہگری پر غالب آگئی، کیونکہ امارت کے ساتھ دولت کی فراوانی نے اچھائیاں کم اور برائیاں زیادہ پیدا کیں، فوجی امر میں نہ صرف راحت پسندی اور تن آسانی آنے لگی، بلکہ جاہ و جہت کی بے جا ہوس سے اُن میں رشک و حسد اور تفاق و روبرو بڑھتا گیا، جس سے اُن کے اچھے اوصاف زائل ہوتے گئے، اور اُن کا کردار گہرا گیا اور ان ہی کے ہاتھ میں معاشرتی زندگی کی بھی قیادت تھی، اس لئے عام معاشرتی زندگی بھی روز بروز گہرائی میں چلی گئی، اور گہرائی ہوئی معاشرت پر سیاست کی بنیاد مستحکم نہیں ہو سکتی ہے، معاشرت گہرائی تو سیاست بھی گہرائی اور پھر سلطنت کے گہرائی میں کیا دیر لگتی ہے،

بابر نے اپنی بے سروسامانی میں اپنے میں جو آہنی عزم پیدا کیا تھا، وہی اس کے فوجی سرداروں میں بھی پایا جاتا تھا، ہمایوں نے اپنی غریب لوطی میں صبر، استقلال اور ہمت کا جو اعلیٰ نمونہ پیش کیا، اُس کے ہمراہیوں میں بھی پیدا ہوا، اکبر نے اپنی بہادری اور شجاعت اپنے فوجی منصب داروں میں بھی شہرت کر دی تھی، جہانگیر نے اپنی محبت و شفقت سے اپنے زیادہ تر فوجی امرار کو اپنا دلدادہ بنا رکھا تھا، شاہجہان کی ہوشمندی، اولوالعزمی، اور فیاضی نے اُس کے فوجی سرداروں کو تاج و تخت کے گرد جمع کر رکھا تھا، ملکی

کی بیدار مغزی اور ہوشمندی سے فوجی امراء بے قابو نہیں ہونے پائے لیکن جب بادشاہ وقت میں خود
 اچھی قیادت کی صلاحیت باقی نہیں رہ گئی تو امراء میں بگڑنے کے تمام جراثیم پھیلنے سے پیدا ہو چکے تھے
 بادشاہ وقت کی گرفت ڈھیلی ہوئی تو وہ خود بھی ڈوبنے اور اپنے ساتھ اپنے منظم لشکر کو بھی ڈوبنے
 بہندوستانی فوجی امراء کے گھر نہیں دولت آئی تو عیش و عشرت ان کی گہرے ہو گئی ان کے درباروں
 میں ان کے شاہی اوقاد ان کی شان و شوکت نظر آتی۔ دربار عشرت اور شوکت ان کا گریباؤ نہ کرتی
 ان کی اولاد کو کوئی یقینا بالکل ہمارا بنادیتی، کیونکہ یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ ان کا نام خاتم غلام
 علیہ السلام، خانی خانات، مہاراجا خانات، راجا خانات، منظم خانات نے اپنی ہزاروں
 امریکا کی دہائی سے سو لاکھوں اور ستر سو صدی میں منسل سلطنت کو باہم غرض پر ہونے پر ان کی
 کسی کے لئے اور پوسٹے لئے ان کی مشہرت اور ناموری حاصل نہیں کی، عمیر منیہ کے امریکا
 ہوتے مگر امراء کی تہی ہمدوں میں ہیں لیکن بہت کم امراء ایسے ہیں جن کے کردار و سیرت کی بندہ کی
 قربانی اس کے موافق نہ کی ہے۔ یہ دوتا کی زندگی کے باریکہ پہو ہی پر ماتم کیا ہے جس سے
 اس کے لئے کہ وہ وزیر و زما کارہ ہونے جا رہے تھے۔

لیکن فوج اور سلطنت کا نام اس وقت تک سنھتا رہا جب تک ترکستان
 ایران اور آفغانستان سے چھے اچھے و مات آتے تھے لیکن ستر سو صدی
 کے بعد ان تمام چھی عمدہ حیثیت اور ریاست کے لوگ منقود ہو گئے اس لئے ان کا کوئی
 اثر نہ رہا۔ دست ان نہیں آیا اور بایا بھی وہ دربار کے ہندوستانی اور غیر منہدوستانی امراء کی شاہی
 میں بگڑ کر غلام پاسکے۔ خوجہ میں ہندوستان کے شمال مغربی سرحد کے پار کے لوگ لشکر و
 سے ہائی تہ و میں پہا کرتے تھے لیکن ہندوستانی اور غیر منہدوستانی کی تفریق میں ان کی بھرتی دن بدن
 کم ہوتی گئی، اور فوج کا زیادہ حصہ منہدوستانیوں ہی پر مشتمل رہنے لگا جس سے فوج کی کارکردگی کی

کیفیت پر بڑا اثر پڑا، لشکر میں نو مسلموں کے علاوہ مسلمانوں کے ہندوستانی عناصر تو وہی تھے جو نلا افغانی یا تورانی تھے لیکن یہاں اگر ان کے وہ سپاہیانہ اوصاف باقی نہیں رہ گئے تھے تو ان کے پرانے وطن کے لوگوں میں پائے جاتے تھے، اس کی وجہ یا تو یہ ہو سکتی ہو کہ یہاں آکر انھوں نے دولت پائی تو وہ جفاکش نہ رہے، یا یہ کہ یہاں کی آب و ہوائ نے ان کو راحت پسند بنا دیا، اور راحت پسندی کے ساتھ منہ و نمائش کے زیادہ عادی ہو گئے جو حکومت کی بنیاد کو کھوکھلی کرنے میں بہت معاون ہو ا کرتی ہے،

فوجی کیپ میں راحت پسندی | یہ راحت پسندی اور نمود و نمائش فوجی کیپ اور میدان جنگ میں بھی نظر آنے لگی تھی، فوجی کیپ میں حرم کی بیگیاں اور شہزادیاں بھی ساتھ رہتی تھیں، بعض فوجی امرایکسا تو ناچنے والے کیزین بھی ہوتے، خیمہ و خگاہ اور دوسرے ساز و سامان کی اور بھی فراوانی ہوتی، کیپ کے یہ عیاشانہ لوازم غیر معمولی فوجی قیادت کے زمانہ میں تو غنیمت کو مرحوب کرتے رہے لیکن جب قیادت میں پرانی آن بان باقی نہیں رہی تو یہی شوکت و شان و ہال جان بن گئی، کیپ ایک متحرک ٹھکانہ بن گیا، جس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں بڑی دیر لگتی، فوج کی تیز گامی اور باد پائی پر اثر پڑتا، اور غنیمت خاندے اٹھاتے رہتے، غریبوں نے منلوں کے آخری دور میں جب اپنی فوج کی تنظیم کی، تو ان کی نقل و حرکت میں آسانی اس لئے ہوتی کہ ان کے ساز و سامان کے پر شکوہ مظاہرے نہ ہوتے،

غیر ترقی یافتہ جنگ | منزل جب تک بہت دُست در دست میں لڑتے رہتے، وہ اپنی توپوں اور آتشیں اسلحہ کو بہت ترقی یافتہ سمجھتے رہے لیکن ان کو منہ سے قندھار اور بدخشاں کی ہم عمریں اندازہ ہوا کہ ان کی توپیں زمانہ کی رفتار کے ساتھ نہیں دے سکتی ہیں، اور ان کی توپیں بہت بڑی سی تھیں تو زبردستی ان کو ہلکا کر دیا گیا۔ قندھار میں کٹر و فرود تھیں، یا پھر جس تیزی اور جالا کی سے آتشیں اسلحہ اور آتشیں اسلحہ کو ہلکا کر دیا گیا۔ اس لئے کہ ان کی توپوں کی مرستہ کر سکتے تھے، ہندوستانیوں میں اس طرح کی ہمارت نہ تھی اس تجربہ کے بعد معلوم ہوا کہ اپنی توپوں کو ترقی دینے کا موقع تھا لیکن انھوں نے قندھار منہ لگا کر دیا۔

پہلے اپنے اقتدار اعلیٰ کا دعویٰ واپس لینا پسند کر لیا، لیکن اپنی توپوں کو موثر اور بہتر بنانا گوارا نہیں کیا، چنانچہ
 نوے سال کے بعد نادر شاہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا، تو مغلوں کی بڑی بڑی توپیں جن کو پانچ پانچ سو
 اور ہزار ہزار کی گنت تھیں، کھینچتے تھے، جنھیں نمایاں بن کر لگھن، اور ایرانیوں کی ترقی یافتہ ٹکی توپوں نے دھونڈا
 پیدا کر دی کہ مغل فوج کو سپر ڈالنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، اور جب انگریز ہندوستان آئے تو ان کی توپوں
 کے مقابلہ میں ان کی توپیں اور بھی ناکارہ ثابت ہوئیں،

طریقہ جنگ میں ترقی | مغلوں کو اپنے سواروں کے طریقہ جنگ پر بڑا ناز تھا، وہ ہندوستان میں اپنے طریقہ
 نہیں ہوئی | کو ان سواروں کی تیز گامی اور چابکدستی کی بدولت شکست دیتے رہے، لیکن نادر شاہ

کے مقابلہ میں جب ان کی فوج میدان جنگ میں اتری تو ان کو محسوس ہوا کہ ان میں اور ایرانی فوج کی
 تنظیم و ترتیب اور سواروں کے ماہرانہ رابطہ میں وہی فرق ہی جو برصغیر راج کو شہاب الدین غوری
 اور رانا سانگا کو بابر کے سواروں کی تنظیم و ترتیب اور طریقہ جنگ میں فرق محسوس ہوا تھا، فنون جنگت
 ترقی کر گئے تھے، لیکن ہندوستان کے حکمران ان کو اختیار کرنے میں بہت پیچھے رہ گئے تھے،

تاریخ کی نیزنگیاں | مسلمان حکمرانوں کی حکومت کے زوال میں ہندوستان کی تاریخ کی نیزگیوں کو بھی

دخل ہے، یہاں کسی کی حکومت بہت دیر پا نہیں رہی، موریا خاندان تقریباً ۴۰۰ سال حکمران رہا، تھیں
 نے ۱۹۰ برس تک حکومت کی، کشاں ۲۰۵ سال سے زیادہ حکمرانی نہیں کر سکے، گپت خاندان کا راج
 ۳۵۰ برس تک رہا، سلاہین دہلی کی مدت ۳۲۱ سال رہی، آہستہ مغل بادشاہوں کا دور حکومت بڑا طویل
 رہا، اور یہ طویل مدت ان کی طاقت اور حشمت کے علاوہ ان کی مقبولیت کی بھی دلیل سمجھی جاسکتی ہے، ان کے
 بعد تو انگریزوں کی باضابطہ حکومت ۱۹۰ سال سے زیادہ نہ رہ سکی،



اغلاط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶ حاشیہ	۲	۵۲	۵۲
۲۹	۱۰	۵۲	۵۲
۲۹	۱۵	دلیپ رائے	ولیت اے
۳۷	۱۵	تراووک	تراوٹہ
۱۸۵	۱۲	فیصلہ	قبضہ
۲۱۲	۹	.	۵۳
۲۲۶	حاشیہ	تذکرۃ الوفات	تذکرۃ الوقفات
۲۳۱	۱۸	دغیرہ	دغیرہ کی
۲۴۹	حاشیہ	الیٹ	الیٹ جلد ہفتم ص ۹۶
۲۸۳	۲	صرت مجلس	صرت مجلس
۲۸۳	۳	انجن	انجن
"	۴	راے زمان شکر	راے زمان شکر
"	۶	ہوتی تھی	ہوتی تھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۳	حاشیہ	تاریخ فیروز شاہی	تاریخ شیر شاہی از عباس بیروانی
۲۸۵	۱۶	خبرت گزیناں	(البت جلد چہارم)
"	حاشیہ	۵۳ اکبر نامہ نامہ جلد سوم	۵۳ خبرت گزیناں
۲۸۸	۱۰	سیار	۵۳ اکبر نامہ جلد سوم
۲۲۸	۱۵	ہوسناکی	تیار
۳۵۶	۲	کھجور کے رستے	ہوننا کی
۳۹۲	۶	برنی ص ۳۰۲	(۲) کھجور کے رستے
۴۵۵	۱۵	ضفت	تزرک جہانگیری ص ۳۰۲
۴۸۶	۱	۳۳	صف
۴۸۹	۲	دونوں ان سے	۳۳۰
			دونوں اس سے

مصنف کی دوسری کتابیں

بزم صوفیہ: تیموری بادشاہوں شاعرانہ اور شاعرانہوں کے علمی ذوق اور ان کے دربار کے اہل شعرا و فضلاء کے مختصر تذکرہ کے ساتھ ان کے علمی و ادبی کمالات کی تفصیل اور آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی شاعری اور ان کے کلام پر تبصرہ۔
نائب: میر تقی میر ناسخ و آتش سے ان کے کلام کا تذکرہ۔
۳۶ صفحے قیمت: ہر
بزم مہلوکیہ: ہندوستان کے کلام سلاطین ان کے اہل شعرا و شاعرانہ کی علم نوازی اور اس دور کے علماء و فضلاء و شعرا مثلاً بہار الدین

دوشی مولانا مولانا سراج شمس تبریز، اخیر خیر و غیرہ کے علمی و ادبی کمالات اور ان کے کلام پر تبصرہ اور اس دور کے ممتاز شعرا و شاعرانہ اور ان کے کلام کا انتخاب۔

۳۵ صفحے قیمت: ہر
بزم صوفیہ: تیموریہ سے پہلے کے علم و صاحب مثنویات صوفیہ کرام شیخ علی ہجویری، خواجہ جیسری و خواجہ گیسو دراز وغیرہ کے مثنوی حالات و تعلیمات۔

۳۰ صفحے قیمت: ہر

ہندوستان کے وسطی کی ایک ایک کتاب

تیموری عہد سے پہلے کے مسلمان حکمرانوں کے دور کی سیاسی، تمدنی، ادبی و علمی تاریخ کی ایک کتاب جس میں ہندوستان کے وسطی کی تاریخ کے روشن پہلو میں ہندوؤں کی زبان سے لکھا ہوا ہے۔
۳۰ صفحے قیمت: ہر

بزم

بزم صوفیہ